هو الغفور الرحيم

الشعراء تلاميذ الرحمن

تذکرہ شعرای زبان اردوی معلے موسوم بنام تاریخی



بحسن تصحیح وزیبا تسطیر بادوان سعادت اقتران

مطبع منشی نولکشور میں بطبع مزین طبع ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد اوس نخلبند گلستان جہانکی رونق افروز چمنستان معانی ہے اور ثنا اوس گلچین
زمین وزمان کی بہار افزاے ریاض نکتہ دانی ہے جسنے عرائس معانی کو رياحين مبانی
پیراستہ اور ابکار افکار کو روائح ازہار بلاغت اور فوائح گلہاے فصاحت سے آراستہ
اور نونہالان گلشن لطائف کو عمائل ظرائف سے مزین فرماکے حجب بطون سے منصۂ شہود پہ
جلوہ نما کیا اور اپنی سحاب لطف وکرم کی آبیاری سے شورستان عدم استعداد کو روضۂ
رضوان بنایا سرو قدان باغچہ احسن تقویم اوسکے بہار خلق کی تعلیم سے مالامال اور نوباوہاے
گلشن تکریم برگ و بار حسن تنظیم سے چمن چمن نہال ہوئے شعر
اے موج نسیم کرم الطاف سے تیرے دیکھا نہیں اس گلشن ہستی میں کھٹکا
اور گلدستہ درود وثنا محدود و صلواۃ غیر معدود پیشکش بہار گلستان رسالت رونق بستان
نبوت آفتاب دوسرا آسمان اہتدا تاجدار لی مع اللہ خدیو انجم سپاہ ہے جسکے
مرحمت سے معطر ہر دماغ اور نسیم مکرمت سے ہر غنچۂ دل باغ باغ ہے خاک پا اوسکی نشان
گلشن صنائع کو غازہ ہے اور چمن زار فضاے بدائع اوسکی آبیاری سے تر و تازہ ہے علوم

اوس منبع جود و احسان سے اپنی موجون مین لهراتا ہے اور محیط شرائع اوس گوہر بے بہای
امتنان سے آب و تاب مین چشمۂ خورشید کا پہلو دبانا ہے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ
الاتقیاء الابرار ماطمی البحر الذخار وعب العجاج الثیار بعد اسکے ہیچ میرزا ابو محمد عبد الغفور
خالدی متخلص بہ نسّاخ ڈپوٹی مجسٹریٹ و ڈپوٹی کلکٹر ضلع راجشاہی معروف بہ رامپور بولیہ
ابن منشی قاضی فقیر محمد مرحوم صاحب جامع التواریخ وکیل عدالت عالیہ صدر دیوانی کلکتہ
ابن قاضی محمد رضا مغفور متوطن ضلع فریدپور باشش گزین دار الامارۃ کلکتہ نکتہ فہمان سخن سنجان
زمن کی خدمت مین عرض رسا ہے کہ یہان ہنوز باغچۂ عمر مین نسیم شعور کی آمد آمد اور فرش سبزہ
رشاد فضای سن و سال مین ممتد بھی نتھا کہ سر مین سودا ے گلدریان مضامین پیدا ہوا دل
غنچہ لبان معانی کا شیدا ہوا کلام اساتذہ کا شوق رہا غیرون کے سخن سے ذوق رہا اسو بڑے
دفون مین بہت سی دواوین نظر سے گذرے عرصۂ قلیل مین تذکرہ ہاے کثیر دیکھے بھون نے
داد سخن کی دی ہے جانفشانی و جانکاہی کی ہے ہر مضمون شیرۂ حیات ہے ہر معنی شاخ نبات
ہے ہر انداز شیرین غیرت شان انگبین ہے ہر طرز نمکین رشک لب شیرین ہے مینے بھی
چاہا کہ شربت تالیف سے کوزے بھرون اور اس قند کو مکرر کرون یعنی اس طرح کا
تذکرہ لکھون جسمین اشعار آبدار مین اطناب و اعجاز ہو اور احوال شعرا مین اختصار و ایجاز
اور حالات ابناے زمان کو بقدر طاقت بشری جامع اور حشو و زوائد کو مانع ہو بحمد اللہ
کہ یہ ناوک عزم ہدف مراد مین دوسار ہوا کہ بارہ ۱۲ برس کی محنت مین یہ تذکرہ شعراے
ریختہ مسمے بنام تاریخی سخن شعرا ۱۲۸۰ تیار ہوا وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

ردیف الالف

آباد تخلص محمد یعقوب علی خان خلف محمد اسحاق خان باشندۂ دھلی

ان خراباتیون کی صحبت نے	مجھکو آباد کیا خراب کیا

آباد تخلص مہدی حسن خان ولد غلام جعفر خان باشندۂ لکھنؤ ناسخ سے اصلاح لیتے تھے
سال تولد انکا ۱۲۱۲ بارہ سو اٹھائیس ہجری ہے انکے تین واسوخت اور ہر بحر مین
غزل کے ایک ایک دیوان ہے بعض دیوان اور واسوخت نظر راقم سے گذرے

ہمیشہ تذکرہ ہے مصحفِ رخسار جانان کا
کوئی ثروت مین بھی انداز غربت بسی جاتی ہے
ہجر مین اے رشک شیرین جان شیرین تلخ ہے
کیا عجب شوقِ اسیری مین اگر منقار سے
روشنی پائے سخاوت سے جہان مین نام ہے
پائیگا اکدن کمال سربلندی شکل بدر
ہے بجا اے گل اگر کہتے تجھے رشکِ بہار
رکھ لیا پردہ مرا قاتل تری تلوار نے
بجلیان روشن کرینگی قبر پر میرے چراغ
تیرے ہر ایک سخن مین ہین بہم دو پہلو
فوراً تڑپ کے حرف سے ہر حرف ہو جدا
گر سکندر کی طرح ہوتے میرے بخت رسا
طور کم کر نہ مرے بعد جفا کاری کا *
زلفِ دراز و ابرو و رخسار و چشم و لب
واللہ کیا ہے حسنِ بتِ پرغرور کا
بگڑ گیا جو نکلتے ہی روح کے نقشا *
شعبدے دکھلائے حسنِ یار نے ہر دم نئے
بیتاب وہ ہون چین نہ آئے لحد مین بھی
ہاتھ کیا اوسنے اوٹھایا سیکڑون بسمل ہوئے
خون گرفتہ نہ کوئی عشق مین ہم سا ہوگا
فقط امید ہے بخشش کی تری رحمت سے
مثالِ قصر گردون جنکے لاکھون قصر عالی تھے
مجھے یاد آگیا سجدہ بتون کی آستانے کا

کتابِ عشق نے حافظ کیا ہے مجھکو قرآن کا
نہ بھولا تخت پر یوسف کو صدمہ چاہِ کنعان کا
کام نامے کر رہے ہین تیشۂ فرہاد کا
بلبلین دامن پکڑلین دوڑ کر صیاد کا
ہر درم گویا چراغ مرقدِ حاتم ہوا
پایہ نیکی طرح جو برتواضع خم ہوا
پھول مرجھاتا نہین تیرے گلے کے ہار کا
جسم عریان پر ہے احسان زخم دامن دار کا
کشتہ ہون اک برق وش کی تیغِ نگاہ ناز کا
کبھی اقرار سے ہوتا نہین انکار جدا
لکھدون جو خط مین حال کبھی اضطراب کا
ہفت کشور چھوڑکر مین کنج عزلت مانگتا
حوصلہ تاکہ ہی دشمن کو نہو یاری کا
مارا ہوا ہون مین تو انھین تین چار کا
بندون کو شک ہوا ہے خدا کے ظہور کا
طلسم تھا کوئی یا اپنا خانۂ تن تھا
سامنے آنکھون کے یہان کیا کیا تماشا ہو گیا
میرے جنازے کو نہو آرام دوش پر
دے رہا ہے عاشقونکو موت کا پیغام رقص
دمبدم منتِ جلاد کیا کرتے ہین
وگرنہ عفو کے قابل مرے گناہ نہین
اب اونکی خاک اوڑتی پھرتی ہے دشتِ بیابان مین
کسی مسجد مین جب دیکھا کسی مین نے نمازی کو

دل لگانے میں تو ہے جور اوٹھانے کا مزا ۔۔۔ لطف کیا ہے کہ جو معشوق ستمگار نہو

لطف جینے کا یہ ہے جان کسی پر نکلے ۔۔۔ نہ جیے وہ جسے مرنے سے سروکار نہو

کہیں فرقت میں جائیں اشک ہی ابر تر آنکھیں ۔۔۔ تماشا ہی لیے پھرتے ہیں ہم کشتی میں طوفانکو

ورسے اوسکے لڑگئی تقدیر پشت آئنہ ۔۔۔ مہر سے [illegible] ہوئی توفیق پشت آئنہ

خیاط قطع کر تو سمجھ کر لباس یار ۔۔۔ رشتہ مری حیات کا اوس پیرہن میں ہے

آبر تخلص تفضل حسین شاگرد اسیر

خاکساری کا اگر مرتبہ حاصل ہوجاے ۔۔۔ ہے ولا پھر طلب نسخۂ اکسیر عبث

آبرو تخلص نجم الدین معروف بہ شاہ مبارک باشندۂ دہلی شاگرد و عزیز سراج الدین علیخان آرزو حضرت محمد غوث گوالیاری کے نبیروں میں تھے محمد شاہ جنت آرامگاہ کے عہد میں وفات پائی بیشتر صنعت ایہام میں شعر کہتے تھے

کیوں چھپا ظلمت میں گر اوس لب سے شرمندہ تھا ۔۔۔ جان تجھ پانی مرے ہے چشمۂ حیوان کی جگہ

سر سے لگا کے پاؤں تلک دل ہوا ہوں میں ۔۔۔ یہاں تلک تو فن عشق میں کامل ہوا ہوں میں

دور خاموش بیٹھ رہتا ہوں ۔۔۔ اسطرح حال دل کا کہتا ہوں

شور ہے اوسکی اشکباری کا ۔۔۔ آبرو چشم تر قیامت ہے

نہ دیو ہے لیکے دل وہ جعد مشکیں ۔۔۔ اگر باور نہ ہو تو مانگ دیکھو

ابن رضا تخلص و نام سید ابن رضا لکھنوی کلکتہ میں آئے تھے راقم نے انکو دیکھا ہے

چبھے رقیبوں کے دل میں ہزاروں ہی کانٹے ۔۔۔ گلون کے گجرے جو ہم یار کو پہنانے لگے

آتش تخلص مرزا غلام حسین ولد مرزا اکرم اللہ بیگ باشندۂ ڈھاکہ شاگرد و داماد مرزا جان طپش عدالت دیوانی ڈھاکہ میں وکالت کرتے تھے

آپ تو محو فنا تھے جس طرح کانٹے کی اوس ۔۔۔ جنبش باد صبا کا اک بہانہ ہوگیا

آتش خواجہ حیدر علی خلف خواجہ علی بخش لکھنوی شاگرد مصحفی ۱۲۶۳ بارہ سو تریسٹھ ہجری میں انتقال کیا دو دیوان اونکے نظر راقم سے گذرے سواے غزل کے اور کسی صنف سخن پر قادر نہ تھے اشعار اونکے پر مضمون و بامزہ ہوتے ہیں

حباب آسا مین دم بھرتا ہون تیری آشنائی کا
نہایت غم ہے اس قطرے کو دریا کی جدائی کا

وصال یار کا وعدہ ہے فردای قیامت پر
یقین مجھکو نہین ہے گو رتک اپنی رسائی کا

نہین مٹتی ہے پتھر کی لکیر احباب کہتے ہین
رہے گا پاے بت پر نقش اپنی جبہہ سائی کا

نہین دیکھا ہے لیکن تجھکو پہچانا ہے آتش نے
بجا ہے اے صنم گر تجھکو دعوی ہو خدائی کا

حسن پری اک جلوۂ مستانہ ہے اوسکا
ہشیار وہی ہے کہ جو دیوانہ ہے اوسکا

وہ یاد ہے اوسکی کہ بھلا دے دو جہان کو
حالت کو کرے غیر وہ یارانہ ہے اوسکا

لیجاے خط شوق کبوتر غریب کیا
وہان جس جگہ مقام نہین جبرئیل کا

آتش یہی دعا ہے خدا سے کریم سے
محتاج اے کریم نہ کیجو بخیل کا

کونسا دل ہے نہین جس مین خدا کی منزل
شکوہ کس منہ سے کرون مین بت ہرجائی کا

کیا قتل اوسنے کہنے سے رقیب تیرہ باطن کے
رکھا گردن پہ اپنی دوست نے احسان دشمن کا

عالم منطق مصور ہے تری تصویر کا
منہ کتابی قطبی ہے خط حاشیہ ہے میر کا

کس خوشی سے دوڑ کر عاشق کٹاتی ہین گلے
نقش حب ای ترک جوہر ہے تری شمشیر کا

حیف کی جا ہے نہووے نرم جو ہر لب وسکی بان
پرورش پایا ہوا یہ آدمی ہے شیر کا

دہن اوس روے کتابی مین ہے یرنا پیدا
اسم اعظم وہی قرآن مین نہان ہے کہ جو تھا

گھڑی بھر رو کے کوی یار مین یون زنگ دل دھویا
کہ کپڑا جیسے مفلس نے کھڑے گھاٹ جا کے دھلیا

آئے تھے لوگ بیٹھے بھی اوٹھ بھی کھڑے ہوئے
مین جا ہی ڈھونڈھتا تری محفل مین رہگیا

حال مجنون تو نہین نوع دگر دیکھا مجھے
ساربان آج ہی کیون چہرۂ لیلی اوترا

دم آخر بھی بالین پر مرے ہمراہ یار آئے
رقیبون نے محل باقی نہ رکھا عذر خواہی کا

سلامنے ہوتی نہین اوس شمع رو کی اپنی آنکھ
اے صبا محفل سے پروانہ کے خاکستر اوٹھا

اسقدر نازان نہواے شیخ اپنی زہد پر
بندگی کرتے ہے تو شاید خدا ہوجائے گا

کسی کے محرم آب روان کی یاد آئے
حباب کی جو برابر کوئی حباب آیا

شب فراق مین مجھکو سلانے آیا تھا
جگا یا منے ہوا فسانہ گو کو خواب آیا

عذاب گور سے واعظ نہایت ہے ڈراتا ہے
ہمارے ساتھ پیوند زمین کیا آسمان ہوگا

اے صنم تیری کج آنکھ سے ثابت ہوا
طبل و علم ہے پاس نہ اپنے نہ ملک و مال
یار کو مین کئے مجھے یار نے سونے نہ دیا
تکیہ تک پہلو مین اوس گل نے نہ رکھا آتش
سیل گریہ سے مرے نیند اوڑی مردم کی
آہ و نالہ سے سوا چرچا خموشی کا ہوا
جان ہے مجھ ناتوان کی مرغ بسمل کی تڑپ
روز سیاہ ہجر مین میرے جلے چراغ
خط دیکھے کیوں بکی زبانی یہ نامہ بر
جو کہ شاکر ہوا مقدر پر
خط نے غرور حسن کو کھویا ہے مہربان
تار تار پیرہن مین بس رہی ہے بوے دوست
واہ رے شانہ کی قسمت کسکو یہ معلوم تھا
قاصدون کے پاؤن توڑے بدگمانی نے مرے
دو مرینگے زخم کاری سے تو حسرت سے ہزار
فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہین اب
اوس بلا سے جان سے آتش دیکھیے کیونکر بچے
اللہ رے صبح عید کی اوس جور کو خوشی
اے ماہ چار دہ یہ گریز اب نہین ہے خوب
گویا زبان شمع جو ہوتی تو پوچھتا
جو پہنے اوسکو جامۂ عریانی ٹھیک ہو
جانب شیشہ جو دیکھون تو مغان کہتے ہین
میرے مرنے کی دعا مانگی وہ بت پر شکر تھا

رنگ اوڑجاتا ہے روے مردم بیمار کا
ہم سے خلاف ہوکے کرے گا زمانہ کیا
رات بھر طالع بیدار نے سونے نہ دیا
غیر کو ساتھ کبھی یار نے سونے نہ دیا
فکر بام و در و دیوار نے سونے نہ دیا
پاس رسوائی نے ہمکو اور رسوا کر دیا
ہر قدم پر ہے یقین یہان رہگیا وہان گیا
پروانون کو نصیب ہوا دن وصال کا
تحریر کا جواب نہ تقریر کا جواب
خط پیشانی کا پڑھا مطلب
مجبور ہو گئے ہین قضا و قدر سے آپ
مثل تصویر نہالی مین ہون یا پہلوے دوست
پنجۂ رشک سے کھلینگے عقدہاے موے دوست
خط دیا لیکن نہ بتایا نشان کوے دوست
چار تلوارون مین شل ہوجاینگے بازوے دوست
خشت زیر سر نہین یا تکیہ تھا زانوے دوست
دل سوا شیشے سے نازک دل سے نازک خوے دوست
شانہ تھا اور زلف معنبر تمام رات
بہلے کیا تھا کس لیے خوگر تمام رات
کٹتی ہے ہجر یار مین کیونکر تمام رات
اندام پر ہر اک کے ہے یہ پیرہن درست
آنکھون مین دختر رز کو پیے جاتے ہو عبث
کسطرف جاکر کرون مین سجدۂ شکرانہ آج

بوٹے سے قد کا تیرے نظارہ لگائیگا
پوچھتا ہے طنز سے کیا باندھی ہے کس پر کمر
پا نشین ہین یار کو میل سخن ہنوز
کوچہ یار مین سائے کی طرح رہتا ہون
کرتے ہین عبث یار سراغ پر طاوس
حرص دنیا حسن عمارتگر کو کرتی ہے خراب
حسرت جلوۂ دیدار عبث ہے مجھکو
مرتے ہین رشک کے مارے پس دیوار حبیب
لکھا ہے کس کے خنجر مژگان کا اوسنے وصف
جوشش وحشت مین جو ہون مائل رفتار قدم
یہ سعادت لکھی ہے قسمت مین کسکی دیکھیے
برابر جان کے رکھا ہے اوسکو مرتے دم تک
عطر گلاب ملکر حلقہ مین یار بیٹھا
خضر و مسیح کا ملتے ہین رشک سے گلا
یہ کہکے گشت گلپر اون کو ابھارتے ہین
مری ضد سے ہوا ہے مہربان دوست
دیوانگی نے کیا کیا عالم دکھا دیے ہین
دیدار عام کیجے پردہ اوٹھا دیجے
رخ انور دکھا کر خاک کا پیوند کرتے ہین
برہمن آنکھونکو ملتا ہے جو پاے بت پر
سرمہ منظور نظر ٹھہرا ہے چشم یار کو
دست نگین سے تری بیعت اوسے کروا
تمہین دیکھے تو مجنون سے سوا لیلی ہو دیوانی

کس کس نہ ہوشیار کو دیوانہ پن کی شاخ
باندھی ہے اس پہ کمر کھولون ترا شلوار بند
معدوم ہے کمر کی طرح سے دہن ہنوز
در کے نزدیک کبھی ہون کبھی دیوار کی پاس
زخمی کو نہین اوسکے دماغ پر طاوس
بہر زر کرتے ہین محبوبان سیم اندام رقص
چاہیے میرے لیے آئنہ خانہ شب وصل
شور کرتا ہے جو پازیب کا دانہ شب وصل
اک زخم دیکھتے ہین قلم کی زبان مین ہم
شہر ہستی سے ہے صحرائے عدم چار قدم
خون گرفتہ ایک مین ہون اور خنجر سیکڑون
ہماری قبر پر رویا کریگی آرزو برسون
بلبل پکڑنے آیا صیاد انجمن مین
تو بھی تو کر شہیدون کی اپنی زیارتین
سیر چمن کو چلیے بلبل پکارتی ہین
مرے احسان ہین دشمن پر ہزارون
پریون نے کھڑکیون کے پردے اوٹھا دیے ہین
تا چند بندہاے خدا آرزو کرین
حسین ہونے سے طوفان نوح کے فرزند کردیے ہین
رشک آتا ہے مجھے سنگ در یار ہو
نیلگون گنبد اٹھا یا مردم بیمار کو
ہاتھہ آجاتا اگر نبض مرجان مجھکو
تمہاری دلفریبی چھین لے خسرو سے شیرین کو

چال وہ چلتے ہو دل پستے ہین جسپر ہر قدم
کہتا ہے وہ شوخ آئنہ مین عکس سے آکش
بوسۂ خال کے سودے مین ہوا ہون بیزار
شمع رونے مرے اوٹہا سر مجلس جو نقاب
آدمی کے واسطے کچھ اور ہو وے پا نہو
پیامبر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا
کوچۂ تنگ مین ملتا ہے تو کہتا ہے وہ شوخ
کرینگے یار کو عُریان شب وصل
جلاتی ہے دل آتش طور کی طرح
میہمان ہون مین جگہ دین مجھے تکلیف کرین
بے عشق لوگ کہتے ہین ماہ چہار دہ
تصویر کھینچی اوسکے رخ سرخ فام کی
یہ صدا دیتی ہے خلخال اونکی ہنگام خرام
اکیلا پا کے نہین چھوڑنے کا مین تم کو
جمال حور و پری پر ہے طعنہ زن مٹی
ہمیشہ جھاڑتے ہین گرد پیرہن غافل
مشتاق اس قدر ہون خدا کے حضور کا
چنگا کیا ہے قتل مجھے تیغ یار نے
شب کو دم دیکے لیجاتا ہے کوے یار مین
چلنے مین ناز سے جو وہ رفتار آفتاب
کون فصل گل مین اے آتش نہین پیتا شراب
کرے جسقدر شکر نعمت وہ کم ہے
کچھ عشق مین مجنون نہین سو اسے نہ تو فرہاد

کام وہ کرتے ہو تم جسمین کسیکا کام ہو
تم کسیسے زیادہ ہو تو ہم تم سے زیادہ
تولیں مجھسے ترازو مین تو ہو تل بھاری
ایک پر ایک ہوا ساکن محفل بھاری
ساقی وسمے سبزہ و آب روان درکار ہے
زبان غیر سے کیا شرح آرزو کرتے
مرد ہے وہ کہ جو ہم کو سر میدان روکے
عیان ہو جائیگا راز نہانی
کسی پردہ نشین کی لنترانی
اوسکے اصحاب یسار اور یمین تھوڑی سی
منکر مقر ہوتے ہین تمھاری کمال کے
اک صفحہ مین قلم نے گلستان تمام کی
خاک مین ملجائے جسکو حسرت پابوس ہے
خیال خام ہے یہ میری پختہ کاری سے
بلاے جان ہوئی سرخ و سفید بن مٹی
نہین سمجھتے کہ ہے زیر پیرہن مٹی
سجدہ کردن جو بت بھی ملے کوہ طور کا
کشتہ ہی دل مرا اشرف امتیان کا
مین تو تھا ہی مجھسے بھی مرشد مرا دل ہو گیا
پاؤن کو پوجتے ہین پرستار آفتاب
بہتر سے ہے بھتر میخانے کے در پر اندنون
فرے ٹوٹتی ہے زبان کیسے کیسے
لیلی ہے نہ چھوٹی ہے نہ شیرین ہی بڑی ہے

نیرنگی زمانہ سے آتش عجب نہین
چھلا اوتارے دزد حنا دست یار سے

زٹل تخلص میر عبد الجلیل باشندۂ دہلی شاگرد معنوی جعفر زٹل

زلف ہے چہرے پہ یا جنجال ہے
جنبش ابرو ہے یا بھونچال ہے

اثر تخلص حسین علیخان لکھنوی خلف امیر الدولہ حیدر بیگ خان نائب آصف الدولہ بہادر ناسخ کے شاگرد ہین شعر خوب کہتے ہین صاحب دیوان و مثنوی گذری کلکتہ مین بھی آئے تھے

گر تصور مین وہ رشکِ مہِ کنعان ہوتا
دل مرا یوسفِ یعقوب کا زندان ہوتا

نہین چلتا صنم پر زور اپنی سینہ زوری کا
نہ ٹوٹا وصل کی شب ایک تار انگیا کی ڈوری کا

کسیکی گوری گوری چھاتیون پر مر گیا ہو نہین
پیالہ ہو مرے پہلون مین انگیا کی کٹوری کا

دلاسونے مین قندِ لب کا خاطر خواہ بوسہ لے
مثل مشہور ہے دنیا مین گڑ میٹھا ہے چوری کا

تعجب کا محل کیا ہے جو اڑ سکتی نہین چڑیا
یہ طائر رشتہ پر پا ہے تری انگیا کی ڈوری کا

بسکہ ورد آٹھون پہر نام اوس مہِ تابان کا ہی
بنگیا اختر مری تسبیح کا جو دانہ تھا

سنکے غل شب تا درِ زندان وہ آکر پھر گیا
شیونِ زنجیر خوابِ بخت کو افسانہ تھا

عالمِ بالا پہ کس خود بین کی رہتی ہے نظر
نصب ہے جو مہر کا چرخِ کہن مین آئینہ

کیا دین دہن کو نقطۂ موہوم سے مثال
عنقا کا ذکر کیا کرین عنقا کے سامنے

اثر تخلص سید محمد میر برادر خورد حضرت خواجہ میر درد دیوان اور مثنوی انکی نظر سے گذری اشعار انکے پُر درد ہوتے ہین

بیوفا تیری کچھ نہین تقصیر
مجھکو میری وفا ہے راس نہین

مر تو چلے کہان تلک اب در گذر کرین
یا ہم نہین اس آہ مین یا آسمان نہین

نہ لگا لے گیا جہان دل کو
آہ لے جائیے کہان دل کو

صرف غم ہم نے نوجوانی کے
واہ کیا خوب زندگانی کے

دوست ہوتا جو وہ تو کیا ہوتا
دشمنی پر تو پیار آتا ہے

ہر دم فزون ہین کجرویان روزگار کی
کچھ سیکھتا چلا ہے روش میری یار کی

اور تو کوئی نہین دام و قفس دامنگیر
تنگ آیا ہون فقط دل کی گرفتاری سے

چھپ چھپ کے دیکھنے کے فریب سب یہ آئے اثر
معلوم ہونگے جو کبھی اوسنے نگاہ کی
ہمین حیرت ہے آپہی تجھکو دیوین کیا جواب اسکا
کہ تجھہ بین اب تلک کسطرح بینے زندگانی کی

اثر تخلص عبد الرزاق ولد عبد الرحمن تمنا مقیم دہلی

ترا ہر ایک سے ملنا بتِ وفا دشمن
کرے گا دیکھیے کس کس سے آشنا مجھکو
گر چال کا نام آتا ہے آتی ہے قیامت
مضمون تری رفتار کا باندھا نکرینگے
کیا جانتا تھا وہ کہ ستم کیا ہے جو رکیا
باتین یہ سب ہین اس دل الفت شعار کی
مین اور یار اور شبِ ماہتاب ہے
یارب مجھے خیال ہے یا کہ خواب ہے
پامال غیر ہے مری نعش اوس گلی مین آج
مر کر بھی میری خاک پہ کیا کیا عذاب ہے
عشقِ بتان مین خاک بسر ہے تو اے اثر
دنیا خراب اور ترا دین بھی خراب ہے
ایک دن فاتحہ پڑھتا تھا کسی قبر پہ وہ
حیلہ اک اور بھی باقی ہے سو ہم دیکھینگے

اکرم تخلص سید غلام مصطفے زمیندار موضع مصطفے آباد متعلقہ الہ آباد

کب تصور مین تری زلف گرہگیر نہین
مجھسے سودائی کو کچھ حاجتِ زنجیر نہین

اکرم تخلص شیخ ہزبر حسین ولد مسیح اللہ بلگرامی

انکار مین بوسے کے کہین صبح نہ ہو یا رب
کیا وصل کی شب آہ یہ تکرار نکالی

اجمل تخلص شاہ محمد اجمل الہ آبادی برادر غلام قطب الدین مصیبت نبیرۂ شاہ خوب اللہ
۱۲۳۶ھ بارہ سو چھتیس ہجری مین انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے

ہو گیا تھا کہتے کہتے اندنون مین ہوشیار
پھر جو دیکھا کل مین اجمل کو وہی دیوانہ تھا

احسان تخلص حافظ عبد الرحمن خان خلف حافظ غلام رسول خان استاد و مختار مرزا فرخندہ بخت بہادر ابن شاہ عالم بادشاہ باشندۂ دہلی ۱۲۶۷ھ بارہ سو ستسٹھ ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گذرے

کبھی شادی کبھی غم ہے یہی عالم ہے عالم کا
مہِ عید اضحے گذرا تو چاند آیا محرم کا
سخت نادانی کی احسان جو کہا عاشق ہون
بھید کہتا ہے کسی سے کوئی دانا دل کا
کہان وہ گفتگو وہ نالہ وہ خانِ جلب رہنا
کسی کا کام ہمیشہ بنا نہین رہتا

موے پہ کون ہے اپنا مگر یہ سنگ مزار
مجھ پہ نہ ایک بار ہی کچھ خشمگین ہوا
سیاہ بختون کے رہنے کو اہل دید سے پوچھ
گلے سے لگتے ہی چبھنے گلے تھے بھول گئے

ہماری جان پہ گرتی ہے برق غم ظالم
یہ شام ہجر آئی شامت زدہ کہان سے
مجھکو مت ٹھکرا وبس چلتے سمجھکر دیکھکر
فائدہ تم جو مجھے نزع مین یار آئے نظر
مین جو مے پینے پہ آؤن تو سبو پی جاؤن
بہت دور ہے اپنے نزدیک تو بھی
اوسے پوچھے ہے جو احسان و فا پیشہ کبھی
کچھ سانس رکا آئے ہی رہ رہ کے یہ ڈر ہے
مرنے کے بعد آن کے کھلوائین پٹریان
کہتے ہین پلٹ گیا وہ رہ سے
چین تجھکو بھی نہو مجھکو ستانے والے
آشنا کس کے ہین سب یہ دیدہ ہین یہ دیدہ و دل
اونکے رونے پہ ہنسی آتی ہے مجھکو احسان

برا سے نام فقط اب سر مزار رہا
نامہ بھی واکیا تو وہ چین بر جبین ہوا
کہ مثل سرمہ رکھے ہین وہ چشم یار مین جا
وگرنہ یاد تھین ہم کو شکایتین کیا کیا
تجھے تو سہل سا ہے شغل مسکرانے کا
ہو رو سیاہ ایسے ناخواندہ مہمان کا
چال سب چلتے ہین لیکن بندہ پرور دیکھکر
ہے نہ یارا ے سخن اور نہ یارا ے نظر
گر عسس منع کرے اوسکا لہو پی جاؤن
تجھے یاد کا فر بہانے بہت ہین
بیوفا کون ہے کہتا ہے وہ عیار کہ تو
قاصد نہ کہین راہ مین کمبخت رکا ہو
آج آپ اپنے کشتے کی سنت پڑھا چلے
تقدیر اولٹ گئی ہماری
تو بھی ٹھنڈا نہ رہے جی کے جلانیوالے
ہین یہی دیدہ و دل آفتہ ڈوبانے والے
ڈوبے پانی کو ہین کیا آگ لگانے والے

احسن تخلص مولوی محمد احسن ولد مولوی حسن بخش متوطن کاکوری مقیم مین پوری

تجھسے دشمن کو دوست سمجھا
خال ابرو نے مار ڈالا
رونے پر آگے ہنستے تھے ہم
احسن کیون چپ ہو کس کی سہے یاد

دل نے مرے ساتھ دشمنی کی
کعبہ والون نے رہزنی کی
اب روتے ہین بات پر ہنسی کی
کچھ ہمسے کہو تو اپنے جی کی

احسن تخلص شیخ فرزند حسن ولد شیخ حسین الدین ساکن قصبہ بالی

موباف جب پڑے گا تو کیا حال ہوئیگا
بالونکی بوجھ ہی سے وہ بل کھائے جاتے ہین

قربان جاؤن اونکے مین اللہ ری نازکی
پڑتی ہے چاندنی تو وہ کمھلائے جاتے ہین

احسن تخلص محمد احسن اللہ معصر آبرو کے تھے

نازک بدن یہ اپنے کرتے ہو تم جو غرہ
موہی کمر نے تم کو فرعون سا بنایا

اگ سی میرے دل کو لگتی ہے
جل گیا ہوان تمہاکے ہاتھون سے

یہی مضمون خط سے ہے احسن اللہ
کہ حسن خوبرویان عارضی ہے

احسن تخلص میرزا احسن علی خوشنویس دہلوی تلمیذ سودا و ضیا نواب آصف الدولہ مرحوم کی سرکار مین صیغۂ شاعری مین ملازم تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

حسن پر اپنے ہر اک مہ پارہ گرم لاف تھا
گھر سے وہ خورشید رو نکلا تو مطلع صاف تھا

ٹکڑے اوڑ جائینگے سینہ مین جگر کے احسن
تیرے نالون کا کوئی دن جو یہ انداز رہا

اشک گلگون کو نہین لعل و گہر سے پیوند
یہ رکھے سنگ سے نسبت وہ جگر سے پیوند

جو دل وہان گیا سو وہ مٹی مین مل گیا
تیری گلی مین خاک کرون جستجوے دل

گل جو اوس ترک ستمگر نے دکھائین آنکھین
برق نے ابر کی چادر مین چھپائین آنکھین

مل گئے خاک مین ہم پھر بھی تو اوس ظالم نے
نہ ملائین نہ ملائین نہ ملائین آنکھین

بزم مین اوسکی جو ہوتی ہے کبھی سرگوشی
دل وہ کہتا ہے کہ میرا کہین مذکور نہو

بوٹا سا قد اوسکا ہے اور چال مین چھل بل ہے
ہو کیون نہ بہار اوس پر اوٹھتی ہوئی کونپل ہے

احسن تخلص حسین علیخان خواجہ سرا مخاطب بہ احسن الدولہ شاگرد محمد رضا برق باشندۂ لکھنو راقم نے انکو کلکتہ مین دیکھا ہے صاحب سراپا سخن نے انکا تخلص حصین لکھا ہے

صنم کی آنکھون کی ڈورون کی خلق بسمل ہے
برش مین رکھتی ہے تلوار کا اثر رگ سنگ

صنم کو دیکھ کے پتھرا گئین مری آنکھین
عجب نہین ہے جو ہو رشتۂ نظر رگ سنگ

بتون کے ہجر مین وہ سخت جان ہون عالم مین
بجا ہے رشتۂ جان کو کہون اگر رگ سنگ

احسن تخلص احسن اللہ دہلوی شاگرد قاسم صاحب تذکرہ

اوسکی گلی مین احسن شب چوری چوری جانا	یہ چال ڈھال تیری خانہ خراب کیا ہے

احقر تخلص سید غلام نبی باشندہ دہلی بیشتر فارسی کہتے تھے

جسوقت فاتحہ کو اوٹھے دلربا کے ہاتھ	ماتم سے شل ہوئے مرے اہل عزا کے ہاتھ
زور بازار جنون ہے پوچھتے ہو حال کیا	کردیا شہری غزالون نے بیابانی مجھے

احقر تخلص بلدیو پرشاد ولد مہاسکھ رائے فرخ آبادی

فراق یار مین اس درجہ ضعف و ناتوانی ہے	کہ اسے دل سخت مشکل ہے بدلنا ہمکو کروٹ کا

احقر تخلص مرزا جواد علی قزلباش باشندہ لکھنؤ میر حسن سے اصلاح لی تھی کربلا اور نجف اشرف کی زیارت کی تھی

بزم مین اوسکے جو شب چاند کا مذکور چلا	اوٹھ کے مجلس سے وہین وہ بت مغرور چلا
ہووے نصیب جلد کہین وصل یار کا	احوال بے طرح ہے دل بیقرار کا

احمد تخلص صمصام الدین خلف انعام اللہ خان یقین مقیم دہلی سپاہی پیشہ تھے

تن کو جلائے یا کہ تو آنسو بہائے شمع	بنتی نہین بیان سمجھے بن سر کٹائے شمع
فراق گلرخان مین کھا کے داغ آہستہ آہستہ	کیا سینے کو اپنے مین نے باغ آہستہ آہستہ

احمد تخلص حافظ میر احمد علی شاگرد میر عزت اللہ عشق مقیم دہلی

ایسی تقصیر کیا ہوئی ہم سے	وہ خفا ہم سے ہے خدایا کیون
کیا غضب ہے کہ تو نے احمد کو	اسقدر دل سے ہے بھلایا کیون

احمد تخلص احمد بیگ قزلباش باشندہ دہلی قواعد سپاہگری مین خوب دخل رکھتے تھے

غضب سے ہاتھ مین جب تو نے تیغ کین پکڑی	نہ اوٹھ سکا ترے بسمل نے یہ زمین پکڑی
دل نہین وہ شئے کہ جو کافر بنے اور ٹوٹ جائے	ہم نہ مانینگے خدا کا گھر بنے اور ٹوٹ جائے

احمد تخلص حافظ غلام احمد باشندہ پنجاب

گر نہین ہین دست اپنے نارسا	اون کے پاؤن تک رسائی ہو چکی
نہ مجھکو رسائی ہے نہ خواہش ہے تمھین کچھ	پھر کون سی صورت جو ملاقات کی ٹھہرے

احمد تخلص مولوی احمد خان باشندۂ شاہجہان پور

کیا پریشانی مین ڈالا دل کو آج	مین نہ جانون کسنے کی تقریر زلف
مار ڈالے چاہنے والون کو وہ	دیکھی ہم نے عجیب تاثیر زلف

احمد تخلص احمد علی سررشتہ دار سرسری مقام الہ آباد باشندۂ سکندرہ

روبرو آئینہ رویون کے رہے ہے رات دن	بل بے قسمت [illegible] تقدیر روے آئینہ

احمد تخلص شیخ غلام احمد ولد شیخ امام بخش خان برادر زادہ کرنیل محمد زمان خان شاگرد الٰہی بخش خان عشقی والد انکے شیخ امام بخش ٹیپو سلطان کی فوج مین کپتان تھے انکا [illegible] مسکن کانپور ہے صاحب دیوان ہین

درد دوئی سے صاف رہی کیون نہ عشق مین	پہلو مین شیشۂ مئے وحدت ہی جاے دل

احمد تخلص نواب احمد علیخان بہادر مرحوم مسند نشین رامپور حالات انکے مشہور ہین حاجت بیان نہین کبھی رند تخلص بھی کرتے تھے

شوق میخواری تو دیکھو کہ مین بیخود ہو کر	رات دوڑا انکے لگا ساغر مہتاب پہ ہاتھ

احمد تخلص مرزا احمد شاہ دہلوی چھوٹے بھائی مرزا جمعیت شاہ ماہر کے

بہاے بلبل بیدل کا جب لہو صیاد	تو کیون نہ سامنے گل کے ہو سرخرو صیاد
بچاے جان کدھر عندلیب زار اے گل	پھرے ہے تلاش مین جب اوسکے چار سو صیاد

احمد تخلص مرزا احمد بیگ عم زادہ مرزا فاضل بیگ مقیم دہلی تذکرۂ شمیم احمدیہ مین مشہور تھے احمد بیگ قزلباش متخلص بہ احمد اور یہ ایک ہین یا نہین معلوم نہ ہوا اسلیے [illegible] لکھا گیا

ہوئی جو خاک اوس کوچے مین تو یہ آبرو پائی	لگی سو بار قدمون سے لگے سو بار دامن سے

احمدی تخلص مولوی نور الدین حسین ولد مولوی نصیر الدین حیدر وطن انکا امیٹھی مسکن الہ آباد

باغ مین زلفون کو اپنے تم نے جو شانہ کیا	سنبل تر رشک غیرت سے پریشان ہو گیا

احمدی تخلص شیخ احمد باشندہ قصبۂ زمانیہ

عالم کی تیری چشم نے حالت تباہ کی	دور فلک سے کم نہین گردش نگاہ کی
حیران کریگی آئینہ رویون کی دوستی	صورت کہاں نظر نہین آتی تباہ کی

احمدی تخلص خواجہ احمد علی مرحوم دہلوی شاگرد جرأت

جاتے ہی بزم مین جو اوسنے جھکائین آنکھین ۔ جب تلک بیٹھے رہے ہم نہ اوٹھائین آنکھین

اختر تخلص میر اکبر علی خلف میر عبد اللہ سرہندی پیرزادے تھے صنعت آتشبازی مین ید بیضا رکھتے تھے جرأت سے اصلاح لیتے تھے

تماشے کی ہے جا خم گشتہ جو لخت جگر نکلا ۔ عجب یہ نخل ہے جسمین بشکل گل ثمر نکلا
خواب راحت مین ولا ار سکو نہ تو ہاتھہ لگا ۔ چونک اوٹھے گا ابھی وہ جو کبھو ہاتھہ لگا
اللہ اللہ رے تری جلوہ گری کا عالم ۔ نہ لگی گرد کو بھی جسکی پری کا عالم
بزم مین کس کے رات جاگے تھے ۔ ہے جواب تک خمار آنکھون مین

اختر تخلص خواجہ عبد الغفار رئیس اعظم شہر ڈھاکہ خلف خواجہ عبد الغفور مرحوم شاگرد حافظ اکرام ضیغم ستوطن کشمیر الکا مولد و مسکن ڈھاکہ اشعار فارسی و اردو خوب کہتے ہین راقم کے دوستونمین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے واسطے بھیجے تھے

حیرت ہے اوسکے آنے پہ کیا تشکیک کرون ۔ سینے مین دل رہا ہے نہ جان آئی تن مین ہے
پھولا ہوا خوشی سے ہر اک گل ہے اے نسیم ۔ کس نو بہار حسن کی آمد چمن مین ہے
شمع روشن نہ سیہ خانۂ عاشق مین ہوئی ۔ جلوہ گر وہ نہوا کلبۂ احزان مین کبھی

اختر تخلص واجد علیشاہ بادشاہ لکھنو دیوان اور مثنوی انکی نظر سے گذری اندنون کلکتہ کے مٹیا برج مین تشریف رکھتے ہین

داغ دل سے رخ روشن نہ ملاؤ صاحب ۔ مہر کو آتشی شیشہ نہ دکھاؤ صاحب
حلقۂ چشم کو پابوسی کی حسرت ہے بہت ۔ آنکھہ مین بھی مع پاپوش سماؤ صاحب
طفل غنچے کے تو یون کان مروڑا نکرو ۔ خندہ زن ہو کے گلستان کو ہنساؤ صاحب
سیکڑے مین تن لاغر مرا الیلو سا تھے ۔ بادبان کشتی مے کا جو بناؤ صاحب
غمزہ و عشوہ و انداز و ادا سے مارا ۔ ناتوان ایک یہ جو رنگ ہوا چار کے ہاتھہ

اختر تخلص قاضی محمد صادق خان بہادر مرحوم ولد قاضی محمد نجل مرحوم باشندہ ہوگلی شاگرد مرزا قتیل لکھنو و اطراف لکھنو مین ہمیشہ عہدۂ عمدہ پر مامور رہے تذکرہ آفتاب عالمتاب

و محامد حیدری و دیوان فارسی اور ریختہ و گنج نیرنج وغیرہ بہت سی تالیفات اونکی مشہور ہین زبان فارسی خوب جانتے تھے فن شعبدہ مین کمال تھا کیمیا گر مشہور تھے اور بہت سے فنون مین دخل رکھتے تھے بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گذری تھوڑا عرصہ گذرا کہ انتقال کیا

سوز دل دیوان کا اپنی باعث تنظیم تھا
کر لیا بند اوسنے در کو دیکھتے ہی میری شکل
اے سمے تو سرخروسے اس بزم مین مدام
لخت دل پیہم جو آتے ہین چلے اشکون کے ساتھ
لطف بیجا سے ترے سب دشمن جان ہو گئے

مصحف رنگین خیالی باغ ابراہیم تھا
کھولتا تھا بند مین جسکے قبائے ناز کا
تونے اوٹھا یا یار سے پردہ حجاب کا
اشک کا ہر تار اک تسبیح مرجان ہو گیا
ابر رحمت ہے میرے حق مین طوفان ہو گیا

قطعہ

کل شیخ جیکے مجتہد عصر سا تھیا
کہنے لگا زراہ تبختر مجھے بد طینت
مین نے کہا کہ مین بھی ہون یہ خوب جانتا
گستاخی ہو معاف تو اک عرض مین کرون
مے ہو اور کنج باغ ہو ساقی ہو ماہ وش
گردن مین ہاتھ ڈال کے وہ شوخ بیحجاب
کھینچ اسکو اور اپنے ملا کر وہ منہہ سے منہہ
منت سے یہ کہے کہ ہمارا لہو پیے
اوس وقت مین سلام کرون قبلہ آپ کو
اور امتحان بلغیہ تو یہ آپ کا کلام
مستی و ہوش کسی نے کہین یکجا دیکھا
نیند بیمار کو ہر گز نہین آتی ۔ مگر
جگر آتش دل آتش دیدہ تر شعلہ آتش
تہمت سے قبا لاکھ ہو پیراہن یوسف

دکھلا کے باغ سبز ثواب و عذاب کا
معلوم ہوگا حشر مین پینا شراب کا
پر کیا کرون کہ ہے ابھی عالم شباب کا
لیکن نہ کیجیے مجھے مورد عتاب کا
اور کوئی بھی مخل نہو باعث حجاب کا
یہ ریش جس پہ جلوہ ہے رنگ خضاب کا
دے ذائقہ زبان کو دہن کے لعاب کا
گر پی نجائے جلد یہ پیالہ شراب کا
گر کچھ بھی خوف کیجیے روز حساب کا
قائل نہین ہے قبلہ کسی شیخ و شاب کا
ہان تری آنکھون مین ہم پاتے ہین بیداری خواب
مردم چشم تری رکھتے ہین بیداری و خواب
ہوا ہون سوز الفت سے سراسر شعلہ آتش
ہے جامۂ عصمت سے مزین تن یوسف

ہر سر مو مرا فوارۂ خون ہے اختر
نہ فقط دیدۂ پرنم ہے مرا مخبر اشک

ہے سوز دل کوہ مین بھی لب سے جو تیرے
ہر سنگ سے نکلی ہے شرار شفقی رنگ

کوچے مین پرنیادون کے جاتا ہے تو اختر
اوس راہ مین ہم سنتے ہین اکثر خطر دل

دیا بوسہ دہن کا اونے ہمت اسکو کہتے ہین
یہ تنگی اور بخشش سخاوت اسکو کہتے ہین

ڈرتے بیگانے نہ میرے بعد اوسکے یار ہوتے
ورنہ جی دے بیٹھنا کچھ عشق مین مشکل نہین

آہ آتشدم جو شمع خانۂ زنجیر ہو
اشک کا ہر قطرہ وہان پروانۂ زنجیر ہو

عمر جو گذری سو گذری فکر باقی کیجیے
ہے یہ آتش یادگار کاروان سوختہ

بسکہ اوسکا جلوۂ حسن جبین آنکھون مین ہے
ہر نگہ اک مرد حیرت آفرین آنکھون مین ہے

کیون نہ سوجھا حیف یہ نمرود اور فرعون کو
اوسکے بندے ہو کے عالم مین خدائی کیجیے

روز عاشق کو ترے بادیہ پیمائی ہے
شب کو بیچینی ہے بیتابی ہے تنہائی ہے

کیا تاسف سے تڑپتے ہین اسیران قفس
کچھ جو اوڑتی سی سنی ہے کہ بہار آئی ہے

ہون نالہ کش اون سرمئی آنکھون کا جو اختر
دود نفس سوختہ سینے مین فغان ہے

ہاتھ سے دل لے گئے جی سے قرار آنکھون سے خواب
چشم جادو بھی تری کیا صاحب تسخیر ہے

عجب ڈھب کی یہ تعمیر خراب آباد ہستی ہے
کہ پستی یہان بلندی ہے بلندی یہان کی پستی ہے

حصول جاہ کی تدبیر جو ہم لوگ کرتے ہین
ہماری سعی باطل دیکھکر تقدیر ہنستی ہے

دور اب وہ ہے کہ اختر جانیے جس بزم مین
ہے شراب دشمنی سے پر ایاغ دوستی

جگر ہر حال سوز آنکھ بھی رونے ہی پر غش ہے
الہی کیا کرون یہ سخت کار آب و آتش ہے

ہم آغوشی میسر کسکو ہوا سے سیمبر تیری
ولی اس فیض پہ نازان ترا ملبوس زرکش ہے

قلق ہے درد ہے کاہش ہے غم ہے ناتوانی ہے
فراق یار سے ہے یہ یا بلائے آسمانی ہے

اودھر قاصد گیا ہے اور ادھر جاتا ہے جی اپنا
جواب نامہ تک کسکو امید زندگانی ہے

اختر تخلص مرزا وحید الدین دہلوی نبیرۂ مرزا سلیمان شکوہ بہادر یہ شعر اونکے ایام نابالغی کے ہین

وان انہنے بلایا ہے کہ تو رات کو آنا
یہان ونکو نکلنا بھی میسر نہین آتا

یہ عمر اور یہ عشق کا آزار دیکھنا
اور دل پہ پھر یہ صدمہ شب انتظار کا

انگر تخلص حکیم اصغر حسین فرخ آبادی ولد منشی غلام غوث وکیل ملازم نواب سکندر بیگم فرمانروای بھوپال

نہ پڑھا اوسنے کبھی مثل خط پیشانی	نامۂ شوق کو تحریر مقدر جانا

انگر تخلص شیخ محمد عسکری عرف حیدری باشندہ اٹاوہ

رفتار کی ٹھوکر سے جگر تھا تہ و بالا	بجلی جو کمر اوڑ گئی اوسان ہمارے
جان عشق نے لی ہے حیدری کی	سوگند ہے مرتضے علی کی

انگر تخلص منشی فرزند علی وکیل عدالت مرزاپور باشندہ عظیم آباد

غرہ نما تھا سب حسینان زمن مین آئنہ	ہے مگر حیران تیری انجمن مین آئنہ

انگر تخلص احمد نور خان کوتوال مھوبا متعلقہ بوندیل کھنڈ ولد نور محمد خان رامپوری صاحب دیوان ہین

کیا خاک ناتوانی مین خط اوسکو لکھہ سکون	باقی نہین ہے قدرت تحریر ہاتھہ مین

انگر تخلص مرزا آغا جان باشندۂ ڈھاکہ شاگرد احمد جان عطش

ہوا ہون ہجر مین تیرے وہ ناتوان صیاد	کہ ایکسان ہے مرا جسم اور جان صیاد

ادب تخلص سید احمد حسین خان خلف سید رمضان علی خان شاگرد اصغر علیخان نسیم

ابتدا مین نہ یہہ سمجھے تھے کہ رسوا ہونگے	آخر کار مرے قتل سے پچتائے بہت
صبح تک جوشش تمنا مین رہا مین گستاخ	بیقراری سے مرے رات وہ جھنجھلائے بہت

ادراک تخلص مرزا باقر ولد مرزا انور علی اوستاد نواب محسن الدولہ بہادر باشندہ لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

ہے عشق نشتر مژگان جو مشغلہ دل کا	تو پھوٹ پھوٹ کے روئیگا آبلہ دل کا

آدم تخلص جہانگیر خان فرخ آبادی تلمیذ قوت

گرمی صحبت اغیار سے کر دل ٹھنڈا	مجھکو بھاتا نہین جھوٹا یہ ترا پیار کھیڑ

آذر تخلص ذوالفقار علیخان ابن حیات علیخان ابن معتقد الدولہ احمد علیخان ابن نواب یعقوب علیخان قلعہ دار دہلی برادر شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ بادشاہ شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب

شکر پر وہان زبان کھلتی ہے	شکوہ کرنے کی کیا مجال ہمین
مرے ستانے نے کام اوس سے اک جہان کے لیے	جو مین نہوا تو گردش آسمان کے لیے

آرام تخلص خیر اللہ خان تیرگر باشندۂ دہلی ملازم نواب ظفریاب خان صاحب تخلص شروع جوانی مین انتقال کیا

جی مین رکنا تو جبا رای رشک گلشن چھوڑ دے | خاک عاشق پر جھٹکتا کیون ہی دامن چھوڑ دے

آرام تخلص پریم ناتھ رائے کھتری باشندۂ دہلی تیراندازی اور خوشنویسی مین اچھا دخل رکھتے تھے صاحب دیوان گذرے

خون آنکھون سے نکلتا ہی رہا | دل کا فوارہ اوچھلتا ہی رہا

آرام تخلص لچھمن لال کایتھ شاگرد انشاء اللہ خان باشندۂ دہلی

ہم سے مجھسے یہہ کہتے ہو نہ تو یار سے مل | اوسکو سمجھاؤ ذرا یہہ کہ نہ اغیار سے مل
تری سلک در دندان کے ایسی آبداری ہے | کہ جسکے سامنے پانی در خوشاب ہوتے ہین

آرزو تخلص سراج الدین علیخان اکبرآبادی شاگرد میر عبد الصمد سخن مقیم دہلی فارسی بیشتر کہتے تھے ریختہ کمتر ۱۱۶۹ گیارہ سو اونہتر ہجری مین لکھنؤ مین انتقال کیا اور دہلی مین مدفون ہوئے بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گذری

اوس تندخو صنم سے ملنے لگا ہون جب سے | ہر کوئی مانتا ہے میری دلاوری کو
جان تجھپر کچھ اعتماد نہین | زندگانی کا کیا بھروسا ہے
میخانہ بیچ جاکر شیشے تمام توڑے | زاہد نے آج اپنے دل کے پھپھولے پھوڑے
رکھے ہین سیپارۂ دل کھول آگے عندلیبون کے | چمن مین آج گویا پھول ہین تیرے شہیدون کے

آرزو تخلص مرزا محمد علی ولد مرزا ابو جعفر تحصیلدار آور یہ ضلع کانپور باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

زاہد مین نوجوان ہون بھلا کسطرح نہ لون | دے جام سے جو پیر خرابات ہاتھ مین

آرزو تخلص مرزا علاء الدین عرف مرزا کالی خلف مرزا منور بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا آغا [illegible] ہے

بھڑکنے سے آگ کے ہوا ہے آسمان کیسا | اچھلا ہے زور جوش نالہ و فغان کیسا
[illegible] | آسمان کا آب ہوا [illegible] غمگسار آیا

وہان بے نیازیون سے نہین کچھ خیال بھی
ہم لب کو کس امید پہ کھولین دعا کے ساتھ

محفل مین تو اعدا کو بلایا مرے آگے
اور باتین بنانے لگے کیا کیا مرے آگے

آرزو کو بھی نہ افسوس قضا نے چھوڑا
عاشقون مین ترے اک یہ ہی رہا تھا باقی

آرزو تخلص سید طالب حسین

کبھی ہے آنکھ مین یہ حسن گلبدن کی بہار
کہ دل پسند نہین ہے کسی چمن کی بہار

ارشد تخلص مفتی ارشد علی خان بہادر وکیل نواب ناظم مرشدآباد کلکتے مین رہتے تھے
تھوڑے دن ہوئے کہ انتقال کیا راقم کے دوستون مین تھے

نزدیک اپنے یار ہے اور ہے وہ دور بھی
ہے قلب مین ہمارے سیاہی بھی نور بھی

ارشد تخلص مرزا عبدالغنی دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

صاحب ہماری جان بھی صدقے ہے دل تو کیا
بندہ کچھ ان ہٹون سے ہٹایا نہ جائے گا

دل کیا ملائین دل مین کدورت ہے آپ کے
دل ہم سے خاک مین تو ملایا نہ جائے گا

غم ہجر اور اوس پہ رشک رقیب
مرض مین مرض دوسرا ہو گیا

ارمان تخلص شاہ علی برادر ہیات جعفر علی حسرت شاگرد جرأت

کون کہتا ہے اجی تم سے نہ گھر جاؤ تم
پر کوئی بات تسلی کی تو کر جاؤ تم

تا سر بالین اوسے آنا قیامت شاق ہے
یہ دل بیمار جسکا نزع مین مشتاق ہے

دلا تو بستر غم پر جو یون کراہے ہے
بتا تو چاہے ہے وہ بھی جسے تو چاہے ہے

ارمان تخلص راجہ جنم جی متر نبیرۂ راجہ تیمبر متر شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم حوالی کلکتہ مین سونڑہی مین رہتے ہین راقم سے انسے ملاقات ہے انکا ایک تذکرہ شعرائے اردو نظر سے گذرا

کام اپنا نہ کبھی تجھسے مری جان نکلا
تن سے جان نکلی مگر دل کا نہ ارمان نکلا

رات بھر نالے کیا کرتا ہون گریہ دن کو
یو چھتے کیا ہین حقیقت مری اوقات کی آپ

آزاد تخلص خواجہ ضیاء الدین دہلوی

کہتے ہین نعش پر ترے آیا نہ جائے گا
لو خاک مین بھی اون سے ملایا نہ جائے گا

دعوی آب و تاب اودر اوس رشک مہر سے
منہ بھی تو آئنے سے دکھایا نہ جائے گا

شام وصال کم نہین روز وداع سے	کہتے ہین اکی جا کے پھر آیا نہ جاے گا

آزاد تخلص غلام علیخان مرحوم بلگرامی معاصر خان آرزو بیشتر فارسی و عربی کہتے تھے بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گذری

کیا دھوان دھار اوس مسی سے اوسکی ہے تحریر لب	دل جلو نکا یہ ہے دود آہ دامنگیر لب

آزاد تخلص محمد امیر الدین باشندۂ بریلی شاگرد عشرت

بن ترے سیر چمن کو نہ گئے ہم ورنہ	خندۂ گل نے ہمین خوب رولایا ہوتا
غفلت مین آپ کی مین گیا اپنی جان سے	فرمائیے تو آپ کا کیا مہربان گیا
وصل دلبر نہوا سیکڑون تدبیرین کین	سچ کہا ہے کہ ہر اک کام ہے تقدیر کے ہاتھ

آزاد تخلص سید محمد امین

پھیلا کے پاؤن قبر مین آزاد سو رہین	درکار ہے سوا ہمین دو گز زمین سے کب

آزاد تخلص مرزا اعظم شاہ دہلوی ولد مرزا عادل ابن مرزا سلیمان شکوہ بہادر سلیمان تخلص

ہم یہ سمجھے تھے چھپائے گا گنہگارون کو	پر بہت تنگ ہے محشر ترا دامان دیکھا
آزاد چپکا رہنا آٹھون پہر برا ہے	پھٹ جائیگا کلیجہ کچھ بات بھی کیا کر
وہ بن سنور کے ترا بیٹھنا وہ شرمانا	وہ دیکھ آئنہ کہنا کہ دیکھیے مجھکو

آزاد تخلص رام سنگھ باشندۂ دہلی بعد تحصیل کے اونکی بصارت زائل ہوگئی تھی

اندازون پیارے تری طرز تکلم اور ہے	طور چشمک اور ہے وضع تبسم اور ہے

آزاد تخلص کپتان الگزنڈر ہیڈرلی خلف مسٹر جیمس ہیڈرلی شاگرد زین العابدین خان عارف سرکار الور مین عہدۂ کپتانی پر مامور تھے ۱۸۶۱ء اٹھارہ سو اکسٹھ عیسوی مین بتیس ۳۲ برس کی عمر مین قضا کی دیوان انکا نظر سے گذرا

سامان قتل میرے لیے کیا ضرور ہے	خود نقص آپ مین نہ مری جان نکالیے
ابرو نہو تو تیغ ستم ریز کھینچیے	مژگان نہ ہو تو خنجر مژگان نکالیے

آزاد تخلص میر فقیر اللہ دکھنی

سب صنعتین جہان کی آزاد ہم کو آتین	پر جس سے یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

آزردہ تخلص مخدوم معظم جناب مولانا محمد صدرالدین خان بہادر دہلوی متوطن کشمیر صدرالصدور دہلی خلف مولوی لطف اللہ راقم کو دہلی مین رہنے کے ہنگام مین نیاز حاصل ہوا تھا حضرت کے علم و فضل کا حال مشہور ہے حاجت بیان نہین ۱۲۸۵ ہجری مین انتقال کیا

مرکر بھی ہمارا دلِ بیتاب نہ ٹھہرا
کشتہ بھی ہوا تو بھی یہ سیماب نہ ٹھہرا

پرزے پرزے نہ کرو نامہ مرا بن دیکھے
یہ بھی چھاتی سے لپٹتا ہے کہ منظور نہین

کاش مقبول ہو دعاے عدو
کیا کرون وہ بھی مستجاب نہین

تیری آنکھون کے دور مین کیا کیا
سحر رسوا نہین خراب نہین

مختصر حال چشم و دل یہ ہے
اسکو آرام اوسکو خواب نہین

عشقبازی کا منہ چڑاتا ہے
اب وہ موسم نہین شباب نہین

گھر سے گھبرا کے کھلے بالون ہر اک کھڑکی پر
کیون نکل آتے ہو دھوکے مین جو بیتاب نہین

اوسی کے سے کہنے لگے اہل حشر
کہین پرسش داد خواہان نہین

فلک نے بھی سیکھے ہین تیرے سے طور
کہ اپنے کیے سے پشیمان نہین

اے بلبلان شعلہ دم اک نالہ اور بھی
گم کردہ راہ باغ ہون یاد آشیان نہین

اے دل تمام نفع ہے سوداے عشق مین
اک جان کا زیان ہے سو ایسا زیان نہین

اچھا ہوا نکل گئی آہِ حزین کے ساتھ
اک قہر تھی بلا تھی قیامت تھی جان نہین

کٹتی کسی طرح سے نہین یہ شبِ فراق
شاید کہ گردش آج تجھے آسمان نہین

مین اور ذوق بادہ کشی لیگئین مجھے
یہ کم نگاہیان تری بزمِ شراب مین

تحقیق ہو تو جانو کہ مین کیا ہون قیس کیا
لکھا ہوا ہے یون تو سبھی کچھ کتاب مین

یہ عمر اور عشق ہے آزردہ جاے شرم
حضرت یہ باتین پھبتی ہین عہدِ شباب مین

ترے مجروح کے سینے مین کچھ گرمی سی باقی تھی
وہین بس ہوگیا ٹھنڈا جو کھینچا تیرِ پیکان کو

الجھنے کو بلا ہین آپ بھی کچھ خیر ہے صاحب
لگایا ہاتھ کسنے آپ کی زلفِ پریشان کو

مصر مین آج تجھے دیکھکے پچھتاتے ہین
سادہ لوحی سے جو یوسف کے خریدار ہوے

عالم خراب ہے نہ نکلنے سے آپ کے
نکلو تو دیکھو خاک مین کیا گھر کے گھر ملے

دل نے ملا دین خاک مین سب وضعداریان
جون جون رُکے وہ ملنے سے ہم پیشتر ملے
باہم ملاپ تھا یہ ترے دورِ حسن مین
یہ رسم اوٹھگئی کہ بشر سے بشر ملے

ازل تخلص مرزا آغا حسن خلف مرزا عباس لکھنوی شاگرد وزیر علی صبا

او گل بغیر تیرے جو رہتا ہون باغ مین
روتی ہے میرے حال پہ شبنم تمام شب

آسان تخلص لالہ سہج رام باشندہ الہ آباد

مرنے کے بعد تا بہ حشر آنکھین مری جو وا رہین
مجھکو تو کچھ خبر نہین کِسکا یہ انتظار تھا

اسحاق تخلص اسحاق علیخان لکھنوی ولد فدا علیخان شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر اولاد مین نواب سالار جنگ کی صاحب دیوان ہین

باریک بین کو آئیگی کیونکر نظر کمر
تارِ نگہ سے ہے او بتِ نازک کمر کمر
آبِ روان کی ٹیکے نے طوفان اوٹھا دیا
اے بحرِ حسن آگئی کیا موج پر کمر
مشتاق قتل سمجھے اوسے جیا ند عید کا
تیغِ ہلالی سے جو ہوئی جلوہ گر کمر
نہ کوئی گل ہے نہ بلبل نہ باغبان نہ صبا
خزان کے ہاتھ سے برباد ہے چمن کی بہار

اسد تخلص میر امانی باشندہ دہلی شاگرد سودا شاہ عالم بادشاہ کی عہد مین لکھنؤ کی راہ مین رہزنون کے ہاتھ سے مارے گئے

فلک تو نے ہی گرم کی بغل رات
ہم سرد ہوئے تھے ورنہ کل رات
بزم بتان ہو جام ہو خلوت ہو پھر تو بس
کافر ہون گر وہان مین خدا کا بھی ذکر کرون
مانے ہی کوئی وہ بتِ گمراہ کسو کے
گو آپ سفارش کرے اللہ کسو کی
اسد اس جفا پر بتون سے وفا کی
مرے شیر شاباش رحمت خدا کی

اسرار تخلص مرزا سپہر شکوہ دہلوی ابن مرزا طہماسپ ابن مرزا سلیمان شکوہ بہادر ساری عمر تلاش و صحبت اہل کمال مین بسر کی پندرہ سولہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

وہ جب سنتے ہین مین کہتا ہون یارب
یہ بجلی دیکھئے گرتی کہان ہے
پھر محو خیال رُخ جانانہ ہوا ہے
پھر شیشۂ دل اپنا پریخانہ ہوا ہے

اسرار تخلص مرزا بندہ متوفی فحش گو ولد مرزا مغل لکھنوی شاگرد صاحبقران

صاحب دیوان گذرے

بعد فنا یہ کھود یو میرے مزار پر — ان کیمیون سے کوئی نہ اپنا لگائے دل

اسعد تخلص مرزا اسعد بخت نبیرۂ شاہ عالم پادشاہ

تو اسعد غضب ہے کہ ہاتھون سے تیرے — نہ تسبیح ٹھہری نہ زنار ٹھہرا

اسلام تخلص شیخ الاسلام باشندۂ سہارنپور

ظلم ظالم کا پس مرگ بھی رہتا ہے بجا — ہین یہ بازوئے عقاب اب جو بنے تیر کے پر

اسیر تخلص تلبر از نصرانی مقیم دہلی شاگرد شاہ نصیر ٹرا زور آور تھا

شمع فانوس مین در پردہ جلی ہے دیکھو — شعلۂ آہ نکالی ہے جگر سے باہر
ہم اوس آئینہ رو کی ہجر مین یون زیست کرتے ہین — کہ سکتے کی سی حالت ہے نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین

اسیر تخلص خلیفہ گلزار علی خلف و شاگرد نظیر اکبرآبادی صاحب دیوان ہین —

ہم لے گئے وہ ہڈیون کی ڈھیر لحد مین — گریان زمین بھی ہوئے سیر لحد مین
خنجر کبوتر کو دیے لاکھ طرح کے ہین خیال — خاطر وسوسہ پرواز کا دیوانہ ہون
اک ہین سے نہین زخمی ابرو سے ستمگار — خورشید بھی تر خون مین نکلا ہے سحر کو

اسیر تخلص ہدایت علی وکیل عدالت دیوانی میرٹھ خلف سید امیر علی باشندۂ زیدپور توابع لکھنؤ شاگرد مصحفی و حسین علیخان اثر فارسی مین اسیری تخلص کرتے ہین

جوش جنون سے اوڑاتے ہین پھر اسکے ہاتھ پانون — چار نخل آشین ٹہنیا اب ہمارے ہاتھ پانون
گوہر مقصود ہاتھ آیا نہ پایا آشنا — بحر الفت مین ہزارا ماکھون ہی مارے ہاتھ پانون

اسیر تخلص منشی مظفر علیخان مخاطب بہ تدبیر الدولہ مدبر الملک باشندۂ امیٹھی مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی دیوان انکا نظر سے گذرا

غزل سے سلسلے ہے اعضا جنون تشنہ ساتھ کا — تشکات خامہ کی جان سے میرے گریبان کا
نشان کیا پوچھتے ہو تم ہمارے جسم لاغر کا — کہ رفتہ رفتہ سایہ بن گیا قد ہے سیہ ہے
کم شمر ہستی نہ تھی مرغی ہستی — آنکھ کھلتے ہی ہین تمام ہوا
موت مشاطہ کو آئی تو ملا بوسۂ زلف — تر ہاتھ مین ڈالا تو سودا ٹھہرا

خوف سے بھاگتے پھرتے ہین پریرو جو اسیر | ابن آدم مین نہ ٹھہرا کوئی حوا ٹھہرا

شیشہ ہاتھ آیا نہ ہمنے کوئی ساغر پایا | ساقیا لے تری محفل سے چلے بھر پایا

بام پر چڑھتے او ترتے ہو بہت کیا باعث | سچ بتاؤ ہے کلیجا تہ و بالا اپنا

آپ ہی ظلم کرو آپ ہی شکوہ اولٹا | سچ ہے صاحب روش اولٹی ہے زمانہ اولٹا

عالم کو معجز ید بیضا دکھاؤن مین * | لا بھر دے ساقیا مرے چلو مین آفتاب

کہنے کو یون جہان مین ہزارون ہین یار دوست | مشکل کے وقت ایک ہے پروردگار دوست

مست ایسا کر دیا مجھکو شراب شوق نے | محتسب سے پوچھتا ہون مین رہ میخانہ آج

ملا جسدن وہ تنہا بوسہ لینگے ہم زبردستی | ہمارا دانت ہے مدت سے اوس سیب زنخدان پے

قد ہو اگر خمیدہ تو لازم ہے تار اشک | لازم ہے اس کمان پہ چلا چڑھاؤن مین

اقید مجھکو طائر رنگ حنا کرے | ماتم سرا مین ہاتھ کسیکے نہ آؤن مین

ترے کچھ جوانی مین نہین ہے بیقراری کی | ہلا کرتا تھا گہوارہ ہمارا خود لڑکپن مین

نہ سہی گر تمہین منظور ملاقات نہین | کعبہ گھر آپ کا اے قبلۂ حاجات نہین

قد جو دونون کے خمیدہ صورت شمشیر ہین | ابروے پیوستۂ قاتل بھی کشتی گیر ہین

چاندنی مین کون آیا پاؤن مین ملکر حنا | جا بجا ہین سرخ بوٹے چادر مہتاب مین

الفت دندان جانان مین کٹی جاتی ہے عمر | ہے روان کشتی ہماری موتیون کے آب مین

گل تازہ ہے جو تن پہ ہمارے زخم کاری ہے | مگر شمشیر قاتل موجۂ باد بہاری ہے

بسکہ آنکھون مین روشنائی ہے | خار مژگان دیا سلائی ہے

جس سے سوئے شاہد مضمون * | جو رباعی ہے چار پائی ہے *

پینگے ہم ملا کر بادہ انگور تاڑی مین | اسے تاکا ہے ہم نے ساقیا اور اوسکو تاڑا ہے

اسیر تخلص میر اکرم علی ولد میر کرم علی باشندہ بریلی مقیم دہلی شعر بہت کم کہتے ہین

یہ بھی کوئی ادا ہے کہ شوخیون کے ساتھ | باتین ہین ہم سے اور نظر اغیار کی طرف

اسیر تخلص سید مثال نبی برادر خورد سید آل نبی الاغر خلف غلام نبی احقر باشندہ دہلی اپنے برادر کلان سے کسب سخن کرتے ہین —

ہچکیان بے وقت آتی ہین اسیر	وقت فرقت ہین کسے یاد آگیا
جواب نامہ نہ لکھنے سے یہ ہوا ثابت	ارادہ رکھتے ہین شاید وہ آپ آنے کا
خون اسی ہاتھونسے کشتون کا ہوا میرے بعد	رنگ لائی تری ہاتھون کی حنا میرے بعد
خط غیر کا اوس شوخ کو آیا مرے آگے	آیا مری تقدیر کا لکھا مرے آگے
قاصد ڈرتا ہے مانگتے خط	ایسا نہو وہ جواب دے دے

اسیر تخلص مولوی محمد حسن خان بہادر صدر الصدور مراد آباد ولد مفتی ابو الحسن باشندۂ بریلی

اب حبس دائمی کا گلہ کس لیے اسیر	زلفون مین کیون پھنسا تھا یہی ہے سزاے دل

اشتیاق تخلص شاہ ولی اللہ ولد شاہ محمد گل باشندۂ سرہند

چھوڑ کر تجھکو ہین اورسے جو لاگ لگی	نہین مہندی یہ ترے تلونسے ہے آگ لگی

اشراق تخلص حکیم محمد رضا خان لکھنوی ولد رضا علیخان ابن اﷲ یار بیگ خان رسالہ دار خواہر زادہ امیر الدولہ حیدر بیگ خان لکھنوی شاگرد ہجر صاحب دیوان ہین

صید کرنا ہے کسے بلبل دل کا منظور	تمنے پھولون سے جو گلدام بنائے گیسو

اشرف تخلص شیخ اشرف علی خوش نویس ولد شیخ مظہر علی باشندۂ قصبۂ مصطفے آباد عرف کسمندی مقیم لکھنؤ شاگرد نسیم دہلوی صاحب دیوان ہین راقم نے انکو لکھنؤ مین دیکھا ہے

سودا نہ اوسکا بعد فنا سر سے جائیگا	اشرف بلای جان رکھا ہم نے نام زلف
جواب تک بھی نہین یار دہبرن منہ مین	یہ خامشی ہے کہ گویا نہین زبان منہ مین
بسان آسیا گردش ہے بخت کو ہر دم	بہو نچنے دیگا نہ دانا بھی آسمان منہ مین
کچھ ایسی آپ کو بھائی ہے لذت انکار	نہین کی جا کبھی آتا نہین ہے ہان منہ مین

اشرف تخلص اشرف حسین خان متوطن الہ آباد شاگرد مہدی حسین خان تصدیق عدالت دیوانی شہر بنارس مین عہدۂ نظارت پر مامور تھے

ہے چیخ پہ کبھی تو کبھی کوہ و دشت مین	یک جا نہین مقام ہمارے غبار کا

اشرف تخلص اشرف حسین باشندۂ بنارس شاگرد ہادی علی بیخود عزیزون مین دم فنا حسین خانے

اعلی صدر امین کانپور کے ہین

اوس سرو کا قامت تو بلا خیز ہے اشرف	اسواسطے سے رنج دوبالا مرے دل کا

اشرف تخلص حافظ غلام اشرف دہلوی شاگرد میر قدرت اللہ خان قاسم موسیقی مین کمال رکھتے تھے

مطلب ہے لامکان سے نہ کچھہ کائنات سے	ہے مدعا فقط مجھے تیری ہی ذات سے

اشرف تخلص محمد اشرف ولد امام الدین باشندہ کاندھلہ

آتش دل سے ہوا ہے مجھے یہ ڈر پیدا	کہ مرے سینہ مین ہوئے نہ سمندر پیدا

اشرف تخلص میر اشرف علی خلف میر برعلی سب اسسٹنٹ سرجن اکبرآباد باشندۂ کلکتہ شاگرد حافظ ضمیر راقم کے دوستون مین ہین —

توتا ہے بیڑا اوٹھا نامہ لیجانے کو وہان	اگر ہو سبز تو سر خرو یہ سبز یہ ہوجائے گا

آشفتہ تخلص عظیم الدین خان مرحوم عرف بھورے خان افغان باشندۂ دہلی میر محمدی مائل اور فرزند علی مضمون سے اصلاح لیتے تھے بشیر مقطع مین انکے زلف کا مضمون ہوتا ہے آخر ایام مین شعر گوئی ترک کرکے کسب باطن کی طرف مشغول ہوئے تھے صاحب دیوان گذرے

ناخواندہ مرے خط کو اولٹا ہے پھرا لایا	قاصد کا گلہ کیا ہے قسمت کا لکھا لایا
نیڈت پوچھو ہاتھہ دکھاؤ فال کھلاؤ کوئی بر	بخت جو ہون برگشتہ اپنے کسکے پھیرے پھرتے ہین
پاؤن کو توڑ جو بیٹھے ترے در کے آگے	سر دیا یار پر اک گام نہ سرکے آگے
برگشتہ بخت ہم سے دیکھے ہین کم کسی نے	جب ہم ہوے مقابل وہ منہ کو موڑ بیٹھے
نبی کو خاطر اصحاب کیون نہو منظور	کہ زیب و زینت مجلس ہے چار یار و نسے

آشفتہ تخلص منشی محمد علی خان راجۂ ٹپیالہ کی سرکار مین متعلق ہین راقم نے انکو کلکتہ مین دیکھا ہے

خوب کرتے ہو عیادت ای مری رشک مسیح	آئے تب بالین پہ جب بیمار کا قل ہو گیا

آشفتہ تخلص حکیم مرزا رضا قلی ولد حکیم محمد شفیع اکبرآبادی مقیم لکھنؤ شاگرد میر سوز

جی تھا آنکھون مین یار تھا دل مین
اس قدر انتظار تھا دل مین

دم آخر جو ہچکی آتی تھی
وہ فراموش کار تھا دل مین

چلا ہے کعبہ کو آشفتہ پارسا بنکر
خدا جو بیٹھے بٹھائے اوسے خراب کرے

مرگیا اک صنم پر آشفتہ
موت ایسی خدا نصیب کرے

ہمیشہ آگ نکلتی ہے میرے سینے سے
الٰہی موت دے گذرا مین ایسے جینے سے

آشفتہ تخلص گلاب سنگھ کھتری باشندۂ دہلی منو نامی ایک زن خانگی پر عاشق تھا حسب جور فلک سے تنگ آیا خنجر آبدار سے اپنا سر کاٹکر مرگیا اس واقعہ کو چونتیس پینتیس برس کا زمانہ گذرا

پوچھتے کیا ہو کہ شب آشفتہ کیونکر مرگیا
اوسمین کیا باقی رہا تھا بندہ پرور مرگیا

جان دی عاشق نے تیرے شب کو اک ناکی ساتھ
آدمی تھا آخرش صدمہ اوٹھا کر مرگیا

نہ ہے جدائی مین زبس آشفتہ جینے سے تنگ
سن ہی لوگے اک نہ اک دن پھوڑ کر سر مرگیا

ہای یہہ غیرون سے کہنا اوسکا رک رک کر اب
مجھکو مت چھیڑو کہین آشفتہ یہان آجائیگا

زلفون سے بھی زیادہ کیا رنج نے دل پہ جو
کافر جو تھے سو تھے یہ مسلمان کو کیا کرون

اک نہ آنے سے تیرے اے ظالم
شکوے سو سو زبان پہ آتے ہین

دم کا مہمان ہے اور آشفتہ
بیخبر تجھکو کچھ خبر بھی ہے

آشفتہ تخلص امرناتھ پنڈت باشندۂ دہلی شاگرد تنویر

اندنون تم جو ہو آشفتہ پریشان خاطر
کس پہ ہوش آپ نے کھوئے ہین کہان دل آیا

آشفتہ بزم یار مین ساقی بنا ہے غیر
کیونکر یہ یون کہ کرتی ہے ٹکڑے جگر شراب

کی ہوگی اوسنے بادہ کشی بزم غیر مین
تلخی رہی جو میری زبان پہ تمام رات

دل مین آشفتہ ہے بتون کا خیال
لب پہ باتین ہین پارسائی کی

آشفتہ تخلص حکیم سید منور علی خان سررشتہ دار ضلع میرٹھ ولد سید علی نواز رضوی شاگرد مومن خان و نواب مصطفی خان شیفتہ وطن لکھنؤ بارہ مولد دہلی

جتنیون کا گھر ہے کہ دلگیرون کا کھیل ہے
دن مین ہزار بار بنا اور بگڑ گیا

وہ حق چال نے پھر یاد دلائی اونکی
گور مین بھی پس مردن نہ کچھ آرام آیا

چاند سورج تیری بالون مین نہین بالا سہر ۔۔۔ ہو گئے ہین مہر و مہ شب کو قرین بالا سہر
چلے وہ چال کہ دل سیکڑون ہوے پامال ۔۔۔ لگا لے آپ نے کیا عالم شباب مین پاؤن
وہ رند ہون کہ جہان ہون وہین گزک ہو پہنچے ۔۔۔ لگین شراب مین پر ساقیا کباب مین پاؤن
انھین یہ سوجھی فلک سیر کی ترنگ مین آج ۔۔۔ کہ چلکے دھوئیے اب طشت آفتاب مین پاؤن
ہجر کے صدمے سے کل جان نکل ہی جاتی ۔۔۔ گر خیال لب جان بخش نہ ہوتا دل مین
دربدر پھرتے ہی اب بنت عنب قدر نہین ۔۔۔ پوچھتا کوئی نہین دور شہ عادل مین
جنبش لب سے تری کشتہ نے جب جان پائی ۔۔۔ دم بخود رہ گئی شرما کے مسیحا دل مین
ہماری آہ سے ڈر ہی رقیب لازم ہے ۔۔۔ نہ ہو یہ تیر ہوائی دو سار پہلو مین
دل ستمزدہ و یاس و حسرت و حرمان ۔۔۔ انہیں ہین یہی دو تین چار پہلو مین
سنی نہ ایک مری بات ہاے صد افسوس ۔۔۔ سنایا حال دل اوسکو ہزار پہلو مین

اشک تخلص سید علی حسن ولد سید آغا میر لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید سلسلہ انکی نسب کا حسن الاصغر بن حضرت امام زین العابدین سے ملتا ہے اولاد مین میر عماد خوشنویس کے ہین

اب کیا ہوئی وہ آپ کی آنکھونکی موہنی ۔۔۔ باتون مین تھا جو سحر کا عالم کہان گیا
ترک چشمان سیہ مست کو ہم کیا چھیڑین ۔۔۔ قہر ہو جائے اوٹھائین جو کبھی سر پلکین

اشکی تخلص مرزا غلام محی الدین عرف مرزا ممن خلف مرزا غلام حیدر نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد میر نظام الدین ممنون و مفتی محمد صدر الدین خان بہادر آزردہ

کیا پاس کسی کا ہے کہ مرتا ہون ولیکن ۔۔۔ شکوہ نہین کرتا شب ہجران کی جفا کا
قسمت کو تو دیکھو کہ پھر آنا مہ براوس دم ۔۔۔ جسوقت مرے سر پہ تقاضا ہے قضا کا
آئے تو نہ دشمن کے خطر سے مرے گھر مین ۔۔۔ اور مفت مین بد نام کیا نام حنا کا
کچھ وجد نہین نغمۂ مطرب ہی پہ موقوف ۔۔۔ کافی ہے بیان نالۂ پر ربط درا کا

آشنا تخلص میر اسیر علی ولد میر سنبر مرشدآبادی شاگرد مرزا غلام حسین آتش بیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

وہ حسن جلوہ گر ہے وہ رخ بے نقاب ہے ۔۔۔ لیکن کچھ اپنی آنکھونکا پردہ حجاب ہے

مجھکو تو بات کل کی نہین یاد آشنا — کہتے ہین روز حشر کو دینا حساب ہے

آشنا تخلص سید محمد مرحوم خلف اکبر سید حافظ وارث علی مرحوم لکھنوی شاگرد ناسخ

کیونکر نہ رگڑون آنکھیں مین ہر بار پاؤن مین — ای دل لگی ہے خاک در یار پاؤن مین
زنجیر دیسے باندھیے دست گناہ گار — جو کھٹ کا کاٹ ڈال ریہ دلدار پاؤن مین

آشنا تخلص میر زین العابدین عرف میر نواب متوطن گجرات باشندۂ دہلی خلف حکیم اصلح الدین خان آرزو کے معاصر تھے

ہم سے بندون پہ ظلم کرتے ہین — ان بتون کا کوئی خدا بھی ہے

آشنا تخلص مولوی عبد الکریم خان منشی فورٹ ولیم کالج باشندۂ کشن نگر کلکتے مین رہتے تھے شعر بہت کم کہتے تھے لیکن جو کہتے تھے نہایت پاکیزہ کہتے تھے سات آٹھ برس ہوئے کہ انتقال کیا راقم کے دوستون مین تھے

جو قطرہ خون کا مرے دل کے داغ سے ٹپکا — تو گویا شعلہ تراک چراغ سے ٹپکا
چھاتی اوٹھی تری دل خلق کا خورسند ہوا — شکر للہ شجر حسن برومند ہوا
ضبط نالہ باعث چاک گریبان ہوگیا — کام یون دست جنون کا اپنے آسان ہوگیا

آشوب تخلص میر امداد علی فرزند میر روشن علیخان فروغ باشندۂ دہلی شاگرد میر نظام الدین ممنون

ناوک غم سے چھپنا یہان تک تن اپنی ناکام کا — استخوان پر ہے گمان میری ہما کو دام کا
گنہ کے بوجھ سے محشر تلک پہونچ نہ سکے — اسی مین پردہ رہا ہم گناہگارون کا
پوچھا جو مین نے یار سے انجام سوز عشق — شوخی سے شب چراغ کو اوسنے بجھا دیا
دل کو سمجھے تھے کہ اوس بزم سے لا آئینگے — ہاے اپنا بھی ہوا دہان سے پھر آنا مشکل
عذر جفا کے کب تلک تم کرو ہم گلہ کرین — وصل کی رات کم رہی آؤ معاملہ کرین
دل کہین دیدہ کہین صبر کہین تاب کہین — ہای کتنا شب ہجران مین پریشان ہون مین

اصالت تخلص سید فضل علی ولد سید وارث علی لکھنوی شاگرد امانت

بوسہ جو مانگتا ہون تو انداز و ناز سے — مجھکو دکھاتے ہین وہ انگوٹھا ہلا کے ہاتھ

اصغر تخلص میر امجد علی مرحوم باشندۂ اکبر آباد

شاید کہ شوخ دیدے کا دیدار ہو نصیب
پھڑکے ہے آج میری سب بار بار چشم
ہوا ہون بسکہ خفا اب تو اپنے جینے سے
لگا ہی لونگا مین تیغ اوسکو سینے سے

اصغر تخلص سید اصغر علی وطن انکا بہار مولد الہ آباد الہ آباد کی عدالت منصفی مین وکالت کرتے تھے

جوڑے پہ ہوا شک کہ یہ ہے نافۂ تاتار
مین زلف کو سمجھا کہ یہ مشک ختنی ہے

اصغر تخلص ظفر الدولہ معتبر الملک رفیع الامرا نواب علی اصغر خان بہادر ناصر جنگ وزیر ابو ظفر بہادر شاہ جنت آرامگاہ بادشاہ دہلی خلف رشید مولوی علی اکبر شاگرد خواجہ آتش داماد نواب ظہیر الدولہ غلام یحییٰ خان بہادر وزیر محمد علی شاہ بادشاہ اودھ وطن انکا کشمیر مولد و مسکن لکھنؤ کلکتہ مین آکر بہت روز ون تک رہے آخرش ۱۲۷۶ بارہ سو چھتر ہجری کے ۱۱ گیارہوین ذیقعدہ کو انتقال کیا ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر بہت خوب کہتے تھے راقم کے دوستونمین مین تھے صاحب مثنوی و دیوان گذرے راقم نے انکے انتقال کی تاریخ کہی

قطعہ تاریخ

چون علی اصغر شد از دنیا سوی ملک عدم
شد دل نساخ محزون راز بس رنج و الم
شد بیک مصرع دو تاریخ این چنین ای جان زار
شنبۂ ذیقعدہ ہے ہجری آہ دردا ہے غم
۱۲۷۶ ۱۲۷۶

ایضاً

قضا کی جو علی اصغر نے اے نساخ
غمین ہے یہ دل مانوس صد حیف آج
کہی ہے آہ مین نے عیسوی تاریخ
علی اصغر موے افسوس صد حیف آج

پتا نہ کوچۂ گیسو مین ہے نہ پہلو مین
نہیں بتاؤ تمھین کچھ کہان ہے دل میرا
منڈا لئے آپ نے منت کے بال حسد سے
برنگ طائر بے آشیان ہے دل میرا
شکستگی سے ہمیشہ درست ہوتا ہے
خدا کی شان عجائب مکان ہے دل میرا
وہ رند ہون مجھے دست سبو سے بیعت ہے
مرید حضرت پیر مغان ہے دل میرا
آتا ہے جب کہ یاد مرا اضطراب کا
سینے پہ ہاتھ مار کے کہتا ہون ہائے دل
کیون جا کے زلف خم بخم یار مین پھنسا
اپنی بلا سے پیچ پہ گر پیچ کھائے دل

نہین دیر و حرم سے کام ہم الفت کے بندے ہین	وہی کعبہ ہے اپنا آرزو دل کی جہان سے نکلے
جنون انگیز پھر فصل بہار عاشقی آئی	دل سودا زدہ پھر رنگ لایا وا ے رسوائی
یہ کس پردہ نشین نے جھانک کر شکل اپنی دکھلائی	بنی ہے روزن دیوار جو چشم تماشائی
تجرد باعث سرسبزی کونین ہوتا ہے	خضر کی دل سے پوچھے کوئی لطف فیض تنہائی
نہ کھینچا ہاتھ ترک چشم نے قتل غریبان سے	ہزارون بار سمجھانے کو پردے مین حیا آئی
دہان و چشم نے کسکے کیا خاموش و نابینا	نہ غنچہ مین ہے گویائی نہ نرگس مین ہے بینائی
بجا ہے اضطراب روح وقت نزع اے اصغر	کیا ہی یاد حاکم نے بلانے کو قضا آئی

اصغر تخلص اصغر علی صاحب دیوان گزرے فارسی بھی کہتے تھے

تری اس مانگ سے کیا معنی دلخواہ پیدا ہے	شب معراج کی اس خط سے گویا راہ پیدا ہے

آصف تخلص وزیر الممالک نواب یحیی خان مرزا امانی آصف الدولہ بہادر خلف شجاع الدولہ بہادر مولد انکا فیض آباد مدفن لکھنؤ سنہ ۱۲۱۲ بارہ سو بارہ ہجری مین انتقال کیا تیر اندازی مین کمال رکھتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

یا ڈر مجھے تیرا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا	یا حوصلہ میرا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
کہتا ہے بہت کچھ وہ مجھے چپکے ہی چپکے	ظاہر مین یہ کہتا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
جہان تیغ اوسکی علم دیکھتے ہین	وہان اپنا سر ہم قلم دیکھتے ہین
قمر کو ہوتا ہے ہر ماہ مین کمال و زوال	ترے یہ حسن کا عالم رہے اور سے پڑے ترے

اطفری تخلص محمد ظہیر الدین مرزا علی بخت عرف مرزا کلان دہلوی کچھ روز دن مدراس مین رہے وہانسے کلکتہ مین آکر پھر دہلی کو چلے گئے

کئی دن ہین کہ یار نے مجھ سے + ق ربط بار دگر کیا پیدا

شکر للہ آہ نے میرے	اطفری کچھ اثر کیا پیدا
تیرے حسن و صفا کو جو دیکھا +	آرسی اس مین لاجواب ہوئے

اظہر تخلص میر غلام علی مرحوم شاگرد شمس الدین فقیر باشندہ دہلی ترک اپنا کرکے عظیم آباد مین سکونت کی تھی وہین وفات پائی صاحب دیوان فارسی و ریختہ گذرے

نہین ہے

نہین ہے مردمک چشم ساتھ آنسو کے	نکل کے داغ جگر جم رہا ہے آنکھون مین

اظہر تخلص سید علی حسین ولد مولوی ارشاد علی لکھنوی ناظر عدالت دیوانی لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید صاحب دیوان ہین

خیال ہے انھین کس گل کے خار مژگان کا	کھٹک سی رہتی ہے بلبل نہار آنکھون مین

اظہر تخلص غلام محی الدین دہلوی شاگرد غلام حسین سروری شاعر فارسی گو و فرزند علی موزون علی کرتے تھے

رکھتی ہے مری جان کو مضطر طپش دل	دکھلائیگی ہنگامۂ محشر طپش دل

اظہر تخلص سردار مرزا شاگرد مرزا علیجان شفق باشندۂ لکھنؤ مقیم کلکتہ اشعار مرقومۂ ذیل اسی تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

کونسے دل کو جدائی کا تمھاری غم نہین	کونسی وہ آنکھ ہے فرقت مین جو پر نم نہین
یہ آہ و شیون نے سر اوٹھائی کہ ہجر کی تہہ نہ تاب لائے	کلیجہ پکڑے ہوئے خود آئے ہماری لو نہین یہ آہ بھیجے
تمھاری کوچے مین آج کی شب کٹی ہے ہمکو تڑپ تڑپ کے	خبر بھی تمنے نہ لی ہماری یہ کوئی ٹھیری یا جگہ ہے

اظہر تخلص مولوی کرامت علی ولد مولوی امانت علی باشندۂ شیخپور توابع فرخ آباد مقیم لکھنؤ شاگرد نصیر دہلوی صاحب دیوان گذرے تاریخ گوئی مین بے مثل و لاثانی تھی

نہ کیونکہ اشک مسلسل ہو رہنما دل کا	طریق عشق مین جاری ہے سلسلہ دل کا
بہشت پہونچے نہ زاہد کب اوسکی وسعت کو	عجب روش کا ہے یہ باغ دلکشا دل کا
لگائی کس بت مے نوش نے ہے تاک اسپر	سبو بدوش ہے ساقی جو آبلہ دل کا
کہینگے ہم یہ سراسر جو کوئی پوچھیگا	سواد ہند مین لٹتا ہے قافلہ دل کا
روشن دو چند مہ سے ہے اپنا چراغ دل	اے شمس عکس مہر نبوت ہے داغ دل
تاثیر حاضرات رکھے ہے چراغ دل	اپنا بہ از نگین سلیمان ہے داغ دل

اعجاز تخلص نواب اصغر علیخان لکھنوی خلف نواب نجابت علیخان بن نواب شجاع الدولہ شاگرد شیخ امام بخش ناسخ صاحب دیوان ہین

شعلۂ حسن یہ دن رات نظر رہتی ہے	نور ہی آنکھین تھین سو آب ہوگئین ناری آنکھین

اعزاز تخلص میر باقر علی لکھنوی ولد میر اسد صبر شاگرد رشک

تری چشم سیہ کچھ کم نہ تھی مجھ تیرہ بختوں کو | جگہ سرمہ کو دی بیکار اے طناز آنکھوں میں

اعظم تخلص محمد اعظم ملازم نواب آصف الدولہ بہادر

ہے قد کے سبب عالم بالا یہ تری زلف | رکھتی ہے دماغ اپنا یہ زنجیر فلک پر

اعظم تخلص مرزا اعظم بیگ دہلوی

چھپتا ہے کوئی شمع صفت سوز دل اپنا | سر کاٹی اگر تو ہو نمودار گلے سے

اعظم تخلص مرزا اعظم شاہ رسالہ دار خلف مرزا محمد اشرف ابن خلیفہ عبد الکریم متوطن ترکستان باشندۂ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد آتش

ترک فلک سے بھی نہ رکی چوٹ یار کی | کھائی وہ ہیکلی جو اوٹھائی سپر کا ہاتھ
مردوں سے وقت جنگ دغا ہو بعید ہے | سر کی کبھی بتا کے نہ ماری کمر کا ہاتھ
مجھکو سلا کے ساتھ گل آزردہ وہ ہوئے | کیا جانے پڑ گیا کہاں مجھ بے خبر کا ہاتھ
مٹی کے مول بھی تو کوئی پوچھتا نہیں | بگڑی ہوئی ہے آج کل اعظم ہوے دل

اعظم تخلص سید اعظم علی الہ آبادی منشی مدرسۂ اکبرآباد شاگرد آتش دیوان انکا نظر سے گذرا

خنجر کا نہ بسمل ہوں نہ شمشیر جفا کا | انداز کا مقتول ہوں کشتہ ہوں ادا کا
خرمے کا بوسہ لب شیرین میں ہے مزا | گالی میں تیرے لطف ہے کھٹی انار کا
چھوڑ کر کے مجھے روتا نہ کرو عزم سفر | جان من موسم بارش تو نکل جانے دو
کچھ مفت نہیں وعدۂ دیدار کیا ہے | جب لاکھ قسم دی ہے تو اقرار کیا ہے
جلوہ ہو کوہ طور کا موسیٰ کے سامنے | مٹھی جو کھول دو ید بیضا کے سامنے

اعظم تخلص مولوی عبد الصمد عرف محبوب جان برادر خورد مولوی وجیہ اللہ خان بہادر متخلص بہ داغ ولد مولانا مولوی محمد وجیہ صاحب مدرس اول مدرسۂ عالیہ کلکتہ باشندۂ کلکتہ شاگرد راقم الحروف

ساکن ارض و فلک تک تجھ پہ شیدا ہو گیا | جسنے دیکھا تجھ کو وہ محو تماشا ہو گیا
شکوہ کس کس کے عداوت کا میں تیرے اعظم کروں | ایک عالم اوس جہان آرا کا شیدا ہو گیا

ٹالکھ صورت سے بنائین آئینہ گر آئینہ — دل سے ہرگز ہو صفائی مین نہ بڑھ کر آئینہ
روی آتش رنگ کی دیکھی جھلک گر آئینہ — صورت سیماب ہو بیتاب و مضطر آئینہ
ہے دل نالان کو میرے عشق روی صاف سی — کھل گئی قلعی فدا ہے آئینہ پر آئینہ

اعظم تخلص اعظم خان افغان باشندہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی اس فن کو ترک کرکے کسب علوم کیطرف متوجہ ہوئے تھے

اسی مضمون سے معلوم اوسکی سردمہری ہے — جو اوسنے مجھکو نامہ کاغذ کشمیر پر لکھا
سوز دل از بس طبیبون سے نہان رکھتے ہین ہم — شمع آسا نبض زیر استخوان رکھتے ہین ہم
کیا یہ عکس دام کم ہے جوشن فولاد سے — ہے اسیری مین لڑائی صید کو صیاد سے

اعلی تخلص اعلی خلف میر ولایت اللہ خان باشندہ دہلی ملازم شجاع الدولہ بہادر

جو ہاتھ اوسکے بند قبا کھولتے تھے — وہ مشغول ہین اب بکار گریبان
مرے دیوانہ دل کو شور طفلان اسقدر راحت ہے — اونھونکے ہاتھ کا پتھر اسے سنگ جراحت ہے

اغا تخلص آغا مرزا خلف مرزا ابراہیم شوکت باشندہ کانپور

کل اوس تلک پہنچ تو گیا تھا یہ ہمدمو — کچھ مجھکو چپ سے لگ گئی ایسی کہ کیا کہون

اغا تخلص آغا حسن ولد مرزا امیر باشندہ لکھنؤ شاگرد میر صبا سنہ ۱۲۸۰ بارہ سو اسی ہجری مین کلکتہ مین تجارت کرتے تھے راقم کے ملاقاتی اور صاحب دیوان ہین

وصل کی شب یہی کرتا ہون دعا ای آغا — حشر تک اب نظر آئی نہ سحر کی صورت
تپ فرقت سے ایسا اثر کیا ہی ضعف ای آغا — کہان کروٹ بدلنا سانس بھی لیتا ہون مشکل سے

اغا تخلص سید آغا ولد سید صاحب علی جائیسی مقیم لکھنؤ شاگرد نسیم دہلوی

ہو جائے ابھی زیر نگین ملک سلیمان — وہ پری آنکھ پر سے جو آغا کو دکھائے

آفاق تخلص میر حسین علی ولد میر احسان علی تخلص مخلوق سیتی گو باشندہ لکھنؤ شاگرد آزاد

خوب بل کھاتے ہین رخ پر تری دلبر گیسو — ہے یقین پیچ کوئی ڈالین گے ہم پر گیسو

آفاق تخلص میر فرید الدین ابن بہاء الدین دہلوی شاگرد شاہ اللہ خان فراق حضرت شاہ سلیمان کے قرابت دار تھے

اوس گل سے ملکے پیوینگے جام شراب ہم — لالے کا دل جلا کے کرینگے کباب ہم
اشک تر چشم سے جبدم کہ ہمارے نکلے — مرزمان گہنے لگے دن کو یہ تارے نکلے

آفتاب تخلص حضرت فردوس منزل ابو المظفر مجاہد الدین شاہ عالم بادشاہ غازی بادشاہ دہلی وصال ۱۲۲۱ بارہ سو اکیس ہجری مین ہوا ہے حال انکا مانند آفتاب عالمتاب کے روشن ہے محتاج بیان نہیں دیوان انکا نظر سے گذرا

خوب سا سید ہلنے گا دیکھا سے سرو چمن — اوسکی رعنائی سے مست تو اپنی رعنائی ملا
صبح اوٹھ جام سے گذرتی ہے — شب دل آرام سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے — ابتو آرام سے گذرتی ہے (ق)

آفرین تخلص شیخ قلندر بخش صاحب تحفۃ الصلحا باشندہ سہارنپور حضرت امام ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھا

نہ جا چمن مین تو اب آفرین کہ جون غنچہ — لبون مین اوسکے نہان ہے بہار خندۂ گل
بہت ہین گرچہ تمھین اور ناز کرنے کو — بُری تو ہم بھی نہین دل نیاز کرنے کو

افسر تخلص نصرت خان مرحوم خلف فتح خان قوم افغان باشندہ لکھنؤ دکن مین جاکے انتقال کیا

بلبلو ایک ہزارون مین ہے اوس یار کی آنکھ — جس پہ پڑتی ہے سدا نرگس بیمار کی آنکھ

افسر تخلص مولوی محمد علی فریدپوری شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت نام ایلاف اندر قین ہین

سلسلہ دل نے کیا زلف دوتا سے پیدا — پھر سودا مین ہوئی شام بلا سے پیدا
عشق گیسو مین اولجھتی ہے طبیعت پہرون — خاک مضمون ہو کوئی فکر رسا سے پیدا

افسر تخلص شاہ تاج الدین ولد شاہ محمد اعلی باشندہ اکبرآباد

ہے سیب کے مانند جو خوشبو ذقن اوسکا — غنچے سے نزاکت مین ہے افزون دہن اوسکا

افسر تخلص مرزا محمد دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

کل کل سے نامہ بر کے مرا ناک مین ہے دم — کیا آج بھی وہ یار خدایا نہ جائے گا
محبت مین صبر و شکیب و قرار — ہر اک رفتہ رفتہ جدا ہو گیا

افسر تخلص غلام اشرف مرثیہ گو سے دہلوی خلف شیخ غلام رسول شاگرد مصحفی

جب دیکھتے ہے مہ داغ سیہ اپنی جبین پر — آتا ہے اوسے رشک ترے روئے حسین پر
معلوم نہین کیا ہے تہ خاک تماشا — نرگس کی جو رہتی ہے جھکی آنکھ زمین پر

افسردہ تخلص مظفر علی فرید پوری شاگرد مولوی رشید النبی وحشت راقم الحروف کے ملاقاتیون مین ہین +

سرد مہری بتانِ ہند کا لکھنا ہے حال	چاہیے کاغذ دمِ فکر سخن کشمیر کا
نرگس فتان کبھی اوس سے جدا ہوتی نہین	جالی غرفہ کی تری ہے دامِ آہوگیر کا
ہوتی ہین مفلس غنی وصفِ طلائی رنگ مین	کاغذ اشعار بھی نسخہ بنا اکسیر کا

افسوس تخلص غفور بیگ وطن انکا توران سپاہی پیشہ تھے ثناء اللہ خان فراق اور قاسم دہلوی صاحب تذکرہ سے اصلاح لیتے تھے

یار دربر ہے خدا خیر کرے	خانہ بیدر ہے خدا خیر کرے
کفِ پا سے جو ظالم مل رہا ہے	کسی کا خون ہے یہ یا حنا ہے

افسوس تخلص میر شیر علی خلف میر مظفر خان داروغہ توپ خانہ نواب قاسم خان عالیجاہ باشندہ نارنول شاگرد میر حیدر علی حیران و میر سوز ملازم مرزا جوان بخت بہادر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اولاد مین سے تھے آخر ایام مین کلکتہ مین فورٹ ولیم کالج کی منشی گری مین مقرر ہوئے تھے حضرت شیخ سعدی شیرازی کی گلستان کو اُردو مین ترجمہ کیا ہے ترجمۂ گلستان و دیوان انکا نظر سے گذرا

نزع مین زرد تھا رخِ افسوس	چنپئی رنگ نے اوسے مارا
یہان تلک ہے نزاکت گلون کی گجری سے	لچکنے لگتا ہے اوس گلعذار کا پہونچا
قفس سے چھٹنے کی امید ہی نہین افسوس	حصول کیا ہے جو مژدہ بہار کا پہونچا
پاؤن یہ گاڑے ہے کہ جون نقش قدم پھر نہ اوٹھے	خاک مین مل گئے بیٹھے جو ترے در پہ ہم
کیا لکھون اوسکو مین احوال یہ کہنا قاصد	ہجو اسی کے سبب طاقت تحریر نہین
اشک گرم اپنے سے ہم دیدۂ تر جلتے ہین	دیکھو مردمِ آبی کے بھی گھر جلتے ہین
پھرا کیونکہ گذرا اُسکی گلی مین دہان تو	طائر سدرہ کے اوڑتے ہوئے پر جلتے ہین
دیکھتے ہی اوسے حاضر ہوئے مرجانے کو	وہی احباب جو یہان آئے تھے سمجھانیکو
کچھ بات تم سے کر نہین سکتے ہزار حیف	مدت مین تم ملے بھی تو غیرون کے گھر ملے

جو بے چھے ہی کیا لگا لے اگر سر مین درد ہے
اوس خاک پا کی آگے تو صندل بھی گرد ہے

نہین جانینگے اس مجلس سے ہم بے اوسکی لیجائے
قدم اب کب اوٹھاتے ہین کہ ہینے پاؤن پھیلائے

آدمی کیا ہے فرشتہ لوٹ جائے دیکھکر
چاند سی شکل اوسکی اور چھاتی وہ گدرائی ہوئی

افسون تخلص مرزا آغا حیدر لکھنوی

آگئی جان بدن مین دل شیدا ٹھہرا
آکے بالین پہ جو دم بھر وہ مسیحا ٹھہرا

فرصت ملی تلاش بت مہ جبین سے کب
ٹھہرا دل اپنا گردش چرخ برین سے کب

افسون تخلص سید احسان حسین خان نبیرۂ نواب بہار الدولہ باشندۂ لکھنؤ

جلتا ہون روز ہجر مین خورشید کی طرح
ہوگا وصال دیکھئے اوس مہ جبین سے کب

افصح تخلص شاہ فصیح شاگرد مرزا بیدل سنہ ۱۱۹۲ گیارہ سو بانوے ہجری مین انتقال کیا

شام و سحر خیال قد یار ہو گیا
پھر زلف و رخ سے مجکو سروکار ہو گیا

افضل تخلص سید افضل علی خان عرف سید صاحب خلف الرشید سید قاسم علی خان قاسم باشندۂ لکھنؤ اپنے والد ماجد سے کسب سخن کیا ہے راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

ہے وصف روے یار نہ لو نام ماہ کا
کیا ذکر اس مقام پہ اوس روسیاہ کا

روشن ہمارا نام زمانے مین کب ہوا
یہان گل چراغ زیست سر شام ہو گیا

اوسوقت اپنے بام پہ آیا وہ رشک ماہ
افضل جب آفتاب لب بام ہو گیا

مانی نہ ایک بات نہ ٹھہرے وہ دو گھڑی
منت کی لاکھ ہمنے خوشامد ہزار رات

اتنے خط بھیجے ہین لکھ لکھکے کہ ہین پکیدستہ شل
نامہ بر کے پاؤن مجھ خستہ جگر کی اونگلیان

افضل مین کیونکہ زانو نہ بیٹھون ادب سے
باتین وہ کرنا یار کا زانو پہ دھرکے ہاتھ

جھانکتے ہین وہ روزن در سے
نقش دیوار ہم ہین ششدر سے

دل سے شکوہ زبان تک آکر
رک گیا شکر آپ کے ڈر سے

ہم وہ رند بادہ کش ہین ساقیا تو دیکھ لے
می ٹپکتی ہے ہمارے زخم کے انگور سے

کل سے بیکل ہون بھلا خاک مجھے کل آئے
کل سے وعدہ تھا نہ آج آئے نہ وہ کل آئے

کیا مزا ہو کہ وہ دربان سے اپنے کہدین
کوئی یہان آنے نہ پائے مگر افضل آئے

شوخی غضب اوس شوخ کی خلقت مین بھری ہے
بجلی ہے شرارہ ہے چھلاوا ہی پری ہے

افضل تخلص افضل بیگ حیدرآبادی

یہان نہ آنا ہی غرض ہے عذر درد سر شب
مستغرق مین اِک نہ اِک تمکو بہانہ چاہیئے

افضل تخلص منشی حسن یار خان بہادر مخاطب بہ اسد الدولہ ولد باقر علی خان بن محمد یار خان رسالہ دار، باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ آتش اِنسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی یہ شعر اِس تذکرہ کے لیے دیے تھے دیوان اِنکا نظر سے گذرا

وہ دیوانہ ہون جس پر رشک فرزانونکو آتا ہے
فسانہ ہے پرستان مین مری زنجیر کے غل کا

خنجر کا ذکر قتل مین میرے نہ کیجیے
لیتے نہین ہین نام چھُری کا شکار مین

نہ یہان کی فکر مین ہے وہ وہان کے خیال مین
دیکھو جسے وہ مست ہے اپنی ہی حال مین

موسے کی طرح تاب نظارہ نہ ہو سکے
غش آگیا جمال جو دیکھا جلال مین

آخر یہ حبّ مال وبال بخیل ہے
اِنصاف ہو تو قصّۂ قارون دلیل ہے

کیونکر خدا کرے نہ حسینون سے دوستی
خود عاشق جمال ہے خود بھی جمیل ہے

کرتا ہے آگے یار کے اکثر ہمارا فکر
غماز گویا اپنی طرف سے وکیل ہے

افضل تخلص منشی تفضل حسین لکھنوی

دھڑکا گیا نہ ہجر کا وصلت مین ای پری
شادی مین بھی رہا یہ مجھے غم تمام شب

افضل تخلص افضل علیخان ولد داروغہ اعظم علیخان

پہلو مین بیٹھکر مرا دِل شاد کیجیے
بندہ ہون رنج سے مجھے آزاد کیجیے

افضل تخلص شاہ غلام اعظم خلف شاہ ابوالمعالی عالی بن حضرت شاہ محمد اجمل صاحب دائرہ الہ آباد شاگرد ناسخ اُنکے دو دیوان اور ایک مثنوی یادگار ہین

ہے یقین نور بصارت ہو زیادہ افضل
سرمۂ خاک مدینہ لگے گر آنکھون مین

پھوٹین مری آنکھین جو کسی اور کو دیکھون
ناحق نہ سنا کیجیے افواہ کسی کی

جی جائے جگر ٹکڑے ہو پھٹ جائے کلیجا
کیا تجھکو خبر اے بت گمراہ کسی کی

افغان تخلص الف خان درویش خصلت تھے

پہلے قدم مین عشق کے بیڑا تو جی گیا
مجنون یہ چند روز بھلا کیونکہ جی گیا

اکبر تخلص نواب محمد اکبر خان دہلوی برادر خورد جناب نواب مصطفے خان شیفتہ شاگرد مومن خان صاحب دیوان گذرے

ہوا نہ شوق سے اوس کوچے مین لذ انبا
ہمیشہ ہم سے رہے پیچھے نامہ بر اپنا

جنون عشق کا درمان نہ ہو کسی سے کبھی
کہو علاج کرے جاکے چارہ گر اپنا

[illegible] کے ذکر سے وہان شعر جا بجا ہے یہان ہوتے آئے
مزاج اون سے بھی نازک ہے کس قدر اپنا

خانۂ غیر مین گر لگنے لگا دل تیرا
مجھکو بھی اوسے آتا ہے لگانا دل کا

قفل کراتے اکبر کو چھپایا گھر مین
بار سے او سنے مجھے جانے نہ دیا ادب [illegible]

وہان رسم اختلاط سے انکار و عذر تھا
یہان جا [illegible] بخل گئی [illegible]

اکبر تخلص مرزا [illegible] دہلوی شاگرد حاتم [illegible] تھے

چھیڑا جو ہاتھ اوسے تو بگڑ کر کہا کہ واہ
تم کون ہو کہ ہاتھ لگاتے ہو گات کو

اکبر تخلص مکرم الدولہ سید اکبر سلیمان مرحوم موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے

طوفان سے کم نہین ہے اکبر کا دیدۂ تر
دیکھو اوسکو ابر بھی یہان پانی بھر اگر ہے

اکرام تخلص حکیم اکرام اللہ خان ولد حکیم ہدایت اللہ خان دہلوی

آرزو وصل کی مٹانی تھی
کیا ہوا اگر مٹا دیا دل کو

اکرام تخلص منشی محمد اکرام باشندۂ لکھنؤ

اعجاز دیکھو لب جان بخش آ گئے
مردون کو [illegible] کر کے تماشا دکھا دیا

اکرم تخلص خواجہ محمد اکرم دہلوی تاریخ خوب کہتے تھے

اکبار ترے ڈیرے مین زاہد اگر آوے
مین جانون تب جو مسجد کیطرف پھر نظر آوے

آگاہ تخلص سید محمد رضا معروف بہ احمد مرزا باشندۂ دہلی شاگرد اسد اللہ خان غالب

ہجر کے ہاتھون کچھ ایسا زیست سے بیزار تھا
غیر کے بدلے بھی گل مرنے پہ مین طیار تھا

اوسی کی یاد مین سب عمر ہم نے کاٹی ہائے
جسے خیال ہمارا نہ ایک بار آیا

گو

گھر غیر کا ہو راہ مین یہ بھی مری قسمت ۔ لایا تو اوسے جذبہ محبت کا یہین تھا

آگاہ تخلص محمد صلاح دہلوی محمد شاہ جنت آرامگاہ کی عہد مین تھے

پیری مین کرون سیر جہان کی تو بجا ہے ۔ دن ڈھلتے ہی ہوتا ہے تماشا گزری کا

آگاہ تخلص میر حسین علی افسانہ خوان شاہی باشندہ دہلی

ہان تیغ کھینچ آئے بت نازک مزاج تو ۔ مرنے پہ آج یہ بھی گنہگار گرم ہے

آگاہ تخلص نور خان افغان قصہ خوان شاگرد ضیا

حلقہ چشم مین کیون آج ہے دم یار کا ب ۔ ہے کہان کا ہمین درپیش سفر دیکھین تو

منہ دیکھو اپنا سیکھو ابھی رسم چاہ کی ۔ باتین بنا بنا کے نہ کیجے نباہ کی

آگہ تخلص پنڈت جوالا ناتھ خلف داتا رام برہمن فارسی بھی کہتے ہین کلکتہ مین رہتے ہین

بہان جاتی ہے تڑپتا ہون پڑا ۔ دیکھتے کیا ہو تماشا کیا ہے

تیرا دیدار میسر ہوئے ۔ اس سوا اور تمنا کیا ہے

الفت تخلص منگل سین کایتھ باشندہ عظیم آباد شاگرد جرأت دہلی کی سیر بھی کی تھی

ہر قدم پر یہان تلک آنے مین سو سو نالے ہے ۔ کیونکہ گھر جانے لگے شام و سحر دو چار سے

الفت تخلص ایک شخص باشندہ مظفر نگر کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

ہمیشہ کہتے تھے الفت کو لوگ زشت نصیب ۔ سو آج کوچہ مین تیرے ہوا بہشت نصیب

الفتی تخلص راجہ پیارے لعل عظیم آبادی دلدرامی سلطان جی زبان پارسی مین اچھا دخل رکھتے تھے

خاکساری سے مثال نقش پا ۔ جس جگہ بیٹھے وہین کے ہو گئے

الم تخلص آغا مہدی ولد آغا مرزا لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر صاحب دیوان ہین

سہتے ہین مین نے کب اپنے شکستہ پا ۔ آگاہ اس مزے سے کہان ہے مری بات

کبھی کبھی نہ نعمت دنیا سوا ہے خون ۔ گویا الم زبان سنان ہے مری زبان

الم تخلص محمد حسین خان غازی پوری شاگرد

گالیان سنتا ہون مین تیرے ہی منہ ورنہ ۔ سمجھا اے الم بات تو کرنا یہ کہتا تھا

الم تخلص محمد علی شاگرد محمد ابراہیم ذوق باشندۂ دہلی

نہ تھا تحمل اگر اوسکے ناز کا تو پھر	الم فریفتہ کیون ایسے نازنین کے ہوئے

الم تخلص صاحب میر دہلوی خلف خواجہ میر درد مرحوم ۱۱۹۴ھ گیارہ سو چورانوے ہجری مین مرشد آباد مین تھے

اب تو اوس بت کو ہمنے رام کیا	بس خدا تجھکو بھی سلام کیا

الہام تخلص شیخ شرف الدین عرف شاہ ملول باشندۂ لکھنؤ فارسی بیشتر کہتے تھے ملول بھی تخلص کرتے تھے

تری جدائی نے یہان تک ہمین ملول کیا	کہ زندگی کے عوض موت کو قبول کیا
نگہ وہ دشنہ کہ طعنہ کٹار پر مارے	مژہ وہ تیز کہ خنجر کو دھار پر مارے
ارے بیکسی تیرے قربان ہون	برے وقت مین ایک تو رہ گئی

الہام تخلص فضائل بیگ شاگرد غرلت سورتی

چاہتے ہی وہ کرے رخصت تری بیمار کو	اب گلے ملنے دے اے قاتل ذرا تلوار کو

امامی تخلص خواجہ امام بخش عظیم آبادی

اے چشم تو تھام اسکو ہے اشک تو جوش اوپر	مژگان نہین رکھ سکتی اس طفل کو دوش اوپر

امامی تخلص خواجہ امامی مرثیہ گو ولد خواجہ آتمی دہلوی ۱۱۷۰ھ گیارہ سو ستر ہجری مین مرشد آباد مین شدت گریہ سے مجلس عزا مین بیہوش ہوکر راہی ملک بقا ہوئے بعض صاحب تذکرہ نے انکا تخلص امانی لکھا ہے

گھیر اہے مجھے غم نے عجب حال ہے جی کا	اے نالۂ دل وقت ہے فریادرسی کا
کف افسوس بیٹھے ملتے ہو	کیون امامی گیا نہ آخر دل

امانت تخلص سید آغا حسن خلف میر آغا رضوی لکھنوی شاگرد دلگیر مرثیہ گو لکھنؤ بہیرت کی انداز مین شعر اچھا کہتے تھے ۱۲۷۵ھ بارہ سو پچھتر ہجری مین قضا کی انکا دیوان مع واسوخت نظر سے گذرا

نادان کی محبت مین ہے سو طرح کا دھڑکا	دل دون کسی نادان کو مین ایسا نہین لڑکا
وہ دم حسینون کا بھرتا ہے ہوچکی مری بیت	جو خود مرنگا کسیکو جلائے گا سو کیا

مرکی بھی

مرگی بھی بار خاطر نازک بدن رہا
تابوت میرا یار نے رکھا نہ دوش پر

نے کرم نے مہرنی وین نے مروت نے وفا
ای امانت دل دیا تم نے اوسے کیا دیکھکر

محشر کا کیا وعدہ یہان شکل نہ دکھلائی
اقرار اسے کہتے ہین انکار اسے کہتے ہین

باغ مین جاتی ہے اوس گل کی سواری اندنون
دم خرامے بھرتی ہے باد بہاری اندنون

جی چاہتا ہے صنعت صانع پہ ہون نثار
بت کو بٹھاکے سامنے یاد خدا کرون

اونہ دکھلانے مین دیکھی جو وہ رخسار صاف
بنگیا حیرت سے مین تصویر پشت آینہ

بیداد تجھے یاد ہے واللہ تمھاری
یوسف کی قسم اب نہ کرون چاہ تمھاری

رفتار کی چلن سے غضب ہوگیا ہے
چھوٹے سے سن مین یار بڑے تم ہو جاہیے

گردون کے دور مین اوٹھین کس نہین نصیب
جو لوگ اوڑھتے تھے دوشالے نئے نئے

خط اوسکا دیکھ مجکو نامہ بر ووہ ٹھہا اک گالے
کہا مینے یہ کیا بولا کہ پیغام زبانی ہے

امانت تخلص امانت رائے باشندۂ دہلی

تشریف یہان لاؤ پر نامہ بر تو بھیجو
مت لو خبر ہماری اپنی خبر تو بھیجو

امانت تخلص میر امانت علی خلف میر کرامت علی ناگوری مقیم دہلی جیپور مین انتقال کیا

بہار بھی نہین آئی کہ جوش وحشت سے
ہمارے پاون کو ہے ربط خار صحرا سے

اللہ رے رسائی دست جنون کہ اب
دامن کی راہ لی ہے گریبان چاک نے

امانی تخلص ایک شخص دہلوی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کھٹکے یہ خار مژگان دل مین کھٹک رہے ہین
جو چشم سے لہو کے قطرے ٹپک رہے ہین

امجد تخلص مولوی محمد امجد دہلوی ولد مولوی محمد ارشد عالمگیر ثانی کے عہد مین تھے

جس گھڑی آپ کو دیکھون ہو نہین جز قطرۂ اشک
اپنی نظرون سے بھی امجد مین گرا جاتا ہون

امجد تخلص امجد حسین متوطن بلدۂ ایلچپور علاقہ صوبہ دکھن

اوس لب لعل کی صفات امجد
کیا کہے ناطقہ تو لال ہوا

امداد تخلص حافظ سید امداد علی ولد حافظ سید مہدی علی باشندۂ فرخ آباد

جیسی منزل مقصود کو پہونچاتی ہے
آہ کیا ہے سفر دیا عرش تلک جاتی ہے

امداد تخلص مرزا امداد علی شاگرد علیخان شفق باشندہ لکھنؤ مقیم کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کی لیے بھیجے

فراق میں تلطف اوٹھا چلے ہیں کسو نسیم رواں چلے ہیں ۔ اثر یہ نالے دکھا چلے ہیں کہ دل تو نکے ہلا چلے ہیں
سچ تو یہ ہے گر پسند خاطر عالی نہ ہو ۔ پھیر دیجے آپ دل امداد کا امداد کو
پڑھتے ہی نامہ مرا کہنے لگا وہ رشک گل ۔ مجھکو بوے عاشقی آتی ہے اس تحریر سے

امراد علی نام و تخلص امراد علی خان ساکن کول مقیم اکبر آباد ہر چند حرف آشنا نہ تھا مگر بڑا ذہن اور ذکی تھا ستر برس کی عمر میں انتقال کیا

وہ پھول گر کسی نے چڑھائے تو اڑا دیجے ۔ باد صبا کو گور غریبان سے لاگ ہے

آثمی تخلص روشن بیگ دہلوی برادر خورد حمید الدولہ شاگرد نصیر مرد جاہل تھا شروع جوانی میں انتقال کیا

دل دھڑکتا تھا کہ سینے میں نہ آجای لچک ۔ ہاتھ سے چھوڑ دیا میں نے ترا جب کے ہاتھ

امید تخلص مولوی فرحت علی ولد غلام شاہ غازی پوری

ستشدرنہ ای امید ہو ہرگز فراق میں ۔ آخر دو چار ہوینگے ہمدم صنم سے ہم

امید تخلص قزلباش خان محمد رضاے ہمدانی امراے محمد شاہی میں تھی ہندی کی موسیقی میں انکو کمال تھا ۱۱۷۰ گیارہ سو ستر ہجری میں دہلی میں وفات پائی اشعار فارسی انکے اچھے ہوتے ہیں

یارب ہی گھر میں عجب صحبت ہے ۔ در و دیوار سے اب صحبت ہے

امید تخلص امید علی خان خلف نواب خان جہان خان ہوگلوی

معلوم نہیں شیخ کا ایمان کہاں ہے ۔ زاہد کی تو تسبیح میں زنار نہان ہے

امیر تخلص نواب حسین علیخان خلف نواب امانت علیخان لکھنوی شاگرد احمد حسنخان جوش

بے تکلف کیے دیتی ہے جوانی کی امنگ ۔ سر برہنہ ادسنکے نہ کبھی وقت دوپٹا ٹھہرا
لگ گئے آنکھوں ہی آنکھوں میں جو لڑکے دلکو ۔ دیکھیے دیدۂ و دانستہ میں اندھا ٹھہرا
بوسہ طلب کیا تو وہ چین بر جبین ہوا ۔ دل کی ہوس بر آئی بت شرمگیں سے کب

امیر تخلص نواب امیر الدولہ ناصر جنگ عرف مرزا مینڈو فرزند وزیر الممالک نواب

نواب شجاع الدولہ بہادر صاحب دیوان فارسی و ریختہ گزرے دہلی مین اپنے مکان مین مجلس مشاعرہ ترتیب دیتے تھے

یاس و غم و آرزو و جمع یہ سب چیز ہے / بلبلی ترا حوصلہ دل بھی عجب چیز ہے
گل جو ہم آئے شگوفہ کے ساتھ سیر دہر کی / ارکھڑا آیا تھا ہے پالیکن خدا نے خیر کی

امیر تخلص منشی امیر احمد شاگرد اسیر خلف مولوی کریم احمد لکھنوی حضرت شاہ مینا قدس سرہ کی اولاد مین ہین اور صاحب دیوان ہین

قتل عشاق سے باز آئینگی کھاتی ہین قسم / طاق ابرو کی طرف ہاتھ اوٹھاکر پلکین

امیر تخلص مرزا امیر بیگ دہلوی مقیم گوالیار

آنکھہ وہ کافر کہ قتل عام جسکی اک ادا / لب وہ روح افزا جسے مردے جلانا بات ہے
کب تلک روئے کہو کوئی کہ تم کو تو امیر / بار مرنا سہل ہے اور زہر کھانا بات ہے

امیر تخلص میر امیر علی ولد میر مومن دہلوی شاگرد حکیم عزت اللہ خان عشق

ہم کو حاصل کیونکہ ہو تیری قد بالا کی سیر / کب میسر ہو سکی ہے عالم بالا کی سیر

امیر تخلص مولوی امیر علی ولد قاضی روشن شوطن بلگرام

گل سامنے اسی گل تری مرجھائے ہوئے ہین / کیا ہمسری عارض گلفام کرینگے

امیر تخلص مولوی امیر علی ولد شیخ محمد عاشوری باشندہ سکندرپور مقیم ایٹھی۔

جو اوس غنچے کے در کا دل و جان سے ہے فقیر / کیا حاجت سوال ہے اوسکو امیر ہے

امیر تخلص نواب علی محمد خان قوم افغان باشندہ دہلی شاگرد قیام الدین علی قائم موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے بعض صاحب تذکرہ نے انکی فرزند محمد یار خان کا امیر تخلص لکھا ہے

تھرتھراتا ہے اب تلک خورشید / سامنے تیرے آگیا ہو گا
اوس ستمگار انداز سے لگ کر کوئی چھپتی ہے آنکھ / کیون نہو سوے قفا نہ وقت رم نخچیر کا
ہاے سرخی تری حنا کی ہنگام عتاب / جتنا بگڑے ہے تو اوتنا ہی سنور جاتا ہے
بس مین آیا جو تمھارے اوسی جا ہو سو کرو / کیا ستم آدمی سہتا نہین لاچاری سے

امیر تخلص امیر اللہ باشندہ دہلی شاگرد نصیر مل مین اچھی مہارت رکھتے تھے۔

اس تشنہ گلو پر بھی پھرا دیکھیو قاتل
بے آب ترا خنجر بران نہ ہوا ہو

امین تخلص امین الدین خان فرزند قاضی وحید الدین خان جو نجیب الدولہ نواب نجیب خان مرحوم کے عہد مین دہلی کے قاضی تھے صاحب دیوان گذرے ہے

سخت کاوش مین ہون برنگ نگین
ایسے نام آوری کا منہ کالا
کون آتا ہے یہ کسکے پاؤن کی آواز ہے
ہر صدا ہی یا مین جسکے سو طرح کا ناز ہے

امین تخلص خواجہ امین الدین باشندہ عظیم آباد نواب مظفر جنگ میر محمد رضا خان کے رفیقون مین تھے صاحب دیوان گذرے

خورشید ترا دیکھ کے منہ کانپ کے نکلا
مہ چادر مہتاب مین منہ ڈھانپ کے نکلا
ڈر سے ترے نالہ بھی نکلتا نہین لب سے
ظالم ہی ترے ظلم کی تاثیر ہوا ہے
بوسہ دیا ہے جی مین جو آوے تو پھیر لو
اتنا خفا ہو کس لیے اس خاکسار پر
یہ نہین جوہر نمایان تیغ تیز یار پر
کندہ رہا ہے نام مقتولون کا اس تلوار پر
دل خیال زلف مین بیتاب و بے آرام ہے
رات ہوتی ہے امین بھاری ہر اک بیمار پر
کس سے تشبیہ دون بھلا تجھکو
ایک یوسف سو تیرا ثانی ہے

امین تخلص محمد اسمعیل پہلے وحشی تخلص کرتے تھے

گلشن مین جب اوس گل کا وا بند قبا ہوگا
کیا جانیے بلبل کی پھر جان پہ کیا ہو
اپنی تو وہی عید ہے جس روز کہ ہمدم
مکھڑا وہ نظر آئے لب بام کسی کا
کیا غضب تیری آن ہے پیارے
میری اوس مین تو جان ہی پیارے

امین تخلص میر محمد امین باشندہ بنارس شاگرد غلام علی آزاد بلگرامی فارسی بیشتر کہتے تھے

کیون مشعلہ رو مجھکو جلاتے ہو کہ سینہ
رکھتا ہون مین گل جوڑ وہ برنگ پر طاؤس
جی سے کہو کہ آہ سرد کے ساتھ
ٹھنڈے ٹھنڈے چلے تو چل نکلے

انتظار تخلص علی نقی خان دہلوی ولد علی اکبر خان نواب علی وردی خان مہابت جنگ کے عہد مین مرشد آباد مین آکر رہے تھے

جون ہی بہار گل کی قفس تک خبر گئی
سنتے ہی بلبل ایسی ہی تڑپی کہ مر گئی

انجام

انجام تخلص عمدۃ الملک نواب امیر خان دہلوی شاگرد مرزا بیدل حال اونکے خاندان کا کتب تواریخ سے مانند شمس نصف النہار کے روشن ہے حاجت بیان نہین ۱۱۵۹ گیارہ سو اونسٹھ ہجری مین دہلی کے دیوان عام مین کٹاری کے زخم سے وفات پائی

ساتھ اپنے سر کے تھا انجام پاس سلطنت
شکر ہے تڑپے نہ زیر خنجر جلاد ہم

نعش میری دیکھ کے مقتل مین یون کہنے لگے
کچھ تو یہ صورت نظر آتی ہے پہچانی ہوئی

انجم تخلص مرزا بندہ رضا عرف جمن مرزا شاگرد میر کلو عرش

شام سے ہجر مین مرنے کا یقین ہے انجم
نہین امید کہ دیکھون مین سحر کی صورت

انداز تخلص مرزا غلام حسین دہلوی خلف مرزا ہدایت علی مرحوم شاگرد شیخ ابراہیم ذوق موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے خاندان گورکانی سے تھے

دیکھیے آگے کیا ہووے
دل لگی مین تو ہے ابھی سے رنج

جور و جفا کی اوسکے شکایت کرین تو کیا
سو شوخیان نکلتی ہون جسکے حجاب مین

نیم بسمل مجھے رکھنے سے تمھین کیا حاصل
ایک ہاتھ اور بھی خنجر کا لگاتے جاتے

تیور آج اور نظر آتے ہین اونکے ہمدم
غیر کچھ جھکے ہی جھکے ہین بڑھاتے جاتے

اندوہ تخلص علی حسین خان مرحوم خلف شمس الدولہ بارگاہ قلیخان دہلوی شاگرد مصحفی

صیاد نے رکھے گل پژمردہ قفس پر
اچھی ہوس مرغ گرفتار نکالے

مارا ہمین عشق نے اک پردہ نشین کے
کیون نعش ہماری سر بازار نکالی

انس تخلص سید محمد مرزا خلف مرزا فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان تھا

طول مین ہین جو تری قد کے برابر گیسو
کہین برپا نہ کرین فتنۂ محشر گیسو

واہ ری مہر و وفا عاشق گیسو جو ہوا
پھر نہ چھوڑی کبھی اوس شوخ نے منہ پر گیسو

انیس تخلص میر مہر علی مرثیہ گو خلف شاگرد میر مستحسن خلیق باشندہ لکھنؤ

دیکھو دکھلاؤ خفا ہو کے نہ ہر بار آنکھین
اب کبھی [illegible] مین روئین تو گنہگار آنکھین

انسان تخلص اسد اللہ خان اسد یار خان اکبرآبادی امرائے محمد شاہی مین سے تھے ۱۱۵۸ گیارہ سو اٹھاون ہجری مین دہلی مین انتقال کیا اور اکبرآباد مین مدفون ہوئے

زمین و آسمان دھر ورنہ سب تجھ مین ہے انسان | نظر کر دیکھہ مشت خاک مین کیا کیا جھلکتا ہے

اقسب تخلص میر ابو طالب خلف میر اکرام علی لکھنوی شاگرد عرش

ہے فرط داغ سے اقسب کا سینہ تختۂ باغ | برنگ گل ہے گل زخم سے بدن کی بہار
آئی نہ مثل مرکز عالم نظر کمر | ڈھونڈھا کیا مین شام سے لے تا سحر کمر

اقسح تخلص سید ابو تراب عرف منجھو صاحب مخاطب بہ سپھر الدولہ ولد سید اکرام علی لکھنوی شاگرد عرش شاہ لکھنؤ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے ہین راقم کے دوستون مین ہین

باغ مین عکس رخ دلدار سے یہ گل کھلا | بنگئی پتون پہ جم کر دھوپ سونے کا ورق
ہے یہ تصور بت بے پیر آنکھہ مین | پتلی کی شکل پھرتی ہے تصویر آنکھہ مین
آئینہ رو خیال یہ اقسح کو ہے ترا | پھرتی ہے رات دن تری تصویر آنکھہ مین

اقسح تخلص مولوی عصمت اللہ ولد چودھری رحمت اللہ مرحوم باشندۂ قصبہ پنڈوہ متعلق ضلع ہوگلی سال تولد الف ۱۲۳۵ بارہ سو تریپن ہجری ہے طبع سلیم رکھتے ہین ذہن مستقیم رکھتے ہین شعر و سخن سے بہت شوق ہے ابتدا سے نہایت ذوق ہے شعر اچھا کہتے ہین ایام صبا سے دار السلطنت کلکتہ مین رہتے ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین صاحب دیوان ہین پہلے محجوب تخلص کرتے تھے

روشن ہو چراغ اپنے اگر داغ جگر کا | خورشید یہ ہو جائے گمان شمع سحر کا
ایک ہی صیاد زیرک خواہد مکار رہے | سبحۂ صد دانہ گویا دام ہے تزویر کا
کیا جائے رعب کو جو قاتل سے ہے عاشقو | ٹھہرا رہا ہے پانو قرار و ثبات کا
پاؤن تک پہونچی لٹک کر سر سے وہان بالون | عرش تک پہونچا دھوان یہان آہ آتش بار کا
نہ پوچھہ حال تو آغاز عشق کا اقسح | یہ ابتدا وہی جسکی نہین خبر سید ا
رکھے نہ کام زینت دنیا سے صاف دل | محتاج سرمہ ہو وے نہ دیدہ حباب کا
کس بادہ نوش کو ہے صبوحی کی احتیاج | دست سحر مین ہے جو قدح آفتاب کا
پیدا نہین ہے اوس رخ پہ نور پر عرق | دیکھو کھنچا ہے عطر گل آفتاب کا
ہاتھہ ملکر رہ گئے ہم نفس گل مین ای جنون | پاؤن جیب زندان مین پابند سلاسل ہو گیا

ہو گیا جو مجھے دریا نوش کو ذوق شراب
آسمان شیشہ بنا اور مہر ساغر ہو گیا

ہین جدا اے طفل مجوسی لاشہ عاشق پڑے
تیرا کوچہ آج و خمہ کے برابر ہو گیا

کام لے ابرو کی جنبش سے جو تیغ تیز کا
کب ہو وہ سفاک ممنون خنجر خونریز کا

نمایان سبزۂ خط کب ہے گرد عارض جانان
اثر افسونگر و پھیلا ہے زہر مار گیسو کا

دیکھ پائے گر ترا روسے منور آفتاب
زرد ہو جائے شہر نیلگون پر آفتاب

ہے تلاش ان روز و ان کس نور مجسم کی اسے
صورت مشاطہ پھرتا ہے جو گھر گھر آفتاب کا

آزاد باغ دہر مین سرسبز ہین مدام
کس دن نہین ہے سرو لب جوبیار نہین

فیض بہار عام ہے اے دل عجب نہین
دریا مین مچھلیون کے بھی ہو جائین جا بسعی

کیا خطا صیاد کی ہے دام گلشے کیا قصور
آب و دانہ نے کیا مجھکو گرفتار قفس

سر پابند ونکو کیا ہے کسنے عالم مین اسیر
طائر سدرہ ہوا ہے کب گرفتار قفس

ونسے روشن سا نہوگا بزم عالم مین چراغ
کر رہی ہے یہ زبان حال سے تقریر شمع

ایک دن یہ ہے کہ پابند سلاسل پاؤن ہین
ایک شب وہ تھی کہ تھی زلف معنبر ہاتھ مین

موئے کمر کی طرح سے معدوم ہو گئے
تیرے دہن کی طرح سے گویا کہ ہم نہین

وہ دست و رو ضعف نے حد سے بڑھا پاؤن
نقش قدم کیطرح سے اوٹھتے قدم نہین

تھی در پہ کھڑے ہونے کی جنکو نہ اجازت
اب اونکو بٹھاتا ہے ستمگار بغل مین

گھر یار کا اب مجمع عشاق ہوا ہے
دو چار مقابل ہین تو دو چار بغل مین

ہرگز [illegible] منت اغیار سے اہل عروج ادبل
نہ ہووے حاجت روغن چراغ ماہ روشن کو

نہ پہنچے فائدہ کمین دلونسے خلق کو ہرگز
بجھاتے پیاس کب دیکھا کسی نے آب آہن کو

[illegible] صافی کو ہمراہی کا [illegible] لیا [illegible] کیجیے
آئینہ رو ہے مرا حال دل زار آئینہ

پامال [illegible] والا [illegible] ہین پاپوش کیطرح
خط ہے طوطی لب ہے شکر صاف رخسار آئینہ

ہے اہل صافی کو ہر دم [illegible] صافی کا خیال
آئینہ کے رو برو کھا ہے اے یار آئینہ

بھڑکی ہوئی جو شوق کی آتش بدن مین ہے
مانند شمع جسم مرا پیرہن مین ہے

من شعر
کہتا ہون کچھ تو کچھ ہے نکلتا زبان سے
جوشِ جنون مین اپنے طبیعت بہک گئی
مطلب جس سے ہو قاتل شہید ہی اجل وہ ہو
زبان تیز کیا چلتی ہے گویا تیغ چلتی ہے

انشا تخلص میر انشاء اللہ خان خلف حکیم ماشاء اللہ خان مصدر انکا مولد مرشدآباد مسکن لکھنؤ وزیر الممالک نواب سعادت علی خان بہادر کے مقربون مین تھے بہت سی زبانون سے واقف تھے اور بہت سی فنون مین دخل رکھتے تھے مشکل قافیون مین شعر عاشقانہ اچھا کہتے تھے مشہور ہے کہ کچھ روز میان مصحفی سے اصلاح لیکر منحرف ہوکے ہجو لکھی تھی میان مصحفی نے اوسکا جواب لکھا ہے کلیات انکا نظر راقم سے گزرا

صنما برب کریم یہان تری ہین ہر ایک سے بلا
کہ اگر الست ہے ہمہ تو ابھی کہے آنکھین بلا
وہ جو محو دشت نظارہ ہین ہمین آہ بھر کہین میرزا
کہ اسی تجلی نور نے ہے شل طور دیا جلا
بہ محمد عربی تو دی دو سہ جام بادہ نورزدہ
نہ تو مجھے سکر مین ساقیا مجھے کچھ جہان کا ہے بھلا
بروان ساقی کوثر اسر خم کہ پیر مغان ملا
سمجھ اہل وجد کو مے پلاکے تو تسبیح وشباب دی جھلا
یہ جو کہتے کعبے مین ہی فقط سو غلط ہی محض اسی نمط
جدھر آنکھ اوٹھا کے نظر کرون نظر آتی ہے مجھکو وہ بلا
تجھے انشا اور کیا کہون دو جہان مین کی بھی طرف نہ مے
جو خدا کے نور سے پر نہو کہ محال دہن مین بچے خلا
وہان جھوٹ جھوٹ تم نے ناوٹ ہی غش کیا
ہم سچ مچ ایسا روئے کہ یہان حیث ہی غش کیا
اوس سے خلوت کی ٹھہر جاتی تو مین اللہ سے
واسطے دو دن کے عرش کبریائی مانگتا
ٹک آنکھ ملاتے ہی کیا کام ہمارا
تس پر یہ غضب پوچھتے ہو نام ہمارا
جھڑک کے کہنے لگے لگ چلے بہت اب تم
کبھی جو بھول کے اوسنے کلام مین نے کیا
ہر چند کہ تیور تو لڑ جاتے ہین آپس مین
پر اپنا مین اگلا سا کچھ پیار نہین پاتا
کیون جی کیون آپ کی خاطر مین بھلا کیا آیا
کہ خفا ہوگئے کل ذکر جو میرا آیا
اوسکی ہنسی پوچھیے جو ہونٹون کی ہنسی یاد آئی
سامنے آنکھون کے اک بار اندھیرا آیا
اوسکی سادی وضع کی تعریف تم سے کیا کرون
ٹپکا ہی پڑتا ہے وہان جوبن وہ گدرایا ہوا
اچھا جو خفا ہم سے ہو تم اے صنم اچھا
لو ہم بھی نہ بولینگے خدا کی قسم اچھا

اس ہستی موہوم سے مین تنگ ہون انشا
واللہ کہ اس سے بمراتب عدم اچھا

کچھ اشارہ جو کیا ہم نے ملاقات کے وقت
ٹال کر کہنے لگے دن ہے ابھی رات کے وقت

جو بات تجھسے چاہیے ہے میرا مزاج آج
قربان تیرے کل پہ نہ ٹال آج آج آج

جب گدگداتے ہین تجھے کچھ اور ڈھب سے تب
سنتے ہین گالیان تری ناچار چار پانچ

لگ جا تو میرے سینے سے دروازے کو کر بند
دے کھول قبا اپنی کی بیخوف و خطر بند

کھلا یہ گرہ سمجھ کے لگا بیٹھے ایک جو پیچ
بلبلا ہماری زخم جگر کے کھرنڈ پر

بولے وہ جب ہاتھ رکھا اپنے نے اونکی چھاتی پر
خیر ہے تمکو اجی لعنت کرو شیطان پر

کیون سا قبا نہ لال ہوا اتنا یہ رنگ و شنگ
شیشے شراب سرخ کے ہین جا بجا سنگ فرنگ

بسکہ تھا تیرے سبب ہجر مین بے نور پلنگ
مین نے لین کر دیئین یہان تک کہ ہوا چو پلنگ

کیسی ہی کیون نہ ہو نہین تم مین رکھائیان ہین
جب کھلکھلا کے ہنس دو وہین صفائیان ہون

گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے
زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین

یا وصل مین رکھیے مجھے یا اپنی ہوس مین
جو چاہیے سو کیجیے ہون آپ کے بس مین

ادا و ناز و حجاب و غمزہ کرشمہ شوخی حیا تغافل
تمہاری چتون کے آگے آگے یہ کرتی ہین اہتمام آنکھون

حیف ایام جوانی کے چلے جاتے ہین
ہر گھڑی دن کیطرح ہم تو ڈھلے جاتے ہین

چھیڑنے کا تو مزا تب ہے کہو اور سنو
بات مین تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو

غصہ مین غزی ہم نے بڑا لطف اوٹھایا
اب تو عمداً اور بھی تقصیر کرینگے

گالی سہی ادا سہی چین جبین سہی
یہ سب سہی پر ایک نہین کی نہین سہی

دیکھ انگیا مین اوسکے گوٹ لگی
دل کو پھر تازہ ایک چوٹ لگی

آج تو کپڑے نہ بدلو تم کو میری ہی قسم
آپ کا میلا کچیلا پن سہے کچھ بیداد ہے

کیا منہ بنا رہے ہو اللہ رے رکاوٹ
گویا کہ آشنائی کا ہے نہ تھی کسی سے

پھبتی ترے مکھڑے پہ مجھے جو کہی سوجھی
لا ہاتھ ادھر دے کہ بہت دور کی سوجھی

صاحب کے ہرزہ پن سے ہر ایک کو گلہ ہے
مین جو بنا ہوا ہون میرا ہی حوصلہ ہے

دین گالیان ہزار دن سن مطلع اس غزل کا
کہنے لگے کہ انشا اسکا یہی صلہ ہے

دو گھڑی تو ان سے کہا میں نے کہ کیا ارشاد ہے
تن کے بولے اب ہوا کیا بات تیری یاد ہے

دو بوسوں میں راضی نہ ہوا میں تو وہ بولے
تیری تو کسیطرح سے نیت نہیں بھرتی

غیر کے اک اشارے پر اٹھ گئے میرے پاس سے
تس پہ یہ مجھسے پوچھنا بیٹھے ہو کیوں اداس سے

یہ پیاس اپنی بجھے برف سے نہ شوربے سے
بجھے تو نرگس ساقی کے آبخورے سے

بھری وہ آتش عشق اس دل فگار میں ہے
کہ لاکھ برق نہاں جسکی ہر شرار میں ہے

عجیب لطف کچھ آپس کی چھیڑ چھاڑ میں ہے
کہاں ملاپ میں وہ بات جو بگاڑ میں ہے

کھب گئی آنکھوں میں کل جلوہ نمائی تیری
مجھکو لیا جانے کیا بات خوش آئی تیری

چمن ہے جام و صہبا ہے گھٹا ہے اور خلوت ہے
اگر ایسے میں آجاؤ تو صاحب وقت فرصت ہے

ریختی

بن بیٹھے ہیں دولہا دولہن اس وقت ہم تم
تو لا کے روپے کا تو بنڈے مہر دوگانا

اٹھا جو جاتا ہو ہم سے زور نگوڑا
صدقے اوتارے کر ڈالیے ورنہ بگڑیا

چبھتی ہے تو نگوڑی مجھے بھاری انگیا
کوئی سادی سی مرے واسطے منگا

تجھے کچھ شرم بھی ہے بیٹھ پری او کم بخت
تاڑ جاوینگے برے لوگ ارے او کم بخت

پھول کی ایک کلی جو بیچ میں اپنی لیکر
دم یہ بلبل نے بھلاتے کہ اری تو ...

گتھ گئی مجھسے وہ بکا ناکی بہن جو چھٹکی
تو بس ان جا و بھرے لوگوں میں ...

رات بھر آتا تر ستا ہی رہا جی باجی
اب تو نوبت بھی اٹھو اجی باجی باجی

ایلو اس کوٹھری میں میرے ڈرانیکے لیے
آل عبا اوڑھ کے بن بیٹھی ہیں جاجی باجی

کہا کہ میں بات ہم اس زر وسے کی مستی کی
آنٹ تو اوسنے بہت تیسے ریزرو ... کی

انصاف تخلص عبد الرحمن خان ولد سالار بخش اکبرآبادی داروغہ اصطبل اجمیر ...

حسد کی آگ سے غیر کا دل کباب ہوا
ہمارے ساتھ جو کی اوسنے باد و ہوا ...

کیا ہی دم دیتے ہیں اسے انصاف
بے وفاؤں سے ہم وفا کر کے

انور تخلص شیخ عبد اللہ قنوجی

کیون طلوع اے آفتاب حشر تو ہوتا نہین
ہم پہ اک دن مہربان وہ ماہرو ہوتا نہین

انوار تخلص غلام علی باشندۂ کالپی

ہووے دہن پہ تیرے جو شرط ہمسری کی
تیرے لبون کا بوسہ مصری ہے کالپی کا

انور تخلص میر آغا ولد میر تراب علی شاگرد مہدی علیخان کوثر باشندۂ لکھنو

لکھو لگا حال اگر ضعف و ناتوانی کا
کمیت خامہ نہ قرطاس پر روان ہوگا
بیان کرے گا نکیرین سے فراق کا حال
وہان قبر کو لاشہ مرا زبان ہوگا

انور تخلص سید محمد علی خان عرف نواب دولہ رئیس شمس آباد

یارب کبھی کسی کا بتون پر نہ آئے دل
اور آئے تو نہ ہجر کے صدمے اوٹھائے دل

انور تخلص حاجی حسین خان لکھنوی

دل کسی زلف کے پھندے مین مقرر اولجھا
اے مری جان جو تم پھرتے ہو گھبرائے بہت

انور تخلص پنڈت بشمبھر ناتھ لکھنوی ولد کیشو ناتھ شاگرد آغا حسین مرزا عشق و معصوم علی

مجھپر جو کچھ گذرتی ہے روشن ہے یار پر
خود حال آینہ ہے کوئی کیا خبر کرے
کیون سر شام سے گھبراتے ہو ٹھہرو صاحب
شوق سے گھر کو چلے جائیو کچھ رات رہے

انور تخلص ولی محمد خان باشندۂ دہلی جد و آبا اونکے داروغہ عدالت شاہی تھے فارسی بھی کہتے تھے

ایسی جان بخش ہوا موسم گل کی آئی
قصد پرواز مین ہین بلبل تصویر کے پر
انتظاری مین ترے چشم ہوا گوش ہوا
مژدہ آنے کا ترے سنتے ہی بیہوش ہوا
ہوا اشک خونی بہار گریبان
رگ گل ہے تار تار گریبان
رو برو آئینہ رو کے کیون نہ مین دنگ رہون
حیرت نظارہ سے جون غنچۂ تصویر رہون

انور تخلص مرزا علی حسین باشندۂ لکھنو مقیم کلکتہ شاگرد علیجان شفق یہ شعر اِس تذکرہ(؟) کے لیے بھیجے تھے

وعدہ تو کر دیا یہ خیال وفا بھی ہے
دینے کو کہتے ہین کوئی بوسہ دیا بھی ہے
کیون مفت اپنی جان تمھارے لیے گنوائین
نقصان کے سوا کہین کچھ فائدہ بھی ہے

کیا پوچھتے ہو قیمت دل کا معاملہ
تم سے بھلا کبھی کوئی سودا بنا بھی ہے

انور تخلص سید شجاع الدین عرف امراؤ مرزا دہلوی خلف سید جلال الدین حیدر خوشنویس استاد محمد بہادر شاہ شاگرد محمد ابراہیم ذوق اشعار انکے خوب ہوتے ہین راقم سے انسے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی

مر جائینگے جو درد اوٹھایا نہ جائے گا
الفت کو مرتبہ سے گرایا نہ جائے گا

نالہ نہ آئی ضعف سے گو تا بلب نہ آئی
کیا آسمان کو بھی ہلایا نہ جائے گا

ہے روز عید تم نہ ملوگے تو کیا بیان
خنجر کو بھی گلے سے لگایا نہ جائے گا

پردہ رخ وفا سے اوٹھایا نہ جائے گا
داغ اوسنے جو دیا ہے دکھایا نہ جائیگا

وہ آنکھین نہین ہائے کیا ہو گیا
وہ کافر تو اب کچھ نیا ہو گیا

نرا جب ہے ضد کا کہ تو مجھسے بل
فلک یار اغیار کا ہو گیا

تمھین یہان تک آنا قیامت ہے
ہمین جی سے جانے مین کیا ہو گیا

مجھکو آئینہ دکھاتے ہین دم عرض وصال
جرم سے میرے ہوئی توقیر شب

انور تخلص سید مہدی حسن ولد میر احمد علی لکھنوی شاگرد مرزا مہدی کوثر

تیر نظارۂ دلبر جو ہین کھٹکا دل مین
روح کی طرح اوسے سینے مین چھپا یا دل مین

نہ ہوا ایک خیال آئے تھے کیا کیا دل مین
رہ گئی یار کے ملنے کی تمنا دل مین

انیس تخلص میر ببر علی ولد میر مستحسن متخلص بہ خلیق خلف میر حسن صاحب مثنوی بدر منیر متوطن دہلی مقیم لکھنؤ مرثیہ گویون مین ممتاز ہین اور تحت لفظ پڑھنے مین کمال رکھتے ہین سوا مرثیہ کے اور کسی صنعت سخن مین مطلق دخل نہین رکھتے بلکہ مرثیہ بھی انکا ایسا نہین کہ عیوب شاعری سے پاک ہو

ہوا ہے ابر ہے ساقی ہے مے ہے
پر اک تو ہی نہین افسوس اب ہے

کس سے اے شوخ ہوئی رات کو ہاتھا پائی
نور تن آج جو ڈھلکا ہے ترے بازو سے

کل تو آغوش مین موجی نے ٹھہرنے نہ دیا
آج کی شب تو نکل جاوے گا پہلو سے

انیس تخلص امیر الدولہ نوازش خان ہمشیرہ زادہ شاہ نواز خان دہلوی شاگرد میر ممنون شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین خدمت مختاری رکھتے تھے آخر عمر

شعر گوئی ترک کی تھی بعض صاحب تذکرہ نے انکی والد کا نام شاہ نواز خان لکھا ہے

ہر کالۂ آتش ہے وہ رخسار انیس آہ	چہرہ جو غضبناک ہوا اور بھی چمکا *
کشتی سے اپنے چرخ خبردار رہ کہ آج	رکھتے سرشک دیدۂ طوفان فشان نہین
آہ یہ کسکی یادگاری ہے	آج جو دل کو بے قراری ہے

آوارہ تخلص محمد کاظم برادر حقیقی میر زین العابدین

اے عندلیب جا کے کرا یکی چمن مین کیا	باد خزان سے سب گل گلزار جھڑ گئے

اوباش تخلص امیر الزمان پیرزادہ لکھنوی شاگرد میان مصحفی

قطعہ

یار مجھسے وہ مہ جبین نہ ہوا	میری خواہش پہ آسمان نہ پھرا
ہو گئے پیر انتظار رہے مین گر	تو بھی اوباش وہ جوان نہ پھرا
دل و دیدہ اپنے جو بانٹھو سو وہ رنج و غم مین پھنس گئے	ہمین جنسے چشم امید تھی وہی آنکھ ہمسے چرا گئے

اوج تخلص نواب اشرف علی خان تخت شاگرد شرف

زندگی ہو گئی فرقت مین قضا آنے سے	ملک الموت مرے حق مین مسیحا ٹھہرا
بندہ ہے تیرا لاکھ چڑھے آسمان پہ چاند	مٹتا ہے یہ کلنک کا ٹیکا جبین سے کب

اوج تخلص شیخ عبد الکریم برادر کوچک شیخ عبد الصمد فوق خلف شیخ محمد روح اللہ
باشندۂ میرٹھ

قتل پر ہین نہ وصل پر راضی	رنگ بگڑا ہے کیا مقدر کا
فلک دون سے کیا مدد چاہین	اوس سے مانگین جو ہو برابر کا

اوج تخلص میر محمود خان ولد میر خواجہ شاہ رضوی باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک
صاحب دیوان ہین

ابر و ہلال بدر جبین خال ہے زحل	کیونکر نہ ہو فلک پہ تمھارا بھلا دماغ
دو چار چیزین چاہین معشوق مین ضرور	انداز غمزہ عشوہ شرارت ادا دماغ

اوج تخلص مرزا علی حسین خلف مرزا عسکری منجم باشندۂ لکھنؤ شاگرد آتش صاحب دیوان ہین

نرگس ہے چشم سرو ہے قد غنچہ ہے دہن	رخ رشک گل ہے غیرت ابر بہار زلف

اوج تخلص مولوی امام الدین باشندۂ قصبۂ بہانی توابع لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان

اے اوج اوسکو جان وسیلہ نجات کا	دل کو تڑپ لگی ہے جو خیر البشر کی لو

اوج تخلص عبد اللہ خان باشندۂ ودھنا مقیم دہلی اونکو عارضۂ خلل دماغ کا تھا

بہاتا ہے جوش عشق شیرین وشان ہین ونا	ہے آب شور گریہ آب زلال اپنا

اوج تخلص قاضی عنایت حسین خان بہادر صدر الصدور متوطن غازی پور

گنہگار محبت اوج ہین اوس چشم مژگون کے	ہمین اس جرم پر آنکھین دکھاوے جسکا جی چاہے

اوصاف تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہوا

لغزش بہت ہے پاؤن کو دے ہاتھ ساقیا	ہوتے نہین ہین مست شراب کہن کے پاؤن

اولی تخلص نام میر اولاد علی

بتان ہر چند بہلاتے ہین میرے دل کو پیرا لے	ادا کس طرح مجھکو اوس پری رخسار کی بھولے

اولیا تخلص میر اولیا لکھنوی مرشد آباد مین سکونت اختیار کی تھی

رخ اپنا بادۂ گلگون سے تم نے لال کیا	چراغ حسن کو پانی سے اشتعال کیا
ہنسی آتی ہے مجھکو اولیا کی پارسائی پر	ادھر تو ہاتھ مین تسبیح اودھر زنار پہلو مین

اویسی تخلص غلام محی الدین خان باشندۂ بریلی اشعار فارسی اونکے نہایت مطبوع و مرغوب ہوتے ہین

رکھتی ہے گلستان کو جو باد سحر تازہ	رہے آہ سے اب میری ہر زخم جگر تازہ

آہ تخلص میر اکبر علیخان لکھنوی ولد سید ولایت علی خان بن محمد حسین خان مخاطب بہ مرصع رقم خان صاحب نوطرز مرصع صاحب دیوان ہین

اس قدر رویا ہون ہجر مین یار چشم مست کے	ہین حنائی پنجۂ مژگان ترکی اونگلیان

آہی تخلص میر عبد الرحمن خلف میر حسین تسکین باشندۂ دہلی شاگرد مومن فن معما مین اچھا دخل رکھتے ہین

تمھارے حسن مین گرمی نہین ہے	اگر ہو وے تو وا بند قبا ہوتا

کھل گیا دروازۂ جنت بھی اپنے گور مین
پر دل وحشی یہ کہتا ہے بیابان چاہیے

اوٹھ کہین ہے آمد آمد اوس ستمگر کی وہان
اہل محشر مجھکو یہ مژدہ سنا کر لے گئے

شکوہ کہان کا کیا گلہ جی نکل گیا
شرما کے یار نے جو ہین نیچے نگاہ کی

ایجاد تخلص مرزا رحیم الدین دہلوی خلف شاہزادۂ حسین بخش شاگرد مولوی امام بخش صہبائی و مرزا قادر بخش صابر

بتخانے مین تھا یا کہ مین کعبہ کے قرین تھا
اے زاہد نادان تجھے کیا مین کہین تھا

دیکھو تو مری ضد کہ کسی شب وہ ستمگر
آیا بھی تصور مین تو دشمن کے قرین تھا

یکس خلش کا تقاضا رہا کہ تا دم صبح
کچھ آپ ہی آپ رہی دلکو بیقراری رات

یہ باتون مین بھلائی وہ دل چھین کے لیجائے
کیا یاد ہین ڈھب لب کو تری اور نظر کو

لگے ہمسے نظر اپنی چرا اسنے
وہ سمجھے جس گھڑی لطف نظر کو

سبب سمجھا جو بیماری کا وہ شوخ
نہ آیا پھر کبھی میری خبر کو

ایما تخلص حکیم واحد علی باشندۂ ڈھاکہ شاگرد مولوی رشید النبی وحشت

دیدۂ گریان ہے اپنا ابر باران کیطرح
شعلہ زن ہے آہ سوزان برق خندان کیطرح

دیدۂ گریان کو ہے جو زلف پرخم کا خیال
تار اشکون کے بنے ہین مار پیچان کیطرح

ایمان تخلص سید شیر محمد خان حیدرآباد دکن کے شعراے مشاہیر مین تھے

جو داغ ہے دل کا سو برنگ پر طاؤس
ہو کیون نہ خجل دیدۂ تنگ پر طاؤس

ہے مرہم زنگار کا دشمن دل پر داغ
یہان شمشیر طوطی سے ہے جنگ پر طاؤس

روا ہے کونسی مشرب مین یہ اے عشق نا منصف
دل پرویز خوش ہو خاطر فرہاد محزون ہو

مے گلگون کا جبدم بزم مین ساغر چھلکتا ہے
ٹپک پڑتا ہے خون دل مرا ایمان آنکھون سے

قدر یاقوت نہین لخت جگر کے آگے
ابر بھی پانی بھرے دیدۂ تر کے آگے

ہے بناگوش سے شرمندہ ترے آب گہر
شمع کو تاب نہین نور سحر کے آگے

حرف باے موحدہ

باطن تخلص حکیم میر قطب الدین اکبرآبادی شاگرد گلزار علی اسیر

گئی ہے آنکھوں کی رہ تیری انتظار میں روح	رہی نہ نام کو اب جسم خاکسار میں روح

باقر تخلص میر باقر علی برادر خورد و شاگرد میر فرزند علی موزون

جور بتاں سے سینے میں کیا کیا خراش ہے	دل ٹکڑے ٹکڑے سب ہی جگر پاش پاش ہے

باقر تخلص باقر علی خان ناظم صوبہ حیدر آباد شاگرد شاہ کمال کمال

رونے کی سن صدا مری بولا وہ دیکھیو	خانہ خراب یہاں پس دیوار کون ہے

باقر تخلص نواب محمد باقر خان خلف نواب ظہیر الدولہ غلام یحیے خان بہادر وزیر محمد علیشاہ بادشاہ اودھ شاگرد خواجہ وزیر وطن انکا کشمیر مسکن لکھنؤ

غیر کے کہنے سے گو اوسنے چرائیں آنکھیں	ہوگئی صلح جو اکبار لڑائیں آنکھیں
بوسۂ چشم کبھی ہم نے جو مانگا باقر	یار نے چین بہ جبین ہو کے دکھائیں آنکھیں

باقر تخلص باقر خان ولد اصالت خان باشندۂ الہ آباد

ہائے افسوس چھٹا موسم گل ہی مین چمن	مجھ سے ناکام کوئی باغ مین صیاد نہین

باقر تخلص میر باقر علی باشندۂ جونپور ولد میر علی حسین پیشتر پنجاب کیطرف رہتے تھے

چکھائینگے تجھے نازک مزاجیون کا مزا	اگر ذرا بھی دل پر کچھ اختیار رہا
تجھے تو مشغلہ اغیار سے رہا تا صبح	تری بلا سے کسی کو گر انتظار رہا

باقر تخلص منشی باقر رضا ولد قاضی اکبر علی منصف پٹنہ باشندۂ عظیم آباد شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ مقیم کلکتہ

روز وعدہ کرتے ہو آتے پر آتے نہین	قول کب پورا ہوا صاحب تمسے فقرہ باز کا
لکھتا ہون حال جدائی کا جو تیری ای جان	حرف از خود مرے نامہ سے جدا ہوتا ہے
کسطرح دل سے بخار اپنا نکالون باقر	میرے رونے سے مرا یار خفا ہوتا ہے

باقر تخلص سید محمد باقر علیخان مخاطب بہ اعتضاد الدولہ برادر کوچک ذوالفقار الدولہ ولد سید محمد تقی علی خان شاگرد مرزا مظفر علی ہنر باشندۂ لکھنؤ مقیم کلکتہ صاحب دیوان اور راقم کے دوستون مین ہین اشعار مرقومہ ذیل اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

خاک پر پروانون کی تهی لبی ولگن مین کچه نه تها	صبح کے ہوتے ہی ہوتے انجمن مین کچه نه تها
کسی طرح سے نه کم ظرف ہونگے عالی ظرف	حباب لاکه بڑهے آسمان نہین ہوتا
نیش غم نے اسقدر رگ رگ مین سیر کی خلش	مغز بنکر درد ہر اک استخوان مین رہ گیا
نزاکت سے کمر دوہری ہوئی جاتی ہے چلنے مین	وبال دوش ہے اوس نازنین کو بار کاکل کا
عرش اعلی تک گذر ہے نالۂ شبگیر کا	دیکه اے پیر فلک کیا توڑ ہے اس تیر کا
جبهه سائی کے ہیا تک آستان یار پر	مٹ گیا سنگ در جانان سے خط تقدیر کا
نه مرتا ہجر مین تو عاشق دلگیر کیا کرتا	سوا اسکی وصال یار کی تدبیر کیا کرتا
بوسے پہ اوس سے وصل مین کیا حجتین رہین	گذری تمام رات سوال و جواب مین

باقر تخلص باقر علی خان ولد امجد علی خان خویش سبحان علی خان کمبوه باشنده لکهنو انکا تمام کلام اسی طرز کا ہے

حادث ہو کیون نه صورت عالم ترا دہن	لب بهی نئے نئے ہین ترے اور نیا دہن
کف لاتا ہے عدو کف مار سیاه سا	ہے صورت دہانۂ مار قضا دہن
اے بحر حسن دانت ہین سلک گہر تری	موجین ہین گال لب ہے حباب کشاده دہن
آگے تو گالی دے کے زبان خوب صاف تهی	اب منه چڑاکے بگڑا ہے کیا آپکا دہن
باقر یا صبح شه مین جو مدفن کی ہے طلب	وا کر نماز فجر مین پهر دعا دہن

باقی تخلص ایک شخص کا ہے جسکا اور کچهه حال معلوم نه ہوا

یہ مال کیا ہی گیا تو گیا بلا سے دل	چهپائین کاہے کو ہم اپنی دلربا سے دل

ببر علی تخلص و نام شاه ببر علی مرید و تلمیذ شاه محمدی مائل تخلص انکا انکی غزلون مین بہت کم آتا ہے

سیر گلشن کی کرے اب بلبل	پهر کہان آشیان کہان یه باغ

بحر تخلص نواب علی احمد خان شاگرد ناسخ باشنده عظیم آباد

کشتی نوح بهی آلے تو نه ساحل ہو نصیب	دیدۂ تر نے کیا میرے وه طوفان پیدا

بحر تخلص شیخ امداد علی خلف شیخ امام بخش باشنده لکهنؤ شاگرد ناسخ عروض و قوافی مین

اچھا غزل کہتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا اور نسخے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی شعرای لطیف اچھا ہے

بتو خدا یہ نہ رکھو معاملہ دل کا
برا بھلا نہین ہوجائے فیصلہ دل کا

خدا یہ نالہ و فریاد ساز وار کرے
کہ دل لگی ہے ہماری یہ مشغلہ دل کا

کچھ ریاضت سے نہین پشت خمیدہ زاہد
بار عصیان وہ اوٹھایا کہ ہوئی چور کمر

پردہ بھی روز وصل نہ اوٹھا کسیطرح
سرکا نہ سینہ پر سے دوپٹا کسی طرح

کیا کیا نہ مجھسے سنگدلی دلبرون نے کی
پتھر پڑین سمجھ یہ نہ سمجھا کسی طرح

آنکھ کھلتے ہی میسر ہوا دیدار قفس
موے مژگان مری قسمت سے ہوے تار قفس

ہم اسیرون کی اگر تیر نظر کاری ہین
ہو گئی دیوار چمن صورت دیوار قفس

کہے دیتی ہے بنائے قفس تابوت
مر گئے پر بھی نہ چھوٹینگے گرفتار قفس

ہمصفیر و کوئی کیا جانے اسیری کا مزا
مین چمن بیچ کے ہوتا ہون خریدار قفس

پر خدا ہی تو نہ اوڑ چل کہ اسی مین ہی نجات
کب ہوا بلبل تصویر گرفتار قفس

سیان ہر اک عیش کے انجام کا آغاز ہے غم
راحت باغ کو بلبل سمجھ آزار قفس

رو بصحت ہوئے زندان سے جو مر کر نکلے
گو ہمین نقل مکان کرتے ہین بیمار قفس

ایسے عمامے سے تو انگو چھا ہی خوب ہے
زاہد کے ہاتھ چھوڑ کے لین برہمن کے پاون

مجھسے ملتے ہین تو منہ سرخ ہوا جاتا ہے
خوش ہین ظاہر مین لگی آگ بگولا دل مین

آج کل اونکی خریداری ہے میٹھا سال ہے
بیچتے ہین کوزۂ قند مکرر چھاتیان

ایک دن مجھکو پھنسائینگی مقرر پلکین
آنکھین صیاد ہین ٹٹی ہین ستمگر پلکین

تو وہ ہے دیدے جسوقت پھری تیری نظر
تل بھر آنکھین نہ کرین رحم نہ جو بھر پلکین

جان نکلے ہجوم غم مین کیون کر
کچھ بھیڑ چھٹے تو رستا ہو

ماہ کو نقرہ مہر کو زر دو
جسکو چاہو اوسکو بھر دو

خدا کسی کو نہ روز سیاہ دکھلائے
گہن مین چاند ہے تاری شریک حال نہین

ہوئے ہین ایسے مجھے زندگی کے دن بھاری
کسی سے اٹھانے بھی اوٹھے یہ احتمال نہین

جو اس مقام پہ آیا ہے ہاتھ ملتا ہے
ہتھیلیون مین کسی آدمی کے بال نہین

ہماری سوز دروں کا نہ پوچھیے عالم
دھوان دماغ سے اوٹھتا ہی سر کے بال نہین

جو منچلے ہین سپاہی کسی سے دبتے ہین
جہان مین سبزۂ شمشیر پایمال نہین

ہوائے عیش کو سر سے نکال ہوش مین آ
سحر ہی شام جوانی سپید بال نہین

ہر ایک لاف زنی کر لے اپنی گھر مین مگر
نکل سکے منہ سے جو بولے زبان مجال نہین

محفل مین ٹھیکرے اشارے بجلی نہین
فتنے اوٹھینگے یار اس آفت کی آنکھ سے

بخشی تخلص حسین بخش پارچہ فروش اکبرآبادی بعض صاحب تذکرہ نے اسکا بزاز تخلص لکھا ہے

کہون ہون جب سے مین اونکو بلا لادے یہ کہتا ہے
مجھے بیہودہ مت دوڑا نہ آوینگے نہ آوینگے

بدر تخلص مرزا ابلاقی ابن شاہزادہ نصیر الدین بہادر دہلوی شاگرد مرزا [illegible]

سن لینا ایک دن کہ اوسے غم نے کھا لیا
غم کھائیگا یو نہین جو یہ غمخوار آپ کا

اپنے ہی پرستش مین ہوگا ختم کو ہنگامہ سب
گر قیامت مین ہمارے حال کا دفتر کھلا

اک کشتی طوفان زدہ گردون کو بنا دے
اللہ رے گریہ مرے اس دیدۂ تر کا

گھٹا نہ خاک ہوے پر بھی کچھ وقار اپنا
ہمیشہ دوش صبا پر رہا غبار اپنا

مین اگر جاؤن تو نکلے مطلب دل کچھ نہ کچھ
میرا جانا اور ہے قاصد کا جانا اور ہے

بدر تخلص سید آغا علی خان خلف میر عباس شوشتری باشندہ لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

پروانہ شمع طور بھی ہے جنکی حسن پر
ایسی ہین گوری گوری تمہاری کلائیان

بدر تخلص میر بدر الدین باشندہ کرنال مقیم دہلی

کس مژہ کی یاد تھی ہمدم کہ شب تا صبح یہان
ہر نفس کے ساتھ دل مین خار سا کھٹکا کیا

کسکا خواہان ہے کہ دل قافلۂ اشک کے ساتھ
دمبدم سینے سے آنکھون مین چلا آتا ہے

بدر تخلص شیخ الٰہی بخش شاگرد مہدی علیخان [illegible]

قفس نصیب ہوا جبکہ فصل گل آئی
نہ دیکھی بلبل ناشاد نے چمن کی بہار

برشتہ تخلص شرف الدین تلمیذ بھوری خان آشفتہ باشندۂ دہلی

رشتہ توڑا برشتہ الفت کا
دیکھ اوسنے شکستہ حال مجھے

برستہ تخلص آغا حسین علی مرحوم لکھنوی شاگرد میر تقی صاحب دیوان فارسی و ریختہ گزرے

ہر وقت ہم سے کرتا ہے وہ نوجوان دماغ / اتنا دماغ اوٹھانے کا ہمکو کہان دماغ
بوے عنبر سے جو سارا بھر گیا میرا دماغ / کوئی زلفِ یار سے بادِ صبا آئی نہ ہو

برق تخلص میان شاہ جی شاگرد مصحفی

کیا دھوم سے اُٹھی ہے گھٹا ایسی ہوا مین / افسوس کہ ساقی و مے و جام نہین ہے

برق تخلص فتح الدولہ بخشی الملک مرزا محمد رضا خان بہادر خلف مرزا کاظم علی صاحب شاگرد ناسخ واجد علی شاہ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے تھے ۱۸۵۷ء اٹھارہ سو ستاون عیسوی مین یہین وفات پائی شعر خوب کہتے تھے صاحب دیوان گذرے

یاد مژگان آشنائی بحرِ فرقت ہے مجھے / مغتنم دریا مین تنکے کا سہارا ہو گیا
مین تو کیا پیچ سے بالون کے نکلنا ہی محال / پیچ بھی آئین اگر اے مہِ تابان سر پر
کچھ پستی نصیب سے اپنے عجب نہین / بدلے جبین کے ہو خطِ تقدیر پاون مین
قیس کا نام نہ لو ذکر جنون جانے دو / دیکھ لینا مجھے تم موسمِ گل آنے دو
میکشو آیۂ رحمت ہون غنیمت سمجھو / سال بھر روز لگاتی ہے جھڑی میری آنکھ
چشم پوشی نہ کرو مجھکو دکھاو صورت / آپ سے رکھتی ہے امید بڑی میری آنکھ
پردہ تو پردہ اور سنو لنترانیان / آتے نہین ہین خواب مین شہر کے سامنے
یکسان ہین پادشاہ و گدا جوشِ عشق مین / پست و بلند ایک ہے دریا کے سامنے
ہم تو اپنون سے بھی بیگانہ ہوئے الفت مین / تم جو غیرون سے ملے تم کو نہ غیرت آئی
دیکھیے حالت دل درد سے کیا ہوتی ہے / روح نامِ شبِ فرقت سے فنا ہوتی ہے
مین جو روتا ہون تو کہتے ہین مجھے ہنس ہنس کے / جو کرے عشق یہی اوسکی سزا ہوتی ہے
اودی کرتی لال کچین اور اوسپہ سنہری گوٹ ٹکی / ابر سے نکلا چاند کا ٹکڑا برق کی دلکو چوٹ لگی

برق تخلص محمد نجم الدین باشندہ سکندر آباد مقیم اکبر آباد ولد قاضی سراج الدین شاگرد مومن

کیا کیا اوڑے ہین جیب و گریبان کی دھجیان / ہاتھوں سے جب کہ یار کا دامن نکل گیا
کیا لگی پھرتی ہے اوس پای نگارین مین حنا / جس جگہ اوسنے قدم رکھا گلستان ہوگیا
صورتِ گل چاک چاک اپنا جگر ہے برق ہائے / چارہ گر کو فکر ہے ٹکڑے گریبان ہو گیا
رشک عدو و حسرت وصل آرزوی مرگ / صدمہ ہے کونسا جو مری جان پر نہین
دیکھین ہم بھی تو دل لیتا ہے کیونکر کوئی / ہان اشارہ تو کرے چشم فسون گر کوئی
ہون وہ ناکام سمجھے وصل بتان تو کیا / سر کے ٹکرانے کو ملتا نہین پتھر کوئی

برق تخلص ابو علی باشندۂ ڈھاکہ خلف میر محمد علی فاضل

ہے گھٹا یہ یا کہ ناگن یا کہ کالی رات ہے / زلف مشکین ہے یہ یا کہ پردۂ ظلمات ہے

برکت تخلص برکت اللہ خان باشندۂ کوتانہ بیشتر فارسی کہتے تھے

جلا ہے یہانتک تپ غم سے دل غمناک سینے مین / اگر ڈھونڈے کوئی دل کو تو پائے خاک سینے مین

برکت تخلص منشی برکت علی خان باشندۂ خیرآباد و راجہ پٹیالہ کے مختار تھے اشعار سے نہایت شوق رکھتے تھے اور خوب کہتے تھے

پہونچے آسیب نہ اوسکو کہین گر نہو / نالۂ شب مین الٰہی مری تاثیر نہو
دل بیتاب کسیطرح سے ٹھہرائے کوئی / مجھے سمجھائے کوئی یا اوسے سمجھائے کوئی
غم اوٹھانا مرے اس دل کا ٹھکانا ہوگیا / ایک دم کے لیے بھی پاس جو بٹھلائے کوئی
تصور مین تری گر کوئی چھیڑے ہے تو کہتا ہون / ذرا دم لو کوئی آیا ہوا جاتا ہے قابو سے
خط کی مضمون جو دیکھے یہ معلوم ہو گئی / قاصد نے جب کہا کہ یہ خط کی رسید ہے
مجھکو رکار کا ساتھی پایا تو یہ کہا / ہائے خدا نہ ڈالے کسی بدگمان سے

بہمان تخلص نواب ... الدین حیدر خان نبیرۂ شمس الدولہ بہادر

جب آہ کھینچی پہلے سر سے بس پہنچ گیا / کوتہ کمند نکلی نہ پہنچی زمین سے کب

بسمل تخلص سید جبار علی رئیس جبار گدہ راجہ بنارس کی سرکار مین کچھ علاقہ رکھتے تھے مدت تک شاہجہان آباد مین بھی رہے تھے

اک سہر ساعت پستی ہے نہ تنہا تیشہ سے / ہے تماشا استخوانون مین مرے گلریز کا

ہر دم تجھے نیاز امسے ناز ہی رہا
انجام کار عشق کا آغاز ہی رہا

یاد آگئی مشت حنا کی اپنی
اوڑ گئی جو کہین غبار دیکھا

تیری ہی یاد ذکر ترا ہی ہر آن ہے
گویا کہ اسلیے مرے منہ مین زبان ہے

بسمل تخلص محمد عبد الحکیم خلف حکیم پیر بخش برادر زادہ مولوی امام بخش صہبائی مقیم دہلی

مرے بالین پہ وقت نزع کا آوا ایک دم اونکو
رہے گا حشر تک سینے مین فرزند داغ ارمانکا

مین کیا کہ خبر اوسکو اپنی ہی نہین ہمدم
کم بخت یہ دل اپنا آیا تو کہان آیا

وحشت ہی پرستی ہے آوارہ سے پھرتے ہو
دل آپ کا اے بسمل سچ کہیے کہان آیا

حضرت بسمل کی حالت دیکھکر بولا یہ قیس
پیر و مرشد خیر تو ہے آپ کو یہ کیا ہوا

ہر شیخ مے کو برا بتاتے ہو
اسکا تم کو مزا چکھا ئینگے ہم

ناصحا توبہ لے وحشت اکا نام
دل لگانے سے باز آئینگے ہم

ہر ہر نگہ مین ناز فروشی ہے کس
اپنا تو اب وہ دل ہے نہین وہ جگر نہین

قاصد پھرا ہے یون کہ خدا خیر ہی کرے
میری طرح سے کچھ اوسی اپنی خبر نہین

کھلے گا جس جگہہ حق ہم وہین سر کو جھکا ئینگے
نہ ہم کو ربط کچھ کافر سے نے نفرت مسلمان سے

بسمل تخلص حافظ محمد حسین ولد حافظ محمد بخش عرف حافظ ممو دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

نہ آو لگا یہا تک اور نہ مطلب دل کے ہوئے
تہ سمجھے گا قیامت تک کبھی دامن تمنا کا

دل تو نے ہم سے او بت کافر اوٹھا لیا
اس نازکی مین بوجھہ یہ کیونکر اوٹھا لیا

تم سے دل کی ناز برداری نہ ہو گی میان لو
جان من یہ دل بڑے ناز و نعم سے پالا ہوا

بسمل تخلص مولوی محمدی عرف میان صاحب دہلوی مولانا فخر الدین قدس سرہ کے یاران خاص مین تھے

اوس لب کی سدا یاد مین پنجہ مین مژہ کے
کب اشک سے ہے تسبیح عقیق جگری ہے

بسمل تخلص محمدی بیگ عرف مرزا اللہ یار بیگ لکھنوی خلف و شاگرد مرزا محمد امیر طاہر صاحب دیوان ہین

مژگان و خال و ابرو و زلف معنبرین
اتنی بلاؤن سے کوئی کیونکر بچاے دل

عشوہ کرشمہ شوخی و غمزہ ادا و ناز	قاتل یہ ایک ایک ہی بسمل برائے دل
گرم جوشی غیر سے کرتا ہے جو وہ بیوفا	سرد ہو جاتے ہین غیرت سے ہمارے ہاتھ پاؤن

بسمل تخلص امیر حسن خان خلف عاشق علی خان سفیر شاہ اودہ باشندۂ کاکوری کلکتہ مین رہتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے وہین انتقال کیا

ہائے کیا دیوانہ دل نے کام یہ بیجا کیا	آپ تو دیوانہ تھا ہی مجھکو بھی رسوا کیا
دریا مین رات کو جو نہانے لگا وہ شوخ	فانوس گرد ہوگئین روشن حباب کے

بسمل تخلص پنڈت سندر لال سررشتہ دار پرمٹ کانپور ولد بخشی ٹیکارام شاگرد ناسخ وطن انکا کشمیر مسکن لکھنؤ صاحب دیوان گذری

یہ نہین افسوس اے طفل برہمن ہاتھ مین	کر رہا ہے مرغ دل اپنا یہ شیون ہاتھ مین
گوری گوری انگلیان یون شب کو آتی ہین نظر	شمعین ہین کافوری گویا کہ روشن ہاتھ مین
آئنہ سے بھی کہین شفاف تیرا ہاتھ ہے	آرسی پہنے ہے کیون اے شوخ پرفن ہاتھ مین
انگوٹھون کے نیچے دبائین انگلیان اغیار نے	مین جو چٹکانے لگا اوس سیمبر کی انگلیان

بسمل تخلص مرزا عنایت علی ولد مرزا سعادت علی شاگرد آتش باشندۂ فیض آباد مقیم بنارس دیوان انکا نظر سے گذرا

گناہ میری خطائین مرے قصور مرا	وہی کہین ہم انہین کو گواہ کرتے ہین
جفائین سہتے ہین جور و ستم اوٹھاتے ہین	ہمین ہین یار جو تجھسے نباہ کرتے ہین
نکرتے عشق اگر آگاہ ہوتے عادت دل سے	کہ لگ جاتا ہے آسانی سے اور چھٹتا ہے مشکل سے
محبت ترک کرتے ہو تو پہلے ذبح کر ڈالو	جدائی آپ کی دیکھی نہین جائیگی بسمل سے

بشاش تخلص کلب عابد خان ولد کلب حسین خان نادر بن کلب علی خان بنارسی

[illegible] اندیشۂ آسمان تنہا	ہزار دشمن جان ہین اور ایک جان تنہا

بشیر تخلص مشیر اللہ باشندۂ کڑہ مانک پور

کھڑی ہے موت ہر دم ہر زمان بالائے سر	غافلو آتا ہے وقت ناگہان بالائے سر

بشیر تخلص سید بشارت علی دہلوی شاگرد نظام الدین ممنون لکھنؤ کی راہ مین وفات پائی

دل بیتاب پہ ہم ہاتھ دھرے بیٹھے ہین
دیکھتے ہین تجھے حسرت سے بھرے بیٹھے ہین

یارب نہ کھلی زلف گرہ گیر کسی کی
وابستہ ہے وہان خاطر دلگیر کسی کی

شاید دل بیتاب کو تسکین ہو اسے
کھنچوا کے رکھون سینے پہ تصویر کسی کی

بقا تخلص شیخ محمد بقاء اللہ اکبرآبادی خلف حافظ لطف اللہ خوشنویس معاصر سودا و میر وطن انکا اکبرآباد مولد دہلی مسکن لکھنؤ بعض صاحب تذکرہ نے غلطی سے انکے والد کا نام سیف اللہ لکھا ہے ریختی مین شاہ حاتم اور حضرت میر درد سے اصلاح لیتے تھے اور فارسی مین مرزا فاخر مکین سے شعر نمکین کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

جیب ناصح جو مرے ہاتھ کو اکبار لگا
پھاڑون ایسا کہ پھر اوسمین نہ رہے تار لگا

سر سری مل کے مرے پاس سے جانا کیا تھا
راہ بس نا بنے آئی تھی یہ آنا کیا تھا

آئنہ دیکھ کے کہتا ہے جو اللہ رے مین
اوس پری زاد پہ مین غش ہون بقا واہ رے مین

اے عشق تو ہر چند مرا دشمن جان ہے
مرنے کا نہین نام کا اپنے مین بقا ہون

مجھسے کب تک اس دل صد چاک کا پیوند ہو
اب یہ دیوانہ الٰہی خاک کا پیوند ہو

ق

شب گزری ہے اے سحر کے نالو
پھر غش پہ برچھیان سنبھالو

گر قتل کیا بقا کو خوبو
اس بات کو منہ سے مت نکالو

ق

یہان سے بھلا ہے خون عاشق
بس جانے دو اوس پہ خاک ڈالو

تو نے اسطرح سے اے چرخ گرایا مجھکو
کہ موئے پر بھی کسی نے نہ اوٹھایا مجھکو

گر دو گے بقا کو تم آ نزع کے دم بوسہ
تو اوسکے تئین گویا تم آب بقا دوگے

کیا خط تجھے لکھے حرکت ہاتھ سے گم ہے
خامہ بھی مرے ہاتھ مین انگشت ششم ہے

ترے جو خال سیہ لب پہ آشکارا ہے
کسی کے بخت سیہ کا مگر ستارا ہے

ہے رخ یار نہین زلف پریشان کے تلے
ہے نہان صبح وطن شام غریبان کے تلے

آہ کے برق جو سینے مین چمکتی دیکھی
طفل اشک آن چھپے دامن مژگان کے تلے

شیخ ڈرتا ہون کہین بیٹھ نہ جائے یہ کنوان
مت کھڑا ہو تو عصا رکھ کے زنخدان کے تلے

یاد مین تڑپے ہے یہ کس ابرو خمدار کے
آج کچھ ناخن بدل ہے آہ اس بیمار کے

ہوتا ہے شیشہ دل چور اوسکی گفتگو سے
یارب یہ پند ناصح یا سنگ محتسب ہے
عشق مین بو ہے کبریائی کی
عاشقی جس نے کی خدائی کی
ہمسری مت صبا سے کر اے آہ
تو نے بھی کچھ گرہ کشائی کی

بلند تخلص صفدر علی بیگ ولد مرزا فضل علی بیگ دہلوی شاگرد مرزا آقا بخش صاحب علم حساب مین اچھا دخل رکھتے

ہوا پیمان وصل دیر آشنا و زود رنج
جو تجھے مین نے کہا اے یار زیبا ہو گیا
کچھ وصل کا سا حسرت پنہان مین ملا لطف
شب میرے تصور مین جو اک پردہ نشین تھا
روز ہے اوسکو میرے قتل کی فکر
غیر سے دھیان ہے سوا اپنا

بہادر تخلص رن بہادر سنگ ولد فتح بہادر سنگ اکبرآبادی شاگرد حاتم علی مہر

ایک دم بھی جدا نہین ہوتا
کیا محبت ہے درد کو دل سے
اسے بہادر نہ چھوڑیو میدان
نہ اوٹھے لاش کوے قاتل سے

بہادر تخلص راجہ بینی بہادر بہار کے راجون مین تھے

سیاہی تو کی گئی دل کی آرزو نہ گئی
ہماری جامۂ کہنہ سے مے کی بو نہ گئی

بہادر تخلص مرزا نصیر الدین

کب تلک دل کو کرے عاشق دلگیر کڑا
گردن جان کا آخر ہوا زنجیر کڑا

بہار تخلص منشی ٹیکچند دہلوی مصنف لغت بہار عجم معاصر خان آرزو

وہی اک ریسمان ہے جسکو ہم تم تار کہتے ہین
کہین تسبیح کا رشتہ کہین زنار کہتے ہین
اگر جلوہ نہین ہے کفر کا اسلام مین ظاہر
سلیمانی کے خط کو دیکھ کیون زنار کہتے ہین

بہار تخلص مرزا علی مرثیہ گو خلف مرزا حاجی علی بیگ لکھنوی شاگرد رشک کربلا کی زیارت بھی کی ہے راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے صاحب دیوان ہین

رو کون حضور کو مین یا تھام لون کلیجہ
پہلو سے آپ اوٹھے اک درد اوٹھا جگر مین
ندیاں جتنی چڑھی تھین وہ نظر سے اوتریں
ڈبڈبا کر جو ہین اشکون سے بھر آئین آنکھین
یاد کرتے ہین مرے قافلہ والے مجھکو
مین جو بچھڑا ہون تو آواز درا آتی ہے
ایک مین ہون سر بازار ذلیل و رسوا
ایک وہ ہین جنھین گھر بیٹھے حیا آتی ہے

بہار تخلص لالہ کالکا پرشاد ولد بہاری لال فرخ آبادی شاگرد صفدر

وہ میرے گھر آئیں تو کہوں حال دل بیا ۔۔۔ تقدیر سے نکلی کوئی صورت اگر ایسی

بہجت تخلص عبد المجید

خورشید ہے شرمندہ ترے منہ سے سحر بھی ۔۔۔ ہے مشک بھی گیسو سے خجل سنبل تر بھی

بہید تخلص نوازش خان خلف سید مرتضے خان سفیر ایران

بسکہ ہے آتش غم تیرے مرے سینے میں ۔۔۔ ناوک ناز ترا دل سے بھی سوزان نکلے

بیان تخلص خواجہ احسن اللہ باشندہ دہلی شاگرد حضرت مرزا مظہر جانجانان و مرید حضرت مولانا فخر الدین حیدرآباد مین نظام الملک کی سرکار مین متعلق تھے اور وہین فوت ہوئے کلام اونکا بہت شیرین ہے

قفس میں میں رہائی کے لیے کیا کیا نہیں کرتا ۔۔۔ تڑپتا ہوں پھڑکتا ہوں کوئی پروا نہیں کرتا

کہتا نہیں ہے پہنچ عرش تک اے نالہ جا پہنچ ۔۔۔ کانوں تلک تو اوسکے تو اسے نارسا پہنچ

باتوں میں آہ کہنے لگا یار اوسے بیان ۔۔۔ رکھتا تھا کان تک مرے فریاد کی طرف

کافر ہوں گر زیادہ کچھ اس سے آرزو ہو ۔۔۔ اک بے خلل مکان ہو بس میں ہوں اور تو ہو

وصل کی شب کا ماجرا کیا کہوں تجھسے ہمنشین ۔۔۔ شام سے لپٹے صبح تک وہ ہی نہیں نہیں رہا

رخصت ہے چشم عقل جہاں چاہے جا رہے ۔۔۔ اے ساکنان کوے بتان ہم تو یہاں رہے

بیان کون ہے اب تلک پوچھتے ہو ۔۔۔ تغافل کی قربان تجاہل کے صدقے

مت پوچھ اسے وعدہ فراموش تو اب بھی ۔۔۔ جسطرح کٹا روز گذر جائیگی شب بھی

جادو تھی کہ سحر تھی بلا تھی ۔۔۔ ظالم یہ تری نگاہ کیا تھی

ظاہر میں وصل کا نہیں اسباب کچھ بیان ۔۔۔ نومید بھی نہ ہو کہ خدا کارساز ہے

بیان تخلص سید محمد مرتضی باشندہ میرٹھ شاگرد احمد حسن فرقانی

دل مرا گم ہے ایک مدت سے ۔۔۔ نہیں ملتا نشان ترے گھر کا

مر کر بھی ہوں ستم کش آزار بے سبب ۔۔۔ اوس کوچہ کی زمین بھی کم از آسمان نہیں

بیباک تخلص میان بشیر احمد رامپوری کلکتہ مین بھی آئے تھے سرہند سے بیزار ہوگئے

وحشت مین اگر پاؤن کا پھیلانا ہے منظور — بیباک اوٹھا ہاتھ تو آرام سے بیٹھے

بیباک تخلص حکیم میر نجف علی شاگرد مصحفی وطن انکا عرب مولد قصبہ کول امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کی اولاد مین تھے دہلی مین بھی گئے تھے

ہم کو لیل و نہار نے مارا — گردش روزگار نے مارا

ایک دن ہو تو کوئی صبر کرے — روز کے انتظار نے مارا

داد خواہون سے گھر گئے رستے — اوسکا جس کوچہ سے گزار ہوا

بیتاب تخلص شاہ حاتم کے ایک شاگرد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

بیتاب کچھ کیا جوان تھا اسے [illegible] اسے — ہو خانہ [illegible] اس اجل کا

بیتاب تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال [illegible]

گل رخون کی گلی مین اے بیتاب — خاک [illegible] ل کے [illegible]

بیتاب تخلص غدا وردی خان دہلوی برادر خورد سعادت یار خان رنگین شاگرد نظام الدین ممنون کبھی ظریف بھی تخلص کرتے تھے

آپ کا قصد ہے پھر غیر کے گھر جانے کا — فائدہ کیا ہے ابھی قسم کھانے کا

مجھسے وہ کہتا ہے ہردم اپنا خنجر دیکھکر — قتل ہے تجھے ہلو جی چاہے ہے اکثر دیکھکر

بیتاب تخلص دوست محمد خان دہلوی خلف عبداللہ خان شاگرد امراو مرزا انور

سر نہ اسکے آستان سے اوٹھایا نہ جائیگا — تقدیر کا لکھا ہے مٹایا نہ جائے گا

بگڑا وہ جب تو ہمسے منایا نہ جائے گا — یہ فتنہ گر اوٹھا تو بٹھایا نہ جائے گا

میری شکست رنگ سے پیدا ہے رنگ عشق — کچھ درد دل نہین کہ دکھایا نہ جائے گا

بیتاب تخلص سیوک رام شاگرد محمد بقا

محبت کی بھی یہ ہوتی ہین کیا ای ہمنشین آہین — کہ خوبان یون ہمین رکھدین ہم اونکو اسطرح چاہین

ادھر نالہ کیا اودھر وہ مضطر ہو چلا آیا — عجب ان میں تھی کہ جن وزن رکھتی تھین اتنا آہین

بیتاب تخلص کشن نراین کھتری باشندہ بنارس

تیلیان آنکھونکی کب خائف ہین سیل اشک سے — ہردم آبی کو کچھ خطرہ نہین سیلاب کا

بیتاب تخلص محمد جعفر علی باشندۂ اکبرآباد گوالیار مین منشی گری مین مقرر تھے

حضرت بیتاب اور فکرِ سخن ۔ دل ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہوسکے

بیتاب تخلص عباس علی خان خلف نواب عبدالعلی خان بن نواب غلام محمد خان ابن نواب فیض اللہ خان مرحوم والی رامپور شاگرد مومن خان مدت تک لکھنؤ و دہلی مین تھے

بھاگیا اپنی زبس قتل کا ایما مجھکو ۔ بعد مردن بھی ہے مرنے کی تمنا مجھکو
داد سے روز جزا کے بھی رہونگا محروم ۔ یہ نظر آتی ہے طولِ شب ہجران مجھکو
آخر فریب کھاکے کیا اوسنے مجھکو قتل ۔ مینے کہا تھا تم سے اوٹھا ئینگے مر کے ہاتھ

بیتاب تخلص شاہ محمد اسمعیل شاگرد مصطفے خان یکرنگ

تڑپ کر مرگئے بلبل قفس مین ۔ پڑی تھی ہائے کس ظالم کے بس مین

بیتاب تخلص محمد علیم الدین الہ آبادی برادر خورد قاضی فخرالدین شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین تھے

رفتارِ فتنہ بُتِ خوش قدم آفت ہوگا ۔ قدم آگے جو رکھیگا تو قیامت ہوگا
جی کیون نہ بچے جب کہ جلادے جگر آتش ۔ سب بستی کو ڈر ہے جو لگی ایک گھر آتش

بیتاب تخلص منشی ولی اللہ ولد شیخ فضل علی باشندہ قلندرآباد عرف کرنال انگریزی پلٹن کے منشی تھے فارسی بھی کہتے تھے کلکتہ مین بھی آئے تھے

پڑا ہے عکس قطرون مین جو اوسکی روے تاباں کا ۔ گمان ہوتا ہے فوّارے یہ اب سروِ چراغان کا
ہوئی ہین قتل میرے ساتھ لاکھون حسرتین دلکی ۔ مرے کُنجِ لحد پر حکم ہے گنجِ شہیدان کا
شاہ معرکۂ عشق ہین محمود دوبارہ ۔ غالب اس جنگ مین سلطان یہ غلام آیا ہے
کبھی آنکھون سے نہ دیکھا دہن تنگ اوسکا ۔ ہان فقط کان سے سننے مین کلام آیا ہے

بیتاب تخلص افضل الدولہ نواب احمد بخش خان مرحوم باشندہ دہلی مقیم سکندورہ ضلع کالپی عماد الملک نواب غازی الدین خان بہادر کے عزیزون مین تھے صاحب دیوان گذرے

ہمارے منہ سے نہ نکلی کبھی اف قاتل — لگائی گن کے جو خنجر ہزار پہلو مین

بیجان تخلص شیوک سنگہ رمال باشندہ دہلی

آسمان گر پڑینگے ٹوٹ کے ٹکڑے ہوکر — جب کہین آہ ہماری مین اثر ہووے گا

بیجان تخلص عزیز خان افغان باشندہ رامپور

ایسے نادان نہین ہم تم کو نہ پہچانینگے — ہم سخن غیر سے ہوتے ہو جو آواز بدل کے بولین

بیجان تخلص شیخ الہی بخش باشندہ دانا پور شاگرد حافظ ضیغم بالفعل ڈاکٹری سیکہتے ہین راقم الحروف کے ملاقاتی ہین

شاعرون کی ہمت پہ آسمان بھی حیران ہے — یعنی وہ بدلتے ہین جب زمین پرانی ہو

بیجواب تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچہ حال معلوم نہ ہوا

مدعا تم کو یہان نہ آنا تھا — روٹھنے کا بھی اک بہانہ تھا

بیخود تخلص نراین داس باشندہ دہلی شاگرد حضرت خواجہ میر درد

مے گساروں کو چشم کم سے تو مت دیکھ اے زاہد — بنایا ہے یہ اعجاز مغان نے آب آتش کا

بیخود تخلص محمد نظام الدین خلف و شاگرد محمد حیات خان اسسٹنٹ مقیم دہلی

رکھ لیا پیکان جو پہلو مین ترا اچھا ہوا — دل لگی کو اور دل پیدا ہوا اچھا ہوا
تھی ہمین مدت سے اے بیخود اسیری کی ہوس — ہو گیا دل مائل زلف دوتا اچھا ہوا

بیخود تخلص ہادی علی خلف میر ناصر علی سحر زمیندار بہری براون مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان گزرے انکی ایک چھوٹی سی مثنوی نظر سے گذری

آنکھین پھوٹین جو دوبارا بھی تمھین دیکھا ہو — ہان مگر ایک نگہ کا تو گنہگار ہے دل
تمھین رحم کی عادت نہ اسے صبر کی خو — تم بھی مجبور ہو بندے کا بھی لاچار ہے دل
آوئین نظارہ کا کس روز ملے گا ہم کو — دیکھین کب توڑینگی پرہیز یہ بیمار آنکھین
ایک بوسہ پہ ہوئین مثل مژہ برگشتہ — آدمیت نہین رکھتین وہ پریزاد آنکھین
آنگیا سلوانے کو بھیجی تو یہ کہلا بھیجا — بھیجو اسکو کسی محرم اسرار کے ہاتھ
جدا ہو نہ پہلو سے اے درد عشق — بہلتے ہی تجھ سے طبیعت مرے

کیا میں نے شکوہ تو برہم نہ ہو
تمھیں نے بگاڑی ہے عادت مری
چشم ساقی پر ہوا آکر فدا
بیخود اپنے کام میں ہشیار ہے

بیخود تخلص میر ہدایت علی دہلوی خلف میر مہدی عزیزوں میں شیخ محمد جوشنویس کے تھے

جنبش نہیں ہے سایۂ دیوار سے تجھے
حلقہ بنا ہے روزن دیوار پاؤں میں

بیخود تخلص مولوی فرجام علی باشندہ بنیاچونگ ضلع سلہٹ شاگرد مرزا جان طپش صاحب دیوان گزرے

پوچھے اگر کوئی کہ وہ بیخود کدھر گیا
تو دیجیو جواب کہ کمبخت مر گیا
کھانے کو غم ہے پینے کو ہے اشک تر مجھے
نکلا ہوں گھر سے خوب ہی زاد سفر کے ساتھ

بیخود تخلص ایک شخص کا ہے جسکا اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کعبہ سے اور دیر سے ہم نے فراغ پایا
آپہنچے تیرے کوچے میں تیرا سراغ پایا

بیدار تخلص میر محمد علی عرف میر محمدی دہلوی شاگرد مرتضی قلی خان فراق مرید حضرت مولانا فخرالدین شعرگوئی میں اچھی مشق پیدا کی تھی اکبرآباد میں جاکر راہی ملک بقا ہوئے صاحب دیوان گزرے سعادت خان ناصر نے جو انکو میر محمدی تخلص بہ قربان کے دھوکے میں ثناء اللہ خان فراق کا شاگرد لکھا ہے غلطی کی ہے

ہم خاک بھی ہو گئے ولیکن
جی سے نہ ترے غبار نکلا
تیرے رخسار قد و چشم کے ہیں عاشق زار
گل جدا سرو جدا نرگس بیمار جدا
پھرا نہ مثل نگین زخم یہ مرے دل کا
کہ تا ہمیشہ رہے نام یار نقش کا
ناتوانی سے مرے دیکھیو اے دست جنون
رہ گیا ہو نہ کوئی تار گریبان میں چھپا
واہ وا اے قاتل کج فہم یوں ہی چاہیے
ہم سے ہو نا آشنا غیروں سے ہونا آشنا
دامن کو ترے نہ چھو سکے اب تک
ہر چند غبار ہو گئے ہم
خرقہ رہن شراب کرتا ہوں
دل زاہد کباب کرتا ہوں
نہیں مشتاقوں کی لب پر آئیاں
بس ہے ظالم تیری بے پروائیاں

ہم ترے خاطر نازک سے خطر کرتے ہین
ورنہ یہ نالی تو پتھر مین اثر کرتے ہین

جو ہم کلام اوس لب جان بخش سی ہوئے
کس سے اونہین دماغ کہ پھر گفتگو کرین

آج لگتی ہے کچھ بغل خالی
کون سینے سے لے گیا دل کو

دیکھ اوس گیسوی مشکین کی ادائین شانہ
دونون ہاتھونسے یہ لیتا ہے بلائین شانہ

ہے زمانے سے جدا روز و شب سوختگان
شام کہتے ہو جسے ہے سحر پروانہ

شکوۂ کم نگہی آنکھونسے اوسکی نہ کرو
گفتگو خوب نہین مردم بیمار کے ساتھ

آئینہ دیکھ تو اِس منہ سے سمجھے ای طوطی
دعوی ہم سخنی اوس لب و گفتار کے ساتھ

ابتک مرے احوال سے وہان بیخبری ہے
اے نالۂ جانسوز یہ کیا بے اثری ہے

ربط جو چاہیے بیدار سو اوس سے معلوم
مگر اتنا کہ ملاقات چلی جاتی ہے

بیدل تخلص محمد عبدالرحیم خان خلف مولوی محمد تقی خان دہلوی شاگرد امراو مرزا انور

بوسے کے دینے مین یہ تامل ہے کسلیے
ہین غیر تو نہین کہ چھپایا نہ جائے گا

عشق صنم وہ شے ہے کہ بیدل اگر کبھی
کعبہ بھی جائینگے تو چھپایا نہ جائے گا

بیدل تخلص خواجہ غلام حسین خلف خواجہ محمدی خان نبیرۂ خواجہ رحمت اللہ خان ناطق تخلص شاگرد عبدالرحمن خان احسان باشندۂ دہلی طبابت کرتے ہین راقم کو ملاقاتی ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

جان تو ہو کے خفا جب مرے گھر سے نکلا
ٹکڑے ہو ہو کے جگر دیدۂ تر سے نکلا

آہ اوسکو دم تاہو کی فرصت گئی
گاہ دل گاہ جگر یاد آیا

دل پرغم کے رہنے کے یہی دونون ٹھکانے ہین
کبھی چاہِ زنخدان ہین کبھی زلف پریشان مین

نگہ کی چشم کی زلف دوتا کے
سہی اک دل جفا کس کس بلا کے

بتون سے ملتے ہو راتون کو بیدل
تمہین بھی دن لگے قدرت خدا کی

بیدل تخلص مرزا عبدالقادر وطن انکا توران مولد بخارا کم سنی مین ہندوستان مین آئے تھے اوصاف حمیدہ اونکے مشہور جہانیان ہین احیاناً و تفنناً شعر ریختہ بھی

اکثر شعر کہتے تھے سنہ ۱۱۳۳ گیارہ سو تینتیس ہجری مین انتقال کیا کلیات اونکا نظر سے گزرا

اس دل کے آستان پر جب عشق آ پکارا
پردے سے یار بولا بیدل کہان ہے ہم ہین

بیدل تخلص مسمی عنایت علی ولد منشی حسن علی حسن باشندہ ہوگلی مقیم ٹالی گنج متعلق کلکتہ راقم کے ملاقاتی ہین

سر مین سودا زلف کا تیرے بت بے پیر ہے
طوق الفت ہی گلے مین پاؤن مین زنجیر ہے

بیرنگ تخلص دلاور خان دہلوی شاگرد مصطفے خان یکرنگ معاصر سودا سپاہی پیشہ تھے

مفلس کی خبر کب ہے اے سیم بدن تجھکو
افشان سے ترا ماتھا رہتا ہے زر آلودہ
فرہاد کو محنت کی تلخی نہ کبھی ہوتی
شیرین کا جو اک بوسہ ملتا شکر آلودہ

بے صبر تخلص بال مکند ولد لالہ کانجی مل باشندہ سکندر آباد شاگرد مہر گوپال تفتہ بیشتر فارسی کہتے ہین

بیخودان عشق کو کیا حاجت ترک لباس
تن سے پیراہن جدا ہوتا نہین تصویر کا

بیقرار تخلص میر قمر دہلوی ہمشیرزادہ سید رضا خان شاگرد شاہ نصیر

جسطرف پھرتا رہا یار وہ رشک آفتاب
جون گل خورشید دل اپنا مقابل رہ گیا
رخ سے گر زلفین اوٹھین تو چھوڑی اوسنے نقاب
اک نہ اک پردہ ہمارے اوسکے حائل رہ گیا

بیکس تخلص مرزا محمد باشندہ عظیم آباد ایک رباعی اونکی کہ غالباً میر ماشاء اللہ اور میر انشاء اللہ کی ہجو مین کہی ہو مرقوم ہوتی ہے کیونکہ اور کوئی شعر اونکا ملا نہین

ظاہر مین تو ایسی ہین کہ ماشاء اللہ
سب کہتے ہین زیادہ ہونگے انشاء اللہ
باطن مین جو دیکھا اونھین اتنے ہین ہیچ
لاحول ولا قوۃ الا باللہ

بیکل تخلص سید عبد الوہاب دولت آبادی شاگرد میر عبد الولی عزلت مرشد آباد مین نواب سراج الدولہ کے ملازمون مین تھے

عالم کو لعل و گوہر و تاج دلوا دیا
اے آسمان بتا تو مجھے تو نے کیا دیا

بیمار تخلص سید زین العابدین باشندہ الہ آباد عدالت الہ آباد مین سر رشتہ دار تھے

نعش بیمار پہ قاتل بھی ٹھہرا روتا تھا
لب نازک کو دبائے ہوئے دندان کے تلے

بیمار تخلص شیخ الٰہی بخش شاگرد غفلت باشندۂ رام پور ملازم نواب محمد سعید خان بہادر والی رام پور صاحب دیوان گزرے بعض صاحب تذکرہ نے انکا نام علی بخش لکھا ہے

کون پرسان ہے حال بسمل کا	خلق منہ دیکھتی ہے قاتل کا
سانس آہستہ لیجیو بیمار	ٹوٹ جائے نہ آبلہ دل کا
تیر قاتل سے سر شکوہ کہان رکھتے ہین	بیزبان صورت سوفار دہان رکھتے ہین
موت سے بھاگنے لگے بیمار	کیا اوسے تم شکستہ پا سمجھے
ہر روز وہ پھر جاتے ہین مرتک مر کر	کچھ جذب محبت کو لگی ہے نظر ایسی
حال دل بیمار نہین ضبط کے قابل	لیکن وہ زبان مجھکو ہلانے نہین دیتے
یا تو دنیا سے الٰہی دل شیدا اوٹھ جائے	وصل معشوق کی یا دلسے تمنا اوٹھ جائے

حرف پائے فارسی

پارسا تخلص حافظ منشی فیض پارسا مدرس مدرسۂ دہلی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے

کوی الفت سے کے خاکسار اے دل	مثل آئینہ پاک طینت ہین

پارسا تخلص غلام علی دہلوی وضع رندانہ رکھتے تھے

نام کو پارسا ہون مین لیکن	مست ہون نرگس خماری سے

پاکباز تخلص میر صلاح الدین عرف مکھن میان خلف سید شاہ کمال شاگرد مصطفےٰ خان یکرنگ صاحب دیوان گذرے

سب مجھے درد و الم رہتا ہے نت گھیرے میان صاحب	خبر لیتے نہین کیسے ہو تم میرے میان صاحب

پذیر تخلص خلف گلزار علی اسیر اکبر آبادی نام انکا معلوم نہ ہوا

دیوانہ اپنے جامہ سے باہر ہے سب پذیر	اب فصل گل ہے چاک گریبان ضرور ہے

پروانہ تخلص علی شاہ مرادآبادی تلمیذ قیام الدین علی قائم شاہ عالم بادشاہ کے

عہد مین تجھے

آج ثابت نرہی دل نہ کوئی جان درست	اوسکے مژگان نے کیئے ہیں یہ پیکان درست

پروانہ تخلص محمد بیگ خیرآبادی

قتل کر مان مت کسو کی قسم	تجھے قاتل مرے لہو کی قسم

پروانہ تخلص کنور جسونت سنگھ عرف کاکاجی خلف راجہ بنی بہادر بہادر تخلص شاگرد سرب سنگھ دیوانہ شعر فارسی بھی کہتے تھے ۱۲۲۳ھ بارہ سو اٹھائیس ہجری مین انتقال کیا نہایت تشکیل جوان تھے بعض تذکرہ والون نے جو انکو میر حسن اور مصحفی کا شاگرد لکھا ہے اس پر اعتبار نہین دیوان انکا نظر سے گذرا

کیا جانیے ہمدم کہ اوسے دیکھ کے ہم کو	ہر چند سنبھالے رہے پر دل کو غش آیا
آئینہ سان ہے صاحب جوہر کو زنگ غم	اس دور مین کہ عیب و ہنر دونون ایک ہین
سدا ہے جام مے شرمندہ چشم مست سے تیرے	صراحی بھی خجل ہے اس تری تصویر گردن سے
نسیم آہ نے شاید کسی کی کی تاثیر	شگفتگی سے ترے غنچہ دہان کو ہے
کہتی ہے عندلیب چمن مین پکار کے	اپنے بھی دن پھرین جو پھرین دن بہار کے
صادق نہ سمجھ اوسکو محبت مین سہے کاذب	جو صبح نمط چاک گریبان نہین ہے

پری تخلص چمن ریختی گو باشندہ دہلی شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

اب کی تو مر دوئے ہین دنیا باز بیٹھنا	اگلے تماشے ہین خدا جانیے کیا ہوئے
ذکو ہی آنا تھا تجھے ماہ صیام مین	در گور مردوئے مرے روزے قضا ہوئے

پریشان تخلص محمد خان باشندہ الہ آباد

ہین اوس کان ملاحت کے لیے ہر شخط رو رو کر	عجب کیا لخت دل آنکھون سے میرے نمک نکلے

پریشان تخلص عبدالرحیم آئینہ ساز دہلوی شاگرد مرزا قادربخش صابر

دیتے ہو بوسہ دو نہین دیتے نہ دو مگر	اتنی نہین پسند حیان اور چنین مجھے

پریشان تخلص منولال برہمن شاگرد شاہ نصیر دہلوی

خوبون کی ادا کوئی کب ناز سے خالی ہے	ہر بات پہ جھڑکی ہے ہر حرف پہ گالی ہے

ہم آئین تو اوٹھ جاؤ غیر آئے تو آ، بیٹھو | یہ وضع نئی جانان کیا تمنے نکالی ہے

پریشان تخلص میر محمد واحد دانا پور کے پیرزادے ہین مولوی ذاکر علی ذاکر سے اصلاح لیتے تھے بہت دنون سے کلکتہ مین رہتے ہین شعر خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے عنایت فرمائے تھے

دل بنا ہے سنگ مقناطیس مجھ ناشاد کا | تا نہ طرف غیر جائے تیر اوس صیاد کا
خوب اسے تسبیح ریا کا ربنا ہے توبہ | دل مین وہ بت ہے زبان پر ہے الٰہی توبہ

پریشان تخلص واحد علی ساکن اٹاوہ

تھا شک جو اوس کمر کے عدم اور وجود مین | اک خط وہی فرض کیا لا کے سامنے

پریشان تخلص نیاز علی باشندہ سندیلہ

جہان مین آپ کی شیرین کلامی کا ہوا شہرہ | بالتشبیہ کہتا ہون تم اپنے دم سے عیسیٰ ہو

پناہ تخلص محمد پناہ نورباف دہلوی مرید حضرت شاہ آفاق قدس سرہ بیس اکیس برس عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

موسے کو نظر طور پہ آیا تھا وگرنہ | دیکھا تو ہر اک سنگ مین وہ ایک شرر تھا

پورن تخلص پورن سنگہ کایتھ دہلوی شاگرد سعادت یار خان رنگین سنسکرت اور طب بت ہندی مین اچھا دخل رکھتے تھے ستّرہ اٹھارہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

ہم نام رہائی سے بیزار ہین ہمدم | دل چاہ زنخدان مین ہے جب سے اسیر اپنا

پیام تخلص مولوی امین اللہ مقیم دہلی مصنف عربی رسالہ فرضیت جہاد

جب کہ ابھی خبر نہ ہو اوس کو | اوسکو اور ون کی کیا خبر ہووے
پھونکتا ہے مجھی کو نالۂ دل | یار مین بھی تو کچھ اثر ہووے

پیام تخلص مرزا حیدر بیگ دہلوی

افسوس آہ بے اثر نے کیا کچھ نہ کچھ اثر | کل پوچھتا تھا میری گلی کا نشان وہ شوخ
مرجاے بھی کوئی تو تاسف نہو اوسے | پالا پڑا ہے آن کے کس سنگدل کے ساتھ

پیام تخلص شرف الدین علی خان اکبرآبادی شعر فارسی خوب کہتے تھے محمد شاہ کے عہد مین تھے

بات منصور کو فضولی سے ہے	ورنہ عاشق کو آہ سولی ہے

پیر تخلص مہاراج سنگھ برہمن خوشنویس باشندۂ متھرا مقیم دہلی جوانی مین عجز تخلص کرتے تھے

رات دن کا ہے ترا مشغلہ آرائش زلف	اس سے کیا تجھ کو غرض ہے حال پریشان میرا

پیرا تخلص و نام ایک سقہ دہلوی کا ہے وہ اپنے کو مجرم کا شاگرد کہتا تھا

شوق گریہ کو کھو رویے کس پاس کر اب	نام کو بھی نہ رہا آنکھ مین قطرہ باقی

پیک تخلص کرم اللہ چوبدار دہلوی نامہ بری کرتا تھا

شوق سے جب کہ مین آتا ہون تری کوچہ مین	مجھ سے لیتی ہے صبا تیزی رفتار کو دام

حرف تای فوقانی

تاب تخلص میر محبت علی باشندۂ پانی پت مقیم دہلی موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے

مین تو تھا عاقل زمانہ کا پر الفت کی طفیل	کوئی سودائی کہے ہے کوئی دیوانہ مجھے

تاب تخلص مرزا الطاف اشرف دہلوی خلف شاہزادۂ امداد بخت بہادر

دیا ہے ہمنے دل ای تاب کس بے مہر کو دیکھو	کہ پروانہ ہوا اوسکو اور اوس پر اپنا دم نکلے

تاب تخلص مہتاب رائے وطن الکاکستہ مولد و منشا دہلی

خو ہوتی ہمیشہ سے تمھاری اگر ایسی	تو کاہیکو بنتی مرے اے فتنہ گر ایسی
یا تنگ نکر ناصح نادان مجھے اتنا	یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

تابان تخلص میر عبدالحی دہلوی شاگرد مرزا سودا حضرت علی موسی رضا رضی اللہ عنہ کی اولاد مین تھے جمال پری تمثال پر اونکے ایک جہان دیوانہ و عاشق زار تھا شروع جوانی مین انتقال کیا صاحب دیوان گذرے

اوڑا اوسے صبا خاک میری اگر تو ٭ تو کوچے مین اوس بیوفا ہی کے لیجا
کس کس طرح کی دل مین گزرتی ہین حسرتین ہے وصل سے زیادہ مزا انتظار کا
ہاتھ مین اوسکے ہاتھ تھا ہیہات دل مرا گم ہوا ہے ہاتھون ہاتھ
لے دل کی خبر چشم مری یار کی کیونکر بیمار عیادت کرے بیمار کی کیونکر
دیکھ قاصد کو مرے یار نے پوچھا تا بان کیا مرے ہجر مین جیتا ہے وہ غمناک ہنوز
غم وصل مین ہے ہجر کا ہجران مین وصل کا ہرگز کسی طرح مجھے آرام ہی نہین
انجان ہو تو اوس سے کوئی درد دل کہے جو جانتا ہو اوسکو مین آگاہ کیا کرون
ملایا خاک مین گھر کوہ کن کا ہاے خسرو نے یہ کیا بات آگئی اوس خان ومان آباد دل مین
ظالم وفا کا میرے جو لیتا ہے تو حساب اپنے جفا و ظلم کا بھی کچھ شمار ہے
کس سے فریاد کرون یہ کہ وہ ہرجائی ہے آہ اس بات مین تو میری بھی رسوائی ہے
تیرے ابر دست مرا دل نہ چھٹے گا ہرگز گوشت ناخن سے کہو کیون کہ جدا ہوتا ہے

تابش تخلص محمد جعفر باشندۂ الہ آباد مقیم دہلی ترک علائق کرکے گوشہ نشینی اختیار کی تھی

کبھی بن بادہ رہ نہین سکتے توبہ کچھ ہم کو سازگار نہین ٭
دل مین خوش ہین عدو پر اے تابش وہ ستمگر کسی کا یار نہین ٭

تاثیر تخلص حافظ محمد حسین دہلوی تلمیذ خدا بخش خان تنویر

وہ ہوا پاس تو قابو مین دل اپنا نہ ہوا ہاے مطلب تو ہوا حسب تمنا نہ ہوا
بیمار کیا اور بھی اس کم نظری نے ظالم ہمین مار اترے بیدادگری نے

تاثیر تخلص لالہ کنھیا لال ولد کھمل کشن فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

کھجلائی اوسکی پیٹھ مرے سامنے رقیب اللہ خشک ہو صفت پشت خار ہاتھ

تارک تخلص حاجی میر بقاء اللہ دہلوی چوتھی بار کے سفر حجاز مین انتقال کیا

مین وحشی ہون کہ جون نکہت گل اے تارک جب نکلتا ہون تو کوسون ہی چلا جاتا ہون

تپش تخلص یوسف علی دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

ہے رشک کی خوبی کہ ترے کوچہ کی جانب ۔۔۔ گر خضر کو بھی کہیے تو رہبر نہین ہوتا

غصہ اوٹھا اوٹھا کے یون ہی بار بار کا ۔۔۔ اے دل مزاج تو نے بگاڑا ہے یار کا

اضطراب دل سے کہتے ہین تپش نے جان کے ۔۔۔ روز کے جھگڑون سے چھوٹا مر گیا اچھا ہوا

بے طرح پھنس گیا ہے مصیبت مین ہمدمو ۔۔۔ آتا ہے رحم اس دل ناکردہ کار پر

دل کھینچتے ہین اور کسیکو خبر نہین ۔۔۔ کرتے ہین کام تیری نگاہین نقاب مین

تجرد تخلص میر عبداللہ دکھنی شاگرد عبدالولی عزلت

اوس رخ مین لطف ہے سو ملک کو خبر نہین ۔۔۔ خورشید کیا ہے اوسکی فلک کو خبر نہین

تجلی تخلص میر حسن عرف میر حاجی دہلوی خلف میر محمد حسین کلیم شاگرد و خواہر زادہ میر تقی میر
بڑے ظریف تھے لیلی مجنون کا قصہ ریختہ مین نظم کیا ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

تردامن آگیا مین جو روز حساب مین ۔۔۔ کہنے لگے بٹھاؤ اسے آفتاب مین

جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی ۔۔۔ ملنے کے دن جو آئے تو اب رات کم ہوئی

چمکتے ہین دردندان مری رونے پہ ہنستا ہے ۔۔۔ اودھر بجلی چمکتی ہے اور ادھر مینہ برستا ہے

ہم زیر خاک لیکے جو یہ چشم تر گئے ۔۔۔ اندھے کنوئین بھی جتنے تھے پانی سے بھر گئے

لوگ اوسکی تو جفاؤن کی خبر کہتے نہین ۔۔۔ تو و بجز ین سب بے وفا مجھکو ہے کم ملنے سے ٹھہرانے لگے

حال تیرا اوسنے کیا کہتا تجلی مین بھلا ۔۔۔ وہ تو تیرے نام ہی کو سن کے شرمانے لگے

تجلی تخلص للے جی شاگرد منشی مینڈھو لال زار

مختار ہے وہ چاہے مجھے دیکھے نہ دیکھے ۔۔۔ آنکھ اپنی تو اوس رونق محفل سے لگی ہے

تجلی تخلص شاہ تجلی حیدر آبادی

دامن کا عکس کسکے پڑا ہے کہ آج تک ۔۔۔ پھیلا رہا ہے سرو لب جویبار ہاتھ

تجمل تخلص نواب شاہ مرزا لکھنوی

صیاد نے پھنسایا ہے بلبل کو قید مین ۔۔۔ چھوٹے یہ دیکھیے قفس آہنین سے کب

آئینہ رو تمام فقط دیکھنے کے ہین ۔۔۔ امید ہے وفا کی بتان حسین سے کب

تجمل تخلص محمد عظیم شاگرد جرات

کتاب قصۂ فرہاد و دفتر مجنون	یہ دو ورق ہین عمری عشق کی کہانی کے

تجمل تخلص حکیم تجمل رسول خان باشندۂ دہلی خلف نواب غلام رسول خان شاگرد آغا جان عیش

بعد فنا جنازے پہ آیا نہ جاے گا	اوسسے تو خاک مین بھی ملا یا نہ جاے گا
سوز درون ہی ہے تو اوس نازنین کو ہاے	چھاتی سے وصل مین بھی لگایا نہ جاے گا

تحسین تخلص محمد حسین خان صاحب مطبع مصطفائی دہلی

آزردہ ہوا اوسکو مگر عشق بتان کا	بیطور ہے نقشہ دل بے تاب و توان کا
جب بت سے نہ راضی ہون تو بتخانہ مین کیا کام	تحسین چلو کعبہ کو جھگڑا ہے کہان کا
تحسین اونکو دیکھنے جاتے تو ہو مگر	ایسا نہ ہو کہ جان کو وہی پھر عذاب ہو
ہوئے ذلیل تو عزت کی جستجو کیا ہے	کیا جو عشق تو پھر پاس آبرو کیا ہے

تحسین تخلص سید حیدر علی باشندۂ الہ آباد توکل اختیار کیا تھا

ہم تم پہ اے بتان دل آزار زار ہین	لیکن ہزار حیف کہ اغیار یار ہین

تحسین تخلص علی مولا خان باشندۂ شاہ جہان پور

کیا لکھین اور ذرا غور کرین آپ جسے	ڈرتے ڈرتے یہ لکھا ہے کہ پڑھین آپ اسے

تحیر تخلص غلام مصطفے خلف مولانا رفیع الدین دہلوی شاگرد نثار اللہ خان فراق برخلاف خاندان علم رسمی سے بہرہ ور نہ تھے

فکر اطفال کو ہے سنگ اوٹھا لانے کی	آمد آمد ہوئی شاید ترے دیوانے کی

تحیر تخلص مرزا محمد بیگ ولد مرزا رستم بیگ خراسانی مقیم لکھنؤ شاگرد بہجر کلکتہ مین آئے تھے راقم نے انکو ٹالی گنج کے مشاعرہ مین دیکھا ہے صاحب دیوان ہین انکا سارا کلام اسی طرز پر ہے

شکار مرگ ہوئی ہے فراق یار مین روح	پھڑک رہی ہے بہت دام انتظار مین روح
گلون کی بو سے بسی رہتی ہے بہار مین روح	لہو کو عطر بناتی ہے جسم زار مین روح
لگا کے تیر مجھے بوئے گل نے صید کیا	رہی خزان مین سلامت گئی بہار مین روح
روان ہے آنسوونکی ساتھ جان بھی اک دن	سفر ترائی کا کرتی ہے ہجر یار مین روح

ہر ایک بول پہ رگ رگ سے دم نکلتا ہے
برنگ تار کھنچی جاتی ہے ستار مین روح

کیا ہے عشق نے مجبور سر بسر مجھکو
نہ اختیار مین دل ہے نہ اختیار مین روح

تدبیر تخلص مرزا محمد سکندر قدر بہادر خلف شہزادۂ محمد خورشید قدر بہادر تخلص
متوطن دہلی مقیم لکھنؤ

شیرین لبی سے غیرت شیرین اگر ہو تم
فرہاد کیون نہ عشق مین ہم کو بنائے دل

تدبیر تخلص شیخ محب اللہ جون پوری

اور ہی کچھ ڈھنگ ہے اپنی گرفتاری کا ہی
یون تو زلفون مین ترے کس کس کا دل ونجھا

تراب تخلص حضرت شاہ تراب علی خلف و سجادہ نشین حضرت شاہ کاظم علیہ الرحمۃ
باشندۂ کاکوری ۱۲۷۵ھ بارہ سو پچہتر ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گزرا

تراب کیا کہون اوس طفل کی جوانمردی
لیا بزور ادا جسنے ایک پیر کا دل

تراب تخلص نواب حشمت الدولہ مرزا ابو تراب خان بہادر خویش محمد علی شاہ
بادشاہ لکھنؤ خلف مرزا ابو طالب خان بہادر لکھنوی صاحب دیوان ہین

دل اوسکا سینے مین جوش الم سے خون ہوجائے
سُنے صبا سے حقیقت اگر حنا دل کی

ترقی تخلص اسد الدولہ آغا محمد تقی خان بہادر خلف سید محمد امین خان شاگرد میر سوز وطن
انکا نیشا پور مسکن فیض آباد صاحب دیوان گزرے

گر ایک شب بھی وصل کی لذت نپائے دل
پھر کس امید پر کوئی تم سے لگائے دل

اوسکی گلی مین کوئی یہ بیدل ہوا ہے دفن
آواز متصل یہی آتی ہے ہائے دل

ساکنان کعبہ نے کی بت پرستی اختیار
وہ صنم نام خدا کیا اندنون جوبن پہ ہے

در و دیوار سے آتا ہے نظر جلوہ دوست
آئینہ خانہ مرا گوشہ تنہائی ہے

تسخیر تخلص شاہزادہ مرزا محمد سلیمان قدر ولد مرزا محمد خورشید قدر حقیقی بن
مرزا آسمان قدر کے خورد نبیرہ مرزا جہاندار شاہ شاگرد ہادی علی بیخود انکا وطن دہلی مولد مسکن لکھنؤ

مرتا ہون جنکی یاد مین اونکو خبر نہین
کیا فائدہ جو کوئی کسی سے لگائے دل

پوچھین نہ غیرون سے مرا مافی الضمیر آپ
گر علم ہو تو خود مین کہون مدعائے دل

تسکین تخلص میر سعادت علی مرحوم برادرزادۂ میر علی حامد دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد احمد علی رسا و قمر الدین منت

دلِ بیتاب کو میرے نہ کبھی ہو تسکین
کہکے تسکین جو مجھے آپ پکارا نکرین

ہر دم کرے ہی یہ دل کارِسنان بغل مین
ہے وہ مثل مطابق دشمن کہمان بغل مین

تسکین تخلص گنگا داس پنڈت

عقل و خرد و طاقت اور صبر و شکیبائی
جب سامنے وہ آیا ہم سب یہ لٹا بیٹھے

تسکین تخلص میر حسین دہلوی شاگرد شاہ نصیر و مومن خان میر حیدر قاتل وزیر فرخ سیر کی اولادون مین تھے سنہ ۱۲۶۸ بارہ سو اٹھسٹھہ ہجری مین انتقال کیا اشعار اِنکے نمکین ہوتے ہین

ہر صبح وہ ڈھونڈھے ہے کوئی تازہ خریدار
صورت مری ہر روز بدل جائے تو اچھا

قسمت تو دیکھ جتنے کیے شکوے ہجر کے
اون کو گمان رہا گلۂ روزگار کا

خوبصورت نہ ہو کوئی تو نہ ہو بدنامی
سچ تو یہ ہے کہ بُرا ہوتا ہے اچھا ہونا

کہتے ہین رنجش ظاہر مین مزا آتا ہے
یون ہی تم مجھسے خفا ہو کے ذرا مل جانا

یہان آنے سے کسواسطے جلتا ہی ہمارے
عاشق تو نہین ہے کہین دربان تمھارا

ہزارون مر گئے دیکھا جو عالم سوگ مین اوسکا
لباس آیا تھا وہ کافر پہنکر میرے ماتم کا

چپ لگی عشق کو تو چرچا یہی پھر وہان ہوگا
راز اپنا نہ خموشی سے بھی پنہان ہوگا

آج جو عرش پہ ہے اپنا دماغ اے ظالم
کوئی دشمن تری نظرون سے گرا ہو گیا

دیکھون تو لے ہی جان ملک الموت کسطرح
تم وقت مرگ پاس سے اوٹھنا ذرا نہین

یہان انتظار ہی مین کٹی مجھکو ساری رات
وہان وعدہ کیا کیا تھا اونھین یاد ہی نہین

یہ تو سچ ہے کہ جو تم چاہو گے کر گزروگے
پر یہ ممکن نہین ہم پر کبھی بیداد نہ ہو

دیکھتے ہی شوق نے ایسا کیا بے اختیار
حال دل کہنے لگے ہم یار کی تصویر سے

وہ اپنے وعدہ پہ محشر مین جلوہ فرما ہین
نہین ہے ضعف سے انبوہ مین گزرا مجھسے

دل کے لیتے ہی چلی جان یہ جلدی کہ نہ پوچھ
صبر بھی چند قدم پیچھے رہا جاتا ہے

کرسکے دفن نہ اوس کوچے مین احباب مجھے		خاک مین دل کی کدورت نے دبا دا مجھے
نام تسکین اور یہ مضمون تپش ناز یبا		تھا تخلص جو سزاوار تو بیتاب مجھے

تسلی تخلص لالہ سکارام ولد بخشی گوپال راے برادر خورد بھولا ناتھ بخشی وزیر المالک وطن انکا اٹاوہ مولد لکھنؤ فارسی مین مرزا فاخر مکین سے اور ریختہ مین مصحفی سے اصلاح لیتے تھے

دیکھے سماں جو اس مژہ اشکبار کا		ہوجاے شق جگر رگ ابر بہار کا
کیا منھ جو چڑھے کوئی ترے تیر کے منہ پر		یہ ہم تھے گلا رکھدیا شمشیر کے منہ پر
گو دل مین خفا ہے تو پر اسبات کو نادان		کہہ بیٹھیو مت عاشق دلگیر کے منہ پر
اب بھی اس نیم جان مین کچھ ہے		فائدہ امتحان مین کچھ ہے

تسلی تخلص میر شجاعت علی دہلوی شاگرد نصیر دہلوی آخر ایام مین ترک علائق کیا تھا

مجھسے بدنام عبث لوگ اوسے کرتے ہین		ہمنشین وہ تو مرے پاس نہ آیا نہ گیا
مین نے ہاتھ اونکی جو ابرو کو لگایا تو کہا		ہے سزا تیری کہ کاٹون تیرے شمشیر سے ہاتھ

تسلیم تخلص شیخ مہدی بخش ساکن سارن عرف چھپرہ شاگرد الفت حسین فریاد دیوان انکا نظر سے گزرا

نہین وہ دل ہمارا توڑتے ہین		طلسم راز اپنا توڑتے ہین
ہمارے داغ دل اور چشم گریان دیکھتے جاؤ		چمن کی سیر کرلو ابر باران دیکھتے جاؤ

تسلیم تخلص شیخ امیر اللہ ولد مولوی عبد الصمد فیض آبادی شاگرد نسیم دہلوی شعر اچھا کہتے ہین صاحب دیوان و مثنوی نالہ تسلیم و مثنوی دل و جان ہین مثنوی انکی نظر سے گذری

کیا چھپے اللہ سے تسلیم راز نیک و بد		ہر بشر کے ساتھ یک جاسوس ہے ہمزاد کا
نہین معلوم بگڑی آج کس سے		مزا ہے دشمنی مین دوستی کا
اجل خفا ہے فلک مدعی زمین دشمن		مرا جہان مین کوئی نظر نہین آتا

ہین عاشق اپنے مطلب کی کہین گے	تمنا کیا ہمارے مدعا کیا
ہاے کب تک نہ مین گھبراؤنگا اے دست جنون	ابتو دامن بھی نہین ہے کہ بہل جاؤنگا
اک دور سرسری مین نہ گل ہے نہ یہ چمن	پھولی ہوئی ہے کس پہ نسیم بہار تو
اتنے صدمے دیے کہ آخر کو	ہاتھ اوٹھانا پڑا دعا کے لئے
اے جان شب فراق کا صدمہ نہ پوچھیے	وہ حال تھا کہ موت بھی بالین سے ٹل گئی

تسلیم تخلص حاتم خان باشندۂ رامپور شاگرد الٰہی بخش بیار

کچھ اوسکے حق مین سلے ہونگے وہ لب میگون	یہ بات کیا ہے کہ تسلیم بے سبب بھکا
پہلے اے غنچۂ گل منہ تو ذرا بنوا لے	کیجیو پھر وہ ہین یار سے کہ نسبت پیدا

تسلیم تخلص دیبی پرشاد بن سالدھور ام شاگرد اسمعیل حسین منیر

بیمار محبت کو شفا ہو نہین سکتی	اچھا یہ مرض ہے کہ دوا ہو نہین سکتی

تشنہ تخلص محمد علی دہلوی شاگرد آغا جان عیش و محمد ابراہیم ذوق وارستہ مزاج و درویش وضع ہین

الٰہی خیر کیجو بد خبر سننے مین آتی ہے	جو آتا ہے وہ کہتا ہے تمہارا ذکر کرتے ہین
تمہارے عشق ہم کو خبر کیا کہ ایک مدت سے	یہ بیخبر ہین کہ اپنی خبر نہین رکھتے

تشہیر تخلص مرزا مغل بیگ دہلوی شاگرد غلام مولا عرف مولائی بخش قلق

کیا خاک نشیمن کوئی گلشن مین بنائے	گل خوش ہین اگر ہمسے تو صیاد غضب ہے

تصدق تخلص تصدق حسین خان ولد قاسم علی خان لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

بس نار کی ہے ختم مرے گلعذار پر	پہنی جو پہونچی ہو گئین ہماری کلائیان

تصور تخلص ذکی الدولہ میر تصور علی داروغہ خلف میر صفدر علی خان باشندۂ بنارس مقیم لکھنؤ صاحب دیوان فارسی و ریختہ و ریختی ہین

آبلے روتے ہین میری حال پر سب پھوٹ پھوٹ	اور کرتی ہے بہت زنجیر شیون پاؤن مین

تصور تخلص میر احسان حسین باشندۂ قصبہ نیکوڑا خلف سید حیدر حسین شاگرد قلندر بخش جرات امام زید شہید رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے بعض صاحب تذکرہ نے

انکے والد سید حیدر حسین کا تخلص تصور لکھا ہے

شب ہم جو ذکر ہجران وصل مین ملنے لگے
وہ ادھر رونے لگے اور ہم ادھر رونے لگے

رونا کوئی موقوف کرین ہین مری آنکھین
جب تک نہ تسلی کو دل آئے جگر آئے

تصور گرم جوشی یار کی مجھکو رولاتی ہے
بہت گرمی کا ہونا مینہ برسنے کی علامت ہے

دیکھے جو تری چشم سیہ مست کو اک بار
پھر حشر تلک وہ کبھی ہشیار نہ ہووے

تصور تخلص نبی بخش دہلوی نواسہ شاہ نصیر دہلوی عین جوانی مین انتقال کیا

اوسکے خیال زلف مین کچھ سوجھتا نہین
آنکھون مین اپنی دن شب دیجور ہو گیا

خواب کا بس کیا چلے اس دیدہ بیدار پر
جو رکو آتی نہین دیکھا کبھی ہشیار پر

آبلون نے پانون کے پانی پھرایا اسقدر
تشنگی سے پڑ گئے کانٹے زبان خار پر

تصویر تخلص ببن باشندہ دہلی تنگی زمانہ سے پیشۂ نیچہ بندی کو اختیار کیا تھا باوجودیکہ امی تھا مگر طبیعت نہایت عالی پائی تھے

بات بھی کچھ کی تو اوسنے ذکر دشمن کا کیا
وائے قسمت وہ کھلا بھی ہم سے تو کیونکر کھلا

فدا نا آشنائی پر تو ہین لاکھون دل وجان سے
اگر وہ بت کسی کا آشنا ہوتا تو کیا ہوتا

گر آج بھی نزاکت آنے تمھین نہ دی تھی
کچھ اور تھا ارادہ یہان جان ناتوان کا

صبر اوس پر اس ہمارے حسرت دیدار کا
بند جسنے کردیا روزن تری دیوار کا

مین باز آیا تمھاری دوستی کی ان لگاہون سے
مجھے بھی یون ہی دیکھو دیکھتے ہو جیسے دشمن کو

مجھسے کیا پوچھتے ہو غل پس دیوار ہے کیا
تمنے جھانکا تھا سو یہ فتنہ و شر اوسکا ہے

رہا ہووے یہ بھی ہم تو رہے قفس ہی کے گرد
کہان وہ جائین کہ جو بال و پر نہین رکھتے

یہ بھی کوئی ہنسی ہے کہ رخصت کا لیکے نام
سو بار بیٹھے بیٹھے مجھے تم یہ دلا چکے

بھر آتا ہے جی تصویر سن سن کر تری باتین
لگایا تو نے اے کمبخت دل کس آفت جان سے

کیا پوچھتے ہو خاک مین کسنے رلا دیا
جو کچھ کیا سو آپ کے دل کے غبار نے

آج کی شب نہ خفا ہو ترے قربان ہمسے
کل تو لیوے ہی گی بدلا شب ہجران ہمسے

کون موسیٰ تھا کہان طور کسے غش آیا
ایک یہ بھی تھی مری جان شرارت تیری

تصویر تخلص شاہ جواد علی مرشد آبادی درویش تھے

قد و قامت اوس بُت مغرور کا	ایک جھمکا ہے خدا کے نور کا

تعشق تخلص حکیم سید محمد دہلوی شاگرد و عزیز میر قدرت اللہ خان قاسم دہلی کی انگریزی مدرسہ کی مدرس تھے بعض صاحب تذکرہ نے انکو عزت اللہ خان عشق خلف قدرت اللہ خان قاسم کا شاگرد لکھا ہے

وعدۂ شام تو کیا ہے وہ کہ	کچھ وہ آتا نظر نہین آتا
سامنے دیکھیو آتا ہے تعشق وہ کون	بارے کہ اب تو ہوا خوش دل محزون تیرا
تو اے پیمان شکن وعدہ یہ کس دن میرے گھر آیا	سدا سنتے رہی یون ہی کہ شب آیا سحر آیا
خواب مین تجھکو دیکھیے کیونکر	تیرے بن نیند کس کو آتی ہے
ہوتے ہین ٹکڑے ٹکڑے آتا ہی یاد جب دم	کچھ چپکے چپکے کہنا اوسکا لب و دہن سے
چشم بد دور میرے اشکون مین	موتیون کی سی آبداری ہے

تعشق تخلص سید مرزا ولد و شاگرد مرزا انس باشندۂ لکھنؤ صاحب دیوان ہین

اپنے کشتون کی لحد پر کبھی آجاتے ہین	کھینچ لاتی ہے اونھین پاس وفاداری دل

تقی تخلص محمد تقی خان ولد بہادر خان لکھنوی مقیم کانپور شاگرد میرزا محمد رضا معجز و خواجۂ وزیر

خون رونے سے سب راز نہان ہو گیا ظاہر	فاش آنکھون نے آخر کیا پردہ مگر دل کا
شیشہ ٹوٹا تو برا ہے مرا دل ٹوٹا	ٹھیس ساغر کو لگی درد ہوا آنکھون مین

تقی تخلص سید محمد تقی میر محمد عظیم کے مریدون مین تھے شعر گوئی کرتے تھے

عاشق کُشی پہ جب سے وہ خونخوار گرم ہے	تب سے جہان مین حسن کا بازار گرم ہے

تمکین تخلص صلاح الدین دہلوی آزادانہ وضع رکھتے تھے اور اہل دنیا سے نہین ملتے تھے

عشق اور حسن کو جس روز کہ ایجاد کیا	مجھکو دیوانہ کیا تجھکو پریزاد کیا

تمکین تخلص بخت مل پنڈت شاگرد لچھمی رام پنڈت فدا تخلص

مشتاق قدمبوسی ہے ہر خار بیابان	لائی ہے دلا یہ تری شوریدہ سری رنگ

تمکین تخلص میر سعادت علی باشندۂ عظیم آباد مقیم دہلی

نام تمکین ہوا تو کیا ہمدم	رات دن بیقرار رہتا ہون
مہر و الفت کا ثمر ہے مہر و الفت دہر مین	پر محبت سے مری تم اور دشمن ہو گئے

تمکین تخلص مولوی غلام بتول خان صدر امین ضلع بیربھوم خلف مولوی غلام رسول خان بہادر متخلص بہ تحسین صدر الصدور ڈھاکہ باشندۂ ضلع میدنی پور بڑے ظریف اور راقم کے دوستون مین ہین بیشتر ریختی کہتے ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے سے تھے

لنترانی کے سوا اوسکی زبان پر کچھ نہین	اوس ستمگر نے سنا ہے جب سے قصہ طور کا
کوی جانان کم نہین کعبہ سے عاشق کے لیے	دید حق سے کم نہین دید رخ نیکوی دوست
لاف کرتی ہے اب اوس چشم سے بیجا نرگس	کہیئے اون آنکھون کے آگے ہی بھلا کیا نرگس
مہربان ہم پہ ہی وہ اور جفاکار بھی ہے	لطف اور پیار بھی ہے قصہ و تکرار بھی ہے

تمنا تخلص مرزا مغل جان مصاحب راجہ بلوان سنگھ مقیم آگرہ شاگرد حاتم علی مہر

بغل مین میکشون کے ہین شراب ناب کے شیشے	لیے بیٹھے ہین پریون کو یہان میخوار پہلو مین
جام سفال جلوۂ مے سے دمک گئے	پرتو سے آفتاب کے ذرے چمک گئے

تمنا تخلص عباس علی خان دہلوی سپاہی پیشہ تھے

کیا بات کہون ہمدم اوس نرگس شرابی کے	اک چشم کی گردش نے جسکی یہ خرابی کی

تمنا تخلص محمد اسحاق دہلوی متوطن گجرات مرزا حاجی کی سرکار مین مختار اور بڑے عاشق مزاج تھے اور ہمیشہ اپنی اوقات نازنینون مین بسر کرتے تھے

جسکے غم مین ہم کبھی آرام سے واقف نہین	کیا غضب ہے وہ ہمارے نام سے واقف نہین
تڑپ رہا ہے کوی خستہ جان زمین کے تلے	اوٹھے ہے زلزلہ جو ہر زمان زمین کے تلے

تمنا تخلص مرزا غیاث الدین خلف شاہزادۂ شمس الدین دہلوی شاگرد قطب الدین مشیر

جو آنکھ چرانے تھے لگے کرنے اشارہ | ہو ویگی ابھی آہ کی تاثیر ہوئی کیا
تھامے ہوئے دل بیٹھے ہو کیون آج تمنا | کل دل پہ جو رکھتے تھے وہ تصویر ہوئی کیا
اے تمنا دل پہ کیون رکھے ہوئے ہو ہاتھ تم | پھر کہین کیا دل لگا عشق بتان پیدا ہوا

تمنا تخلص عاشق علی خان

کیا خاک ہو صفائی بھلا ہم مین یار مین | خط بھی لکھا جو ہم کو تو خط غبار مین

اس شعر کو بعض صاحب تذکرہ نے سعادت علی تسکین کے نام سے لکھا ہے

تمنا تخلص میر اسد علی خان اورنگ آبادی

بھلا سنو تو مری جان چپ رہون کب تک | ق کہون مزاج مبارک پہ گر ملال نہو
تمھاری سج کو جو گھیرا ہے خط نے سبزہ نے | یہ دود آہ کا میرے کہین وبال نہ ہو

تمنا تخلص ایک شخص مقیم مٹیابرج متعلق کلکتہ کا ہے یہ شعر انھون نے اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا شعر انکے اچھے ہین

جو اس طرف سے گزر ہوا ہی تو قبر عاشق بھی آکے دیکھو | نگاہ حسرت سے گر نہ دیکھو بلا سے تیوری چڑھا کے دیکھو
صبا یہ کہنا خدا بچائے فقط ہین اب آخری سنبھالے | گزرتے ہین نازو تھمائے والے جو دیکھنا ہو تو آکے دیکھو
غنودگی بھی ہے کچھ ہچکیان بھی آتی ہین | یقین ہے اجل آئیگی آج خواب کے ساتھ
کھلے ہین سب زخم خون چکیدہ برنگ گلہا ہے نو دمیدہ | تمام اعضا ہین گو بریدہ مگر نہ عادت گئی ہنسی کی
سفر بسرعت ہوا اس جہان سے کوئی کہے ڈھونڈھکا رواں کو | قدم او ٹھائے چلو بہانے سے کہ یہ جگہ ہے رہ روی کی

تمنا تخلص سید محمد باشندہ مراد نگر ضلع میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

شکوہ بتون کا کرنے سے کیا ہم کو فائدہ | جب اپنا دل ہی قابو مین اے مہربان نہین

تمنا تخلص منشی مسیح الدین باشندہ کلکتہ نواسہ منشی امیر مرحوم شاگرد حضرت وحشت راقم کے دوستون مین ہین اندنون چوبیس ۲۴ پرگنہ مین مختاری کرتے ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

پامال ہو گیا ہے دل اس خوش خرام کا | ہے بوسہ گاہ کبک نشان جسکے گام کا

گر لپٹتا تو کبھی خواب مین اسے مصحفِ رو
تن عریان پہ مرے جامۂ قرآن ہوتا

جب وہ مہتابی پہ رخسار دکھا دیتے ہین
چرخ پر ماہ کو خورشید بنا دیتے ہین

دھوئے مہندی لبِ دریا تو اگر ہاتھون کی
جاے ماہی ہو سمندر کا مکان پانی مین

حکم قانون شفاے مرضِ غم ہے یہی
بوسۂ لب دلِ بیمار کا درمان ہووے

تمنا تخلص مرزا امداد حسین شاگرد قدیر

غیر ممکن ہے کہ ہو جوش جنون مین تسکین
غل مچاتے ہے مرے پاؤن کی زنجیر عبث

ہے مرے قتل کو اک جنبشِ ابرو کافی
دمبدم تولتے ہین آپ یہ شمشیر عبث

تمنا تخلص مرزا علی رضا مرحوم عظیم آبادی

آتا نہین مین آپ سے کوچہ مین یار کے
لاتا ہے کھینچکر مجھے بے اختیار دل

تمیز تخلص نواب احمد علی خان باشندۂ بہادر گڈھ مقیم دہلی بیشتر مرثیہ کہا کرتے تھے

جذب دل سے لاتے ہم کسطرح اونکو کھینچکر
آہ مین تاثیر اپنے اِس قدر ہوتی نہین

تمیز تخلص کالی راے بن دیبی پرشاد عزیز باشندۂ فتح گڈھ

اچھے وہ ہین جو مر کے تیرے خاک اوڑھون
مٹی خراب طالبِ گور و کفن کی ہے

تنویر تخلص خدا بخش خان دہلوی شاگرد قطب الدین مشیر ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ کے خواصون مین تھے

سیکھ لین اوسنے بھی اوس عہد شکن کی تانین
کہ ٹھہرتا ہی نہین دل کسی عنوان میرا

خدام حشر اپنے گریبان کرینگے چاک
یون ہی چلوگے وہان بھی جو دامن سنبھال کے

چہرہ سفید آج ہے تنویر خیر ہے
سچ تو کہو کہ غم مین ہو کس مہ جمال کے

تنویر تخلص میر کاظم حسین ولد میر حسین داروغۂ سرکار آصف الدولہ بہادر ابن میر اکبر علی متخلص مرثیہ گو باشندۂ فیض آباد شاگرد مسکین صاحب دیوان ہین *

بوسے لون بلائین لون گلے لپٹون کہ دیکھون
نکل جا رہی رات سب ہے ارمان ہزار دن

جل جل کے میرا خرمن ہستی یہ کیون ہو خاک
بجلی گرائی تو نے شرارت کی آنکھ سے

تنہا تخلص سید کفایت علی سررشتہ دار رزیڈنسی پنجاب برادر خورد سررشتہ دار

زریڈنسی باندا ولد میر الٰہی بخش رئیس میرٹھ شاگرد مرزا حاتم علی بیگ مہر

ملتا ہون اسلیے کف افسوس رات دن	کھینچے ہین دست غیر مین او سرلربا کی ہاتھ

تنہا تخلص محمد عیسیٰ دہلوی مقیم لکھنو شاگرد مصحفی

افسوس کی جگہہ ہے یہ تنہا کہ چھٹ گیا	ہاتھ اوسکا آکے میرے کئی بار ہاتھ مین
تم کے بیوجہ تڑپتے نہین بسمل تیرے	اب خنجر سے یہ رہ رہ کے فرا لیتے ہین
مین ابو روٹھا تو منا کر وہ مجھے یون بولا	کہیے کیا کرتے جو تم کو نہ مناتا کوئی
غیر سے شکوہ مرا بس دیکھی دانائی تری	مین ہوا رسوا تو کیا ہوگی نہ رسوائی تری

تنہا تخلص ایک شخص معروف بہ آکا باشندہ دہلی کا ہے قوم قصاب سے تھا

اب نامہ بر بنا نکلے ناصح کو جی مین ہے	معقول آدمی تو کوئی ہو جواب کو

تنہا تخلص عوض علی خوشنویس

تنہا ہی پیغام وقتِ نزع تنہا یار سے	اب قیامت پر ہمارا وعدۂ دیدار ہے

تنہا تخلص شاہ وحید

دستِ جنون سے کرنا ٹکڑے اسے بجا تھا	کیون پیرہن ہمارے ناحق گلے پڑا تھا

توانا تخلص سید اکرام علی خلف سید سبحان علی باشندۂ فتح پور ہنسوا شاگرد منشی محمد عاشق و ناسخ پہلے ناتوان تخلص کرتے تھے صاحبِ دیوان گزرے

قرب اعلی سے حصولِ رفعت اسفل کو نہو	گل کو سب رکھتے ہین سر پر کاہ گلشن زیر پا
واسطے رتبہ کے ہم جنسی نہین ہرگز مفید	غیرت ہر سنگ رکھتے ہین برہمن زیر پا

توفیق تخلص میر توفیق علی باشندۂ آگرہ مقیم دہلی زبان بھاکھا مین کمال رکھتے تھے بہت دوہرے اور کبت اونکے یادگار ہین

دشمنون سے آہ بے مہری کا کیا تجھ سے گلہ	دوست ہی نا آشنا ہی ہو فابلے دید ہے

توقیر تخلص لالہ ہر نراین داس ولد لالہ پھول چند فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

غش ہوا جسنے تری مہندی کی رنگت دیکھی	شعلۂ طور بنا رنگ حنا ہاتھون مین

توقیر تخلص شیخ احسان اللہ ولد شیخ محمد رضا ابن غلام سرور بجنوری مصنف قانو...

مقیم لکھنؤ صاحب دیوان ہین

ہو چکا جس سے فیصلہ دل کا
دیکھیے کسکی فتح ہوتی ہے
اب ہے اوس سے معاملہ دل کا
عشق سے ہے مقابلہ دل کا

توقیر تخلص عبد القادر پنجابی مقیم دہلی دسش گیارہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

انتظار نامہ بر مین اسقدر بیہوش ہون
جان تن مین آگئی پیک قضا کو دیکھ کر
زخمی تری نگاہ کے آخر کو مر گئے
کہہ کہہ کے ہای ہای جگر ہای ہای دل
ہم تو خاطر سے تری غیر کی بھی تعظیم دین
رشک پر کہتا ہی مجھو اپنی یہ عادت نہین

تہور تخلص مرزا غلام فخر الدین برادر حقیقی مرزا قادر بخش صابر شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان
و مومن خان دہلوی عین شباب مین انتقال کیا

سنتے ہی نام غیر تہور بھی ہے غضب
اوس جنگجو سے لڑنے کو تیار ہو گیا
لے آئے ذرا خط کا جواب اوس سے کسی طرح
افسوس کہ قاصد سے اب اتنا نہین ہوتا
ناصحا پند و نصیحت تو نکر محفل مین
کہ مرے ساتھ کوئی اور بھی رسوا ہوگا
اب ہی کیا باقی جو ہو کاوش تری دست جنون
چاک داماں ہو گیا ٹکڑے گریبان ہو گیا

تیمور تخلص مرزا سعادت سلطان دہلوی خلف شاہزادہ قادر بخش موزون شاگرد
مرزا قادر بخش صابر و حافظ عبد الرحمن خان احسان

اس سادہ مزاجی پہ بھی مرتے ہین ہزارون
اللہ رے عالم ترے بے ساختہ پن کا
ضبط نالہ کیا تو جان سے گئے
اپنا گویا مین آپ قاتل ہون

حرف ثاے مثلثہ

ثابت تخلص شجاعت اللہ خان لکھنوی شاگرد حسرت

آتے ہو تم تو دن مین کئی بار اسطرف
پر دیکھتے نہین کبھی اسے یار اسطرف

ثابت تخلص اصالت خان افغان مقیم عظیم آباد شاگرد مرزا محمد فدوی

وقت مرنے کے مرے پاس وہ موجود ہوا
اپنے ہی جی کا زیان اپنے تئین سود ہوا

ثابت تخلص مرزا معز الدین بہادر خلف شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

سحر ہونے کے دھڑکے سے ہمارا ہی بدن ٹھنڈا | کہ تیرا ہار موتی کا ہوا اے سیم تن ٹھنڈا
خوبرو تیرے ہی نہین ہے کچھ فقط گفتار خوب | رخ پہ ہی کاکل دھوان بالا بلا رفتار خوب
ناتوانی سے یہ حالت ہے کہ جاتا ہون کہین | اور اوڑا ئے لیے جاتی ہے ہوا اوطرف
گرم اک بات کسی سے نہ سنی تھی ثابت | اب سناتے ہین مجھے میرے مقدر لاکھون

ثابت تخلص شیخ ثابت علی ولد شیخ محمد علی ملازم راجہ بھرت پور

آنے کی کسی کی کیا سنی ہے | جان لب پہ ٹھہر گئی ہے آکر
کہتے ہین وہ بے وفا اب آیا | کہنے ہی کی بات ہے سنا کر
ثابت کا ہے حال غیر کل سے | تم بھی اوسے دیکھ آؤ جا کر

ثاقب تخلص میر شہاب الدین مقیم دہلی شاگرد خان آرزو

ثاقب کی نعش اوپر قاتل نے آکے پوچھا | کیسا ہے یہ جنازہ یہ کون مر گیا ہے

ثاقب تخلص شاہ شمس الدین دہلوی شاگرد شاہ مبارک آبرو آزادانہ وضع رکھتے تھے

مرے ادب نے رکھا مجھکو یہان تلک محروم | کہ بعد مرگ بھی دامن تلک لہو نہ اوڑا

ثاقب تخلص مرزا مہدی ولد مرزا انور علی بیگ استاد نواب محسن الدولہ باشندہ لکھنؤ
شاگرد ناسخ صاحب دیوان گذرے

کسنے بوسے لیے کیون آج ہو مرجھائے ہوئے | گل افسردہ کی صورت ہے تمہارا عارض
مدح تیرے حسن کی کرتی زبان حال سے | رکھتی گویائی اگر تصویر پشت آئنہ
نہ کیونکر صاف ہون بعد شہادت مین جگر سے | غبار دل مرا قاتل نے دھویا آب خنجر سے
قیامت قامت دلدار کے مضمون لکھے ہین | نہین کم آفتابی دائرے سے خورشید محشر سے

ثاقب تخلص نواب شہاب الدین احمد خان آنریری مجسٹریٹ شہر دہلی خلف الرشید نواب ضیاء الدین خان بہادر رئیس لوہارو شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب اشعار صاف عاشقانہ خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

ہر شخص کا دل شہر مین کہنچتا ہے ادھر کو
اوس عصر مین کہتے تھے اسے بیابانی طوفان
کیون وعدہ کرو بے خبر آجاؤ کسی وقت
گھر بیابان مین بنایا نہین ہم نے لیکن
دی جگہ دیر مین ثاقب کو سمجھکر ہم کیش
لاتے زبان کو کام مین کرتے وہ مجھسے بات
رکھا ہے عذب ناقہ و محمل کے بیچ مین
سمجھے ہوئے تھے قبر کو ہم کنج عافیت
گرمی مین دل کو کھول کے بند قبا کہا
جو اس سے پہلے تھا یہ وہی خاکدان ہی
کیون ویسے آدمی نہین آتے بروی کار
سیمرغ و زال و رستم و برزو کدھر گئے
اسفندیار و نامور ارجاسپ کیا ہوئے
دیکھا ہے کس نے موسی و فرعون کو کہین
نے بت گری نہ بت شکنی قصۂ مختصر
ہین ظلم و معدلت کی حکایات اور بس
ضرب المثل ہے لیلی و مجنون کا حسن و عشق
کیا کہہ رہا ہون مین کہ یہ سب ہے اور وہ نہین
نفی وجود غیر ہے ثاقب طریق حق
ہم قوت جذب دل دکھائین
کیا چیر کے سینہ دل دکھائین
آسکتے نہین یہان اگر نہ آئین
اے بخت کہان تلک برائی

پوچھے کوئی کیون اور سے رستا ترے گھر کا
بچپن کا ہے یہ نام مرے دیدۂ تر کا
ہون وصل کا خواہان نہین مشتاق خبر کا
جسکو گھر سمجھے ہوئے تھے وہ بیابان نکلا
وہ عدوئے بت و بتخانہ مسلمان نکلا
مجبور رہ گئی کہ سر سے وہان نہ تھا
اے چرخ پیر قیس کوئی ساربان نہ تھا
دیکھا تو یہان بھی امن و امان کا مکان نہ تھا
شکر خدا کہ ثاقب آشفتہ بیان نہ تھا
یارب وہ خاکیون کی کرامت کہان ہے اب
آخر وہی زمین ہے وہی آسمان ہے اب
کہنے کو ایک ہوش فزا داستان ہے اب
سننے کو ایک تذکرۂ ہفتخوان ہے اب
ہان رود نیل روئے زمین پر روان ہے اب
صرف آذر و خلیل کا مذکور یہان ہے اب
حجاج ہے جہان مین نہ نوشیروان ہے اب
اوسکا نہ کچھ پتا ہے نہ اسکا نشان ہے اب
توحید کے خلاف ہے سب جو بیان ہے اب
آثار کی نمود بھی وہم و گمان ہے اب
اور پھر وہ ہمارے گھر نہ آئین
کچھ حال سنو تو ہم سنائین
اے کاش مجھے وہین بلائین
اے چرخ کہان تلک جفائین

ہم سینہ سپر کیے کھڑے ہین
وہ شوق سے خنجر آزمائین

جو کام ہین غیر کے ہوئین صرف
افسوس وہ دلربا ادائین

شاید کہ ہے گرم نالہ ثاقب
جلتے ہین شرر فشان ہوائین

خبر کسکو ہو گرچہ گھائل ہوئے ہین
محبت مین ہم جملہ تن دل ہوئے ہین

تمنا نہین ہمکو پروانگی سکے
وہ اب غیر کے شمع محفل ہوئے ہین

نہین عقل سے عشق خالی کہ ایسے مین
بڑے تجربے ہم کو حاصل ہوئے ہین

نہ لپٹین نہ ہون قتل انصاف یہ ہے
کہ ہم خود بد آموز قاتل ہوئے ہین

ہمین ذوق صحرا نوردی ہے ثاقب
نہ سمجھو کہ جو پائے منزل ہوئے ہین

دل کا سودا ہے خفا ہونے کی کچھ بات نہین
گفتگو ہوتی ہے بائع کو خریدار کے ساتھ

دانہ پانی کی خبر لینے کی توفیق نہین
کھیلنا جانتے ہین مرغ گرفتار کے ساتھ

چیر کر سینے کو دل دیکھتے ہین قتل کے بعد
اک چھری تیز لگی رہتی ہے تلوار کے ساتھ

خواہش وصل ہین ثاقب کوئی دیکھے سیر
کچھ دعائین بھی پڑھی جاتی ہین اشعار کے ساتھ

ڈرتے ہین وہ جہان نظر آتا ہے گردباد
سمٹے ہوئے ہین کیا مرے مشت غبار سے

رنجش سے گر کہا ہو تو ایمان نہ ہو نصیب
کافر بتون کو کہتے ہین عشاق پیار سے

فکر وصال و ہجر کا صدمہ اوٹھائیے
اس چند روزہ زیست مین کیا کیا اوٹھائیے

بے لطف زندگی سے تو مرنا ہی خوب ہے
کیا فائدہ کہ ناز مسیحا اوٹھائیے

آؤ نہ آؤ ہم بھی ہین خوگر شکیب کے
جی چاہتا ہے ذوق تمنا اوٹھائیے

یہان بھی قطرہ کو رخصت طوفان نوح ہے
ہان بزم سے اوٹھائیے اچھا اوٹھائیے

رکھتے ہین لوگ خلوت دشمن کا اتہام
بے پردگی مین پردہ ہی پردا اوٹھائیے

بیٹھے ہین ہم تو اب دل بے آرزو لیے
وہ دن گئے کہ داغ تمنا اوٹھائیے

ثاقب وہ ضبط اشک کو سمجھے ہین بیغمی
یہ روئیے کہ شورش دریا اوٹھائیے

ثابت تخلص مہر علی باشندہ بڑھانہ مقیم دہلی

شب کو جو مین نے زلف کو چھیڑا تو یون کہا
مار سیہ کو ہاتھ لگانا نہ چاہیے

ثروت تخلص سید درویش علی مقیم دہلی انکے مزاج مین کچھ وحشت تھی

قابل نہ تھے جفا کے اوٹھانے کی ہم ذرا	ثروت تباہ ہے یہ اوس آفت نیاز کی

ثروت تخلص محمد بخش ولد شیخ احمد بخش باشندۂ بریلی مقیم موضع سنہنے شاگرد حکیم مومن خان مرحوم

بھولی صورت پہ نجا ثروت بتان ہند کی	نرم گو ظاہر مین ہین لیکن دل اونکا سنگ ہے

ثروت تخلص میر محمد مشاہد باشندۂ نارنول مقیم دہلی

داغ ہے لالہ کے دل مین روے زیبا دیکھکر	پاےگل ہے سرو اوسکا قد رعنا دیکھکر
کیا بلا ہوتی ہے آفت رشک کی ہمدم کہین	مرگیا اغیار سے ربط اوس پری کا دیکھکر

ثریا تخلص سید امیر علی گوپاموی

جھوٹے وعدے بھی یہان غنیمت ہین	اس مین تسکین کچھ تو ہوتی ہے

ثمر تخلص مرزا علی ولد مرزا جعفر علی لکھنوی شاگرد مصحفی صاحب دیوان گذرے

حد سے ہین گزرین یار کی وعدہ خلافیان	پوچھینگے آج اوس بت پیمان شکن کے پان
کیا رنگ شوخ شوخ کے ہاتھون مین لائی ہے	کیا خون لکھا ہوا ہے ہمارا حنا کے ہاتھ

ثمر تخلص سید ابوتراب خلف شاہ مرزا خان لکھنوی شاگرد امانعلی سحر

مجھکو جو دیکھتے ہو عداوت آنکھ سے	غیرون کو بھی نہ دیکھو محبت کی آنکھ سے

ثمر تخلص احمد سعید خلف سعد اللہ خان دہلوی

مثال آئینہ ہمسے کھلی حقیقت حسن	کہ ہم کو دیکھ کے اپنا تجھے غرور ہوا
تھا تامل امتحان عشق کو قابل ہے کون	بل بے ہمت اس ضعیفی پر گمان مجھ پہ ہوا
بلدرا اس نے تو اتنا کیا غضب تھا اگر	مرے غبار کے جا دل مین آسمان ہوتا
نگاہ گرم کا تیر سے ہی کچھ اثر اوٹھا	کہ غیر پر پڑے اور دل جلا دیا میرا

ثنا تخلص مولوی ثناء اللہ خلف شیخ کریم اللہ باشندۂ دہلی سفر حجاز بھی کیا تھا

خواب مین مجھ سے وہ بگڑا تھا یہ تعبیر تو دیکھ	کہ سحر سامنے آیا تو پشیمان آیا

ثنا تخلص میر شمس الدین شاگرد شاہ مشتاق طلب وطن انکا کشمیر مولد و مسکن عظیم آباد

چمن ہے خندۂ گل ہے مے و مینا ہے اور تو ہے
فغان ہے نالہ ہے فریاد ہے زاری ہی اور دین بین

ثواب تخلص سعادت علی خلف میر شہاب الدین دہلوی مقیم کرنال

کبھی ہے مژدگان غم یہ احسان معجز قم کا
کبھی حق نمک ہے زخم دل پر ادس تبسم کا

حرف جیم تازی

جام تخلص کنور سین باشندۂ پھولی شاگرد شرف الدین مسرور

چڑھی ہے باد کی گھوڑی پہ گو موج ہوا لیکن
نہ دعوی کر سکے گلگون سے تیری ہم عنانی کا

جان تخلص جان عالم خان لکھنوی خلف نواب منور خان مرحوم شاگرد میر سوز خط نستعلیق اور شکستہ خوب لکھتے تھے

چھوڑ عارض دل نے گھیرا زلف عنبر فام کو
لگا خوبان لوحط سے یہ ملنے
صبح کا بھولا غنیمت ہے جو پہونچے شام کو
گھسیٹا پھر مجھے کانٹون پہ دل نے

جان تخلص جان علی باشندۂ جہان آباد شاگرد میر تقی نواب بیرم خان کے قرابت دارون مین تھے

ذکر اس زلف کی درازی کا
صبح سے تا بشام ہوتا ہے

جانباز تخلص بہو جان باشندۂ سرزمین ہند ضلع میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

اس وقت تک یہ نالہ و شور و فغان نہین
کس دم ہماری سینے سے اوٹھتا دھوان نہین

جانصاحب تخلص میر یار علی خلف میر امن لکھنوی شاگرد عاشور علی خان بہادر ریختی اپنے طرز پر بہت خوب کہتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا

سمتان مین اللہ کے مطلع وہ جو دیوان کا
جیسے بسم اللہ ہماٹک ہے بوا قرآن کا
ہوتے نہین ہے ایسا بھتوتیوں کا طور
جیرانگ دیدہ دیکھا ہے اکثر چھنال کا
سب جھوٹ ہے یہ بین اونکے لیے ہوچکی خراب
تھا عمل کسی کا جادو نظر پڑا
جس مردوے کے پیچھے مرا گھر ہوا تباہ
مرسو کے بعد پھر وہی اللہ نظر پڑا
کلوا رنی یہ مرتا ہے لعنت اوسکی ریش پر
قاضی کے گھر مین کیون نہ ہو چرچا شرابکا

ملوم نہیون سے جولا ہوئے سے جو کھیلے جو سر
کیا ہم کو پڑے کوئی زناخی سے گھر آیا
ساس نندون کی محبت کی مین قربان گئی
نہ پھیکا ڈھیلا نہ کھنکار سے جب چلے آئے
کمر کا ہووے جو مضبوط اور دکھاوے فرا
گرگٹ کی طرح کالا کبھی لال ہو گیا
کھلتی ہے جبھی ٹھوکرین کھانی کی حقیقت
چھوٹا کپڑا ہے بڑے لطف کی پر چیز یہ ہے
خوب ٹھہرایا تھا اوسکو سوت نے
چھوٹے دیوار سے مرے پر د ا کیا
ہو خیر دولہن دولہ کی ماتھا مرا ٹھنکا
نام رہی نہ جورو سے اتنک خبر ہوا
سوکھا سا کھا گورا گورا
آتو نے مار مار کے کین چور ہڑیان
یہ بدگمان ہے دل وہ من نگوڑی نٹ کھٹ کا
جان کی خیر ہو صدقہ اجی کچھ دے ڈالو
مجھے نفرت ہے صورت سے نگوڑی جانے صاحب کے
کہدے سے مہتاب نے مہران ملاقات کی بات
کیا سٹرن نے چالیسوان بسنت کے روز
سوت کی منہ کو لگی سات تونکی کا لک
نہ دیکھ دولہہ کو ساس نندون کی آگے گھونگھٹ اوٹھا اوٹھاکر
نکاحی بیاہی کو چھوڑ بیٹھے متاعی رنڈی کو گھر مین ڈالا
نصیب سیدھا اگر ہی میرا لچکتے کنگی کی کھاٹ اوسکی

چال وہ مجھ سے چھٹکے گز کی نہ کیونکر چلتا
اچھا نہین کرنا ہے اجی ذکر یہ آیا
جاؤن میکے مجھے منگوا دو سواری فرزا
کسی کے گھر مین کوئی بے حظ نہین آتا
مجھے تو اتنون مین کوئی نظر نہین آتا
غصے سے مردوے کا عجب حال ہو گیا
سر پر جو کوئی چاہئے ہوا نہین رہتا
ساری جوڑی مین تو بندی کو خوش آئی انگیا
مین ہوئی جب گرم ٹھنڈا ہو گیا
باجی صاحب اوہی تم نے کیا کیا
اچھا نہین یہ ٹوٹنا سہرے کی لڑی کا
قربان اس حیا کی بوا سال بھر ہوا
کملو کا گھر والا ہو گا
مطلب جو مین نے پوچھا عطا مرحیم کا
لگایا مین نے جو سرمہ موئے کا دل اٹکا
جان تم پر ہے کڑا آج کا دن آج کی رات
وہ اوسکی شکل کیا ہی ای بوا قربان کی صورت
پیٹ کی ہلکی ہے اک دن نہ پچی رات کی بات
نکالی قیس کی لیلی نے کس بہار مین روح
میرے چولہے مین ادہی نے بو الکالی تعویذ
نئی نویلی دولہن ہے بچی ابھی تو دو چار دن جا کر
بنایا صاحب امام باڑہ خدا کی مسجد کو تم نے ڈھا کر
وہ سکھ نہ پائیگی جسنے بھیجا ہی اولٹی پٹی تمھین پڑھا کر

تھا کا تو نہ جان صاحب تم ٭ — اوسکو کس رنڈی سے ملایا پارس
تھا کچھ تو دل مین تیرے جو سو بار کی تلاش — کیون مونڈے کے کاٹے رات کو تلوار کی تلاش
آج مجھ سے ہے توکل اور سے مرزا اخلاص — ایسے ہرجائی سے ہو نوج نگوڑا اخلاص
موتی کی طرح رکھیئے خدا سب کی آبرو — بیرنگ ہے محل کا جو اہر نگار رنگ
رنڈی چل دور چھی مجھ پہ یہ بہتان نہ کر — میری بیری میری دشمن ہون گرفتار ہین
نہ جانے کوئی بلانے کو جان صاحب کے — ہم آپ کو ٹھیسے یہ چڑھکر پکار لیتے ہین
جیسے بہاتے ہین مجھے باجی تمہارے ہاتھ پاؤن — گوری گوری ننھے ننھے پیاری پیاری ہاتھ پاؤن
جان صاحب مجھکو تم دکھلالو بالاپوش مین — مارے جاڑے کے مرے ٹھنڈے ہین سارے ہاتھ پاؤن
لے قسمت سے ہے اوباش جو رو اہی نائی کو — خصم کی طرح رنڈی مونڈ کھانے لگی خدائی کو
سر پہ باندے جو مرے آکے تو چلاتی ہے — مینے جانا ارے جنید یا ترے کھجلاتی ہے
ڈوے بہاتیے نہ مرے آکے سامنے — یہ نخرے تلے کیجیے مجرو اسکے سامنے
دیکھی جو اپنی چوٹی کی پرچھائین رات کو — رسی سمجھ کے بھاگی مین اک چیخ مارکے
در گور تم کو اپنا ہی مطلب ہے سوجھتا — اے جان مین تو مرتی ہون مارے بخار کے

جان نثار تخلص میان جی غلام فرید ساکن فریدآباد معلمی کرتے تھے

بیچ اوس زلف سیہ کا ہم سے وا ہوتا نہین — لاکھ ڈالین پیچ مین اوسکے اگر شانے کو ہم

جذب تخلص میر عزت اللہ عرف میر بھکاری مقیم دہلی بریلی کی معززون مین تھے بیشتر فنون مین دخل رکھتے تھے تھوڑی سی عمر مین بہت سے شہرون کی سیر کی تھی قریب بخارا اسکے انتقال کیا

وہان صفائی و خود نمائی ہے — یہان مرے جان کی صفائی ہے
جو کہ حلقہ بگوش نتھ کے ہین — ناک مین اوس کے جان آئی ہے

جرأت تخلص مرزا مغل خلف عبدالباقی خان شاگرد سودا بریلی مین وفات پائی

نپٹ ہی حال پریشان ہے آج سنبل کا — چمن پہ آہ یہ کس زلف کا وبال پڑا
کیون نہ ہو وین جان و دل سے ہم نثار آئینہ — عکس ہے مکھڑے کا تیرے ہم کنار آئینہ

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش ولد حافظ امان دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد جعفر علی حسرت اونیس ۱۹ برس کی عمر مین چیچک کے عارضے سے انکی بصارت زائل ہو گئی تھی نجوم اور موسیقی مین کامل تھے ستار خوب بجاتے تھے مرزا سلیمان شکوہ بہادر اور نواب محبت خان بہادر کی رفاقت مین تھے مضامین معاملات عاشق و معشوق کے باندھنے مین بے مثل گذرے اشعار انکے نہایت دلچسپ اور عاشقانہ ہین ۱۲۲۵ھ بارہ سو پچیس ہجری مین انتقال کیا کلیات انکا نظر سے گذرا

کچھ بھی مزاج تیرا اے بدگمان بدلا
تیرے مریض غم نے سو جا مکان بدلا

جسنے پابوس بھی ہونے نہ دیا وصل کی رات
اور کچھ اوسکا بھلا کیونکہ گوارا ہوتا

نہ لب تک آہ پہونچی ہے نہ افغان و نوا کی
پھر اوس بیرحم کے دل مین اثر ہوگا رگ کس کا

آئینہ سے بھی تو ہوتا نہین محبوب دوچار
پھر یہ حیرت ہے کہ دل کیون ہی مکدر اپنا

کیا کہین وصل ہوئی پر بھی زبانسے اپنی
حرف مطلب نہ کوئی خوف کے مارے نکلا

ہوا ظاہر نہ مردہ بھی ترے بیمار ہجران کا
زبس صدمہ اوٹھا کر وہ ہوا اقصادر پنہان کا

یاد کیا آتا ہے وہ میرا لگے جانا اور آہ
پیچھے ہٹ کر اوسکا یہ کہنا کوئی آجاے گا

در تک اب چھوڑ دیا گھر سے نکلا آنا
یا وہ راتون کو سد آنکھیں بدل کر آنا

کلمہ پڑھے ترا جسے دیکھے تو پھر نظر
کافر اثر ہے یہ ترے کافر نگاہ کا

دم مارتے نہین اور اوٹھاتی ہین ظلم یار
اپنا جو اک مزاج پڑا ہے نباہ کا

تیرے مریض غم کی زبان پر نہین کچھ اور
اک تار بندھ گیا ہے فقط آہ آہ کا

آشنا مجھسے نہ تھا پر مین بزور اوس سے ملا
جبکہ ٹک عید کے دن اوسنے ہم آغوش کیا

کون دیکھے گا بھلا اسمین ہے رسوائی کیا
خواب مین آنے کی بھی تمنے قسم کھائی کیا

جنھون کا نامہ پہونچتا ہے اوس ستمگر تک
اونھین کا کاش کہ جرأت مین نامہ بر ہوتا

شب اوسنے توڑ کر موتی کی سمرن مجھسے گنوائے
دکھایا وہمل ہین عالم نیا اختر شماری کا

کچھ منہ سے دینے کہ وہ بہانے سے اوٹھ گیا
حرف سخاوت آہ زمانے سے اوٹھ گیا

ہے قرب مرگ احوال اب تری رنجور کا
غم ہے ماندے مسافر کو قیامت دور کا

دیکھ فرو دیدہ نگہ سے تو نکالا اک رات
دل کو تھامے ہوئے چپکا سا ہی کیون کہ تو بھی
جس بہانے سے کبھی آن کے ملجاتی تجھے
خط کسکا یہ آیا ہے کہ جرأت جسے تو نے
کیا لڑکپن کا ہے عالم اوس بتِ نادان کا
یاد آتا ہے تو بس رو رو کے زانو پیٹنا
پھر کو سوتے مین بوسہ کیون لیا تو نے مرا
تماشے کو نکل آتا ہے وہ رشک پری گھر سے
ناصحو آپ مین جرأت نہ رہا
جو کرتے بات ہمسے تو لڑاتی انکھ غیرون سے
اودھر جاتے ہین ٹانکے بخیۂ زخم جگر کو سب
ہوا جب بات کرنا ترک بالکل
نہ ملو جرأت کو اپنے ہاتھ سے جان
نہ آنے کی جب مین ٹھانے لگا
کسی نے جو پوچھا خفا کس سے ہو
جب ہو فریاد اب نہ کر بلبل
خاموش ہوا ہین شمع کے مانند تس پہ بھی
جاؤ جاؤ کیا لگایا ہے یہان بیٹھے رہو
بھلا ہون مین کسی اک بت ہرجائی کا
پھیرے ہوتے غیر سے جب مختلط ہوتا ہے وہ
ہاتھ ملتے ہوئے آج آتے ہین سب ہمدردی
دیکھنا دشوار ہے اب اوس بت دلخواہ کا
نکیجو زمین سے قبر ہرا بھرے کہ مین

چور سا کون کھڑا ہے پس دیوار لگا
جرأت اگر بات بھی کرنا تجھے دشوار ہو گیا
آہ کیا بھول گئے اب وہ بہانہ اپنا
اک دم مین اوٹھا آنکھون سے سو بار لگایا
بھولی بھولی صورت اور بس پردہ بالا کان کا
اوسکا ہنس دینا اور اپنا گدگدانا ران کا
گو ہے تہمت پر فرا کیسا ہی اس بہتان کا
فرہاد کھلا رہا ہے اِن دنون دیوانہ پن اپنا
اب سمجھکر اوسے سمجھانے لگا
بھلا صاحب یہ ڈھب سیکھے تم اچھا اڑانے کا
تصور جب کہ گزرے ہے کسی کے مسکرانے کا
تو کیا اس بات کا چرچا نہ ہوگا
کہ ایسا شخص پھر پیدا نہ ہوگا
وہ آئینہ مجھکو دکھانے لگا
اشارے سے مجھکو بتانے لگا
رنگ گل بے طرح سے لال ہوا
دشمن ہے آہ ہر کوئی میری زبان کا
ہون مین اپنی زیست سے آگے ہی اوکتایا ہوا
جا بجا کیون نہ ہو شہرہ مری رسوائی کا
دیکھے اوس دم کوئی تکنا اور گھبرانا مرا
جا ہے حیرت سے کہ مین کیون سربزانو تھا
یہ ہمین زیر پردہ گویا عشق ہے اللہ کا
کشتہ ہون ایک پردہ نشین کے حجاب کا

پابوس میسر ہین ہیہات نہین اب
ربط دو شخصون مین سنتے ہین تو ای جرأت کے
منفعل کیونکہ نہ ہون اوسکی مین اس حال سے خوب
بعالم مستی مین میرے منہ سے کچھ نکلا جو جرأت
بلائین ہاتھون نے میری جو لین تمھاری رات
اوسکا کیا حال کہون اب تو یہ حالت ہے کہ آہ
سر دیجے راہ عشق مین پر منہ نہ موڑیے
مجھ مین جرأت ہے بھلا دست درازی کی کہان
نہ جی کو دل کی خبر ہے نہ دل کو جی کی خبر
حیران ہون مین وہ کون ہے جو بین وصل مین
اس ڈھب سے کیا کیجیے ملاقات کہین اور
آسیا سے کوئی اب سیکھے رفاقت کا طریق
سنگ بر سینہ ہون کہنا یہ کسی کا کر یاد
کر سکے کیونکہ بھلا پا تو وہ رنجور دراز
کبریائی مین مرا وہ بت دلخواہ ہے ایک
دن ہجر کا جب دوپہر آتا ہے تو جرأت
کافر ہون جو محرم یہ بھی ہاتھ اوسکے لگا ہو
مری وحشت سے دل ہی دلمین رشک کرتی ہون وہ کبھی
کی درستی ہو تو زیبندہ ہے گرمی
شش آئینہ با صفا ہین ہم
کہتے ہین وہ آئین تو کہین غم جرأت
حیران مجھے دیکھ کے بولا وہ ہنسی سے
جو روٹھے ہم تو بوسے سیلی سے تم کہ آ ملجا

وہ چوری چھپے کی بھی ملاقات نہین اب
سر کو ٹکرا کے یہی کہتے ہین ہم ہای نصیب
بعد بوسے کے وہ منہ پوچھے ہے رومال سے خوب
بول اوٹھا تیوری چڑھا کے وہ بت مجوا
بلائین ہاتھون کی لیتا رہا مین ساری رات
کچھ بھی سمجھی نہین جاتی ترے بیمار کی بات
پتھر کی سی لکیر ہے یہ کوہکن کی بات
دیکھکر مجھکو چھپا لیتے ہو تم گات عبث
ترے بغیر کسی کو نہین کسیکی خبر
کہتے ہو تم کہ چل بے اوسی کو تو پیار کر
دن کو تو ملو ہم سے رہو رات کہین اور
ساتھ گردش مین بھی پتھر کا نہ چھوڑے پتھر
چھوڑ لبس چھوڑ پڑین تجھپہ نگوڑے پتھر
جسکو بستر پہ ہو جنبش سفر دور دراز
لوگ سچ کہتے ہین یہ بات کہ اللہ ہے ایک
کیا کیا دل نالان کی ثنا کرتے ہین سازنک
مشہور غلط محرم اسرار ہوئے ہم
الٰہی لگ گئے کیون ایسے دیوانے کو پیار ہم
کیا لطف ہے ای چرخ جو خورشید ہو اگر م
دیکھنے ہی کے آشنا ہین ہم
جب وہ آتا ہے تو اوسوقت نہین تہے ہم
ہے آج تو جرأت یہ بھی تصویر کا عالم
ادھر کو وہ دیکھیو کیون جی منانا اسکو کہتے ہین

بیٹھے مجھ پاس وہ کیا اوسکو یہ اندیشہ ہے
پہنچ کر مجھکو وہ کرنے نہ لگے پیار کہین

لگ جا گلے سے طاقت اب ای نازنین نہیں
ہے ہے خدا کے واسطے مت کر نہین نہین

دینے کا طالب ہون تو سن کرکہی جرأت وہ شوخ
خاک دیکھے گا تری آنکھون مین بینائی نہین

جو دیکھا مضطرب مجھکو تو محفل مین کسو حیلے سے وہ
یہ کہتا تھا کہ ہے لطف محبت رازداری مین

بندے کی سن سفارش بولے وہ یون کسی سے
عاشق وہ یون ہے صاحب یاری جہان نہین

طفلان اشک کو دیتے آنکھون مین کیون جا ہم
گو شوخ ہین یہ لڑکے پر اپنے تو جگر ہین

دیکھ آئینہ وہ اپنی ایڑی کو دیکھ بولے
حق تو یہ ہے کہ ہم بھی کیا ہی بہار پر ہین

دام مین ہمکو لاتے ہو تم دل اٹکا ہی اور کہین
شعر پڑھا نہ ہم سے اور مضمون گٹھا ہی ابھی نہین

نہ دیا مین نے جو ہمدم تری باتون کا جواب
مت برا مانیو اسوقت مین تھا اور کہین

جی مین سو بار آئے ہے جرأت ملیے یار سے
پر سمجھکر دل مین کچھ سوگند کھا سکتے نہین

میری بیتابی سے محفل مین یہ دھڑکا ہے اوسے
اوٹھکر کے ہونے نہ لگے یہ مرے قربان کہین

رات تو بند قبا کھولنے کی ہٹ مین گئے
صبح نزدیک ہے لے اب تو کہا مان کہین

کہے ہے جب وہ محفل مین کہ لو اب گھر کو جاتا ہون
تو مین ایک ایک کو کیا کیا اشارون مین جتاتا ہون

لی جائے اوس بت خونخوار نے جب باغ مین
چٹکیان غنچے بجانے لگ گئے تب باغ مین

بیٹھون ٹک پاس جو اوسکے تو چتیون مین کہے
میل دل جل دور تری شکل سے بیزار ہون مین

لگا یا غم یہ جوانی مین کیون میان جرأت
ابھی تو کھیل تماشے کے تھے تمہارے دن

اے ستم ایجاد کب تک یہ ستم دیکھا کرین
تو کرے غیرون سے باتین اور ہم دیکھا کرین

رو کتا کیا اوسے جرأت نہ رہا آپ مین مین
بیٹھے بیٹھے جو ہین اوسنے یہ کہا جاتا ہون

وہ کیا کیا مجھپہ جھنجھلاتا ہے کچھ سوچ کر دلمین
جو بیتابی سے گھیرا اوسکو سر بازار لیتا ہون

سچ کہہ جواب نامہ تو لایا ہے وہان سے کیا
تیرے بجا جو اس اب اسے نامہ بر نہین

زہے بس وہ آپ کو بیمثل سمجھے ہے زمانے مین
ہوا ہو شکل سے حیران کل آئینہ خانے مین

کہین شب کو ہوئے تھے رونق افزا کیون مگر تم
اجی پہچانتے ہین نقش پا کے ہم نشانون کو

سگئے وہ دن سناتے تھے جو شب کو داستان ہمکو
ہم اپنے مہربانون کو وہ اپنے رازدانون کو

گر کہون بیزار کیون تم اپنی شیدائی سے ہو
میان پھونک دیا تن کو وہان یار کو بھڑکایا
دل مین آتا نہین اوسکے مرے گھر آنے کو
رات بولا وہ مرے نالۂ جان سوز کو سُن
نہین دہیان سے بات سنتے کسی کی
رقیب کو جو بٹھاتے ہو مین سمجھتا ہون
وصل مین جسکے نہ تھا چین سو جرأت افسوس
ادھر تو دیکھو مینے کہا تھا غیر ونکو تم آنے دو
پوچھون ناصح سے جو ٹک شکل دکھا جاوے وہ شوخ
دیکھیو شوخی کہ مجھکو دیکھکر بیتاب رات
نہ دیکھو نبض مری آہ مت لگاؤ ہاتھ
شرم یہانتک ہے کہ مانگے نہ خدا سے وہ دعا
گر جرا یا نہین ہے تم نے دل
کھل گیا اپنا جو نوشتہ تھا
حشر تک وعدہ فردا یہ نہ آیا واللہ
کچھ منہ سے دو کہ تکتے ہین ہم بار بار منہ
پیرہن چاک ترے در پہ جو کل کرتا تھا
دم رخصت کہے جرأت کوئی اوسکا فرسے
رکھنے یہ کینہ کردہ ہمسے پردہ کہ ذات باری حجاب مین ہے
نہ دیکھی گو آنکھ اوٹھا کر اوپر غضب ہین وہ نیچی نیچی نظرین
یا رب کبھی تو دیکھون مین یہ انقلاب عشق
قلق گزرتا ہے مجھکو کیا کیا سنون ہون حسرت بھرا جب مین
یاد دم رخصت چلی آتی تھی دروازے تلک

تو یہ جھنجھلا کر کہے سب ہے تم تو سودائی سے ہو
نالے بھی قیامت ہین کچھ آگ لگانے کو
تا یہ لوگون مین رہے بات قسم کھانے کو
آگ لگ جائیو جرأت ترے جلانے کو
میان جرأت اب سچ کہو تم کہان ہو
یہ ساری باتین ہین پیارے مری اوٹھانے کو
وہ گیا پاس سے اور موت نہ آئی مجھکو
چپکے ہو منہ کھلواؤ نہ میرا جانے دو بس جانے دو
مین ہون اب دام محبت مین گرفتار کہ تو
سب سے کہتا تھا اشارون مین ٹک ایکو دیکھیو
طبیبو تم مرے جینے سے اب اوٹھاؤ ہاتھ
کرنے ہاتھون کو نہ تار و سے حسین کا پردہ
مسکراتے ہو کیون ادھر کو دیکھ
دور سے شکل نامہ بر کو دیکھ
دیکھے ہم نے بھی قیامت بت عیار کی راہ
ورنہ تمھارا نام نہ لینگے ہمارا منہ
آج لوگ اوسکو لیے جاتے ہین کفنائے ہوے
اک مسلمان کو کیون جاتے ہو تڑپائے ہوے
یہ اوسکا مکھڑا نہین ہے گویا خدا کی قدرت نقاب مین ہے
تری ہے حسرتون وہ اوسکی کافر کہ لاکھ شوخی حجاب مین ہے
میری طرح سے وہ بھی کرے جستجو مری
کہ کوئی معشوق روٹھے عاشق کو اپنے کیا کیا منا رہے
یا مرے آنے کی سن کنڈی چڑھانے لگ گئے

مضطرب پایا اوسے تو ایک تو تھا ہی قلق
جاہ کی جیتون مری آنکھ اوسکی شرمائی ہوئی
غم سے گھٹتا یہ مرا سب مین بڑھتا ہی اوسے
مین یہ نظروں مین سبک ہون کہ دم گریہ وہ شوخ
ہووے کس منہ سے بیان وہ کہ دم بوس وکنار
کھاؤن یارب نہ غم عشق تو غم کھائے مجھے
حیرت ہی کہ کل اوسنے کہی کان مین میرے
موئے اس رشک سے ہم تو کہ جو ہی اوسکے کوچے مین
ہاے وہ لڑتا ہی اوسکا تھا غنیمت وصل مین
مین ہی رہجاتا ہون اوس پاس جو محفل مین تو وہ
سو طرحکا سوچ اوس دم دلمین اپنے آئی ہے
یون گوری سی چھاتی پہ ہے زنجیر طلا کی
منہ دیکھکر بس اوسکا حیران رہگیا ہون
خوبون پہ کرون کیون کہ دل اپنا نہ تصدق
سو خرابی سے جو ہم یار کے در تک پہونچے
شب کو اوس بن جان جو تن سے مری جانی لگی
گذر جاتی ہین باتین دل مین کیا کیا اوسکی محفل مین
کچھ بات مرے آگے وہ کب منہ سے نکالے
روز غل آگ لگ اوٹھنے کا وہان رہتا ہے
وصل مین دیکھ کے رہتا ہون یہ حیران کہ وہ شوخ
جو عشق صادق کا دیکھا عالم تو تھا اوسکا اثر یہی ہمدم
کیا کیا وہ خفا مجھ سے ہوا گھر سے نکل کے
کن حسرتوں سے دیکھتے ہین ہم ڈرے ڈرے

سوچ کر کچھ کچھ طبیعت اور بھی گھبرا گئی
تاڑ لی مجلس مین سب نے سخت رسوائی ہوئی
جو مجھے دیکھے ہے سو دیکھنے جاتا ہے اوسے
ہنسکے چھیڑے ہے کہ لو بس نکرو دل بھاری
کسمسا کر جس ادا سے وہ بھرے ہے سسکی
گر نہ بیمار محبت ہون تو موت آئے نہ مجھے
وہ بات کہ مطلق جو نہ تھی دھیان مین میرے
پریشان بے سر و پا غمزدہ آوارہ حیران ہے
صلح کو روتے تھے کیا اب جنگ بھی دشوار ہے
کیا کسی کے تئین جلدی سے بلا لیتا ہے
بیٹھے بیٹھے جب کہین گھبرا کے وہ اوٹھ جاتا ہے
جون کاسۂ چینی پہ ہو تحریر طلا کی
دھوکے مین چھنبے اوسکا مجھ بھی گلا کیا ہے
یہ چاند کے ٹکڑے ہین مری جان کے ٹکڑے
وہ سنی بات کہ پھر جیتے نہ گھر تک پہونچے
آہ سوزان آگے آگے شمع دکھلانے لگے
کسی سے چپکے چپکے جب کوئی کچھ ذکر کرتا ہے
جب تک کہ نہ دو چار کو پاس اپنے بٹھالے
جس محلے مین ترا سوختہ جان رہتا ہے
دمبدم جانب در کیون نگران رہتا ہے
اوسی ہوگا جدائی کا غم ہین جو غم ہی تو بس یہ غم ہے
جب مینے پکارا اوسے آواز بدل کے
وہ اوبھرے اوبھرے گات وہ بازو بھرے بھرے

ہمین یہ دل مائل تھا آگے سو حسرت کہتے ہین
اک زمانہ وہ بھی تھا جو ہم پہ یہ مرتے رہے

اُنس پردہ نشین سے کوئی کس شکل پر آوے
جو خواب مین بھی آوے تو منہ ڈھانک کر آوے

یون وہ قہر آنکھون مین گرے ہے جب کہ روتا ہم کوئی
پھوٹ پھوٹ آتا نہ رو بدنام ہوتا ہے کوئی

جو کہا مین نے کہ مضطر رہے تا کے کوئی
تو عجب ناز سے جھنجھلا کے کہا ہے کوئی

لگ چلا مین جو شب وصل مین تو ہٹ کے کہا
جھانکتا روزن در سے نہ ہو ہے ہے کوئی

حیا ہے حشر مین بھی دیکھ کے جرأت وہ ہمین
کہے گھبرا کے قیامت ہے یہ ہے ہے کوئی

بل بے بے دردی کہا جون ہی کہ دل نازک ہے جی
زور سے وہ اور مٹھی مین دبا کر لے گئے

سبھون کی ہے زبان پر داستان میری خموشی کی
مرے کم بولنے نے بات یہ کتنی بڑھائی ہے

بلایا خواب مین اوسنے جو بام پر تو ہاے
بس آنکھ کھل گئی لگتے ہی پاؤن زینے سے

یاد جب آتا ہے یہ کہنا تو اوڑ جاتی ہے نیند
اپنے ہٹ تو رکھ چکے لو اب تو ہٹ کر سوئیے

اب دن کو کیون وہ آوین ماہ صیام آیا
ڈر ہے اونھین کہ ہے ہے روزہ لگین نہ لو

روداد اوس سے کہیے تو منہ پھیر مسکرا
کیا چنچلی سے کہے ہے کہ شامت نصیب کی

حیران ہون مین کہ آتے ہی وہان سے آ گیا
پیغامبر نے یہ حرکت کچھ عجیب کی

ہزار افسوس یون اے زندگانی
پٹکے تو خاک مین ہم کو بلا کے

کرے ہے کس فریب سے دل کو چوری
وہ اوسکا دیکھنا نظرین چرا کے

غضب سے لیتی ہے آغوش مین لے
وہ اوسکا سانس بھرنا کسمسا کے

ہوئی تقصیر صاحب پھر نہ روٹھونگا نہ روٹھونگا
چلو بولو مین باز آیا محبت آزمائی سے

دم آخر نہ پوچھو وضع اوس بدظن کے آنے کی
کہ وقت نزع آ کہنے لگا خوبی بہانے کی

جرأت تخلص میر شیر علی معاصر سودا دکھن مین سکونت اختیار کی تھی

بیخود جو ہوا اتنا تو دیکھ کے میخانہ
حیران ہون مین کیون کر ہوویگا تو پیمانہ

جراح تخلص غلام ناصر جراح دہلوی کشمیری الاصل تھا

اک دم نہین ہے اوس بت خورشید رو کو چین
پھرنے مین جیسے کوکب سیار گرم ہے

جراح ٹانکے دینے مین مت کر درنگ تو
اسواسطے کہ زخم مرے بار گرم ہے

جرار تخلص میر محمد حسین باشندۂ لکھنو

نالہ مزار مین سے تا آسمان گیا
دیکھو تو بے ادب یہ کہان سے کہان گیا

اب نہ جینے کی توقع ہے نہ مرنے کی امید
میرے بالین پہ نہ قاتل نہ مسیحا ٹھہرا

جن تھی کیا مال فرشتون کو ہوا حکم سجود
سب سے رتبہ مین سوا خاک کا پتلا ٹھہرا

اب ملینگے نہ کبھی اوس بت سفاک سے ہم
جو ٹھنے دل مین ٹھنی جی مین جو ٹھہرا ٹھہرا

جسّار تخلص مرزا حسین بیگ شاگرد امیر

میری طرح سے خون بھی میرا ہے باوفا
اے ترک یہ چھٹے گا ترے آستین سے کب

جری تخلص مرزا سقراط علی مرحوم ولد مرزا نوازش علی بن مرزا غضنفر بیگ رئیس امجود نگر محلہ لکھنؤ شاگرد برق

کانون سے اوسکے ہٹتی نہین ایک دم کبھی
مشل جری ہے عاشق روئے نگار زلف

جعفر تخلص جعفر علی خان دہلوی

چمکتے دانت دیکھے یار کے مسی لگانے مین
جڑی ہین قطبیان الماس کے نیلم کے خانے مین

جعفری تخلص میر باقر علی خلف قمر الدین منت سفر حجاز سے پھرتے وقت اکتیس بتیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا اپنے برادر بزرگ میر نظام الدین ممنون سے تربیت پائی تھی

آرام وعدے کی شب اکدم کبھو نہ آیا
آیا نہ چین دل کو جب تک کہ تو نہ آیا

سب مٹے نقش خیالات جہان بعد فنا
داغ الفت ایک زیب صفحۂ دل رہگیا

تیغ یون دل مین خیال نگہ یار نہ کھینچ
نا خدا ترس تو کعبہ مین تو تلوار نہ کھینچ

جعفری تخلص محمد جعفر خوشنویس باشندہ الہ آباد مقیم اجمیر شریف

ہے وہ پابند چمن مجھکو یہ حیرت ہے کہ لوگ
سرو کو کس لیے آزاد کہا کرتے ہین

جعفری تخلص شیخ جعفر علی قاضی زادہ دادری ملازم نواب عبد الرحمن خان والی جھجر

الٰہی ہر گھڑی ہر زخم دل سے خون ٹپکتا ہے
شہید ناز ہون مین آہ کس دست حنائی کا

اے دل خیال زلف بتان کیون کہ چھوڑ دون
وحشی ہون اور پاؤن مین زنجیر ہی نہین

جلا تخلص نواب مرزا اواحد علیخان خلف نواب محی الدین حیدر بن نواب شجاع الدولہ بہادر شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر

تھک جائین شل ہون ٹوٹین جلین خاک مین ملین
تیرے سوا کسی کو لگاؤن جو یار ہاتھ
آتا ہے ہجر مین جو خیالِ وصال دوست
گھبرا کے دوڑ پڑتے ہین بے اختیار ہاتھ

جلال تخلص ضامن علی ولد حکیم اصغر علی داستان گو ہے لکھنوی شاگرد امیر علی خان ہلال و برق

وہ یا رب اس قدر اونچی ہو وقت زینت سر
کرے پہاڑ کی چوٹی سے ہمسری چوٹی
کیا ہے ایک ہی چوٹی نے ہم کو سرگشتہ
اب اے جلال نہ دیکھینگے دوسری چوٹی

جلال تخلص جمال الدین حسین

جی مین آتا ہے گریبان پھاڑ کر
دشت کو اوٹھ چلیے دامان جھاڑ کر

جلال تخلص ایک شخص فیض آبادی کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

تنگ احوال ہے اب تو تری شیدائی کا
آگے ٹک دیکھ تماشا تو تماشائی کا
کیا ہوا مین نے جو ٹک جانب ابرو دیکھا
اتنی ہی بات پہ تم کھینچنے تلوار لگے

جلیس تخلص آلہ وردی خان برادر سعادت یار خان رنگین باشندۂ دہلی

تیرے دہن سے ازبس کھینچی ہے اک ندامت
غنچہ وہ کون سا ہے جو سر فرو نہ آیا

جلیس تخلص نواب محمد مہدی علیخان موسوی خلف نواب صمصام الدولہ ناصر الملک سید علی نقی خان بہادر شوکت جنگ باشندہ نیشاپور مقیم لکھنؤ شاگرد مہدی علیخان کوثر

جان تو جاتی رہی پر نام پیدا ہو گیا
جو بنا قاصد کبوتر بس وہ عنقا ہو گیا
چار دن کی چاندنی ہے سیر تو کرتا ہے کیون
سانولا تیرا بدن اے ماہ سیما ہو گیا
موج دریاے فنا پر کی ادا ہم نے نماز
ہم شناور تھے یہی اپنا مصلا ہو گیا
خود بخود آپ جو تشریف مرے گھر لائے
آ گیا آج یہ اے جان جہان کیا دل مین
یکتائی کا دعوی تجھے اے یار بجا ہے
تجھ سا کوئی دنیا مین نہ ہوگا نہ ہوا ہے
دن رات تیری سمت مرے رہتی ہین آنکھین
ہر چشم کی پتلی صفت قبلہ نما ہے
قربان بخدا ہون مین دل و جان سے تصدق
دیکھا نہین اوس بت کو مگر نام سنا ہے

جلیل تخلص مولوی فیض الحسن ولد مولوی سید مصاحب علی فرخ آبادی شاگرد صفدر

جاہیے عشق بتان سنگدل کو چھوڑ کر | اے جلیل اب تو توکل کر خدا کے نام پر

جم تخلص قاضی جمشید علی مراد آبادی

آتی ہے مگر کوچۂ جانان سے یہ اے جم | دامن سے ہے معطر جو نسیم سحری کا
ہے نامۂ اعمال مرا سامنے میرے | کہتا ہون جسے اے دل مضطر شب فرقت

جمال تخلص میر جمال الدین خلف میر کمال الدین باشندۂ دہلی

ہم تمھین آشنا سمجھتے ہین | آپ کیا جانے کیا سمجھتے ہین

جمشید تخلص مرزا جمشید بیگ ولد مرزا حیدر بیگ اکبر آبادی شاگرد مرزا عنایت علی ماہ

نکل گئی مرے تن سے گر انتظار مین روح | رہے گی حشر تلک جستجوے یار مین روح

جمیل تخلص جمیل الدین خلف شیخ حفیظ الدین تھانیسری مقیم دہلی یہ شعر انکے نابالغی کے ایام کے ہین

تونے دیکھین ہین غیر کی آنکھین | تیری نظرون مین کب سمائینگے ہم
جن ہو کے جمیل اوسکو چمٹ جاتے ہین ہم بھی | ہر چند کہ وہ شوخ پری زاد غضب ہے
مت برا مانیو جمیل اس کا | اوسکی گالی نہین نہالی ہے

جمیل تخلص مولوی جمیل الدین ولد شجاع الدین فرخ آبادی

سوز درون سے ہے دل عاشق کی زندگی | آتش سے ہے آب خضر سمندر کے واسطے

جنت تخلص علی ہادی ولد محمد معروف لکھنوی شاگرد امانت

وہ گل ہوا یہ ہے نہ سنے گا ہزار کے | پیغام بھیجا چاہیے باد صبا کے ہاتھ

جنون تخلص جندکا پرشاد ولد کالکا پرشاد لکھنوی شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر

سامری سے بھی سوا کرتی ہین جادو زلفین | جان پر کھیل گئے دیکھ کے ہندو زلفین

جنون تخلص میر مہدی برادر خورد میر رضی رہا خلف میر عباس عرف میر مغل فیض آبادی مقیم لکھنو شاگرد رشک

گویا کہ گٹھری نور کی رکھی ہے کمر مین | ایسے ہی منور تری اے رشک قمر ہین

کسی نے تارے نہین دیکھے چاند مین اب تک ۔ تمھارا چاند سا چہرہ ہے اور ستارے گال
رخسار سے دو دو چہرہ مین ابرو ہلال ہین ۔ گر مانگ کہکشان ہے تو ماہ مبین جبین
چوکڑی بھول گئے دیکھ کے رفتار تری ۔ کسطرح چار کرین آہوے صحرا آنکھین
گو وصل یار تھا یہ لڑائی نہین گئی ۔ میرے اور اوسکے خوب لڑی رات بھر زبان

جنون تخلص مولوی عبد اللہ مرحوم خلف سرفراز علی منصف جسر باشندہ بھاگلپور شاگرد مرزا جان طپش اولاد مین مولانا شہباز قدس سرہ کی انکا مولد و مسکن جسر ڈھاکے مین عہدۂ صدر امینی پر مامور تھے سولہ سترہ برس ہوئے کہ انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے

رخ سے اٹھے نظر تو پڑی جا کے زلف پر ۔ ٹھہرے ہے شام ہی کو مسافر نگاہ کا

جنون تخلص شیخ غلام محی الدین احمد باشندۂ آگرہ

بیان کیجیے کس سے جنون سنے گا کون ۔ دل حزین پہ جو گزرے ہے بیقراری رات

جنون تخلص سراج الدولہ علی محمد خان بہادر سردار جنگ

اے جنون جور ستم سے ہے یہ دل پتھر کا ۔ آہ سینے سے نکلتی ہے شرر کی صورت

جنون تخلص شاہ غلام مرتضی شاگرد مولوی محمد برکت مقیم الہ آباد و سہسرامی درویش تھے آخر ایام مین نابینا ہوگئے تھے

آفت جان ہو گئی آخر یہ بینائی مجھے ۔ جو بلا دیکھی سو ان آنکھون نے دکھلائی مجھے
تری چشم مست سے ساقیا جنون ایسا تو بہکا گیا ۔ کہ مئے دو آتشہ طاق پر جو دھری تھی وہین دھری رہی

جنون تخلص مرزا نجف علی خان خلف مرزا محمد علی خان دیوانہ باشندۂ بنارس اطراف دہلی مین سررشتہ داری اور تحصیلداری کرتے تھے

دل کو شاید کوئی ستاتا ہے ۔ قاصد اشک تیز آتا ہے

جنون تخلص میر فضل علی کتاب خان باشندۂ دہلی شاگرد میر امانی اسد پہلے مست تخلص کرتے تھے بعضی تذکرہ والون نے انکو میر درد کا شاگرد لکھا ہے

دیکھا سرا سے سینہ کو لے کر چراغ دل ۔ دلسوز ایک بھی نہ ملا غیر داغ دل

جنون تخلص فخر الاسلام شاگرد نظام الدین ممنون دہلی کے مشائخون مین تھے

اوٹھی جو شرم تو دونون ہی دل ملے سے نکلے
بجز حجاب یہان کچہ نہ فاصلے سے نکلے

جنون تخلص مائید یال خلف منشی نوندھر راے عملہ کلکٹری میرٹھ شاگرد عبد الصمد فوق

پھنس گیا ہون مین سبزۂ خط مین
دیکھنا پیچ چرخ اخضر کا

جواد تخلص سید اسرار علی ولد سید ارعلی باشندہ الہ آباد

دیکھا کرتا ہون تجھے دیدۂ باطن سے نم
چشم ظاہر سے جو موقع نہین بینائی کا

جوان تخلص میر جعفر علی ولد مرزا امیر باشندۂ الہ آباد

گلچین یہ کہ رہا ہے چمن مین پکار کے
فرزدہ ہو بلبلو کہ دن آگئے بہار کے
ذرد حنا سے ڈر ہے بہت دستبرد کا
مہندی لگائین آپ تو چھلے اوتار کے

جوان تخلص محب اللہ دہلوی شاگرد میر عزت اللہ عشق معلمی کرتے تھے

وہ کہتے ہین اگر تونے لگایا ہاتھ چھاتی پر
برب کعبہ پھر وہین خنجر نکلے لات چھاتی پر

جوان تخلص مرزا نعیم بیگ دہلوی شاگرد مصحفی ملازم مرزا سلیمان شکوہ بہادر

پہلو مین دل اپنے کو بھی غمخوار نہ پایا
یہ خوبی قسمت کہ کوئی یار نہ پایا
سیہ خال اسطرح سے بنگئے اوسکی ناف کی اوپر
رشیدا نے دیے ہون جیسے نقطے قاف کے اوپر
دیوار و در کی چھاتی سوراخ ہوگئی ہے
کیا روزنون سے اوسنے آنکھین لڑائیان ہین
جو دیکھکر در گوش اوسکا جان دے ہمدم
بجا ہے خاک سے گر اوسکے موتیا نکلے
کسیکو اپنی سفارش کے واسطے اوس پاس
جو لے کے جاؤن تو وہ اوسکا آشنا نکلے

جواہر تخلص جواہر سنگہ شاگرد میان جرأت اجاگر طوائف پر عاشق تھے

جاوسے تیرے ہے یون سارا جہان اجاگر
خورشید سے ہو جیسے سب آسمان اجاگر

جودت تخلص منشی تراب علی خلف سید محبوب علی صوبہ دار باشندۂ بارک پور
عرف اچانک شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ

مجھکو دل سے بھلا دیا صاحب
یاد رکھیے گا یہ بھلا صاحب
تیرے ابرو کے مقابل جو ہوا عید کا چاند
ہوگیا خلق مین انگشت نما عید کا چاند

جودت تخلص ہری رام مرشد آبادی شاہ عالم پادشاہ کے عہد مین نواب علاء الدولہ کی سرکار مین توسّل رکھتے تھے وطن انکا کٹک ہے

واعظ کی بات دل سے تو مین کہنے کا نہین	پتھر کی چوٹ شیشۂ دل سہنے کا نہین

جوش تخلص رحیم اللہ دہلوی شاگرد میان مصحفی

مینے جو کہا تجھ بن کیا کیا نہ الم گزرا	بولا کہ ابے تیرا روتے ہی جنم گزرا
دریا مری آنکھون سے اک جاری لہو کا ہے	بے درد تو کیا جانے کیا حال کسو کا ہے

جوش تخلص میر وارث علی ولد منشی میر حسن علی لکھنوی تلمیذ ناسخ

تیر جو تیرا لگا ہے سر پہ اے ناوک فگن	ہے دہان زخم مین گویا زبان بالائے سر

جوش تخلص نواب احمد حسن خان عرف اچھے صاحب خلف نواب مقیم خان باشندۂ لکھنؤ نبیرۂ حافظ رحمت خان مرحوم والے کٹہر شاگرد نواب ظفریاب خان راسخ شعر اچھا کہتے ہین ایک چھوٹا سا دیوان انکا نظر سے گزرا

سبزۂ خط سے تسلّی دل مضطر کی ہوئی	بوٹی اس طرح کی پائی تو یہ بیمار اٹھرا
مال وقفی ہے مسلمان کے مذہب مین حرام	دولت حسن رقیبون ہی کا حصّہ ٹھہرا
چار سو کشتہ ہے عالم اوس بت بے پیر کا	ناز کا رفتار کا تحریر کا تقریر کا
آنکھون مین شرم ہجر کی دھڑکی سحر قریب	باز آئین آپ دیکھیے اپنے نہین سے کب
یہ ڈر تھا کہ تجھ پر نہ پڑے چھینٹ لہو کی	تڑپا نہ ترا عاشق مضطر تہ خنجر
ڈرتا ہون کہین راز کو افشا نہ کرو تم	اے آنکھو قسم ہے تمھین رویا نہ کرو تم
ناز و انداز و ادا عشوہ و غمزہ تیرا	ہوگئے ہین یہ مری جان کے خواہان پانچون
یاس و حسرت غم و اندوہ و الم اے ناصح	خانۂ دل مین ہمارے ہین یہ مہمان پانچون
دل مائل زلف و رخ جانانہ ہوا ہے	سودائی ہے نادان ہے دیوانہ ہوا ہے
خندۂ دندان نما شمشیر ہے گجرات کی	خون رلایا اوسکو تم نے جس سے ہنسکر بات کی
نامہ مرے دلدار کا لایا جو کبوتر	حیران ہون کہ چلتی ہے ہوا آج کدھر کی

جوش تخلص شیخ نیاز احمد معروف اللہ دیا دہلوی شاگرد ذوق دس برس کا

عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

حاصل نہ ہوا وصل مین مقصود کہ مجھکو
ہے ڈر یہی کہ تو نہ پشیمان ہو بعد قتل
منظور ہے شفا کسے درمان درد سے

پاس اونکا رہا اور اونہین پاس حیا کا
ورنہ ہمین تو مرنے کا کچہ اپنے غم نہین
ایک شغل سا ہیان مجھے دن رات چاہیے

جوشش تخلص محمد نظام الدین ولد محمد وجیہ الدین پنجابی مقیم کول

نظر آتا ہے جس جگہ چشمہ
دل لگا ئین گے اور سے ہم بھی
قدم عشق پیشتر بہتر

ہے نشان میرے دیدہ تر کا
آپ سمجھین نہ دل لگی اسکو
پیچھے پاؤن اوس گلی سے کیون سر کے

جوشش تخلص شاہ خلیل الدین احمد عملہ سررشتہ رجسٹری ضلع مونگیر خلف مولوی شاہ محمد اصغر مرحوم باشندۂ منیر ضلع پٹنہ اولاد مین حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہ العزیز کے راقم کے احباب مین ہین ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتے ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے مونگیر مین رہنے کے ہنگام مین

کہین دشمن سے نہ بگڑی ہووے
نہ گیا زیر زمین کونسا اشک
کیون سلیقے سے نہ کاٹے گردن
ہاے اونکی وہ نظر جانب در
یہین رہجائین ہمین غیر سہی
کسلیے میری نماز ون پہ ہنسا کرتے ہین
نترانی کی نہ لین جوشش سے کچہ یاد بھی ہے
ساری دنیا سے بے خبر پایا
لوگ کہتے ہین شدت غم سے
زہے قسمت زہے طالع زہے بخت
سے ہے بزم یار مین دشمن بھی ہین ہے

رات کو کس لیے وہ گھر نہ گیا
کونسا نالہ فلک پر نہ گیا
خون مین ہاتھ ترا بھر نہ گیا
رات بیمار ترا مر نہ گیا
آپ کیون غیر کے گھر جائیے گا
نہ سہی گر نہین ملتی مجھے حور آپ کو کیا
اوسنے دیکھا نہین پردے مین حضور آپ کو کیا
جسکو عالم مین باخبر دیکھا
جوشش بیچارہ آج مر ہی گیا
کہ آیا وقت پر اسے یار تو آج
سے کیے دیتا ہون قصہ ایک سو آج

مقتل مین دیکھے جو میری بیکسی کا حال | بھر آئے چشم جوہر شمشیر مین سرشک
دل کو بہا یا آنکھون کو بے نور کر دیا | اے جوش اب ہے جان کی تدبیر مین شرک

غم دلدار ہے یار رشک عدو | اور کیا اسکے سوا ہے دل کو

عدو سے آپ سے نبھتی ہے کب تک | یہی ہم کو بھی تو اب دیکھنا ہے
یہ کہیے گا کہین جاتے نہین ہم | ذرا دیکھو تو کسکا نقش پا ہے
مرا خط لاکے دے قاصد عدو کو | یہی تقدیر کا میرے لکھا ہے
عدو اور تم بھلے ہو اور برا جوش | جو کچھ فرمائیے صاحب بجا ہے

حورون کا دلربا ہے پھر شوق | واعظ کچھ عجیب آدمی ہے
امید وصال یار اور مین | ایسی تقدیر کب مری ہے
خوبون مین نہین ہے آدمیت | ہے حور کوئی کوئی پری ہے
تھا عالم جبر کیا بتائین | کسطرح سے زیست ہم نے کی ہے
کچھ درد مین کچھ کٹی ہے روتے | ناسور کی طرح زندگی کی
کرتا ہے تو ذکر یار دشمن | ناصح یہ تو دوستی نہین ہے

جوشش تخلص محمد روشن عظیم آبادی اولاد مین جسونت رائے ناگر کے عروض مین اچھا دخل رکھتے تھے شعر خوب کہتے تھے

گر یونہی یہ دل در پے آزار رہیگا | اک روز نہ اک روز تجھے مار رہیگا
نہ پھوٹتے ہین شگوفے نہ غنچے کھلتے ہین | چمن مین شور پڑا کس کے مسکرانے کا
یار کو قاصد مرے جا کے اگر دیکھنا | میری طرف سے بھی تو ایک نظر دیکھنا
کل جو اوسے دیکھکر ہم ہوے تھے بیخبر | ہنسکے وہ کہنے لگا پھر بھی اودھر دیکھنا
اوسکی رنجش سے تجھے خوف عبث ہے جوشش | ہو چکا ہے وہ اسی طرح سے سو بار خفا
بجز چشم بتان میکدۂ دہر مین جوشش | ہمنے تو کسی مست کو ہشیار نہ پایا
قیس پھرتا جو رہا دشت مین دیوانہ تھا | اوسکو لیلی ہے کے دروازے پہ مرجانا تھا
دیکھکر ایک ستم تیرے جفا کاری کا | کوہکن ہو تو نہ دم مارے وفاداری کا

مزا دکھاؤں تجھے تیری بیوفائی کا	اگر نہ ہووے مجھے پاس آشنائی کا
روشن ہے آفتاب کے مانند داغ دل	روز خبر آ تلک نہ بجھے گا چراغ دل
عمر عزیز گزرے ہے رنج و ملال مین	عاشق کہان ہوئے کہ پڑے اک زوال مین
راغب نہین طبیعت گر حور روبرو ہو	اپنی یہ آرزو ہے دنیا ہو اور تو ہو
بیکسی سے یہی گلہ ہے مجھے	تھام لیتی ہے دست قاتل کو
دمبدم بزم مین کاہیدہ ہوئے جاتی ہے	لگ گئی شمع کو شاید نظر پروانہ
جی مین جسوقت کہ مضمون کمر آتا ہے	بسکہ نازک ہے مجھے باندھتے ڈر آتا ہے

جولان تخلص الف شاہ درویش باشندۂ بریلی مقیم اکبرآباد

کیا تحریر فرط شوق مین جب نام احمد کا	تو کاغذ سنبز بختی سے بنا تختہ زبرجد کا
ہم وہ ہین صید وفاکیش کہ خون روتے ہین	ٹوٹ جاتا ہے تڑپنے سے اگر دام اپنا
اوٹھایا ہے گلی سے اوس پریرو کے اگر مجھکو	تو لے چل وحشت دل اب جدھر جائے اودھر مجھکو

جولان تخلص سید قدرت علی باشندۂ الہ آباد ریختی کہتے ہین

آتو کی چھوکری کو نوان اب کی سال ہے	اناجی رت جگے کا مجھے پھر خیال ہے

جولان تخلص شاہ جولان شاگرد میان جرأت مرزا سلیمان شکوہ بہادر کے متوسلون مین تھے

مر گئے سنکے درد فرقت کا	رہ گیا دل پہ داغ حسرت کا
دوست جو تھے وہ ہو گئے دشمن	شکوہ کیا کیجیے اپنی قسمت کا

جولان تخلص میر حسن علی خان باشندۂ دکھن

اب ایسے جام مین ساقی شراب ارغوانی بھر	کہ جسکو دیکھکر زاہد کے منہ مین آئے پانی بھر

جولان تخلص میر بہادر علی دہلوی تیر اندازی مین ضرب المثل تھے

کنج قفس مین دیکھ کے بے بال و پر مجھے	اے ہمصفیر چھوڑ گئے تم کدھر مجھے

جوہر تخلص مرزا احمد علی قزلباش

آتش وہ چمن ہو یا برق آشیان ہو	اے مرغ نالہ کچھ ہو اک شب شررفشان ہو

جوہر تخلص میر مشرف علی عظیم آبادی

نشتر فصاد بنا پھلجھڑے سے	خون کا ہر قطرہ شرر ہو گیا
ضبط کیا آہ شرر یار کو	سینۂ و دل برق کا گھر ہو گیا

جوہر تخلص جواہر سنگھ ولد بختاور سنگھ راقم باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر و مرزا قتیل فارسی گو دیوان انکا نظر سے گزرا

تیرے ہاتھوں شہادت میری سر کٹنے کی دیتا ہے	دھڑکنا میرے سینے کا پھڑکنا تیرے بازو کا
روبرو آپ کے کیا یوسف مصری کی بساط	سر بازار بکچا تے ہین خریدار آنکھین

جوہر تخلص مادہو رام ساہوکار ولد جواہر مل فرخ آبادی شاگرد میر

نیند آنکھون مین بھری ہے کہان رات بھر رہے	کسکے نصیب تم نے جگائے کدھر رہے
ہردم جتایئے نہ محبت شب وصال	جب یہ نگاہ آپ کی وقت سحر رہے
باہر نہین ہین حکم سے اے جان آپ کی	دل سے نثار جان سے قربان آپ کی

جوہر تخلص پنڈت دینا ناتھ ولد پنڈت دیبی پرشاد عرف سالیاے لکھنوی شاگرد امانت

جب تلک ہوئی نہین تقدیر اے جوہر ہم	بن نہین پڑتے کوئی تدبیر اپنے ہاتھ سے

جویا تخلص شیخ علی حسن ولد شیخ فتح علی باشندۂ عظیم آباد شاگرد رشک صاحب دیوان گزرے

مملو شراب نور سے ہے آج ایاغ دل	کیونکر چڑھے نہ عرش برین پر دماغ دل
کیا خاک بو لے جا لے کوئی در دہجر مین	مہر خموشی لب عاشق ہے داغ دل

جویا تخلص منشی محمد علی انھون نے مردان علی خان رعنا کی ہجو لکھی ہے

تم پورے اپنی بات کے ہو ہم بھی کم نہین	باز آئے تم جفا سے نہ گزرے وفا سے ہم

جویا تخلص محمد حسین علی خان چکلہ دار باشندۂ کوٹھار توابع ملیح آباد

اب کی بلا سے عشق سے خالق بچائے دل	کافر ہو پھر کبھی جو کسی سے لگائے دل

جہاندار تخلص مرزا جہاندار شاہ عرف مرزا جوان بخت بہادر ولی عہد شاہ عالم بادشاہ دہلی سے لکھنؤ کو آئے وہان سے بنارس مین آکر سنہ ۱۲۰۱ بارہ سو ایک ہجری مین روانہ ملک جاودانی ہوئے

مر کس کے انتظار مین یہ بے اجل گیا
آنکھین جو یون کھلی رہین اور دم نکل گیا

ٹھان لیتے ہین وہ پہلے ہی سر اپنا دینا
تیرے کوچے مین جو اے شوخ قدم دھرتے ہین

کونسی بات تری ہم سے اوٹھائی نہ گئی
پر جفا جو ترے ناحق کی لڑائی نہ گئی

جہانگیر تخلص جہانگیر بیگ دہلوی مدت تک لکھنؤ مین اوقات بسر کی آخر عمر مین دہلی مین جا کر مالیخولیا مین مبتلا ہو کر میر شاہ علی متخلص بہ درویش کو زخمی کرنے کے باعث محبوس ہو کر زندان مین فوت کی

وہ کافر مراد کیا جانتا ہے
جو گزرے ہے مجھ پر خدا جانتا ہے

جھمن تخلص جھمن ناتھ دہلوی شاگرد میر درد

دل جو سپند عشق کے آتش سے جل گیا
اک آہ کھینچتے ہی مرا دم نکل گیا

حرف جیم فارسی

چالاک تخلص میر قدرت اللہ باشندہ دہلی

روز کے صدمے کہان تک مین اوٹھاؤن چالاک
دل کی جا کاوش مرے سینے مین پتھر ہوتا

چراغ تخلص رحمان یار خان آخر ایام مین فقیری اختیار کی تھی

جو فنا اپنے تئین کرکے بقا کو پاوے
اوسکو ہر جا یہ میسر ہے وصال مرشد

چرکین تخلص شیخ باقر علی باشندہ قصبہ رودولی غلیظ مضامین مین شعر نہایت پاکیزہ کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

ایک دن بھی دل نہ اوس بت کا پسیجا ہائے حیف
تھا اگر گوز شتر نالہ دل بیتاب کا

روبرو اعلی کے اسفل سرکشی کرتا نہین
سامنا پھسکی سے ہو سکتا نہین ہے پاد کا

روتے انسان کو ہنساتا ہے
گوز مین یہ کمال ہے صاحب

خیال زلف بتان مین جو پیچ کھاتے ہین
مروڑے ہو ہو کے پیچش کے دست آتے ہین

آمد ہے خون حیض کی بنتی ہین گدیان
گووڑ کی لعل سے بھی زیادہ خرید ہے

افسوس آج اونکو نہین گانڈ کی خبر
کل تک خراج لیتے تھے جو روم فرنگ سے

سند گوز بھی صاحب عجب منہ زور گھوڑا ہے	پھٹی ہے نتہ سہواروں کی بھی جسکی بدلگامی سے
گانڈ کھولے سوتے ہیں وہ خاک پر زیر زمین	پوتڑے سیتے تھے جنکے قاقم و سنجاب سے
عبث بدنامیوں کا ٹھوکرا سر پر اوٹھاتا ہے	لگانا دل کا بس جھک مارنا اور گو کا کھاتا ہے

چمن تخلص بہاری لال ولد گنگا پرشاد شاگرد مقصود عالم سررشتہ دار سیتاپور

رہی بعد فنا برباد مٹی جسم لاغر کی	نشان آرام کا ہمنے نہ زیر آسمان پایا

چمن تخلص قاسم علی خان لکھنوی ان دنوں کلکتہ میں رہتے ہیں راقم کے ملاقاتی ہیں دو تین غزلیں انکے پاس ہیں انھیں غزلوں کو لوگوں کے سامنے پڑھا کرتے ہیں معلوم نہیں کہ وہ غزلیں انکی کہی ہوئی ہیں یا اور کسی سے کہلوائی ہیں

ہر نخل سبز بنگیا خیمہ زمرد ی	اوترا ہوا ہے باغ میں لشکر بہار کا
گر چھو گیا غبار سے میرے تو کیا ہوا	اتنا نہ چشم تر سے دامان کو دیکھیے

چمن تخلص گل محمد رفوگر دہلوی

ہمارے چاک جگر پر ہو کیا کسی کو خیال	پھٹے میں پاؤں کسی کے دیا نہیں جاتا
ہوش جس مہ نے زلیخا کے اوڑائے خواب میں	ہم بھی اے ہمدم اوسیکے دیکھنے والوں میں ہیں

حرف حاء مہملہ

حاتم تخلص شیخ ظہور الدین مرحوم دہلوی عرف شاہ حاتم جوانی میں سپاہی پیشہ تھے آخر عمر میں توکل اختیار کیا تھا آزادانہ اوقات بسر کرتے تھے سو برس سے زائد کی عمر پائی تھی مرزا سودا اور میاں رنگین وغیرہ بہت سے شاعروں کو انسے فیض پہونچا ہے ان سے ایک دیوان بطرز ولی دوسرا بطرز سودا موسوم بہ دیوان زادہ یادگار ہے بعض صاحب تذکرہ نے لکھا ہے کہ لفظ ظہور سے انکا سال تولد نکلتا ہے لیکن راقم کو اسکی تحقیق نہیں ہے

اسقدر کی صرف تسخیر پریرویاں میں عمر	رفتہ رفتہ نام اب میرا پریخان ہو گیا
خال دانہ زلف دام ابرو کمان مژگان ہیں تیر	دل ہمارا سہم اب کھاتا ہے ان چاروں سے آج

زلف و چشم و خال و خط چارون ہین دشمن دین کے	حق رکھے ایمان سلامت اسیر کفرستان کے بیچ
تھا دشمن جان بغل مین حاتم	جانے دے بلا سے گر گیا دل

رباعی

ان سیمبرون کے ساتھ سونا معلوم	قسمت مین لکھی ہے خاک سونا معلوم
حاتم افسوس دی و امروز گذشت	فردا کی رہی امید سونا معلوم
جو تیرے چشم کے گوشے مین تل ہے ای پیارے	نظر پڑا ہے کہین خال خال آنکھون مین
آتا ہے اب نشہ کی طرف جی کبھو کبھو	ساقی نگاہ مست ادھر بھی کبھو کبھو
کرتے ہین قمریان تعریف سرو اور ہم تیرے قد کی	جو تو آئی چمن مین تو ہمارا بول بالا ہو
تم تو بیٹھے ہوئے یہ آفت ہو	اوٹھ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہو
مفلسی اور داغ اسے حاتم	کیا قیامت کرے جو دولت ہو
دیکھ جراح تیرے مرہم کو	میرے سینے کا داغ ہنستا ہے
بیخود اس دور مین ہین سب حاتم	ان دنون کیا شراب سستی ہے
پیری مین آج یار مرا ہمکنار ہے	ساقی شتاب آ کہ خزان مین بہار ہے
سر کو پٹکا ہے کبھو سینہ کبھو کوٹا ہے	ہمنے شب ہجر کی دولت سے مزا لوٹا ہے
ہر صبح اوٹھ بتون سے مجھے رام رام ہے	زاہد تری نماز کو میرا سلام ہے

حافظ تخلص حافظ ضامن شاہ رامپوری شاگرد حضرت رافت بصیر تھے

ہمرہ غیر جو جانا ان ترا آنا ہوگا	جان لینا کہ مری جان کا جانا ہوگا

حافظ تخلص حافظ محمد اشرف دہلوی موسیقی مین خوب دخل رکھتے تھے

ابر مین مہ کیطرح زلف کے پردے مین آہ	تو نے گر منہ کو چھپایا تو مجھے معلوم ہوا
مطلب ہے لا امکان سے نہ کچھ کائنات سے	مجھکو تو مدعا ہے فقط تیری ذات سے

حافظ تخلص حافظ عبد اللہ ملیح آبادی

ہے مطلع انوار خدا روے محمد	چشم دو جہان ہے نگران سوے محمد

حالی تخلص میر محب علی مرشدآبادی

عوض مین بوسے کے دی ہے گالی سوال دیگر جواب دیگر	یہ وضع تو نے نئی نکالی سوال دیگر جواب دیگر

حالی تخلص مولوی الطاف حسین خلف خواجہ ایزد بخش باشندہ پانی پت مقیم دہلی شاگرد اسد اللہ خان غالب عربی و فارسی و اردو تینون زبانون مین اشعار انکے نہایت شیرین و نمکین ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ اشعار اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

تم کو ہزار شرم سہی مجھکو لاکھ ضبط	الفت وہ راز ہے کہ چھپایا نہ جائیگا
کیون چھیڑتے ہو ذکر نہ ملنے کا رات کو	پوچھینگے ہم سبب تو بتایا نہ جائیگا
بگڑین نہ بات بات پہ کیون جانتے ہین وہ	ہم وہ نہین کہ ہم کو منایا نہ جائیگا
کچھ اپنی حقیقت کی گر تجھکو خبر ہوتی	میری ہی طرح تو بھی غیرون سے خفا ہوتا
ملتے ہی اونکی بھول گئین کلفتین تمام	گویا ہمارے سر پہ کبھی آسمان نہ تھا
دوزخ اگر وسیع تو رحمت وسیع تر	لا تقنطو جواب ہے ہل من مزید کا
سبب ہو نہ ہو لب پہ آنا ضرور	مرا شکر اونکا گلا ہو گیا
نہین بھولتا اونکی رخصت کا وقت	وہ مل مل کے رونا بلا ہو گیا
لغزش نہ ہو بلا سے حسینون کا التفات	اے دل سنبھل وہ دشمن دین مہربان ہے اب
ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہان	اب ٹھہرتی ہے دیکھیے جا کر نظر کہان
ہوتی نہین قبول دعا ترک عشق کی	دل چاہتا نہ ہو تو زبان مین اثر کہان
ہم جس پہ مر رہے ہین وہ ہے بات اور ہی	عالم مین تم سے لاکھ سہی تم مگر کہان
ہم نے کی سیر چمن غور سے اے بلبل زار	بات چھپتی ہوئی کوئی گل و ریحان مین نہین
کسطرح اوسکی لگاوٹ کو بناوٹ سمجھون	خط مین لکھا ہے وہ القاب جو عنوان مین نہین
خلوت خاص مین رہ رہ کے عدو سیکھ گئے	وہ اشارے کہ تری جنبش مژگان مین نہین
بیقراری تھی سب امید ملاقات کے ساتھ	اب وہ اگلی سی درازی شب ہجران مین نہین
خوبی رو کے لیے زشتی خو بھی ہے ضرور	سچ تو یہ ہے کہ کوئی تم سا طرحدار نہین
حالی انصاف کر آخر سنے انسان کب تک	طعن اغیار ہین کچھ آپ کے اشعار نہین

خوشی مین بھی نہین رہنا خوش آتا ایک حالت پر ‌ کہان تک جی نہ گھبرائے الٰہی درد ہجرا نین
مجھے ڈالا ہے سو وہم و گمان مین ‌ بہت کیون آج مجھ پر مہربان ہو
سخت مشکل ہے شیوۂ تسلیم ‌ ہم بھی آخر کو جی چرانے لگے
وفا شرط الفت ہے لیکن کہان تک ‌ دل اپنا بھی تجھ سا ہوا چاہتا ہے
شوق بڑھتا گیا جون جون رکے اوس شوخ سے ہم ‌ یہ سبق وہ ہے کہ بھولے سے سوا یاد رہے
ہم بھی آداب شریعت سے تھے واقف لیکن ‌ کبھی برتے نہ ہو جو رسم وہ کیا یاد رہے
چارہ گر کار باندازۂ تدبیر نہین ‌ کیجیو ہمت اگر وقت دعا یاد رہے

حامد تخلص نواب حامد حسین خان لکھنوی شاگرد اسیر

پوچھو نہ مجھ سے نالۂ دل کو کہان گیا ‌ ساتون فلک کو توڑ کے تا لامکان گیا

حامد تخلص شیخ حمید الدین خلف فرید الدین باشندہ پالی

لیا بوسہ تو منہ کو پھیر لیا ‌ نہ تو بولے نہ مجھ سے بات کی رات

حامد تخلص میر حامد مرید میر نصیر جانشین خواجہ باسط آزادانہ وضع رکھتے تھے

رباعی

دنیائے دنی کو جو کہ فانی سمجھے ‌ وہ قصۂ عمر کو کہانی سمجھے
دریائے حقیقت کو وہی جا وے تیر ‌ جو مثل حباب زندگانی سمجھے

حامد تخلص الٰہ بخش مجموعہ دار ولد محمد مہدی مجموعہ دار شاگرد میان اشرف علی مست سلہٹ کے رئیسون مین ہین

ٹلنے کا مین نہین کبھی ٹالے کوئی ہزار ‌ مین ہون مری جبین ہے اور آستان دوست
شیرین ہو نیشکر کی طرح اب سے تا قلم ‌ لکھتے ہین مدحت لب شکر فشان دوست

حامد تخلص گھمنڈی لعل باشندۂ مونگیر شاگرد حافظ ضیغم کلکتہ مین بھی آئے تھے

نامۂ شوق رقم کرتا ہون اوسکو حامد ‌ کیون نہ دو بول مشتاق کبوتر بنجائے

حسب تخلص میر احمد علی فرید آبادی شاگرد حکیم عزت اللہ خان عشق

چھا گیا رات اندھیرا سا نظر کے آگے	یاد وہ زلف سیہ فام جو آئی مجھکو
تو اولٹ دے جو ابھی روے حسین کا پردہ	اوٹھگیا خلق کہی خلد برین کا پردہ

حبیب تخلص مرزا جان ولد مرزا بادل بیگ مقیم قنوج متوطن الہ آباد

خضر کیا کوچۂ دلدار کا رہبر ہو گا	ہم نے دیکھے ہین بہت راہ بتانے والے

حبیب تخلص حبیب اللہ ڈاکٹر

اوس مہ لقا کو اپنے جو پاتے بسنت مین	چھاتی سے اپنی خوب لگاتے بسنت مین

حبیب تخلص حبیب مولا حیدرآبادی شاگرد میر عبد الولی عزلت

فوائد کیا ہے کیو راز جون تیر ای کمان ابرو	کشش کے زور سے دل کھینچکر کیون چھوڑ دیتے ہو

حبیب تخلص حبیب اللہ بیگ دہلوی

لگا یک ہو گیا ہم سے جدا دل	نہ تھا گویا کبھی کا آشنا دل

حبیب تخلص ایک شخص مرادآبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

خانہ ویرانی مری گرچہ کی اس دل نے حبیب	پر خدا حشر تک آباد رکھے خانۂ دل

حجام تخلص عنایت اللہ عرف کلو باشندۂ سہارنپور مقیم دہلی تلمیذ سودا مرید مولانا فخر الدین علیہ الرحمۃ قوم موتراش سے تھا

روز رخسار کے لیتا ہون مزے خوبون کے	بہتر اس شغل سے حجام ہنر کیا ہو گا
خط آنے سے بھی اپنی رسائی نہین ہے دہان	حجام کسطرح سے بلین کیا ہنر کرین
دیکھ عاشق کی تری رسوائیان	عشق کے لوگون نے قسمین کھائیان
رقیبون پر میان پڑتے ہین تب سو گھڑی پانی	بلا حجام کو جس روز تم حمام کرتے ہو
ہے جی مین کہ اک روز مین ان آنکھون سے پوچھون	بچتے نہین کس واسطے بیمار تمھارے
لگ چلیے جو اوس شوخ سے رستے مین تو آکر	جھنجھلا کے یہ کہتا ہے کہ چل دور ارے

حرق تخلص میر حسین مرزا نواسہ میر اشرف علی مرحوم نامی رئیس ڈھاکہ شاگرد میر اسیر علی آشنا و غلام حیدر مجیب کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کے احباب مین ہین

بجز ترک آرزو کے سوا	دل مین گر کوئی آرزو بھی ہو

جہان مین دہوم ہے جور وجفا کی — بتون کا زور ہے قدرت خدا کی

چھٹی محرم دکھا کر اپنی وہ محرم سے یون بولے — کسی عیار نامحرم کی یہ چالاک دستی ہے

تمھین صورت کا غرہ ہے تو یہان دل کی محبت ہے — تمھارا حسن مہنگا ہے تو کسکی جان سستی ہے

اک بندہ کی بھی جان بخشی نہ کی — اے بتو تم سے خدائی ہو چکی

حزین تخلص ابو الخیر دہلوی

خوبی رخسار خوبان گل سے پوچھا چاہیے — اضطراب عاشقان بلبل سے پوچھا چاہیے

حزین تخلص مرزا خجستہ بخت بہادر

کرون کیا وصف مین اوس شعلہ رو کے قد و قامت کا — بھبوکا ہے دہوان سے اور ٹکڑا ہے قیامت کا

حزین تخلص میر علی حسین شاگرد آتش

مہر سے بڑھ کے قد یار کا جلوہ ٹھہرا — یہ کڑی دھوپ ہوئی پاس نہ سایا ٹھہرا

سائل وصل ہوا اوسسے تو بولے ہنسکر — عاشقی یہ نہ ہوئی منہ کا نوالا ٹھہرا

بیٹھا میں بھی کوچے مین اونکے رہا تو کیا — اوریس جا کے آگئے ہین خلد برین سے کب

حزین تخلص میر بہادر علی دہلوی ملازم مرزا ولی عہد بہادر دہلی شاگرد زین العابدین خان عارف و اسد اللہ خان غالب

سب ناز سہے مین نے بیجا و بجا اونکے — سمجھتے نہ حزین اوسسے گر مین بھی برا ہوتا

ہے یہی رونا تو خط کاہے کو لکھا جائیگا — جو کہ لکھتے جائینگے اشکون سے مٹتا جائیگا

اک تماشا جان کر قاتل اگر ٹھہرا رہا — ہم بھی تڑپے جائینگے جتنا کہ تڑپا جائیگا

میرا احوال زبون اون پہ کھلے گا کیونکر — سامنے آئینگے جب وہ تو سنبھل جاؤنگا

بیگانہ وار نعش پہ آجاے ناگہان — سمجھے نہ یہ بھی اسے محبت ناآشنا ہوا

تھمے آنسو تو اب تھمتا نہین دل — یہ دشمن خانگی نکلا کہان سے

بلا سے گر لگا ہون مین ہین سب ملکے — شبک ہو کر تو اوٹھے ہم جہان سے

حزین کس سے توقع ہو وفا کی — نہ ہو امید جب اپنی ہی جان کی

اثر جو آہ مین پایا تو ہو گئی تسکین — وہ بیقرار ہوئے آگیا قرار مجھے

حزین تخلص نواب محمد علی خان ولد نواب زین العابدین خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ آتش

کسقدر دلچسپ ہے ملکِ عدم	جو وہان جاتا ہے پھر آتا نہین

حزین تخلص میر محمد باقر دہلوی مقیم عظیم آباد شاگرد حضرت مرزا مظہر جانجانان صاحب دیوان گزرے

مین تو بندہ ہون تری جور وجفا کا لیکن	سخت دھڑکا ہے مجھے اس دل سودائی کا
دل دیکر اپنا کیون عبث افسوس اب کھاتا ہے دل	جاتا رہا جب ہاتھ سے پھر ہاتھ کب آتا ہے دل
ویران ہوا خزان سے چمن یہان تلک کہ ہم	چاہین کہ جل مرین تو کہین خار وخس نہین
کچھ کٹی وصل مین کچھ ہجر مین گریان گزری	کیا مری عمر کی اوقات پریشان گزری

حسام تخلص نواب حسام الدولہ محمد تقی علی خان لکھنوی داماد امجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ نواسہ نواب غازی الدین حیدر شاگرد امان علی سحر صاحب دیوان گزرے

بھلا فراق مین کس سے کرین گلہ دل کا	شب وصال یہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا
رات بھر تارے گنے چاند بھی عاشق کیطرح	تم دکھادو جو ترے زلفِ پریشان عارض

حسام تخلص چودھری حسام الدین ولد چودھری سعادت علی باشندۂ سلیم پور پرگنہ گوسائین گنج توابع لکھنؤ شاگرد کرامت علی خان فرخ صاحب دیوان فارسی و ریختہ گزرے سفر کربلا مین راہی عالم بقا ہوئے

ہے عشق نشترِ مژگان جو مشغلہ دل کا	تو پھوٹ پھوٹ کے روئیگا آبلہ دل کا
وہ لال لال ہین عناب لب ترا ای گل	کہ جنکو دیکھ کے کھٹے ہوئے ہمارے دانت
بشکلِ آئنہ دیکھے تو منہ اسمین نظر آئے	صفا رکھتا ہے یہ وہ غیرتِ مہتاب ناخن یہ
شب کو دریا مین جو عکس اوسکے کفِ پا کا پڑے	ہون حباب بحر جون فانوس روشن آب مین

حسام تخلص مولوی حسام الحق ولد مولوی نظام الحق باشندۂ لکھنؤ شاگرد مولوی محمد حسین متین

خدا کو مانو آورون کی ضد نہین اچھی	کسی دن تو ہمارے دل کی بھی حسرت صنم نکلی
صفائی قلب رکھتا ہون کلیسا ہو کہ بتخانہ	کر دن رخ جس طرف زاہد اوسی جانب حرم نکلا

حسرت تخلص حافظ عبدالرحمن نبیرهٔ قاضی ثناء اللہ مرحوم باشندهٔ پانی پت

ہم تو حسرت کو سمجھتے تھے کہ اک عارف ہے / یہ تو اے وائے نہ کافر نہ مسلمان نکلا

تم بھی رو بیٹھوگے دل کو ہمیں ہنستے کیا ہو / اگر آئینہ کبھو تم نے مری جان دیکھا

گر نہیں دوست خدایا مری جان کے دشمن / کیوں شب غم مرے جینے کی دعا کرتے ہیں

کیا ہوا دیکھ تو ناصح کہ ہمارے منہ سے / یا صنم نکلے ہے جب یا خدا کرتے ہیں

کیونکر کہوں کہ ہجر میں مطلق نہیں خبر / اتنی خبر تو ہے کہ مجھے کچھ خبر نہیں

حسرت تخلص مرزا جعفر علی خلف ابوالخیر عطار باشندهٔ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد سرب سنگھ دیوانہ مرزا جہاندار شاہ کی رفاقت میں تھے آخر ایام میں ترک دنیا کر کے گوشہ نشین ہوئے تھے سنہ ۱۲۰۰ بارہ سو ہجری میں فوت کی اشعار انکے نمکین ہوتے ہیں دیوان انکا نظر سے گذرا

گیا دل سو گیا رونے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا / اگر رو رو کے جی کھو دیں تو پیدا دل نہیں ہوتا

زخم تیر نگہ و خنجر مژگاں اوٹھا / پر دل زار تو ہم کا نہ احسان اوٹھا

درس تھا مکتب میں مجھ کو آہ کا / یہ سبق تھا پہلی بسم اللہ کا

فرقہ کوئی بچا نہیں اوس ترک چشم سے / مارے بہت پڑے ہیں مسلمان ملی ہوس

بوٹے سے قد میں تو ہے عجب دلبری کی شکل / اور مکھڑا دیکھیے تو ہے سچ مچ پری کی شکل

رخسار دیکھیے تو وہ ہیں مہر و ماہ سے / چیچک کا داغ ہے تو وہ ہے مشتری کی شکل

جوڑے کے باندھنے میں ادا بند ہیں مثال / زلفوں کے کھولنے میں ستم گستری کی شکل

چولی مسکی بند ہیں ٹوٹے سر کے بال پریشاں ہیں / اس بگڑی عالم پر تیرے لاکھ بناوٹ قرباں ہیں

کپڑے بدن کے ملے دلے ہیں بلکہ بدن سب ملا دلا / شکلیں باہی ہو لونکا عالم کس سے کہیں ہم حیراں ہیں

منہ اوترا ہے گال ہے نیلا پلکیں جھکیں آنکھوں میں خمار / نام خدا بگڑے عالم پر جمع ادا میں پنہاں ہیں

سچ کہہ حسرت پاس رہے تھے رات کہاں جس سے یہ تک / اوس کمبخت کی صحبت سے بیزار جہاں کے خوباں ہیں

ہو آئے بال ون دو زلفوں کے رخساروں پہ ہلتے ہیں / دل بیمار اوٹھ بیٹھو کہ دونوں وقت ملتے ہیں

ساقی مے دے کہ اہل مجلس / پانی پانی پکارتے ہیں

جو حسن و ادا چاہیے سو تجھ میں ہے سب کچھ / پر چھاتی پہ انگیا میں ہے یہ چیز عجب کچھ

عاشق ہوکر نام اوسکا بطریق التزام مقطع مین لاتے تھے آزادانہ اوقات بسر کرتے تھے
قلندر بخش جرأت نے خواجہ اور بخشی کے معاشقہ کے باب مین ایک مثنوی کہی ہے
دیوان انکا نظر سے گذرا

کیا قتل اور جان بخشی بھی کی
امنڈ کے آنکھون سو اک بار یہ چلے آنسو
وقت وداع یار دل بیقرار نے
دل دلاسون سے کرے ہے بیقراری بیشتر
جان بخشی کو بھی آیا نہ رحم ترے حسن
آہ کس کس بیوفائی کا ترے کیجے شمار
اوسنے کس کس طرح ٹالا اپنے در سے ہمکو

حسن اوسنے احسان دوبارا کیا
ہنسی ہنسی مین جو ذکر وداع یار ہوا
یہ آہ کی کہ عرش معلا ہلا دیا
خانہ ماتم مین ہو پرسے سے زاری بیشتر
اوسنے اسوقت مین بھی ہمسے چھپایا مین آئینہ
اور تو سب اک طرف منہ بھی دکھانے سو رہے
دیکھو تو ہم بھی حسن کیسو کیس بہانے سے رہے

حسن تخلص سید غلام حسن خلف میر غلام حسین ضاحک شاگرد ضیاء الدین ضیا وطن
انکا ہرات مولد دہلی شروع جوانی مین فیض آباد مین جاکر نواب سردار جنگ خلف
نواب سالار جنگ کی رفیقون مین داخل ہوئے تھے شعر پر مزہ و شور انگیز خوب کہتے تھے
مثنوی بدر منیر لاجواب کہی ہے سنہ ۱۲۰۱ بارہ سو ایک ہجری مین وفات پائی شاعر
شیرین زبان انکی فوت کی تاریخ ہی کلیات انکا نظر سے گذرا

تا شمارے کو سمجھنے نہ لگی غیر کے وہ
اظہار خموشی مین ہے سو طرح کی فریاد
نے ہون چمن کا مائل نہ گل کے رنگ و بو کا
خاموش ہی رہا وہ ہرگز حسن نہ بولا
حسن بھی آدمی ہے کچھ خفا ہوتے ہو تم جس سے
قیامت مجھ پہ شب اوسکا تظلم اور ترحم تھا
غیرون مین جو ہم پہ وہ غضب تھا
خار سے پھوٹے پھپھولے پاؤن کے

مین نے اس ڈر سے کبھی اوسکو اشارا نکیا
ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
رنگ و فا ہو جسمین بندہ ہون اوسکی خو کا
جسکو مزا پڑا کچھ اوس لب کی گفتگو کا
خرابات جنونی باد لا سودا لی آوارا
کہی تھین گالیان منہ پر گہے لب پر تبسم تھا
کیا جانیے اسکا کیا سبب تھا
درد ہے آخر مرا درمان ہوا

کہا مین کہ سہتا ہون دم آپ کا
لگا کہنے صاحب کرم آپ کا

آنکھ اوٹھا کر جسکو دیکھا اوسکے دل کو لیا
لیتے لیتے دل کے لینے کا تجھے ڈھب گیا ہو

کیسی وفا کہان کی محبت کدھر کی مہر
واقف ہے تو نہین ہے کہ ہوتا ہے پیار کیا

خط نکالا اونسے تب بوسہ دیا مجھکو حسن
رکھ غیر اسکو بھی آخر یہان ہے یہ مان کا

پھر چھیڑا حسن نے اپنا قصہ
بس آج کی شب بھی سو چکے ہم

صیاد کی مرضی ہے کہ اب گل کی ہوس مین
نالے نکرین مرغ گرفتار قفس مین

وصل ہوتا ہے جنکو دنیا مین
یارب ایسے بھی لوگ ہوتے ہین

دل لگایا جہان جفا دیکھی
کیا بلا عشق مجھکو راس نہین

ناز سے غمزہ سے عشوہ سے لگا لیتے ہین
جسکو وہ چاہتے ہین اپنا بنا لیتے ہین

دروازہ گو کھلا ہے اجابت کا ای حسن
ہم کس کس آرزو کو خدا سے طلب کرین

غیرون کی بات کیا کہون اوسکی تو یاد مین
اپنا بھی مجھکو دھیان کبھی ہے کبھی نہین

آ کے دیکھا جو مجھے ابر مین روتے تو کہا
کس مزے مین تجھے کٹتے ہین یہ برسات کے دن

نوجوانی مین بتو کرلو خدائی کو مرید
ورنہ پیری مین کہان پھر یہ کرامات کے دن

شیخی تو حسن تیری بری لگتی ہے اللہ
اک تو ہے تو ہے اہل وفا اور نہین تو

مجھکو باور ہے نہ آتا تھا کہ مغرور ہے تو
مین نے دیکھا تجھے اللہ بہت دور ہے تو

غیر کو تم نہ آنکھ بھر دیکھو
کیا غضب کرتے ہو ادھر دیکھو

زلف و رخ دیکھنے سے تمکو ہے کام
شام دیکھو نہ تم سحر دیکھو

بیٹھی ہے کیا بنی یہان خسرو کے ساتھ شیرین
بگڑی ہے بیطرح وہان تیشہ سے کوہکن سے

ہو چاہی آپ کو تو اوسے کیا نہ چاہیے
انصاف کر تو چاہیے یہ یا نہ چاہیے

دیکھنے بیٹھا جو وہ مہ اپنے گھر کی چاندنی
جب تلک بیٹھا رہا تب تک نہ سرکی چاندنی

اس مطلع کو بعض صاحب تذکرہ نے غلطی سے شاہ نصیر دہلوی کے نام مین لکھدیا ہے

سیکڑون عالم دکھاتی ہے حسن دلبر کے ساتھ
ٹھنڈی ٹھنڈی باو اور دیکھیے پہر کی چاندنی

اس ڈر سے اوسکی زلف کی بنتی نہ بات کی
جاتی ہے دور دور تک آواز رات کی

پھر پھر آئینے کو وہ دیکھنے لگتا ہے حسن
ایک دم آپ مین وہ شوخ جو پاتا ہے مجھے

اک جان کی در پے ہین مرے اتنے ستمگر
غمزہ ہے کرشمہ ہے اشارہ ہے ادا ہے

مین نے تو بھر نظر تجھے دیکھا نہین ابھی
رکھیو حساب مین نہ ملاقات آج کی

گر بخت اپنے جاگین تو اک کام کیجیے
سایہ مین اوسکی زلف کی آرام کیجیے

کیون مین اسطرح رات دن روؤن
تو کسی سے اگر ہنسا نہ کرے

مزے نہ دیکھے کبھی ہم نے زندگانی کے
یون ہی گذر گئے افسوس دن جوانی کے

وہ دن گئے کہ دل مین رہتا تھا درد اپنے
اب دل نہین سراپا اک درد ہو گیا ہے

تعجیل نہ کر اک دن آنے تو لگا ہے وہ
مل جائیگا بوسہ بھی کیا منہ کا نوالا ہے

حسن دیتا ہے تو کیون جی بتون پر
ملا دینگے تجھے یہ کیا خدا سے

تیری یہ چھیڑ چھاڑ مرے جی کو بھا گئی
لی چٹکی اس ادا سے کہ بس جان آ گئی

حسن تخلص محمد حسن ولد شیخ کلن باشندۂ پالی

لاش تڑپیگی اے حسن تہ قبر
اوسکے کوچہ مین دفن اگر نہ ہوئے

حسن تخلص محمد حسن دہلوی شاگرد سودا

قاتل اگر کہے کہ سسکتا ہے چھوڑیو
خنجر تو ایکدم کے لیے منہ نہ موڑیو

حسن تخلص مولوی محمد حسن باشندۂ سلطانپور ولد مفتی محمد سالم شاگرد دست سنہ ۱۲۸۸ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین انتقال کیا

ہاتھ اوٹھاؤ مجھسے اب کیا کام ہے تدبیر کا
ذبح کے قابل ہون مین موقع ہے اب تکبیر کا

تاثیر زہر زلف کی یہ ہے کہ بعد مرگ
جائے نہ حشر تک مری خاک مزار سانپ

حسن تخلص منشی عطا حسین خان عرف حسن میان خلف منشی سخاوت حسین خان بلگرامی

نہ کیونکر رشک سے ہم پیچ کھائین
تمہاری زلف جب شانہ سنوارے

حسن تخلص سید محمد حسن ولد میر حسین لکھنوی شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

دست دلدار وہان ہاتھ مین قصاب کے ہے
جوش کھاتا ہے یہان خون تمنا دل مین

او دل آزار بھی کیون نہ لہو آنکھون سے
روز ہوتا ہے بہان خون تمنا دل مین

حسن تخلص نواب مرزا حسن بہادر خلف آغا حیدر نیشاپوری مقیم لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

ملکے غیرون سے یہ اے یار جلایا مجکو
پڑ گیا آتش غیرت سے پھپھولا دل مین

حسن تخلص احمد حسن ولد سعادت علی باشندۂ قصبۂ موہان شاگرد رشک

واللہ ابرو خمدار ہمارا دل ہے
کشتۂ خنجر خونخوار ہمارا دل ہے

حسین تخلص نواب غلام حسین خان خلف نواب محمد شیر دار خان قوم افغان رئیس شاہجہانپور شعر فارسی کہتے ہین -

مین تو بیری مین تھا زخم جگر کے مصروف
دل بھی پہلو مین طپان تھا مجھے معلوم نہ تھا

آ گئے ملنے کی کوئی راہ نکل آئیگی
بیقراری تو مجھے اوسکی تو در تک پہونچا

تشنۂ آب دم خنجر ہے بسمل اور بھی
دست نازک کو ذرا تکلیف قاتل اور بھی

مرے اعمال ہین رونے کے قابل
خدائی سالہا مجھ پر ہنسا کی

حسین تخلص سید غلام حسین دہلوی ولد سید عبد اللہ پہلے عزیز تخلص کرتے تھے میرٹھ مین انگریزون کو پڑھایا کرتے تھے کلکتہ مین بھی آئے تھے

تھا عرش سے بڑھکر جو دماغ اپنا وہی ہے
یون چرخ نے گو کر دیا مجبور کسی کا

حسینی تخلص مولوی حسین علی باشندۂ کرنال

جب لکھی حق نے تری تصویر اپنے ہاتھ سے
ہاتھ ملتی رہ گئی تقدیر اپنے ہاتھ سے

حشم تخلص حکیم باقر علی خلف حکیم مرزا احمد لکھنوی شاگرد ناسخ

ناحق کسی کی آنکھیں نکلوا دیگا کیا
کیا ہنسکے آپ نے یہ اشارت کی آنکھ سے

ارمان ہی رہا کہ ادھر دیکھیے کبھی
الفت کی چتونون سے محبت کی آنکھ سے

حشم تخلص میر آغا حسین شاگرد مرزا علی جان شفق باشندۂ لکھنو مقیم کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجا تھا

چمن مین لالہ دہک رہا ہے ہر ایک غنچہ چٹک رہا ہے
گلو نسے جوبن ٹپک رہا ہے تمام گلشن مہک رہا ہے

حشمت تخلص مرزا غلام فخر الدین دہلوی بن مرزا معظم بخت بن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان سنہ ۱۲۶۷ بارہ سو ستسٹھ ہجری مین انتقال کیا

نالون سے مرے برپا سو فتنۂ محشر ہین
قامت سے ترے قائم نقشہ ہے قیامت کا

گمشدہ ہی قدم مرتبہ ہے ان قدموں کے صدقے ۔۔۔ بڑھیے کوئی دو چار قدم اور زیادہ

حشمت تخلص میر محتشم علی خان خلف میر باقی وطن انکا بدخشان مولد دہلی پارسی شعر خوب کہتے تھے ۱۲۶۱ بارہ سو اکسٹھ ہجری میں انتقال کیا صاحب دیوان فارسی گزرے

گور کے سوتے ودانون کو جگاتی ہے بہار ۔۔۔ شور ہے غل ہے قیامت مست آتی ہے بہار
خوب پیسا زمین نے بعد فنا ۔۔۔ خاک کی بھی غبار تھا دل مین

حشمت تخلص میر محمد علی مرحوم معاصر سودا

خط نے ترا حسن سب گنوایا ۔۔۔ یہ سبزہ قدم کہان سے آیا
غم نے لیا ہے گھیر مجھے یہان تلک کہ اب ۔۔۔ دیتا ہے ساتھ چھینے سے مجھکو جواب دل

حشمتی تخلص لالہ ماتا دین عظیم آبادی منصف مظفر پور شاگرد وزیر علی عبرتی بیشتر فارسی کہتے ہین

دیکھین گے حسن حور تو بھٹکے گا دل ضرور ۔۔۔ جنت مین بھی یقین ہے نہ آرام پائیگا دل

حضور تخلص شیخ غلام یحییٰ تاجر عظیم آبادی صاحب دیوان گزرے

پھرے گا نہ یہ دل تری بندگی سے ۔۔۔ یہ بندہ ہے تیرا خدا جانتا ہے
تیر نگاہ یار بلا ہے اگر کہین ۔۔۔ ترچھا بھی لگ گیا تو کلیجے کے پار ہے

حضور تخلص محسن مرزا عرف اچھے مرزا

نالہ شب فراق مین کب رایگان گیا ۔۔۔ کیون آپ آئے اب وہ نفر کہان گیا
پھیرتا ہے جو چھری حلق پہ ٹھہر ٹھہرا ۔۔۔ رقص بسمل مرے قاتل کو تماشا ٹھہرا

حضور تخلص لالہ بال مکند کھتری دہلوی شاگرد میر درد علیہ الرحمۃ زبان عربی سے بھی واقف تھے

یہ جو چشم پر آب ہین دونون ۔۔۔ ایک خانہ خراب ہین دونون
یہسان مجھ مین نہین ہے جان باقی ۔۔۔ وہان اب بھی ہے امتحان باقی
جفا کو تم وفا سمجھے ستم کو ہم کرم سمجھے ۔۔۔ ادھر کچھ دل مین تم سمجھے ادھر کچھ ہین ہم سمجھے

حضور تخلص منشی محمد عبد البصیر ولد مولوی عبد الغنی بلگرامی مقیم [illegible]

کس دن سوال وصل پہ اوس سے سنینگے ہان
یارب وہ باز آئیگا اپنی نہین سے کب

زندگی کا لطف یہ ہی کرتے ہون گلشن کی سیر
شیشۂ مے ہو بغل مین دست دلبر ہاتھ مین

پڑجاے ترے شعلہ رخ پر جو دری آنکھ
پھر ماہ پہ ٹھہرائے نہ کبھی کبک دری آنکھ

حضوری تخلص مولوی مظہر علی باشندہ دیوا جہانگیر اباد خوشنویسی مین مبتلا تھے

کل جو غصہ سے مجھے اوسنے دکھائین آنکھین
روتے روتے مری آشوب کر آئین آنکھین

ایک لمحہ بھی کبھی آنکھ نہ لگتی دیکھے
کیا برا وقت تھا جب تم سے لگائین آنکھین

حفیظ تخلص حافظ محمد حفیظ مرثیہ گوی دہلوی شاگرد قدرت اللہ خان قاسم اسکے مرثیہ مین برخلاف مرثیہ گویون کے روایت وضعی اور کاذبہ ہوتی تھی

خاک پا ہون بندہ ہون عاشق ہون مین یار ہون
کچھ تو آخر مین بھی تیرا اے مرے دلدار ہون

محبت آہ کیا کیا رنگ عاشق کو دکھاتی ہے
اگر اک دم ہنساتی ہے تو پھر برسون رلاتی ہے

ہم تو دشمن آپ کے ہین بار یہ فرمایئے
اور کس کس سے نبھے گی دوستداری کہیے

روبرو غیرون کے شکوہ کیا کرین ہم آپکا
ہو رہینگی پھر کبھی باتین ہماری آپکے

حقارت تخلص میر مومن ولد سلطان علی داروغہ

کسوت خاک پہ اتنا نہو نازان اے قیس
اپنے تن پر بھی کبھی جامۂ عریانی تھا

حقیر تخلص منشی نبی بخش اکبرآبادی سررشتہ دار عدالت فوجداری ضلع کول ولد منشی حسین بخش فارسی مین اچھا دخل رکھتے تھے

زخم کے منہ مین بھر آیا پانی
جب گریبان کا مزا یاد آیا

پھر گریبان کے اوڑینگے ٹکڑے
پھر وہی چاک قبا یاد آیا

خط جو غیرون کے لکھے اوسنے رقم
ہم کو قسمت کا لکھا یاد آیا

وہ نگاہین جنسے تھی مجھکو تسلی کی امید
تشنۂ خون آفت دل دشمن جان ہو گئین

شانہ نے بل نکال دیے زلف یار کے
سیدھا کیا ہے موذیون کو مار مار کے

حقیر تخلص میر امام الدین عرف میر کلو دہلوی

ہون ہست و نیست عالم تصویر کیطرح
گویا ہون اور خموش ہون زنجیر کیطرح

دل مین ہے بیٹھ رہین درِ صنم کے ہی حقیر	راہ کعبہ کی تو آتی ہے نظر دور ہمین
یاد مین اوس بُت کافر کے ہون ایسا مصروف	کہ خودی بھول گئے بلکہ خدائی مجھکو
سب سے گلے لگے تری شمشیر کسلیے	پر ہم سے وہ کھنچی رہی بے پیر کسلیے
گلی مین یار کے بیٹھے گھسیٹ لائے تجھے	حقیر صدقے ہو تو اپنی ناتوانی کے

حقیقت تخلص سید شاہ حسین مرحوم خلف سید عرب شاہ متوطن خوست مقیم لکھنؤ شاگرد جرأت چیناپٹن مدراس مین بھی آگئے تھے وہین انتقال کیا دیوان ریختہ وتحفۃ العجم وخزینۃ الامثال وصنم کدۂ چین انسے یادگار ہین انکی مثنوی ہشت گلزار نظر سے گذری

کیا ترے عشق مین اے عربدہ جو ہاتھ لگا	زیست سے ہاتھ بھی دھویا پہ نہ تو ہاتھ لگا
ہجر مین کیون نہ کرون یاد ملاقات اوسکی	کہ بہلتا ہے ذرا وصل کی تقریر سے دل
دلا اب دونون مل کاٹینگے اوقات آہ وزاری مین	ہوئے بیمار ہم بھی لے تری بیمارداری مین
کس کے ہین انتظار مین آنکھین	جو کھلی ہین مزار مین آنکھین
نزع مین ہین نہ بیوجہ مری وا آنکھین	شاید آتا ہے وہ تکتی ہین جو رستا آنکھین
ہوگئی ایک نگہ مین مجھے صحت حاصل	گرچہ بیمار ہین لیکن ہین مسیحا آنکھین
کس طرح طائرِ دل دام بلا سے نکلے	زلف پر پیچ ہے حلقون سے سراپا آنکھین

حکیم تخلص حکیم محمد حسین عرف منجھلے صاحب خلف حکیم میر امداد علی باشندۂ فرخ آباد

آزردہ ہوا کرتے ہو فریاد سے میری	دیکھتے نہین زیور سے کبھی کان تمہارے

حکیم تخلص حکیم محمد اشرف خان خلف حکیم محمد شریف خان دہلوی اپنے والد کیطرح طبیب بے مثل تھے

مرے رونے نے مجھکو اوس سے کھویا	مجھے اس دیدۂ تر نے ڈبویا
کہون مین کیا برنگ زخم ناسور	ہنسا اکبار گر سو بار رویا

حکیم تخلص غضنفر علی خلف وشاگرد مظفر علی اسیر باشندۂ لکھنؤ

آنکھ اپنی کبھی زہرہ شمائل سے لگی ہے	یہ صورت مظہرِ چہ بابل سے لگی ہے

حکیم تخلص حکیم احمد حسین عرف لکھی سوداگر عظیم آبادی خلف شیخ فیض بخش شاگرد غلام علی راسخ

کچھ آج اولجھتی سے ہوا سے مری زنجیر | کیا آئی ہوا کاکل پیچاں سے اولجھ کر
آنکھیں تری وہ ترک ہیں کافر کہ جنھوں نے | دیں چھین لیا گبر و مسلماں سے اولجھکر

حکیم تخلص محمد پناہ خان خلف سید محمد شریف خان تلمیذ خواجہ میر درد باشندۂ دہلی پہلے نثار تخلص کرتے تھے تاریخ اور موسیقی میں کامل تھے

پوچھتے کیا ہو حکیم جگر افگار کا گھر | ایک تکیہ سا ہے اوس شوخ کی دیوار کے پاس
تیرے لیے خلق در بدر ہے | اے خانہ خراب تو کدھر ہے
ہم تو کیونکر کہیں کہ بوسہ دو | گر عنایت کرو عنایت ہے
ہم ہی صنم کے غم میں نہ ایمان سے گئے | کتنے ہی بندگان خدا جان سے گئے

حکیم تخلص میر محمد علی باشندۂ لکھنؤ شاگرد محمد رضا برق

جب سے دل کو حیۂ گیسو میں مرا اولجھا ہے | وہ بلا کون سی ہے جو نہیں آئی سر پر

حلیم تخلص حکیم نہال الدین محرر صدر اکبر آباد باشندہ کاکوری

مرے لہو بھی نہ گئی میرے گھر کی تاریکی | رہا خموش چراغ مزار ساری رات
پھنسا کے زلف میں ڈالی ہے پاؤں میں بیڑی | وگرنہ رنگ [illegible] لائی تھی بہانہ میں روح

حکم تخلص مرزا محمد سعید الدین عرف مرزا فیاض الدین خلف مرزا ریاض الدین عرف مرزا محمد جان نبیرۂ مرزا جہاندار شاہ مقیم بنارس شاگرد میر نواب

کب حنا کی رنگ سے اوسکی کف پا سرخ ہے | لعل کی رکھتا ہے اپنے یار معدن زیر پا

حمزہ تخلص شاہ حمزہ دہلوی مقیم عظیم آباد آخر ایام میں فقیری اختیار کی تھی کبھی رند بھی تخلص کرتے تھے

ہائے کس کس کے تئیں بیٹھ کے ہم یاد کریں | غم مجنوں کریں یا ماتم فرہاد کریں
بے پر و بال ہی رہنے کا خیال اپنا ہے | مور کی طرح پر و بال و بال اپنا ہے

حمزہ تخلص حمزہ علی باشندۂ اٹاوہ معلمی کرتے تھے

تھوڑی سی ہے رات اور وہ مین جانی پہ تیار — او مرغ سحر شور مچانا نہین اچھا
موت آئے جسے سایۂ دیوار صنم مین — ایسے کا تو مردہ بھی اوٹھانا نہین اچھا

حیدر تخلص حسام الدین

ملک خصال پریوش فرشتہ خو کہتا — مجال تھی کہ سگ یار کو مین تو کہتا
تسخیر کو عالم کے نیا طور نکالا — کیا طوق محبت ہے ترے کان کا بالا

حیدر تخلص منشی حیدر علی مرحوم باشندۂ ہوگلی خلف منشی غلام نبی مرحوم بن مسند خان مرحوم دہلوی جو ولندیزون کے عہد مین دہلی سے ہوگلی مین آئے تھے اور وہین سکونت اختیار کی تھی بڑے ظریف تھے راقم نے انکو ہوگلی مین دیکھا ہے

کھڑا ہو کر مرے بالین پہ وہ رخصت جو ہوتا ہے — نظر آتا ہے حیدر نزع مین جلوہ قیامت کا
حال دل گر کہون تو کہتا ہے — شوق مجھکو نہین کہانی کا
سست پیری مین کیون ہوا ای حیدر — کیا ہوا ولولہ جوانی کا
سنگ ہاتھون مین لیے ہین ساتھ طفلان حسین — مین وہ دیوانہ ہون پریون کا اکھاڑا ساتھ ہے
ایک بوسے کے لیے آنا بگڑتا ہے کوئی — تو ہی منصف ہو بھلا انصاف تیرے ہاتھ ہے

حیدر تخلص مرزا حیدر شکوہ خلف مرزا کام بخت بن مرزا سلیمان شکوہ ابن شاہ عالم بادشاہ مقیم لکھنؤ

ناز سے جب وہ چلتے ہین پازیب سے آتی ہے یہ صدا — کافر کہیے اونکو جو وہ انکار قیامت کرتے ہین

حیدر تخلص مولوی سید ولی حیدر ولد منشی امیر حیدر فرخ آبادی

خلق کی آنکھون مین چڑھے پھیر نہ ہم — تم نے نظر سے جو اتارا ہمین

حیدر تخلص منشی مصطفے حیدر خلف مولوی غلام حیدر مرحوم سررشتہ دار فورٹ ولیم کالج کلکتہ و مدرس فارسی بہرۂ مدرسۂ عالیہ کلکتہ وطن انکا چاٹگام مولد بنارس مسکن کلکتہ اشعار اپنے راقم کو دکھلاتے ہین انکی طبیعت مین نہایت شوخی ہے صاحب دیوان ہین

دل لیکے مرا صاف مکر جاتے ہین کیسا — جب مانگون تو جھنجھلا کے یہ فرماتے ہین کیسا

دھمکاتے ہین جھنجھلاتے ہین شرماتے ہین کیسا
رعشہ بھی ہے کچھ جسم مین کچھ لب پہ ہنسی ہے
دل وجان ودین وایمان دیچکا پھر کیا چھپانا
درد کیسا کہ جدا درد کی صورت سب ہین
میرے اشکون کی روانی دیکھکر اوسکے حسن
سن لیا سرمہ لگانے مین جو حال مرگ غیر
عشق خط سبز نے پیسا مجھے مثل حنا
اوس بت کافر کا دل مین رکھتے ہو حیدر خیال
کئی دن سے ہے کیسا ہائے مضطر
نہ کیجے ضد نہ کیجے ضد بس اب رہجائیے صاحب
قابو مین آگئے تو چکھائینگے ہم مزا
دیجے بوسہ یا کہ گالی کہیے جو کہنا ہو صاف
کیا بھولے پنکے کہتے ہین قربان جائیے
ان سرخ سرخ اونگلیون مین کیا ہی زیب دین
لیا بوسہ خطا کی گالیان تو دیچکے صاحب
ہر ہر قدم پہ آہ نکلتی ہے دمبدم
مجھکو بھاتی ہین قیامت تیری دلبر چھاتیان
وصل مین وہ سسکیان لیلے کی کہنا یاد ہے
ذرا سینے پہ میرے ہاتھ رکھکر دیکھتے جاؤ
مجھکو کیون آئینہ دکھاتے ہو
پردہ اوٹھواؤ مین نہین موسے
ہوئی کیا شمع گل بن آئی میری بوسے لیتا ہون
مثال نقش پا کوچہ مین اونکے جم کے بیٹھے ہین

قابو مین مرے آکے وہ گھبراتے ہین کیسا
تنہا کہین ملتے ہین تو گھبراتے ہین کیسا
ذرا ایمان ٹھکانے سے تو رکھو او بدگمان اپنا
اپنا ہم درد کوئی خویش و برادر نہ ہوا
ایسا سمٹا شرم سے دریا بھی قطرہ ہو گیا
کیا اوسے آنسو بہانے کا بہانا ہو گیا
سبز بختی رنگ لائی خون اپنا ہو گیا
قبلہ من دیکھیے کعبہ کلیسا ہو گیا
خدا جانے کہ حیدر کو ہوا کیا
مجھے دفنائیے گر آج کی شب جائیے صاحب
اچھا سوال بوسہ پہ ہان منہ چڑائین آپ
زیر لب کہتے ہین کیا فرمائیے اچھی طرح
ہوتی ہین رنگ چار سفید و سیاہ و سرخ
فیروزون کے جو چھلے ہون ای یار سبز سبز
لیے جاتے ہو میرے کیلیے پھر چٹکیان اتبک
اللہ رے ضعف چلتے نہین بے عصا کے ہم
اونچی اونچی گول چکنی سخت پتھر چھاتیان
کیسی بے رحمی سے اُف ملتے ہو حیدر چھاتیان
دھڑکتا ہے کلیجہ دل ہے مضطر دیکھتے جاؤ
شب مہتاب مین بلاتے ہو
لنترانی کسے سُناتے ہو
فرا ہے یہ بھری مجلس ہین وہ جھنجھلا نہین سکتے
مٹا دین لاکھ وہ ہمکو گرا اوٹھوا نہین سکتے

ہے صبا جاروب کش چھڑکاؤ کرتا ہے سحاب	آمد فصل بہاری کی چمن مین دھوم ہے
دیکھیے جسوقت طفلان پریرو ساتھ ہین	ایک ہوا ہشیار ہی حیدر عجب دیوانہ ہے
چلے ہو کسلیے ہو کر خفا سنو تو سہی	بتا دو پہلے ہماری خطا سنو تو سہی
ادھر تو دیکھو نہ بولو ذرا سنو تو سہی	شب وصال مین کیسی حیا سنو تو سہی
تا صبح ایک بوسہ نہ ہرگز دیا مجھے	باتین تمام شب وہ بنا کے چلے گئے
غنچون نے کان بھی نہ رکھا آہ و نالہ پر	بلبل کو چٹکیون مین اوڑا کے چلے گئے
اوٹھے کسلیے تم بھلا بیٹھے بیٹھے	ہوئے مجھسے شاید خفا بیٹھے بیٹھے
بس قتل عاشقان پہ نہ بیڑا اوٹھائیے	لاکھون کا خون ہوگا نہ لاکھا جمائیے
در پردہ پردہ فاش کیا چاک جیب نے	پردہ نشین کے عشق کو کیون کر چھپائیے
کافر یہ سنگدل ہین بڑے سخت بیوفا	حیدر نہ ان بتون سے کبھی دل لگائیے

حیدر تخلص نواب حیدر حسین خان خلف نواب حیدر علیخان شاگرد جوشش

کچھ تو ارشاد ہو فرمائیے کچھ تو صاحب	کیا خطا مجھ سے ہوئی آپ جو کم لکتے ہین

حیدر تخلص سید ابن حیدر عرف بھولے میان خلف سید دلدار حیدر بلگرامی

یاد رکھنا تو مری بات کو اے جان جہان	مجھ سا دنیا مین نہین ہے ترا خواہان پیدا

حیدر تخلص سید حیدر علی خان لاہوری حضرت شیخ عبد القادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولادون مین تھے

لے سنگ و خشت مجھ پر ہر خاص و عام نکلا	بارے جنون کی دولت اپنا یہ کام نکلا
یہان تک تو رشک ہے کہ گوارا نہین مجھے	محرم سے ہے بندھی جو ترے سینہ بند کا
ارادہ ہے بیڈھب کچھ اس چشم تر کا	خدا حافظ آج اپنی دیوار و در کا

حیدر تخلص میان حیدر

ہے کہان اب تو اے مسیحا دم	یاد آتا ہے وہ ترا عالم
ہجر مین تیرے مجھ پہ کیا گذری	تجھکو معلوم کچھ ہوا اے صنم

حیدر تخلص دلیر الدولہ محمد علی خان بہادر عرف آغا حیدر خلف نواب

اسد الدولہ محمد تقی خان ترقی متوطن نیشاپور باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد برق صاحب دیوان گزرے

اوس پری وش کی نظر جب سے کہ آئین آنکھین — میری آنکھون مین کسی کی نہ سمائین آنکھین
نہ کبھی حور نہ انسان نہ پری نے دیکھین — چشم بد دور جو اوس شوخ نے پائین آنکھین
برق کا طرز جو حیدر کے سخن مین پایا — اوس سے محفل مین کسی نے نہ ملائین آنکھین

حیدر تخلص حیدر شاہ خان ساکن میرٹھ شاگرد امداد حسین طہور مصوری مین بھی دخل رکھتے تھے

کب آتش درون مرے ہوتے نہین بلند — مانند برق کب دم شعلہ فشان نہین

حیدر تخلص حیدر بخش دہلوی ۱۲۱۶ بارہ سو سولہ ہجری مین کلکتہ مین تھے انکی آرایش محفل یعنے ہفت سیر حاتم نظر سے گزری

برابری کا ترے گل نے جب خیال کیا — صبا نے مار طمانچہ منہ اوسکا لال کیا

حیدری تخلص غلام حیدر دہلوی مقیم عظیم آباد

حیدری کے قید کرنے کی عبث تدبیر ہے — اس پریشان کو خیال زلف ہی زنجیر ہے

حیران تخلص حافظ بقاء اللہ خلف حافظ ابراہیم خط نسخ و نستعلیق خوب لکھتے تھے

قطعہ

بعد مرنے کے یہ خواہش ہے مری ای دوستو — کچھ نہ خواہشمند ہون عزت کا نہ توقیر کا
گرد تربت کی ہو اک آئینہ اور طوطی ہو وہ — تا کہ جانے ڈھیر ہے حیران خوش تقریر کا

حیران تخلص میر حیدر علی دہلوی شاگرد سرب سنگھ دیوانہ بہار مین مارے گئے اپنے قاتل کو بھی اپنے ساتھ لے گئے

ق

کہا مین نے کہ میرے گھر چلیئے — اس مین کچھ کم نہ ہوگی محبوبی
تیوری کو چڑھا لگا کہنے — رہ و رسم ادب تو سب ڈوبی
مجھ سے کہتا ہے میرے گھر چلیئے — دیکھیو اختلاط کی خوبی
دیکھ زخمی مجھے اوس کوچۂ قاتل والے — ہنسکے کہتے ہین کہ آ زخم جگر سلوا لے

حیران تخلص میر منو عظیم آبادی مرثیہ مین مظلوم تخلص کرتے ہین

وہ ظالم ایک دن بھی آن کر بیٹھا نہ پہلو مین	مگر دیکھا ہے یہ حال دل دیوانہ پہلو مین

حیران تخلص میر ولایت علی دہلوی بہادر شاہ بادشاہ دہلی متخلص بہ ظفر کے عہد مین عہدہ کپتانی پر مامور تھے

سر ٹکیا رہون یا چھوڑ کے سر مر جاؤن	تیری مرضی ہے بتا اے غم تنہائی کیا
شکل تصویر جو حیرت مین تو ای حیران ہے	اوسکی تصویر کسی نے تجھے دکھلائی کیا

حیرت تخلص حافظ عبد الرحمن باشندہ جھنجانا شاگرد مولوی امام بخش صہبائی

اک دو ہی آنسوؤن مین لگا ڈوبنے فلک	نکلے گی خاک دیدۂ خونبار کی ہوس
گر شربت وصال نہین موت ہی سہی	کوئی تو نکلے اس دل بیمار کی ہوس
حیرت کا خدا جانے ہے کیا حال کہ ہمدم	کچھ رات سے آتی نہین آواز فغان کی

حیرت تخلص مرزا رمضانی دہلوی خلف شہزادہ صمصام الدین شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

وہ خار ہون کسی سے اولجھتا نہین ہون مین	دشمن کی آنکھ مین بھی کھٹکتا نہین ہون مین
حیرت اب یار سے کیون ترک وفا کرتے ہو	پہلے ہی تم نے محبت نہ بڑھائی ہوتی

حیرت تخلص محمد جان خان ولد باز خان باشندہ الہ آباد

مرقد سے میرے اوٹھا بگولا جو رہ گیا	کہنے لگے وہ خاک کسی ناتوان کی ہے

حیرت تخلص میر محمد حسین ولد سید امید علی متوطن بارہ مقیم قصبہ اکبرپور معروف بہ بندگی توابع فتح پور ہنسوا شاگرد احمد علی کامل

اوٹھا جو صبح کو ملتا وہ مست خواب آنکھین	لگا چورانے مسیحا سے آفتاب آنکھین
خبر ہے آمد جانان کی بر لب دریا	ہین انتظار مین کھولے ہوئے حباب آنکھین

حیرت تخلص میر مراد علی تاجر مرادآبادی شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین تھے بعضے تذکرہ والون نے انکا تخلص حیدر لکھا ہے

سمجھ کے دیکھا تو بیجا تھا سب گلہ دل کا	یہ چشم تر نے ڈبویا معاملہ دل کا
شریک آہ ہے شور جنون ہے وحشت سے	عجب بگولوں سے جاتا ہے قافلہ دل کا

کہان ہے شیشہ مے محتسب خدا سے توڑ	مرے بغل مین چھلکتا ہے آبلہ دل کا

حیرت تخلص غلام فخر الدین نبیرۂ میر منو ولد اعتماد الدولہ قمر الدین خان مقیم کالپی فارسی بھی کہتے تھے

ہم اوس بزم سے یون پر ارمان نکلے	جوانی مین جسطرح سے جان نکلے
یہ ستم دیکھون کن آنکھون سے مین اے غیرت عشق	ایک عالم اوسی کوچہ کا تماشائی ہے

حیرت تخلص پنڈت اجودھیا پرشاد کشمیری شاگرد جرأت موسیقی اور تیر اندازی مین اچھا دخل رکھتے تھے ۱۲۳۵ بارہ سو پینتیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے کبھی دہلی اور کبھی لکھنؤ مین رہا کرتے تھے

برنگ نقش پا اوسکی گلی سے اوٹھ نہین سکتا	ہوا ممنون احسان خوب اپنی ناتوانی کا

حیف تخلص میر چراغ علی لکھنوی شاگرد میر شیر علی افسوس

جسکی ہر اک امید مبدل بہ یاس ہو	کیا اوس مریض عشق کی جینے کی آس ہو
ہے اپنے تو نزدیک وفا خوب ولیکن	ہو لطف جو تیری بھی طبیعت ادھر آوے
کہتا ہے کوئی بال اوسے کوئی رگ گل	کچہ مین بھی کہون تیری کمر جو نظر آوے
کانون مین نہین ہین اوسکے بالے	اک چاند کے دو ہوئے ہین ہالے

حیف تخلص موتی لال ولد لالہ بہت سنگہ شاگرد میر سوز ۱۱۹۶ گیارہ سو چھیانوے ہجری مین لکھنؤ مین تھے

گلشن دہر مین کیونکر وہ بھلا شاد پھرے	رات دن جسکے لیے گھات مین صیاد پھرے

حیف تخلص شیخ محمد حاجی مرحوم دہلوی شاگرد میر محمدی بیدار

رباعی

اب تجھ سے کہون جو کچہ ہے دل مین میرے	سب تجھ سے کہون جو کچہ ہے دل مین میرے
پہلے کہہ لے کہ مین نہ مانون گا برا	تب تجھ سے کہون جو کچہ ہے دل مین میرے

حرف خاء معجمہ

خادم تخلص خادم علی شاہ مقیم کلکتہ دس بارہ برس ہوئے کہ انتقال کیا راقم

اُنسے مشاعرہ مین ملاقات ہوئی تھی

صاف آیا میل سے دلمین وہ یاد افسوس آج
خانۂ تاریک مین روشن ہوا فانوس آج

خادم تخلص منشی محمدی راجہ بروداں کی سرکار مین متعلق ہین فارسی بیشتر کہتے ہین

اشک کوئی دم مین اب لاتا ہے منہ پر دلکی بات
طفل سے ممکن نہین ہے ضبط کرنا رازکا

خادم تخلص شیخ خادم علی کمہنیلے شاگرد میر تقی دہلی مین تربیت پائی تھی بیشتر خطوط مین دخل رکھتے تھے صاحب دیوان گزرے

عاشق ہوا ہون اک بت بالا بلند پر
صد آفرین ہے میری بھی عالی پسند پر

اسکے ہاتھون اک جہان ویران ہے
چشم بھی میرے کوئی طوفان ہے

خادم تخلص خادم علی خان باشندہ فرخ آباد استاد نواب ناصر جنگ بنگش بیشتر فارسی کہتے تھے

مجھکو کہتے ہو کہ چل باہر ہو
آپ کے کہنے سے کب باہر ہون

خادم تخلص خادم علی لاہوری مقیم دہلی

نہین جو کہ نہ کوئی تھین سو کہین پروہ شوخ
نہ ملا اپنے جگر سوختہ سے پر نہ ملا

خادم تخلص ایک شخص باشندہ پانی پت کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

رات بھر ماتم پروانہ مین روتی ہے شمع
اشک سے داغ جگر اپنے کو دھوتی ہے شمع

خاص تخلص منشی پلٹن سپاہیان شاہی محمد حیدر خان خلف الٰہی بخش خان باشندۂ دہلی شاگرد مرزا جمعیت شاہ ماہر

تھی جدائی گرچہ پہلو مین مرے وہ یار تھا
ناز تھا آزردگی تھی رنج تھا انکار تھا

کاوشین جھیلین نہ کیا کیا دفرگان مین ترے
گاہ نشتر تھا جگر مین گاہ دل مین خار تھا

دیکھ لے نقشہ اگر اوس عالم تصویر کا
تو تو کیا زاہد دل آوے اوس پہ تیری پیرکا

خاکسار تخلص میر محمد یار عرف میر کلو مرحوم دہلوی شاگرد مرزا مظہر قدس سرہٗ قدم شریف مین تشریف رکھتے تھے بڑے عاشق مزاج اور صاحب دل تھے جسپر اونکی آنکھ پڑتی تھی وہ تعلقات دنیا سے آزاد ہو جاتا تھا

یہ بیتن

تیغ قاتل سے رہے محروم بے تقصیر ہم
روز محشر کو او ٹھینگے اسیلیے دلگیر ہم

قیامت بھی ہوگی تو میری بلا سے
مجھے داد خواہی کی طاقت کہان ہے

تری زلف سیہ سے اسے پیارے
مجھکو اک سر ہزار سودا ہے

خاکسار تخلص غلام محی الدین خان مرادآبادی شاگرد قدرت اللہ شوق

تکیۂ مخمل ہے گرچہ منعمان کے زیر سر
ہاتھ اپنا بس ہے ہیان مجھ ناتوان کے زیر سر

خاکی تخلص غلام حیدر بیگ وطن اونکا بدخشان مولد دہلی دکھن مین رہتے تھے

ہم عشق بھی سیکھین اگر اوستاد ہو کوئی
دل تو ہے بتا دے تجھے گر یاد ہو کوئی

خالص تخلص مولوی محمد عبدالرزاق مدرس مدرسۂ سرکاری کول

دیا ہے تمنے دل خالص کسی آئینہ سیما کو
نہین تو صورت آئینہ کیون بیٹھے ہو حیران سے

خالق تخلص خالق بخش اکبرآبادی شاگرد اسیر

فراق و رنج و الم یاس و درد و داغ و جنون
کرم سبھون نے کیا ہم پہ باری باری رات

بندھا خیال جو اوسکی جبین کی افشان کا
ستارے گنتے ہی گئے خالق نے سب گزاری رات

خان تخلص عبداللہ خان دانا پوری شاگرد حافظ صغیر کلکتہ مین وفات پائی

جس دن سے وصل یار سے یارب جدا ہوئے
کیا کیا فلک کے ہم پہ نہ ظلم و جفا ہوئے

خان تخلص محمدی خان شاگرد سعادت یار خان رنگین باشندۂ وطن مقیم دہلی

یاد جس وقت تری آتی ہے
مجھکو ہچکی وہین لگ جاتی ہے

خان تخلص محمد اشرف خان مرحوم ولد محمد علی خان باشندۂ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد
مصحفی صاحب دیوان گزرے

بتون کی چاہ لگی ہو برا ضعیفی کا
ادھر تو پک گئے بال ادھر اودھر سیہ کاری رات

اے خان غم فراق مین تم زہر کھا مرو
اسکے سوا نہین کوئی تدبیر دوسری

خانی تخلص مرزا خانی باشندۂ دہلی اسکے دماغ مین مالیخولیا تھا

بے عقلیونکے کام ہی کرتے رہے سدا
عاشق ہوئے تو یہ بھی خلل ہے دماغ کا

خاور تخلص محمد اکبر خلف مرزا مہدی سیستانی مقیم اکبرآباد فارسی و اردو دونو مین شاگرد

مرزا محمد حسین خراسانی اور میر وزیر صبا کے

مرتا ہون نہ جیتا ہون عجب دکھ مین پڑا ہون
کیا پوچھتے ہو حال ہے کیسا مری دل کا

خبر تخلص سید مہدی بلگرامی ولد محمد عسکری تھوڑے روز ہوئے کہ چالیس برس کی عمر مین بھاگلپور مین قضا کی

ہم نے رونے کا بھلا کب سر و سامان باندھا
تم نے ہی دیدہ دانستہ یہ طوفان باندھا

سد وصال رنجش دلدار ہو گئی
اتنا بڑھا غبار کہ دیوار ہو گئی

خبیر تخلص غلام محمد خان خلف غلام قادر خان فرخ آبادی شاگرد رشک

ہے ماہ پر آگے ترے مہتاب کا عالم
خورشید مین نقشہ ہے چراغ سحری کا

خدمت تخلص فرحت علی لکھنوی

دو دن ہے زندگانی مجھسے کلام کر لے
اکبار میرے گھر مین دلبر مقام کر لے

خرد تخلص نواب فخر الدین خان دہلوی خلف نواب شرف الدین خان معاصر مومن

ہمارے اونکی صحبت آہ ابر و برق کی سی ہے
ہم اونکو دیکھکر روتے ہین اور وہ ہم پہ ہنستے ہین

بنون یہ جان ہے جلدی کہین پہونچ ظالم
یہ آرزو ہے کہ دم تیرے روبرو نکلے

خرد تخلص بالا پرشاد کھتری خوشنویس باشندۂ دہلی

یہ ہے پتھر اور وہ گلبرگ تر ای جوہری
کیا ہے نسبت لعل کو اوسکے لب خوش رنگ سے

خرد تخلص پنڈت رام نراین دہلوی شاگرد حافظ غلام دستگیر مبین

ہم آپ سے نہین جاتے یہان سے گھبرا کر
یہ جسکے جذبۂ دل کا اثر ہے کیا کہیے

خستہ تخلص محمد عبد اللہ عرف میر جیون دہلوی والد اونکے نواب مجد الدولہ عبد الاحد خان کے متوسلین مین تھے

سایہ سا جو پہونچی تو تھے پاؤن تلک گر پڑ کر
اوسنے دامن کو بھی یہ ہاتھ لگانے نہ دیا

خستہ تخلص غلام قطب سید محمد کرمانی قدس سرہٗ کی اولادون مین اور سلطان المشایخ رحمۃ اللہ کے مزار کے خادمون مین تھے بھورے خان

آشفتہ سے اصلاح لیتے تھے

جلوہ اوس مہ نے جو ناگاہ لب بام کیا — روز خورشید درخشان کا وہین شام کیا

خسرو تخلص مرزا محمد کیخسرو جلال بہادر عرف مرزا احمد جان خلف مرزا احمد خرم بخت بن مرزا احمد جواندار شاہ مقیم بنارس مرید حضرت خلیفہ شاہ غلام قادر علیہ الرحمۃ

سنتا ہے دلا اہل جہان کی یہی عادت — منہ پر تو خوشامد کرین تحقیر پس پشت

خشنود تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

ہو غریق رحمت پروردگار — آج ساقی کا پیالہ ہو گیا

خضر تخلص مرزا خضر سلطان بن ابوظفر بہادر شاہ متخلص ظفر شاگرد اسد اللہ خان غالب

نہ کہہ سکتے ہین کچھ اپنی نہ سن سکتے ہین کچھ تیری — ہمین اسوقت مین اے بیوفا دیکھا تو کیا دیکھا
جام جمشید کو آئینہ سکندر کو ملا — خضر مین وہ ہون کہ حصہ مین مرے دل آیا
کالی سے کون خوش ہو مگر حسن اتفاق — جو تیری خوشی وہ ہی مرا مدعا ہوا
کہتے ہو وہ بھی ہوس پیشہ ہے جیسا کہ ہے تو — مجھسے اک چھیڑ ہوئی شکوہ عدو کا نہ ہوا
کہتے ہو کہ اک روز تجھے قتل کرینگے — پر یہ بھی تو اے شوخ ستمگر نہین ہوتا

خضر تخلص شیخ محمد یوسف شاگرد جان صاحب

جیتے جی اور بھی اس ناز و ادا نے مارا — ہاتھ کھینچا جو شب وصل تو شرما کے بہت
فاتحہ پڑھ کے مری قبر پہ غیرون سے کہا — یاد آئیگا یہ جانباز ہمین ہاے بہت

خطا تخلص مرزا نظر علی بیگ ولد مرزا ایوب بیگ لکھنوی شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان مین

زبان لڑا کے ہو کیسا اختلاط سے پیارے — سمٹ کے آئی ہے دیکھو مری دہن مین جان
کرے جو مرد و فسے باتین ابھی زندہ ہون — مسیح وقت ہے تو ہے ترے دہن مین جان

خطیر تخلص سید امداد علی خلف امیر علی باشندہ فرخ آباد شاگرد [illegible]

آج غصہ مین وہ زندان کی طرف آتا ہے — بیڑیان پاؤن کی لوٹینگی قیامت ہوگی

خفی تخلص مرزا محمد سعید عرف بہ سفید دیو خلف مرزا حیدر علی لکھنوی صاحب دیوان [illegible]

ترک چشم وصف مژگان و نگاہ خونریز … ہین انھین لشکر خونخوار کے سردار ابرو
کشتیان آنکھین ہین بیشک خطِ پیشانی ہوج … مچھلیان حسن کے دریا مین ہین آ یا ابرو
روے محبوب ہے یا کوئی سلحخانہ ہے … مژہ خنجر ہے نگہ تیر ہے تلوار ابرو

خفی تخلص راجہ بابو عظیم آبادی

ہے خنک ازبس ہواے بزم ساقی جلد لا … گرم صحبت ہوگی زیبِ انجمن ہو جائیگا
دیکھ سنبل کو چمن مین یاد آئے اوسکی بال … حاصل اس گلگشت سے آخر پریشانی ہوئی

خلش تخلص حافظ فردوس علی شاگرد وعزیز مولوی عبد الرحیم سوزہ

کیون یہ کہتے ہو خلش کو کہ وہ بیمار نہ تھا … کچھ تو آزار اوسے تھا کہ وہ اچھا نہ ہوا

خلق تخلص میر احسن خلف وشاگرد میر حسن دہلوی صاحب مثنوی بدر منیر باشندۂ لکھنؤ

عجب عالم مین بیہوشی کے وہ مجھکو نظر آیا … کہ آنا ہی نہ ہوش آیا کہ جو پوچھون کدھر آیا
دل لگاتے تو لگا یا یہ نہ تھا کچھ معلوم … جی پہ کیا گزرے گا اور جان پہ کیا ہوویگا

خلیق تخلص مرزا اظہور علی ولد مرزا ہوشدار سنہ ۱۱۹۹ گیارہ سو ننانوے ہجری مین ناظم بنگالہ کی سرکار مین توسل رکھتے تھے

صحبتِ زندہ دلان ہے باعثِ آرامِ جان … ہمنشینی مردہ دل کی ہے عذابِ زندگی

خلیق تخلص میر مستحسن مرثیہ گو برادر خورد میر احسن خلق باشندۂ لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

غفلت مین فرق اپنے تجھمین کبھو نہ آیا … ہم آپ مین نہ آئے جب تک کہ تو نہ آیا
کہا مین نے جو اے گل کچھ وفا کر … تو وہ ہین ہنس پڑا وہ کھکھلا کر
بھاگتا تیرا بجا اوس سے ہے اے سیمین تن … تو تو سیماب ہے اور پارۂ اخگر عاشق
حشر کا ڈر اونھین کیا ہے کہ تری کوچہ مین … خود بپا کرتے ہین ہنگامہ محشر عاشق
بیستون مین اثر گریۂ فرہاد کو دیکھ … جگر سنگ سے بھی آب رواں ہے اب تک
مثل آئینہ ہے اوس رشک قمر کا پہلو … صاف ادھر سے نظر آتا ہے اودھر کا پہلو

بیکسی کے خرام ناز کا پامال ہوں خلیق	لگتی ہے چوٹ دلکو مرے ہر قدم کے ساتھ

خلیل تخلص سید دوست علی ولد سید جمال علی باشندۂ قصبۂ ڈرولی متعلقۂ باربانشا گرد رشید آتش رفیق نادر مرزا سے نیشاپوری بیشتر لکھنؤ مین رہتے ہین ۱۲۸۲ بارہ سو اور ناسی ہجری مین کلکتہ مین آئے تھے صاحب دیوان ہین اشعار انکے بہت خوب اور مرغوب ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ اشعار اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

ہمرے دل مین اگر آپ آئیے گا	داغ کی طرح سے رہجائیے گا
ہاتھ چھوڑ دن بھی تو ٹھہر سکیگے نہ آپ	نبض کیطرح سے چلے جائیے گا
جلوۂ حسن رخ یار نے بیہوش کیا	وصل مین لطف شب وصل میسر نہ ہوا
دل ہے خود مرشد کامل اسے کیا سمجھائین	خضر کا کوئی کسی راہ مین رہبر نہ ہوا
غم فرقت یہ بلا ہے کہ تمام اعضا مین	پھوٹ پڑ جاتی ہے جس وقت دو دل ایک ہوا
عشق نے دشمن راحت یہ بنایا ہے مجھے	نہ دیا دل اوسے جو شوخ ستمگر نہ ہوا
ضعف سے کانپتے ہین چلنے مین ہر بار قدم	پڑتے ہین صورت چوب کف بیمار قدم
پاے رنگین سے جو ہر نقش قدم ہے گل تر	چار باغ آ گئے نظر تم جو چلو چار قدم
سالک راہ محبت کو ہے غفلت سے ضرر	دیکھو سونے سے ہو جاتے ہین بیکار قدم
مرتبہ خاک نشینون کا جو سمجھے کوئی	رکھے پھر نقش قدم پر بھی نہ زنہار قدم
بے سبب دشت جنون مین نہین سرگردانیم	قلم آسا نہین رکتے کبھی بیکار قدم
حشر برپا ہو کہین لوگ قیامت آئے	ربع مسکون مین ہو غل جو چلو چار قدم
بتون کا سبزۂ خط خال کا نہین محتاج	بغیر مہر یہ خط اعتبار رکھتا ہے
ترقیون مین تنزل کا بھی خیال ہے شرط	گرے ہے کونین کو نظر مین سوار رکھتا ہے
رونے پہ باندھے جو مری چشم تر کمر	کیسے زمین فلک پہ ہو پانی کمر کمر
جان جان عاشقو نہین نام جدائی کا نہ لو	موت کا ذکر نہین کرتے ہین بیمارون مین
تم سنو یا نہ سنو نالے کیے جاؤن گا	درد دل کہنے سے مطلب ہے اثر ہو کہ نہو

کڑیاں حسین ہند کی پہندے ہیں جال کے
کھیلے گا مرغ رنگ حنا کا شکار ہاتھ

اوس بت کو دیکھتے ہی ہوا دل اسیر عشق
پتھر کے نیچے دب گئے بے اختیار ہاتھ

ہر طرح مل رہیگا پس مرگ اے خلیل
دس گز کفن گز ہی کا زمین تین چار ہاتھ

اچھے نہیں ہیں جوشش وحشت کے رنگ ڈھنگ
تیور کچھ اب کی سال برے ہیں بہار کے

دم سے طلسم آدم خاکی کا ہے خلیل
پھرتی ہیں پتلیاں یہ سہارے سے تار کے

حالت صفت شمع ہے یہ سوز جگر کی
پاؤں کو جلا دیتی ہے آتش مرے سر کی

مین مرگیا وہ گھر کو گیا صبح شب وصل
نقارہ مرے کوچ کا نوبت تھی سحر کی

مرکر بھی چھپاؤں جو تری زلف کا سودا
بتی نہ دھواں دے مرے تربت پہ اگر کی

خلیل تخلص سید ابراہیم علی اکبرآبادی شاگرد گلزار علی اسیر

وصف دہن تنگ نے خاموش کیا ہے
کے جاے تکلم ہے نہ موقع ہے صدا کا

کعبہ و دیر میں کسکے لیے پھرتے ہو خلیل
سچ کہو شوق ہوا کس بت ہرجائی کا

ملجائے گا موقع جو کبھی دادرسی کا
اللہ سے اے بت تری فریاد کرینگے

خلیل تخلص علی ابراہیم خان مرحوم نائب ناظم بنگالہ گورنر جنرل لارڈ ہسٹنگس بہادر انکو عدالت دیوانی ضلع بنارس کا حاکم مقرر کیا تھا صاحب دیوان وتذکرہ شعراے فارسی واردو گذرے

تھور ونے سے میرے ترہوا جیب و کنار آخر
خلیل آنکھوں کے ہاتھوں ہو گیا گلزار پہلو مین

خلیل تخلص شیخ محمد خلیل لکھنوی شاگرد مصحفی

جب آگے ترے شمع نے سر اپنا اوٹھایا
گلگیر نے تب اوسکی وہیں دور کی گردن

سو تیغ لیے نکلے ہے اک ہاتھ مین خورشید
تا کاٹے جو دیکھے شب دیجور کی گردن

خلیل تخلص شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بہادر وزیر محمد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علی خان بہادر خلف خواجہ عبد الحکیم غدر مین مارے گئے وطن انکا کشمیر مسکن لکھنؤ شعر انکے اچھے ہوتے ہین

میرے گھر کا ہی کو آپ آئیے گا
خیر بندے ہی کو بلوائیے گا

سنکے حال شب فرقت بولے
کہئے کچھ اور بھی فرمائیے گا

ایسے ہی وعدے وفا ہوتے ہین
ہان بجا سچ ہے ضرور آئیے گا

کھیل مین جان یہ کھلوائیے گا
ہم کو شمشیر سے سر آئیے گا

نزع مین دیکھ کے فرماتے ہین
ہم جلا لین گے جو مرجائیے گا

وصل مین کہتے ہین ہو لے ہنکے
کسطرح ہجر مین مرجائیے گا

کس عنایت سے وہ کہتے ہین خلیل
شام کو آج ضرور آئیے گا

وصل اس رشکِ چمن کا گر میسر ہو خلیل
آرزو اک عمر کی ہوجاے حاصل باغ مین

ہاتھون یہ سر جو معرکۂ امتحان مین تھا
پیچھے ہٹے نہ ایک قدم کو کہین کے پاؤن

خموش تخلص مرزا خدایار دہلوی ملازم راجہ رنجیت سنگھ بہادر پنجاب مین سکونت اختیار کی تھی

خموش کس سے نیا اختلاط ہے کہ ہمین
کچھ اندنون کہین تیرا پتا نہین لگتا

خندان تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

گردش چشم پہ ترے جب کہ نگاہ کیجیے
خانۂ دل کو اپنے ہاتھ آپ تباہ کیجیے

خواجہ تخلص مولوی عبدالعزیز خلف مولوی اظہر علی مرحوم منشی سابق فورٹ ولیم کالج کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ وطن انکا سلہٹ مولد و مسکن کلکتہ بڑے ذہین و ذکی ہین شعر اچھا کہتے ہین سنہ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین انتقال کیا

دل لیکے جان مانگتے تھے وہ بھی لے چلے
اب میرے آپ کے کوئی جھگڑا نہین رہا

گر درد سر گیا تو رہا درد دل اوسے
بیمار عشق ایک دن اچھا نہین رہا

بعد فنا بھی درد و الم میرے ساتھ ہین
مرقد مین بھی رہا تو مین تنہا نہین رہا

دیر و حرم مین سب مری صورت سے ہین نفور
دل دے کے آپ کو مین کہین کا نہین رہا

چشم تحقیق سے جب سوے کلیسا دیکھا
بت مین بھی جلوہ نما نور خدا کا دیکھا

ساقیا آگے ترے دیدۂ میگون کے مدام
بادۂ سرخ کو پانی سے بھی پتلا دیکھا

گرمجوشی غیر سے کرکے جلایا آپ نے
اب تو صاحب آپ کا ٹھنڈا کلیجا ہو گیا

یاد گل مین ہووے اے خواجہ اگر گریہ کنان	موج آب اشک بلبل سے ہو طوفان باغ مین
تونے جو چھپا ہے پسینا جو رخ گلگون کا	دامن گل سے بھی زیادہ ہے معطر دامن

خواجہ تخلص خواجہ نجف علی باشندۂ ہوگلی منشی پلٹن انگریزی راقم کے ملاقاتی تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

بعد مرنے کے مرے مٹی کا ملنا چھوڑا	سر مہ رکھا ہی رکھا خاک ہوا میرے بعد

خواہش تخلص حاجی میر آلہ داد متوطن الہ آباد مقیم دہلی

تیرے آنے کی دھوم ہے دل مین	حسرتون کا ہجوم ہے دل مین
ہر قدم پر ہین آفتین برپا	چال ہے یا کوئی قیامت ہے

خود غرض تخلص ایک شخص فرخ آبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

بند قبا کو کھول کے گلشن مین تو نہ جا	ہووے نہ گل گلے کا کہین ہار دیکھنا

خورشید تخلص خوشوقت علی خان ولد داؤد خان تھانہ دار باشندۂ اکبرآباد کانپور مین رشک کے شاگرد ہوئے تھے لکھنؤ مین جاکے برق کے شاگرد ہوئے

بیٹھے جو سامنے وہ دوپٹا اوتار کے	پھولا مین اسقدر کہ انگرکھہ مسک گیا
بہت پھرانہ بتون نے سنی مری فریاد	خدا کے ہاتھہ ہے خورشید فیصلہ دل کا
وہ صبح وصل کس کس ناز سے ہمکو جگاتے ہین	سدھارے رات اوٹھو صبح محشر سر پہ آئی ہے

خورشید تخلص مرزا احسن علی عرف میان سابو مرشدآبادی راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے

ہے خیال عارض گلرنگ جانان کیا مجھے	خار آتا ہے نظر آنکھون مین گلشن آج کل

خورشید تخلص پنڈت سورج پرشاد خلف پنڈت آسارام

چھو لو نہ بلبلو چمن بے ثبات پر	غنچون کی جو چٹک ہے وہ کوس رحیل ہے

خورشید تخلص خورشید عالم خلف سید مقصود عالم مقصود باشندۂ سہانی

قتلگہ مین یہ شہیدون کا بہا یا ہے لہو	پہنچی کا گھاٹ دریا کا کنارا ہو گیا

خورشید تخلص خورشید احمد شاگرد و برادر عم زادہ شاہ رؤف احمد رافت

مومن خان

مومن خان اور مرزا غالب سے بھی اصلاح لی تھی ماوراء النہر اور خراسان کی سیر بھی کی تھی انکا مولد لکھنؤ و مسکن دہلی حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد مین سے تھے

پھاڑنے کو اور کیا باقی رہا دست جنون	چاک دامن ہوگیا تیرے گریبان ہوگیا
نوید وصل یہ مانا کہ جھوٹ ہے خورشید	کسیطرح کوئی تسکین اضطراب تو دے

خورم تخلص محمد احمد باشندۂ شاہجہان آباد

جان تن سے نکلجائے ترے سامنے بے تہہ	اک دم کی دم اس خنجر کے بالین سے نہ جا تو

خیال تخلص غلام حسنخان دہلوی برادرزادہ وشاگرد برکت اللہ خان برکت اشعار فارسی انکے ایک سے زائد ہونگے

تجھے تو غیر کو منظور منہ دکھانا تھا	نقاب کھولنا گرمی سے اک بہانہ تھا
جھلک ایسی کوئی دکھلا گیا مہ پارہ غرفی مین	کہ جو چلمن مین شبگ رہ گیا نظارہ غرفہ مین
تیرا شگفتگی پہ دل آیا ہے اے خیال	اے غنچۂ فسردہ تجھے بھی ہوا لگی

حرف دال مہملہ

داد تخلص مولا داد خان لکھنوی

نہ جائے باغ مین رشک چمن مرا اے داد	شہید ناز کی دیکھی اگر کفن کی بہار

دارا تخلص مرزا دارا بخت بہادر فرزند ارجمند ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد ذوق جوانی مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

سحاب پارۂ دامن ہے آبدیدون کا	نمود برق طپیدہ دل طپیدون کا
کھلا کسی پہ نہ اسودگان خاک کا حال	ہجوم مہد زمین مین ہے آرمیدون کا
جا پھنسا حلقۂ زلف بت عیار مین دل	لے گئی کھینچ کے شامت دہمن مار مین دل
ہم خاک ہوکے آئے ہین کوچہ مین یار کے	لیکن یہ خوف ہے کہ صبا کو خبر نہو
مجھسے کب ہوتا ہے اے دارا وہ صاف	اوسکے دل مین بدگمانی اور ہے

داغ تخلص میر مہدی دہلوی مقیم لکھنؤ فرزند وشاگرد میر سوز بیس برس کی عمر مین

چاندنی کی سیر کو کسطرح نکلے وہ صنم	دیکھنے مہ کا تماشا آفتاب آتا نہین

دائم تخلص دائم علی باشندۂ کلکتہ

جب جدا مجھسے یار ہوتا ہے	دل مرا بیقرار ہوتا ہے
بے صبر و بے شکیب ہے خانہ بدوش ہے	دلخستہ اور شکستہ یہ دایم مدام ہے

دبیر تخلص مرزا سلامت علی ولد مرزا غلام حسین کاغذ فروش لکھنوی شاگرد مظفر حسین ضمیر مرثیہ اچھا کہتے ہین مگر ایسا نہین کہ عیوب شاعری سے پاک ہو راقم نے انکو عظیم آباد مین دیکھا ہے

روان کرتا تھا خنجر گاہ گاہے روک لیتا تھا	عجب ناز و ادا سے اوسنے کاٹا میری گردن کو
دلا ان تنگ چشمون سے نہ چشم مہر تو رکھیو	کسی کے حال پر روتے نہ دیکھا چشم سوزن کو

درخشان تخلص سید علی جان مخاطب بہ مہتاب الدولہ ولد میر مغل لکھنوی متوطن خراسان مقیم مٹیابرج متعلق کلکتہ شاگرد مظفر علی اسیر ملازم بادشاہ اودہ صاحب دیوان ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لئے بھیجے تھے راقم نے انکو مشاعرہ مین دیکھا ہے

سب مساوی ہے زر و ملک مع اگر نہ ہوا	آینہ تختۂ تابوت سکندر نہ ہوا
غالب ہوئی جو نکہت گل پر شمیم زلف	غنچون نے چٹکیون مین صبا کو اوڑا دیا
گھٹ گئی جب عمر اوس گیسو کا سودا آ گیا	تھا مگر وقت زوال شمس سایا بڑھ گیا
وبال اس سے کٹنے کا نہ بالا بالا جا لگا	دھوان اسکو نہ اے قاتل سمجھنا شمع روشن کا
چاند دیکھے جو کوئی تیری سپر مین خورشید	سر دھنے خوب گریبان سحر مین خورشید
شیشہ و جام سے معمور ہے سارا بازار	آ گئی دختر رز دیکھنے مینا بازار
خلش ہمین سے نہین ہے کچھ اوس پری کو	ادا و ناز سے محرم ہے تنگ سینے پہ
ہے تیری آرزو مجھے اے جان آرزو	کیا آرزو ہے واہ رے قربان آرزو
طواف تھا جو کبھی دل کے گرد پھرتے ہم	جہاد تھا جو کبھی خون آرزو کرتے

درد تخلص حضرت خواجہ میر دہلوی خلف الرشید خواجہ ناصر عندلیب علیہما الرحمۃ انکے اشعار فارسی و ریختہ نہایت پر درد ہوتے ہین وصال انکا روز آدینہ بست و چہارم

صفر سنہ ۱۱۹۹ گیارہ سو ننانوے ہجری مین ہوا راقم نے انکے مزار مبارک کی زیارت کی ہے نالۂ درد و آہ سرد و سوز دل و شمع محفل درد دیوان انکی نظر سے گذرے

بارے مجھے بتا تو سہی کیا سبب ہوا
پھر مجھ پہ مہربان ہوا تو غضب ہوا

اے آنسوؤ نہ آوے کچھ بات دل کی لب پہ
لڑکے ہو تم کہین مت افشاے راز کرنا

دل کسکے چشم مست کا سرشار ہو گیا
کسکی نظر لگی کہ یہ بیمار ہو گیا

نالۂ دل کا اثر دیکھ لیا دردبس
جی مین نہ رہ جاے یہ آہ بھی کر دیکھنا

مثل نگین جو ہم سے ہوا کام رہ گیا
ہم روسیاہ جاتے رہے نام رہ گیا

اوسنے قصداً بھی میری باتون کو
نہ سنا ہوگا گر سنا ہوگا

کی تو تھی تاثیر آہ آتشین نے اوسکو بھی
جبتلک پہونچے ہی پہونچے راکھ کا اک ڈھیر تھا

سینہ و دل حسرتون سے چھا گیا
بس ہجوم یاس جی گھبرا گیا

اون لبون نے نہ کی مسیحائی
ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا

کھینچے ہے دور آپ کو میری فروتنی
افتادہ ہون پہ سایۂ قد کشیدہ ہون

کرتا ہون بس مرگ بھی حل مشکل عالم
بجس ہون پہ ناخن کی طرح عقدہ کشا ہون

مرے ہاتھون کے ہاتھون اے عزیزو
گریبان چاک ہے چاک گریبان

ہم کس ہوس کی تجھ سے فلک جستجو کرین
دل ہی نہین رہا ہے جو کچھ آرزو کرین

فلک سمجھ تو سہی ہم سے اور گلوگیری
یہ ایک جیب ہے سو تار تار رکھتے ہین

اوسنے کیا تھا یاد مجھے بھول کر کہین
پاتا نہین ہون تب سے مین اپنی خبر کہین

اودھر بات کرنا ادھر دیکھ لینا
سمجھتا ہون سب ایک عیار مین ہون

اپنے بندے پہ جو کچھ چاہو سو بیداد کرو
یہ نہ آجاے کہین جی مین کہ آزاد کرو

نہ کہین عیش تمھارا بھی منغص ہووے
دوستو درد کو محفل مین نہ تم یاد کرو

نہین شکوہ مجھے کچھ بیوفائی کا تری ہرگز
گلہ تب ہو اگر تو نے کسی سے بھی نباہی ہو

ہر چند تجھے صبر نہین درد ولیکن
اتنا بھی نہ ملیو کہ وہ بدنام کہین ہو

ہر طرح زمانے کے ہاتھون ہون ستم دیدہ
گر دل ہون تو آزردہ خاطر ہون تو رنجیدہ

کاش تا شمع نہ ہوتا گزر پروانہ | تم نے کیا قہر کیا بال و پر پروانہ
اہلِ فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے | لوحِ مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے
اس طرح سے اک لخت جو آنسو نہین تھمتے | معلوم ہوا درد کہین آنکھ لڑی ہے
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی | ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی
تہمتِ چند اپنے ذمے دھر چلے | جس لیے آئے تھے ہم سو کر چلے
آہ بس مت جی جلا تب جانیے | جب کوئی افسون ترا اوس پر چلے
ساقیا یہان لگ رہا ہے چل چلاؤ | جب تلک بس چل سکے ساغر چلے
دل بھی تیرا ہے ڈھنگ سیکھا ہے | آن مین کچھ ہے آن مین کچھ ہے
مین وہ فتادہ ہون کہ بغیر از فنا مجھے | نقشِ قدم کی طرح نہ کوئی مٹا سکے
خلوتِ دل مین کردیا اپنے حواس نے خلل | حسنِ بلاے چشم ہے نغمہ وبالِ گوش ہے

درد تخلص میر رحمت علی ولد سید علی شاگرد غلام مولی قلق باشندۂ میرٹھ

نہین پڑھنے کا وہان کوئی ہرگز | خط ہے میرا لکھا مقدر کا

درد مند تخلص کریم اللہ خان قرابت دار عمدۃ الملک شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین علی اصغر کبیر کے ہمراہ مرہٹون کی لڑائی مین شہید ہوئے

ظالم کردن مین ظلم سے فریاد کب تلک | اک رحم بھی ضرور ہے بیداد کب تلک
تحملِ آتشِ غم مین دل بیتاب کیا جائے | ٹھہرنا ایک دم بھی آگ پہ سیماب کیا جائے
کنارہ سے کنارہ کب ملے ہے بحر کا یارو | پلک لگنے کا مضمون دیدۂ پرآب کیا جائے

درد مند تخلص محمد فقیہ شاگرد حضرت میرزا مظہر جانجانان قدس سرہ بنگالہ مین بھی آئے تھے سنہ ۱۱۶۰ گیارہ سو سٹھہ ہجری مین مرشد آباد مین وفات پائی صاحب ساقی نامہ و دیوان فارسی گزرے

رباعی

کہسار مین جا گرا ہے ناحق کے تئین | پرویز سے جا بھڑا ہے ناحق کی مین
کوئی ٹکر پہاڑ سے لیتا ہے | فرہاد کا سر پھرا ہے ناحق کے تئین

درویش تخلص میر شاہ علی دہلوی شاگرد میر نظام الدین ممنون حضرت شاہ اسد اللہ دبا
کی اولاد مین تھے آخر ایام مین شعرگوئی ترک کی تھی +

درویش کو مجنون بھی لکھا کرتا تھا عرضی	اس مملکت عشق مین اوستاد سمجھکر
ایک شب بیٹھے تھے جس گھر مین کبھی یار سے مل	روز روتے ہین وہانکے در و دیوار سے مل

دریا تخلص پنڈت رتن ناتھ خلف پنڈت امرناتھ شعلہ دیوان سبحان علیخان کمبوہ
باشندہ لکھنؤ شاگرد رشک

نادیدے ہین رقیب نہ دیکھا کرو انھین	نظر انکھین نہ جاے یہ شمع قمر اکی لو
کھینچون جو آہ سرد تو ٹھنڈی ہون دوزخین	دریا کے آگے پانی ہے نار سقر کی لو

دریغ تخلص سید زین العابدین باشندہ دہلی نبیرہ سیف الدولہ بہادر شاگرد نصیر دہلوی

یون وہ بولا دیدۂ تر دیکھکر دو چار کے	ڈوبتے تجھکو نظر آتے ہین گھر دو چار کے

دل تخلص مولوی شمس الدین مقیم دہلی بڑے متقی و پرہیزگار تھے

صبح ہو آتی ہے اور رات چلی جاتی ہے	تیری ابتک بھی وہی بات چلی جاتی ہے

دل تخلص ذہبی پیرزادہ مرشد آبادی

امید وصل اوس سے عبث تو رکھے ہی دل	جس سے کہ رسم نامہ و پیغام بھی نہ ہو

دل تخلص آزاد خان مذہب ہندو کو ترک کرکے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے

یہ تماشا ہے کہ قاصد کو ملے ہے دشنام	خط کا انعام گیا نامہ و پیغام گیا +

دل تخلص زور آور خان باشندہ کول صاحب مثنوی و دیوان گزرے

مت پھرا دل مرا اے ناصح جاہل اگر	پھر بھی جاتا ہے نصیحت سے کوئی دل اگر
کیا سینے کو وا اسنے لگائی آگ گلشن مین	عیان ہے داغ حسرت لالۂ احمر کی چھاتی پر
ساقی نے جو پلایا مجھے مین نے پی لیا	زاہد تجھے خبر ہے حلال و حرام کی

دل تخلص محمد عابد مرحوم برادر محمد روشن جوشش باشندہ عظیم آباد

تیری زلفون مین پھنسا دل یہی قصہ ہوئی	نقد جان لیجیے حاضر ہے گنہگاری دل
نالے ہی سدا بھر بھر دن عمر کی بھرتے ہین	ہین نزع مین ہم تجھ بن جیتے ہین نہ مرتے ہین

جون آئینہ بہ ستم رسیدہ ہو	رہتا ہے مدام آب دیدہ
تمھارے در پہ جو در بانے آستین پکڑی	برنگ نقش قدم ہم نے بھی زمین پکڑی

دلنوش تخلص بہادر سنگھ کھتری نبیرۂ راجہ خوشحال رائے دہلوی

ہون ترے ہجر مین حجن دیدۂ نرگس حیران	چشم پوشی نہ کرا اپنے گنہگار سے مل

دلسوز تخلص لچھمی نراین خلف آتمارام باشندۂ فرخ آباد

دیکھتا گر جوش طوفان کا مری آنکھونمین آہ	اپنی کشتی کے لیے گردون بھی لنگر مانگتا

دلسوز خیراتی خان قوم افغان باشندۂ قصبۂ شیل مقیم دہلی شاگرد نصیر نواب ظفر یارخان خلف سٹر شمرو فرانسیس کی رفاقت مین تھے میکشی سے نہایت ذوق رکھتے تھے بے پور مین جاکے انتقال کیا

جگر فراق کے ہاتھون سے لالہ زار رہا	یہان خزان مین سدا موسم بہار رہا
تپ فراق کے بیمار کی جو دیکھی نبض	طبیب کو بھی کئی دن تلک بخار رہا
ارادہ پاے بوسی کا تھا یہ بیدا دگر اپنا	گرا قدمون ہی پر تیرے کٹا جسوقت سر اپنا
وہ منہ زلفون سے ڈھانکے ہین تو ہم آنسو بھاتے ہین	وہ دن کو رات کہتے ہین تو ہم تاری دکھاتے ہین
سب سہین گے ہم اگر لاکھہ برائی ہو گی	پر کہین آنکھہ لڑائی تو لڑائی ہو گی
رات تم اسطرف جو آن پھرے	دن مرے کچھ تو میری جان پھرے

دلگیر تخلص حمایت اللہ خان دہلوی ولد عالم خان رمل و نجوم و ہیئت مین اچھی مہارت رکھتے تھے آبا و اجدا انکے نعمت خانۂ شاہی کے دارغہ تھے

دلگیر سے تم چھپکے سے گر آن کے ملتے	رسوائی ہر کہ جیہ و بازار نہ ہوتی
جسطرح ناک مین دم لایا ہے میرا یہ شیخ	یا خدا اوسکے بھی پیچھے یون ہی شیطان پڑے

دلگیر تخلص چھنولال کایتھ لکھنوی شاگرد نوازش حسینخان نوازش اپنے مذہب کو ترک کرکے شرف اسلام سے مشرف ہوئے تھے بیشتر مرثیہ کہتے تھے غزل مین طرب تخلص کرتے تھے لیکن چونکہ انکا تخلص دلگیر کرکے مشہور ہے اسلیے شعر انکا دلگیر تخلص کے تحت مین لکھا گیا

معطر اوسکے نہانے سے بسکہ آب ہوا	حباب بحر ہر اک شیشہ گلاب ہوا
باتین تری سنا کرین اور دیکھین تیری شکل	وہ مدعائے گوش ہے یہ مدعای چشم
آئے طرب ترا جو وہ خوش چشم باغ مین	نرگس کے دستے کیجیو تو بھی فدای چشم

دلیر تخلص شاہ دلیر عظیم آبادی درویش تھے

پھر بھی یارب وہ کبھی دن رات ہو	یارب ہو مین ہون گلی مین ہاتھ ہو

دوست تخلص شیخ غلام محمد عظیم آبادی مقیم مرشد آباد

کافر ہو جسکے دل مین تری آرزو نہ ہو	کس کام کی زبان کہ تری گفتگو نہ ہو
صنم جو دیکھہ مجھ کو تو کہے ہے دور آنکھو نسے	کچھ اپنا بس نہین ظالم مین ہون مجبور آنکھو نسے

دوست تخلص ایک شخص فرخ آبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

روش گریہ مری چشم سے سیلاب نے لی	بیقراری دل بیتاب سے سیماب نے لی

دولہ تخلص نواب جہانگیر محمد خان عرف نواب دولہ ابن امیر محمد خان برادر وزیر احمد خان مرحوم والی بھوپال شعر فارسی بھی کہتے تھے اپنی زوجہ نواب سکندر بیگم کے مکر سے عین جوانی مین شربت مرگ نوش کیا

پھولون مین بھی میرے وہ گل اندام نہ آیا	مرنا بھی مرا ہاے مرے کام نہ آیا
صبا خوش آوے بھلا کب مجھے چمن کی بو	بسی دماغ مین ہے میرے اوس بدن کی بو

دولہ تخلص مرزا علی نقی شاگرد اصغر علی خان نسیم مقیم لکھنؤ

عاشقونکے واسطے حال پریشان چاہیے	آگئی ہے فصل جنون ٹکڑے گریبان چاہیے

دیوانہ تخلص مرزا محمد علی خان بنارسی دہلی مین بھی گئے تھے

اوسکا آخر ادھر کلام ہوا	اپنا قصہ ادھر تمام ہوا
آیا نہ بعد مرنے کے بھی وہ مزار پر	خاک اڑا سکے پیچھے آپ کو ہم نے کیا عبث
میری سرگشتگی کو دیوانہ	پہونچے کب آسمان کی گردش

دیوانہ تخلص راے سرب سنگھ ہمشیرہ زادہ راجہ مہاراین فن شعر سے خوب ماہر تھے فارسی بشتیر کہتے تھے انسے چار دیوان فارسی یادگار ہین

دل سدا تڑپے ہے میرا مرغ بسمل کیطرح
یا کر سیکھے مرغ بسمل نے مری دلکی طرح

جان پر آبنی ہے دم مری خاموشی سے
بات کچھ بن نہین آتی ہے اب اظہار بغیر

دل ہے کہ تیری تیغ کے آگے سے ٹل نہ جاے
رستم کا کب جگر ہے کہ زہرہ پگھل نہ جاے

حرف ذال معجمہ

ذاکر تخلص مرزا احمد بیگ دہلوی شاگرد مرزا رستم

چھوڑ اسلام کو اور کھینچکے قشقہ ذاکر
طالب کفر ہوا اوس بت عیّار سے مل

ذاکر تخلص مولوی ذاکر علی بنارسی خلف مولوی فضل علی شاگرد مصحفی شعر خوب کہتے ہین صاحب دیوان ہین

شب جو نالان بیکسی سے یہ دل صد پارہ تھا
آسمان سے خون فشان ہر دیدۂ سیارہ تھا

شب جو باتون مین وہ مہ پیکر بہل کر رہ گیا
رنگ سو سو طرح سے گردون بدلکر رہ گیا

لیلی کا جب کہ نجد سے محمل نکل گیا
آرام قیس لاکھون ہی منزل نکل گیا

لالۂ صد رنگ پھولا کوہ پر تو کیا عجب
کوہکن کا خون کیا کیا رنگ ابھی دکھلائیگا

یہی ہے گر حال آہ سوزان گرینگے جلکر فلک زمین پر
یہی ہین نعرے تو دیکھ لینا کہ حشر ہی حشر تک زمین پر

دل پھر گیا حرم سے اب دیر مین بسا ہے
دل مین صنم صنم ہے لب پر خدا خدا ہے

تو دست برہمن سے مارا پڑے گا زاہد
ناقوس اے ستمگر ٹوٹا تو سنکھ سا ہے

جواہر خانہ زندان کو کیا ہے چشم پر خون نے
مری زنجیر پر رنگ جڑ دیے ہین اشک گلگون نے

پتلیون تک خون ہو لخت جگر آنے لگے
لعل احمر سنگ موسے مین نظر آنے لگے

ذاکر تخلص سید ذاکر حسین منصف ہاترس خلف علی حسین باشندۂ الہ آباد

بعد مردن بھی نہ کم گردش قسمت ہوگی
تودۂ خاک لحد اپنا بگولا ہوگا

ذاکر تخلص میر جان خلف و شاگرد فخر الدین ماہر لکھنوی تمام دیوان انکا اسی رنگ پر ہے

چھینک آکے گھس نجائے کہین ناک مین تیری
اے چلبلے نہ ڈال تو قطلگیر ناک مین

ذاکر مین اوسکے در پہ یہ بیٹھا کہ رہ گئی ۔۔۔ ہل سکتے اب ذرا نہین مجھ خستہ تن کے

ذبیح تخلص حکیم محمد اسمعیل خان عرف اچھے میان خلف محمد ابراہیم خان باشندۂ دہلی

تسکین تجھسے ہو جو کسی تشنہ کام کی ۔۔۔ اے آب تیغ یہ ہی ہے اک بات نام کی

ذبیح تخلص مرزا امان علی مقیم بہادر مذہب تشیع سے توبہ کرکے مذہب سنت و جماعت اختیار کیا تھا

اسقدر تو ہو رجوع قلب عاشق سوے دوست ۔۔۔ منہ جو دشمن کا نظر آوے تو سمجھے روے دوست

یہ وہی سر ہے کہ اب ہی اپنے زانو پر سدا ۔۔۔ یا اسی کو تھا میسر تکیۂ زانوے دوست

ذرہ تخلص منشی اتواری لعل باشندۂ کلکتہ راقم کی ملاقاتیون مین ہین

دلدار کی خاطر سے دل زار بھی چھوڑا ۔۔۔ الفت مین سمن رویون کے گلزار بھی چھوڑا

ذرہ تخلص مرزا رام ناتھ بہادر نظارت شاہی دہلی کے پیشکار تھے

ترے کوچہ مین روز و شب پڑا پھرتا ہے یہ ذرہ ۔۔۔ بجا ہے ایسے دیوانے کی مطلب کو روا کرنا

ذرہ تخلص لالہ شنکر لال لکھنوی شاگرد رشک

قامت ہے سرو لالہ سے ہے رخ نرگس انکھین ہین ۔۔۔ نسرین کے ساعد اور گل یاسمن کے پاون

ذرہ تخلص لالہ جوالاپرشاد خلف لالہ دھرم نراین وکیل ضلع فرخ آباد

یہ عالم ہو گیا سوز جگر سے ۔۔۔ نکلتی آگ ہے دیوار و در سے

ذکا تخلص پنڈت سری کشن خلف پنڈت دیارام کشمیری امین عدالت دیوانی فرخ آباد

نہایت سخت جان ہو نہین نہایت سخت جان ہون مین ۔۔۔ نہ ٹوٹے خنجر بران کہین یہ مجھکو خطرا ہے

ذکا تخلص ذکاء اللہ خان لکھنوی حافظ رحمت اللہ خان مرحوم کی اولاد مین سے تھے

آہ کسطرح سے اوس پردہ نشین کو دیکھون ۔۔۔ اوسکے گھر مین تو کوئی روزن دیوار نہین

ذکا تخلص خوب چند کایتھ دہلوی تلمیذ نصیر صاحب دیوان و تذکرہ گزرے

آسیا سر پہ چلی جب کہ ذکا نیند کہان ۔۔۔ ہاتھ سے چرخ کی ڈھونڈھے ہے تو آرام کہین

نقش پا خالق گیتی نے بنایا مجھ کو ۔۔۔ جسکے قدموں سے لگا اوسنے مٹایا مجھکو

ہلی ہے ابروے دلدار دیکھیے کیا ہو ۔۔۔ کہان کہان چلے تلوار دیکھیے کیا ہو

ہماری خاک سے گذرا جو باندھکر دامن	کچھ اپنے جی مین وہ شاید غبار رکھتا ہے

ذکا تخلص شیخ مخدوم بخش نوحہ خوان ساکن لکھنؤ شاگرد مرزا خانی نوازش

یارب کسی کے بس مین کسیکا نہ آئے دل	تجھسے یہ اب کہا نہین جاتا کہ ہاے دل

ذوق تخلص خاقانی ہند شیخ محمد ابراہیم دہلوی استاد جنت آرامگاہ بہادر شاہ ظفر بادشاہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی جمیع اصناف سخن پر قادر تھے مضامین تازہ وعالی و عاشقانہ خوب باندھتے تھے راقم الحروف کے زعم مین ریختہ گویون مین اس قدرت کا شاعر پیدا نہین ہوا ۱۲۷۱ بارہ سو اکہتر ہجری مین راہی ملک بقا ہوے دیوان انکا نظر سے گذرا ہیچمیرز نے یہ تاریخ اونکے انتقال کی کہی ہے

تاریخ

کی قضا ذوق نے افسوس ہے ہے	مرگ کا اوسکے جہان کو غم بجا ہے
سال کا ناسخ نے مصرع یہ لکھا	انتقالِ شاعرِ کامل ہوا ہے

ذوق

ہوا حمدِ خدا مین دل جو مصروف رقم میرا	الف الحمد کا سا بنگیا گویا قلم میرا
جھانکتے تھے وہ ہمیں جس روزنِ دیوار سے	واے قسمت ہو اوسی روزن مین گھر زنبور کا
ہم ہون اور سایہ ترے کوچہ کی دیوار ونکا	کام جنت مین ہے کیا ہم سے گنہگار ونکا
نالہ اِس شور سے کیون میرا دوہائی دیتا	اے فلک گر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا
ہو تو عاشق سو جگر اوس دشمنِ ایمان کا	دل نکر جلدی کہ جلدی کام ہے شیطان کا
تو ہماری زندگی پر زندگی کی کیا امید	تو ہماری جان لیکن کیا بھروسا جان کا
حذر ہے خون سے دلِ پایمال کے کیسا	چلا ہے دیکھو وہ دامن سنبھال کے کیسا
بغل سے لیگئے دل کو نکال کر وہ صریح	جو مانگا تو کہا آنکھین نکال کے کیسا
ہزار دم ہین اوسے یاد تو نے دیکھا ذوق	گیا وہ غیر کے گھر تجھکو ٹال کے کیسا
اِس سے تو اور آگ وہ بیدرد ہو گیا	اب آہ آتشین سے بھی دل سرد ہو گیا
بالی طبیب دست سے ہین کیا اچھا ہوا	ہے دل سے زندگی سے ہمارا اچھا ہوا

جدا ہون یار سے ہم اور نہ ہون رقیب جدا
نشۂ دولت کا بدا طوار کو جس آن چڑھا
موت اوسکو یاد کرتی ہے خدا جانے کہ گور
ذوق کے مرنے کی سنکر پہلی تو کچھ رک گئی
عبث جان منتظر ہونٹون پہ ہی وہ شوخ کب آیا
آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز
کہے ہے خنجر قاتل سے یہ گلو میرا
ترے جوڑے کے کہلنے نو مراد استانہ باندھا
گل اوس نگہ کے زخم رسیدون مین مل گیا
وہ کون ہے جو مجھ پہ تاسف نہین کرتا
مذکور ترے بزم مین کِسکا نہین آیا
سرمہ ہے سفاک شہرہ ہے نگاہِ یار کا
کیا طبع مین جودت ہے جھٹ دل کی اوڑا جانا
زاہد شراب پینے سے کافر ہوا مین کیون
یہان تک عدو زمانہ ہے مرد دلیر کا
ہے قفس سے شور اک گلشن تلک فریاد کا
مسجد مین اوسنے ہمکو آنکھین دکھاکے مارا
بیمار عشق کا جو نہ تجھسے ہوا علاج
وہ مثل ہے ناوٗ یہ [illegible] ڈبوئی خضر نے
ریشِ سفید شیخ [illegible] ہے ظلمت فریب
ٹھہری ہے اوسکے آنکی یہان کل یہ جا صلاح
کیا آئے تم جو آئے گھڑی دو گھڑی کے بعد
جھومر کا نظر سر پہ ترے آ تو پڑا چاند

ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا
سر پہ شیطان کے اک اور بھی شیطان چڑھا
یون ترا بیمار غم جو ہچکیان لینے لگا
پھر کہا تو یہ کہا منہ پھیر کر اچھا ہوا
اگر چلم کو بھی آیا تو ہم جانینگے اب آیا
کتنا طوطی کو پڑھایا پھر وہ حیوان ہی رہا
کمی جو مجھسے کرے تو پیے لہو میرا
عجب تقدیر نے عقدہ یہان کھولا وہان باندھا
یہ بھی ہوگا کہ شہیدون مین مل گیا
پر میرا جگر دیکھ کہ مین اف نہین کرتا
پر ذکر ہمارا نہین آتا نہین آتا
سچ کہا ہے بارڑھ کاٹی نام ہو تلوار کا
ہونٹون کا یہان ہلنا وان بات کا پاجانا
کیا ڈوب مرا پانی مین ایمان بہ گیا
جھلسین ہین منہ شکار کیے پر بھی شیر کا
خوب طوطی بولتا ہے اندنون صیاد کا
کافر کی دیکھ شوخی گھر مین خدا کے مارا
کہہ اے طبیب تو ہے کہ پھر تیرا کیا علاج
لیگیا خط ذقن دل کو سوے گرداب کھینچ
اس مکر پہ بندگی مین نہ کرنا گمان شیخ
اے جان لب آمدہ اب صبر ہی کیا صلاح
سینے مین ہوگی سانس اڑی دو گھڑی کے بعد
آتا وعدہ چڑھے جانے کا لا بوسہ چڑھا چاند

کہا پتنگ نے یہ وار شمع پر چڑھکر
مجھ کرنے کو مرے بوچھتے کیا ہو تکبیر
ساغرِ دل بیچتا آیا ہون کھومت ہاتھہ سے
اہل جوہر کو وطن مین رہنے دیتا گر فلک
تونے گل کو سر پہ رکھا جب چمن مین توڑکر
وہ کہے کون ہے قربان مرے اس حسن پر
مجھ مین کیا باقی ہے جو دیکھے ہی تو آن کی پاس
کیا زبان چلتی ہے اوس بزم مین بدگو یونکی
پھر کرا دھر اودھر نہ ہمارا اگیا قلق
صفحۂ دہر پہ یکدل نہ ہوا ایک سے ایک
ہوتی ہے جمع زر سے پریشانی آخرش
اوس جورِ وش کا گھر مجھے جنت سے ہی سوا
ہفتاد و دو فریق حسد کے عدو سے ہین
وقت پیری شباب کی باتین
پھر اوس قرہ کی یاد کرے دل تو دل مین فرق
مین وہ نہین کہ تم ہو کہین اور کہین ہو ہمین
تو کہے غنچہ کہ اوس لب پہ دھڑی خوب نہین
ہم اپنے جذبۂ دل کے اثر کو دیکھتے ہین
خط پڑھ کے اور بھی وہ ہوا پیچ و تاب مین
نہین خضاب سے مطلب ہمین یہ موی سفید
چار ٹکڑے کرو دل کے کہ نہین ہو سکتا
اسیر رنج و غم مین ہون مریضِ جان بلب ہین ہون
سوال بوسہ کو ٹالا جواب چین ابرو سے

بڑا افرا ہے جو مرے کسی کے سر چڑھکر
تم چھری پھیر بھی دو نام خدا کا لیکر
جو کہتا ہے کیون یہ جنس دستگر دان چھوڑکر
لعل کیون اس رنگ سے آتا بدخشان چھوڑکر
مین بھی حاضر ہون کہا غنچہ نے یہ منہ پھوڑکر
مین کہون مین تو کہے مین کی چھری گردن
بدگمان وہم کی دارو نہین لقمان کی پاس
منہ مین انکے یہ زبان ہے کہ الٰہی مقراض
لفظ قلق کیطرح سے وہ ہی رہا قلق
دل کے دو حرف ہین سو وہ بھی جدا ایک سے ایک
درہم کی شکل صورت درہم سے کم نہین
لیکن رقیب ہو تو جہنم سے کم نہین
اپنا ہے یہ طریق کہ باہر حسد سے ہین
ایسی ہین جیسے خواب کی باتین
نشتر چبھو کے مین سرِ نشتر کو توڑ دون
مین ہون تمہارا سایہ جہان تم وہین ہو ہمین
چپ کہ منہ چھوٹا سا اور بات بڑی خوب نہین
وہ پہلے بزم مین دیکھین کدھر کو دیکھتے ہین
کیا جانیں لکھدیا اوسے کیا اضطراب مین
سیاہ پوش ہوئے ماتمِ جوانی مین
لب کو دون رنج کو نہ دون لعل کو دون تل کو نہ دون
اور اس پر اب تلک جیتا ہون نہین کوئی عجب مین ہون
براتِ عاشقان بر شاخ آہو اسکو کہتے ہین

عدوے نیش زن ہر دم ہے پیر دوری ایذا
مرے نالے سے چپ ہین مرغ خوش الحان تادیر
مرگئے پر بھی تغافل ہی رہا آنے مین
جسجگہ بیٹھے ہین بادیدۂ نم اوٹھے ہین
تکتے تھے آنے کو خاطر سے ہماری پرسون
زاہد گمراہ کے کسطرح مین ہمراہ ہون
ہم وہ ہین گرم رو راہ وفا جون خورشید
دن کٹا جائیے اب رات کدھر کاٹنے کو
بجا کہے جسے عالم اوسے بجا سمجھو
تو مکدر نہ ہو تو عشق مین رسم
پتھرا دیا جلوہ نے تری چشم صنم کو
کیا پوچھتا ہے تو عمل بغض و محبت
دیکھا دم نزع و لاآرام کو
تم سی مل گر نہ غرفہ سے نکالا منہ کو
اشکباری مری مژگان کی ذرا دیکھین تو
ترے بیمار کو گر اپنے جینے کی تمنا ہو
عبث تم اپنا رکاوٹ سے منہ بناتے ہو
دیتا ہے وہ دمباز جو دم اور زیادہ
ہستی تنگ مایہ نے کچہ سہو نکل ہے ایسا
اے خنجر خونخوار نہ برشش مین کمی کر
اے ذوق وقت نالہ کی رکھ لے جگر پہ ہاتھ
چھوڑا نہ دل مین صبر نہ آرام نہ شکیب
جنونکی جیب دری پہ ہین خوب سے چلتے ہاتھ

یہ موذی زہر کی ہے گانٹھ سمجھو اسکو کہتے ہین
صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانے مین
بیوفا پوچھے ہے کیا دیر ہے لیجانے مین
آج کس شخص کا منہ دیکھ کے ہم اوٹھے ہین
ہوئے یہ ہون نہ ہوئے پر وہ تمھاری پرسون
وہ کہے اللہ ہو اور مین کہون اللہ ہون
سایہ تک بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہم کو
جب سے تو پاس نہین دوڑی ہے گھر کاٹنے کو
زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو
ایک آندھی ہین خاک اوڑانے کو
چکرا دیا غمزہ نے تری طوف حرم کو
جلتا ہوا تعویذ سمجھ نقش درم کو
عید ہوئی ذوق ولی شام کو
اور نہین گر ہنستے تو جاؤ گا الٹا منہ کرو
کتنے پانی مین ہین فوارے بھلا دیکھین تو
فلک پر سنکے ہنستے ہنستے شادی مرگ عیسی ہو
وہ آئی لب پہ ہنسی دیکھو مسکراتی ہو
غنچے کی طرح پھولے ہین ہم اور زیادہ
ابھری ہے حباب لب یم اور زیادہ
ہان تجھکو مرے سر کی قسم اور زیادہ
ورنہ جگر کو روئے گا تو دھر کے سر پہ ہاتھ
تیری نگہ نے صاف کیا گھر کے گھر پہ ہاتھ
سلوک سینہ سے بھی کچہ تو کرلے چلتے ہاتھ

رقعہ چوری سے اوسے بھیجا ہے انجان کے ہاتھ
تو جان ہے ہماری اور جان ہے تو سب کچھ

نگہ وہ ترک کہ جسکی نہین جفا کی پناہ
زیادہ ہوگا توکل سے بھی کہین روزہ

نگہ کیا اور مژہ کیا ہم تو دونون کو بلا سمجھے
ہر اک گردش مین سو انداز ناز فتنہ ور سمجھے

عدو آیا ہے بنکر نامہ بر لکھا نصیبون کا
حساب اصلا نہ پوچھے میرے دل کے زخمون کا

سمجھ ہی مین نہین آتی ہے کوئی بات ذوق اوسکی
کہان تلک کہون ساقی کہ لا شراب تو دے

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے
دل صاف ہو تو چاہیے معنی پرست ہو

یہ ذوق مے پرست ہے یا ہے صنم پرست
زخم دل پر کیون مرے مرہم کا استعمال ہے

ہوے سر باران سیہ کا ایک سر لشکری
گاہ ہجوم یاس مین ہے دل گاہ ہجوم حسرت مین

لیتے ہی دل جو عاشق دل سوز کا چلے
رخصت ہے زندان جنون زنجیر در کھڑکا ہی ہے

سر بوقت ذبح اوس قاتل کے زیر پا ہی ہے
بل بے استغنا کہ وہ یہان آئے آئے رہ گئے

زخمی ہون مین اوس ناوک دزدیدہ نظر سے
اے ذوق کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا

الٰہی کس نگہ کو مارا سمجھ کے قاتل نے کشتنی ہے
کیسے رسوائی ہو پڑ جاے جو ور بان کے ہاتھ

ایمان کی کہینگے ایمان ہے تو سب کچھ
اور اوسکی آنکھ وہ کافر کہ بس خدا کی پناہ

کہ ابھین آیا تو روزی ہے اور نہین روزہ
اسے تیر قضا اوسکو پر تیر قضا سمجھے

فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے
کرینگے رے کے خط کیا مدعی سے وہ نفا سمجھے

حساب دوستان در دل اگر وہ دلربا سمجھے
کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

نہ دے شراب ڈبوکر کوئی کباب تو دے
حورون پہ مر رہا ہے یہ شہوت پرست ہے

آئینہ خاک صاف ہے صورت پرست ہے
کچھ ہے بلا سے لیک محبت پرست ہے

مشک گر مہنگا ہے تو کیا لون کا بھی کال ہے
مانگ جو ہے اک مار سفید اوس لشکر کا سر لشکری

ہے یہ مرد سپاہی پیشہ پھرتا لشکر لشکری
تم آگ لینے آئی تھے کیا آئے کیا چلے

مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلا ہی ہے
یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جاے ہے

اُف ری بیتابی کہ یہان تو دم ہی نکلا جاے ہے
جانے کا نہین چور مرے زخم جگر سے

بہتر ہے ملاقات مسیحا و خضر سے
کہ آج کوچہ مین اوسکے شور یا نہ ذنب کشتنی ہے

غم جدائی مین تیری ظالم کہون مین کیا مجھہ پہ کیا ہی
نہین ہے قانع کو خواہش زر وہ مفلسی مین بھی ہی توانگر
قسمت اوس بت سے جا لڑی اپنی
شور قلقل یہ کیون ہے دختر رز
دیکھو اوس چشم مست کی شوخی
ہے تیری کان زلف معنبر لگی ہوئی
کہلتی ہے زیر برقعہ فانوس تاک جہانک
اے ذوق دیکھہ دختر رز کو نہ منہ لگا
ابر بہاران کی ہے کیون لطف اوٹھا بین مخوار
کب وہ گذرتے ہین مسراف و گزاف سے
کیا غرض لاکھ خدائی مین ہون دولت والے
گئے جنت مین اگر سوز محبت والے
ہائے رہی حسرت دیدار مری ہای کو بھی
نہ ستم کا کبھی شکوہ نہ کرم کی خواہش
کبھی افسوس ہے آتا کبھی رونا آتا
ناز ہے گل کو نزاکت پہ چمن مین اے ذوق
بھولا نہ مجھے قتلگہ عام مین قاتل
خط اوسکو دیکھی دیا جو قاصد نے ذوق پھر کسی کا ہوا
کیا نظر تم کو ہے یاروں نے تو کہے
یہ اقامت ہمین پیام سفر دیتی ہے
پہونچا ہے شب کمند لگا کر وہان رقیب
ساقیا عید ہے لا بادہ سے مینا بھر کے
نہین مژگان پر خون خار غم تھے دلنشین نکلے

جگر گدازی ہے سینہ کاوی ہے دلخراشی جاکنی ہے
جہان مین مانند کیمیا گر ہمیشہ محتاج دل غنی ہے
دیکھو احمق خدا سے لڑتے ہے
کیا کسی آشنا سے لڑتی ہے
جب کسی پارسا سے لڑتی ہے
رکھے گی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی
پروانہ سے ہے شمع مقرر لگی ہوئی
چھٹتے نہین ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی
کہ اوڑاتے ہین گنہگار ہے رحمت کرم سے
جنکی کہ آشنا ہے زبان لام و کاف سے
اونکا بندہ ہون جو بندے ہین محبت والے
تو یہ جا نور ہے دوزخ ہی مین جنت والے
لکھتے ہین ہاے دو چشمی سے کتابت والے
دیکھو تو ہم بھی ہین کیا صبر و قناعت والے
دل بیمار کے ہین وہی عیادت والے
اوسنے دیکھے ہی نہین ناز و نزاکت والے
اللہ رے ترا حافظہ کیا یاد غضب ہے
وہ خط نہ پہچان لینگے میرا مری عبارت نہ دیکھہ لینگے
گر منہ سے نہین کہتے اشاروں سے تو کہتے
زندگی موت [illegible] کے آنے کی خبر دیتی ہے
سچ ہے حرام اوسے کی رہی دیر آئے ہے
کہ تم سے آشنا ہم پیاسے ہین جینا بھر کے
جنون یہ نشتر کے سے کہین ڈوبے کہین نکلے

کیون ہمنے دیا دل تجھے اے سنگدل اپنا
دوبہ کربالونکو سر سے لیے ہے لیلی
مین تو اون آنکھون کی گردش کا بلا گردان ہون
نہ چھوڑ تو کسی عالم مین راستی کہ یہ شے
کیا خط مین مدعا لکھون اپنا کہ مدعی
اچھا کیا وفا کے عوض تونے کی جفا
تیغ تو اوچھی پڑی تھی گر پڑے ہم آپ سے
جب کہا مرتا ہون وہ بولے مرا سر کاٹ لے
کیا ہوا اے ذوق ہین جون مردمک ہم روسیاہ
ہے بادہ کشون کے لیے اک غیب سے تائید
چھنے تونے افشان جو اے مہ جبین سے
کیے ضبط اشک آہ پہونچی فلک پر
تو آنکھ مین نہ سرمۂ دنبالہ دار دے
اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
پتنہ سے سیکھے شیوۂ مردانگی کوئی
کچھ ہوتی آدمیت اگر ہوتے آدمی
سر تو ہے تن پر مرے تیغ ستم کیواسطے
نعل مشکل مہ تو جب تری توسن کو لگی
رہی اسطرح بعد از ترک دنیا کی ہوسناکی
نگہ کا وار تھا دل پر پھڑکنے جان لگی
چھپین ہے آشکارا عشق کرنے کے ہمکو ساقیا چوری
بڑہ بولے زیر گردون گر کوئی میری سنے
پھرتے ہین لکھے پڑھے سوتی ہین ملک و جاہ کے

کم بخت ہم اوس سخت گھڑی کو نہین پاتے
پر نہین کان بہ مجنون کے ورد [illegible]
کہ نہین تیری ہی وہان گردش [illegible]
عصا ہے پیر کو اور سیف ہے جوان کے لیے
پہلے ہی اونکو میری طرف سے پڑھا چکے
بس اب ستم نہ کر کہ کیا اپنا پا چکے
دل کو قاتل کے پٹھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے
جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے
لیکن آنکھون مین سمانا کوئی ہم سے سیکھ جائے
زاہد جو دعا مانگتا باران کے لیے ہے
ستارون مین کیا لیا جہان [illegible]
ہو عشق کم خرچ بالا نشین ہے
مفتون چشم کو یون ہی اک تیر مار دے
ہنس کر گزار یا اسے رو کر گزار دے
جب فصد خون کو آئے تو بسمل پکار دے
یہ خوبرو تو حور ہوئے یا پری ہوئے
پر لگا رکھتے ہین وہ جھوٹی قسم کیواسطے
چار چاند اور فلک پر مہ روشن کو لگی
شرابی ہو کے تائب جسطرح ہوجائے تریاکی
چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی
خدا کی گر نہین چوری تو پھر بندے کی کیا چوری
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے
طفل مکتب پڑھتے ہین گنبد مین بسم اللہ کے

دل بخش لب جان بخش پر جان طرۂ مشکین یہ ہے	عیسائی اپنے دین پہ ہے موسائی اپنی دین پہ ہے
کیا تاب دل جلوون سے جو برق لاگ رکھے	دوزخ بھی ہو تو اونکی جلوون پہ آگ رکھے
چاہیے زر ان بتان سیمتن کے واسطے	ہم قلندر یہان نہین کوڑی کفن کیواسطے
ہوس ہین کعبہ کے کیون شیخ بتخانہ ہی گھر ہے	یہان تو کوئی صورت بھی ہے وہان اللہ ہی اللہ ہے
مقابل اوس رخ روشن کے شمع گر ہو جائے	صبا یہ دھول لگائی کہ پھر سحر ہو جائے
ہمارے سینے مین وہ آتش نشین ہے ذوق	جو برق دیکھے تو فی النار والسقر ہو جائے
گر رخ کا بوسہ دیتے نہین لب کا دیجیے	وہ ہے مثل ہے پھول نہین پنکھڑی سہی
کہتے ہین آج ذوق جہان سے گذر گیا	کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے
عزیزو ناقہ لیلےٰ کی دیکھو گے شتر غمزے	اگر مجنون کو مل جائیگی خدمت ساربانی کی
ذکر کچھ چاک جگر سینے کا سن سن اپنے	کر کے مین ضبط ہنسی دیکھون ہون ناخن اپنے
خط بڑھا زلفین بڑھین کاکل بڑھی گیسو بڑھے	حسن کی سرکار مین جتنے بڑھے ہندو بڑھے
لاشہ کو دفن میرے کیجے کہ پھینک دیجے	مردہ بدست زندہ جو چاہیے سو کیجے
مری طاعت سے اب تو معصیت بھی عار کرتی ہے	مرے توبہ پہ توبہ استغفار کرتی ہے
ڈسا ہو کالے نے جسکو کافر تو وہ فسونگی اثر سے کھیلے	دہان و گیسو کا تیری مارا نہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے
باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی	کالا کرے گا منہ بھی جو ڈاڑھی سیاہ کی
درد دل ہے لوٹتا ہون میرا کسکو درد ہے	ہون مین حرف درد جس پہلو سے اولٹو درد ہے
ساتھ تیرے ہم بھی جون سایہ مقرر جائینگے	آگے جائین پیچھے جائین جائینگے پر جائینگے

ذوقا تخلص ذوقا شاہ بنارسی درویش سر و پا برہنہ تھے

نہ بام کی ہین زیب نہ زینت کسی در کی	ہم باٹ کی روڑے ہین ادھر کے نہ اودھر کے

ذوقی تخلص ذوقی شاہ لکھنوی درویش تھے

اپنی یہ چاہ اوسکی وہ صورت	اے عزیزو نگاہ کیجیے گا
جلد آ مل جو تجھکو آنا ہے	ورنہ کوئی دم مین دم روانا ہے

ذوقی تخلص ذوقی نام عطر فروش مرادآبادی شاگرد مہدی علی زکی ہوئی

دنون مین بینواؤن کا سانگ بناکر کوچۂ و بازار مین شعر پڑھا کرتا تھا

ملنے سے تصور مین کچھ کم نہ مزا دیکھا
گر وہ نہ ہوا اوسکی تصویر ہے اور مین ہون

ذہین تخلص حافظ محمد اسمعیل خان دہلوی نبیرہ حافظ محمد داود خان مرحوم شاگرد حافظ غلام دستگیر

نام اوس صنم کا دل سے بھلایا نجائے گا
ہے نقش کالحجر یہ مٹایا نہ جائے گا
طرز خرام یار نے محشر بپا کیا
فتنہ ہے کونسا کہ اوٹھایا نجائے گا

ذہین تخلص میر محمد مستعد

ہوا اگر کچھ یار کے تشریف فرمانے مین دیر
تو گرین کا ہے کو اس دنیا سے ہم جانی میں دیر
ہمارے دل کو مت آزار دے ای باغبان ناحق
جلا مت آتش گل سے ہمارا آشیان ناحق

حرف رائے مہملہ

راجہ تخلص راجہ بہادر خلف راجہ شتاب رائے دیوان نواب ناظم صوبہ بنگالہ معاصر اشرف علی خان فغان

یہ زخم دل ہمارے مرہم تلک نہ پہونچے
ہم اون تلک نہ پہونچے وہ ہم تلک نہ پہونچے

راجہ تخلص راجہ راج کشن خلف راجہ نبکشن بہادر رئیس کلکتہ شاگرد مرزا جان طپش صاحب دیوان گزرے

گر شب کو نہ تم پاس مرے آؤگے صاحب
تو مجھکو سحر تک نہ یہان پاؤگے صاحب

راجہ تخلص دیوان سنگھ خلف راجہ جیت سنگھ بہادر راجہ بنارس مقیم اکبرآباد شاگرد مرزا حاتم علی بیگ مہر صاحب دیوان ہین

تو ہے وہ گل کہ نام ترا باغ دہر مین
دود و بہر وظیفۂ مرغ سحر ہوا
مٹ گئی شکل نقش پا کیسی
پس گئی چال پر حنا کیسی

راجہ تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

تھکے شب کو آنے کی یہان وہ موہوم دہام ہے
بہتر ہزار صبح سے یہ اپنی شام ہے

راحت تخلص بھگونت رائے ولد دین دیال باشندۂ کاکوری شاگرد امانت

انکی مثنوی

انکی مثنوی زہرہ و بہرام وغیرہ نظر سے گذری ◆

چاہ ہو چشمہ ہو دریا ہو تو اوسکو دیکھے	مردم چشم ترسے بہتا ہے سمندر زیر پا

راحت تخلص مرزا محمود بیگ ولد احمد بیگ شاگرد مومن خان وطن انکا روم مسکن دہلی

صبر و قرار و تاب و توان رفتہ رفتہ سب	آجائینگے کہین سے دل رفتہ گر ملا
کچھ جان سے آتی ہے مری جان مین قاتل	پانی ترے خنجر مین ہے کیا آب بقا کا
یہ چاہتا ہون کہ راز نہان نہ افشا ہو	ترے دہن سے زیادہ مرا دہن بنجائے

راحت تخلص شیخ کریم الدین باشندہ اعظم پور باشٹہ

ہمیشہ گزری قفس مین اسی تمنا مین	کہ اب رہا ہوئے اب موسم بہار آیا

راحت تخلص پنڈت کشن لال باشندہ متھرا تحصیلدار ضلع فرخ آباد

دل کو سامان ہوا بے سروسامانی سے	خوش گزرنے لگی اب جامۂ عریانی سے

راحت تخلص راحت حسین شاگرد صمد علی حسرت باشندہ میرٹھ

دل گیا جان گئی قرار گیا	نہین جاتا یہ درد ہے سر کا

راحت تخلص مرزا راحت علی خلف مرزا رجب علی بیگ مقیم فرخ آباد

دم نہ نکلا تہ شمشیر جو آسانی سے	سخت شرمندہ ہون جلاد گرانجانی سے

راحم تخلص میر محمد علی معاصر میر و میرزا

دیوار کے روزن مین ہی جا اوس پہ پڑی آنکھ	دو چار گھڑی اوسکے مری خوب لڑی آنکھ
ارمان مرے دل کے نکل جائینگے سارے	گر تیری رہی سامنے دو چار گھڑی آنکھ

راز تخلص مرزا یعقوب علی بیگ وطن انکا توران مولد ہندوستان

شب بیکلی سے دل ترے عاشق کا شق ہوا	لے نام تیرا صبح کے ہوتی ہے حق ہوا

راسخ تخلص طالب حسین

یہ ادا دیکھو مری خاک پہ برسون کے بعد	ہو لیے تو اوٹھائے ہوئے دامن اپنا

راسخ تخلص غلام مصطفیٰ بن عبدالرحیم باشندہ مکن پور ضلع کانپور

راسخ محاسبان قیامت لکھین گے کیا
دفتر بہت بڑا ہے ہمارے حساب کا

راسخ تخلص سعادت علی خان دہلوی شاگرد مومن

ہون تو آنکھون مین پر نہین یہ خبر
سرمہ ہون یا غبار ہون کیا ہون

مین بنا ہے جہان سہے لیکن
جب کہ ناپایدار ہون کیا ہون

راسخ تخلص شیخ غلام علی عظیم آبادی شاگرد مرزا فدوی میر تقی کو بھی اپنے شعر دکھلائے تھے ۱۲۳۸ بارہ سو اڑتیس ہجری مین انتقال کیا مثنوی راز و نیاز وحسن و عشق وسبیل نجات و دیوان انکا نظر سے گزرا

خاک ہون پر توتیا ہون چشم مہر و ماہ کا
آنکھ والا رتبہ سمجھے مجھ غبار راہ کا

دشمنی در پردہ کی اے وائے تم نے کیا کیا
آپ تو پردے مین بیٹھے اور ہمین رسوا کیا

اپنی جانب تھا کشان ہر عضو تیرے درد کو
ہائے رے لذت کہ جھگڑا جسکا ہمدیگر رہا

کب میرا خریدار ہو موجد وہ جفا کا
بندہ تو ہون بے عیب و لے مجھ مین وفا کا

سو بنا ہوا داغ اونکا تازہ ہے سدا رکھا
ہم نے اس امانت کو چھپا تیسے لگا رکھا

حیا کے پردے مین مارا ہے ایک عالم کو
شہید مین تیغ ہون اون شرمگین نگاہون کا

ٹھنڈی سانسین یاد رخ مین اوسکی بھاتی ہین مجھے
چاندنی مین لطف ہے چلنا ہوائے سرد کا

دل قیمتی ہوا جو شکست آشنا ہوا
یہ شیشہ ٹوٹنے سے جواہر بہا ہوا

گذرے جو وہ خیال مین تو نازکی سی ہائے
یہ رنگ ہو کہ پھول مین جیسے ملا ہوا

یہ دل بیتاب و ضبط سوز عشق اسکو ہے
قطرۂ سیماب مین آتشکدہ پنہان ہوا

ملین حضرت راسخ سے اگر تو یہ پوچھینگے اونکی جناب مین ہم
کہو قبلہ و کعبہ وہ کیسا تھا گل تمھین کانٹا سا جسکے ہے اسنے کیا

جز داغ ہے کیا دل حزین مین
لالہ ہی اوگے ہے اس زمین مین

انکار ہے اونکا لذت آمیز
ہے زور مزا نہین نہین مین

اب اور لگا ہونے ایجاد گلستان مین
راتون کو لگا پھرنے صیاد گلستان مین

کیون بڑھاتے ہو تم اسباب خود آرائی کو
طول مت دو مری بدنامی و رسوائی کو

مجھے تحریک آہ سرد نے کیا کیا رلایا ہے
بہی ہے جبکہ ٹھنڈی باد تب منہ خوب آیا ہے

راسخ تخلص نواب ظفریاب خان خلف ملا میان مقیم لکھنؤ شاگرد نواب منصور خان مہراولادمین حافظ الملک حافظ رحمت خان مغفور والی کٹھیر کے شعر خوب کہتے ہین صاحب دیوان گزرے

دکھایا صانع قدرت نے اب تیری کف پا کو
سنا کرتے تھے ہم اعجاز روشن دست بیضا کو

کہان اب جلوہ گر ہوتی ہے سنگ طور کی آتش
ہزار آتش سے باہم جنگ ہووے سنگ موسی کو

سواد منزل اب راہ طلب مین تیرہ بختی ہے
خضر کی آنکھ سمجھا مین چراغ غول صحرا کو

رسائی عرش تک ہے یہان سخن کی بال شہرت سے
رہی امید میری نقش پا کی چشم عنقا کو

سبکدوشی سے بیغش ہے آزادونکی تسبیح مین
فزون دی سنگ سے یہان سرگرانی پنبہ مینا کو

تیور چڑھا کے رہ گئے تم کیون اوٹھا کے ہاتھ
چھوٹا ہے نیمچہ تو لگاؤ بڑھا کے ہاتھ

دریائے حسن اور بھی دو ہاتھ بڑھ گیا
انگڑائی اوسنے نشہ مین لی جب اوٹھا کے ہاتھ

دیکھنے نکلا جو وہ خورشید منظر چاندنی
دہوپ سے بھی ہے چمک مین آج بہتر چاندنی

مار ڈالا چاند سورج نے تری تعویذ کے
دھوپ ہے باہر تو ہے مدفن کے اندر چاندنی

اب اندھیرا اور اوجالے پھرتے ہین وہ دربدر
دھوپ دکھلاتا ہے پدر جنکو نہ مادر چاندنی

راغب تخلص مرزا سبحان قلی بیگ سعادت یار خان رنگین کے یارون مین تھے وطن انکا ایران مولد دہلی بیشتر فارسی کہتے تھے

ہوتا ہے تازہ آہ سے ہر دم جو داغ دل
روشن ہے باد گرم سے اپنا چراغ دل

اے شام غربت آہ کدھر ڈھونڈیے اوسے
پایا نہ ہم نے زلف مین بھی کچھ سراغ دل

منہ ڈوپٹے مین چھپایا اوسنے
دل کو پردے مین لبھایا اوسنے

راغب تخلص احمد حسین دہلوی برادرزادہ حافظ محمد بخش عرف حافظ ممو

آوے بہی وہ اگر تو نہ آوے اسے یقین
کیا حال ہو گیا دل امیدوار کا

یارب اسے تو چین دے مجھکو نہ دے نہ دے
جلتا ہے میرے حال پہ دل غمگسار کا

کیا فہم ہے وہ اپنی شکایت سمجھتے ہین
شکوہ اگر کرون روش روزگار کا

سخن شعرا

چھٹ گئی آلام سے راحت کا سامان ہوگیا	بڑھتے بڑھتے درد دل آخر کو درمان ہوگیا

راغب تخلص وزیر علی ولد سید جعفر علی باشندہ فتحگڈہ

سمجھکر بنتے ہو نادان راغب	تغافل کا گلہ اوس بیخبر سے

رافت تخلص حضرت شاہ رؤف احمد مرحوم خلف شاہ شعور احمد مغفور سرہندی شاگرد جراَت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے اور بڑے زبردست عالم تھے عروض وقوافی مین اپنا ثانی نہین رکھتے تھے فارسی مین ایک دیوان اور ریختہ مین چھ دیوان اور ہر فن مین انسے ایک دو رسالے یادگار ہین جمیع اصناف سخن پر قادر تھے

گو رمین بہرتا ہے نعرہ تیر ابسمل آہ کا	ق	پڑھ کے بخش اوسکو ثواب ایجان بسم اللہ کا
ہر نام پاک یہ ہے تعویذ مرے جی کا		صدیق کا عمر کا عثمان کا علی کا
یہ نقش ہو مربع جسکے نگین دل پر		چار و نظرف نہ سکہ کیون کر ہو پھر اوسی کا
سایہ ہو جن پر اونکا اوسکو نہین ہے خطرا		کچھ انس کا نہ جن کا نہ دیو نہ پری کا
رافت یہ چار یار اب وابستہ رکھ دل اپنا		گر تجھہ یہ کھل گیا ہے عقدہ روا روی کا
جگنو گلے مین زلف سیہ فام دوش پر		ہے صبح اوسکی چھاتی پہ اور شام دوش پر

یہ کس کی مژگان کی آہ یارب پھرتے ہین برمے ہمارے بر مین
کہ شکل غربال پڑ گئے ہین ہزارون روزن دل وجگر مین
ادا و انداز و ناز و عشوہ جو کچھ ہے اوس شوخ فتنہ گر مین
نہ وہ پری مین نہ حور مین ہے نہ ہے وہ غلمان و نہ بشر مین
لگا نہ جرّاح اسپہ مرہم کہ داغ جاوے تو جائین مرہم
یہ رکھتے ہین سوختہ جگر ہم چراغ اوجڑے ہوئے نگر مین

وصل کی شب کی ہین گھڑیاں کیسی بے آئین بجین	تب آباد وہ راحت جان جب تین پہر تین بجین
گرمی رخسار و نکی دیکھے جو وہ یار آئینہ مین	جو ہر آئینہ ہو جاے شرار آئینہ مین
رافت اچپل وہ بھلا کب مرے گھر ٹھہرے ہے	عکس کو جسکے نہ آتا ہو قرار آئینہ مین

جسنے بالون مین ترے عطر بسا دیکھا ہے
اوس پہ آئی ہے بلا ہم نے بسا دیکھا ہے

آپ بیٹھے ہوئے کرسی پہ جو کرتے ہین گھمنڈ
میرا نالہ نہین یہ عرش رسا دیکھا ہے

ترا مجنون ہون ای پیاری اگر تو رشک لیلی ہے
گیا جنگل کو تھا وہ مین نے بھی صحرا کی لی ہے

راقم تخلص غلام محمد دہلوی شاگرد قدرت اللہ خان قاسم متبتر خطوط مین مشق رکھتے تھے

بس کر چکے عاشقی مری جان
غصے سے ترے جو ڈر گئے ہم

جب مین نے کہا تم نے ملاقات اوڑا دی
تو اوسنے ہنسی ہی مین مری بات اڑا دی

راقم تخلص بندرابن باشندہ شہر متھرا شاگرد مظہر و سودا صاحب دیوان گزرے

نہ ترے عشق مین بلبل ہی کو نالان دیکھا
چاک ہر گل کا گلستان مین گریبان دیکھا

کہے کیا درد دل بلبل گلون سے
اوڑا دیتی ہین اوسکی بات ہنسکر

سنتے تھے ہم جہان مین اہل کرم کے ہاتھ
آیا جو دید مین تو کم از آستین نہین

مرے میکشی سے زاہد کرین تو یہ میکساران
رہے وہ عمل کہ ہووی سبب نجات یاران

یہانتک قبول خاطر کیجے تری جفا کو
تا سب کہین کہ راقم رحمت تری وفا کو

راقم تخلص شیخ مظفر علی ولد شیخ رستم علی باشندہ جارکلیانہ مقیم دہلی ہر دو زبان مین شعر کہتے تھے

آفرین دست جنون تجھکو کہ دم کے دم مین
کر دیے خوب مرے جامہ و دستار کے تار

اک جہان قتل کیا جنبش ابرو نے تری
کیا ستم دیکھیے دکھلاینگے تلوار کے وار

راوی تخلص میر مصاحب علی خلف اکرام علی نبیرہ حافظ عبد اللطیف باشندہ موضع نادون متعلق لکھنؤ شاگرد مرزا مہدی کوثر صاحب دیوان ہین

نالے کیے خزان مین تو آہین بہار مین
غم دوست مین رہا چمن روزگار مین

جانکر عاشق جانباز ادہر دیکھین تو
جان و دل نذر ہے وہ ایک نظر دیکھین تو

اپنی صورت کو دکھاؤ تو یہ پردہ اوٹھ جاے
لوگ کہتے ہین تمھین رشک قمر دیکھین تو

آئیے آئیے اب نزع مین ہے عاشق چشم
بات منہ سے نہ کرین آپ مگر دیکھین تو

ہجر کی رات سے بدتر ہے یہ صبح شب وصل
تم جدا کیا ہوئے پہلو سے قیامت آئی

حکم خلاق دوعالم جو ہوا روز الست
روح بنکر مرے قالب مین محبت آئی

ربط تخلص دیبی پرشاد خلف منشی موہن لال مرادآبادی شاگرد مہدی علی زکی

دربدر پھرتے ہین اب چرخ کی ہاتھو نسے تباہ
گھر سے رکھتے تھے نہ باہر جو کسی کام مین پاون

ربط تخلص شیخ احمد حسین خلف شیخ غلام علی باشندۂ جونپور شاگرد مہدی علی خان کوثر

زیر فلک اوٹھاؤ نہ مُنہ سے نقاب کو
دیکھو نظر لگے نہ مہ و آفتاب کی

ساقی پلا شتاب شب ماہ مین شراب
کیفیت آج دیکھینگے ہم آفتاب کی

ہم ہون محروم غیر عیش کرین
کیا کرین اپنی اپنی قسمت ہے

سجدہ کرتے ہین سیکڑون تم کو
اے بتو یہ خدا کی قدرت ہے

ربط ہر وقت شکر لازم ہے
تندرستی ہزار نعمت ہے

رجب تخلص رجب علی مقیم فرخ آباد

پی پی کے خون دل ہے بسر کی ہے زندگی
ساقی جو دے شراب ابھی دم ہو واہ واہ

رحمت تخلص گنگا پرشاد پنڈت کشمیری ولد موتی لال لکھنوی شاگرد امانت

آنکھون سے اپنے نجۂ خورشید گر گیا
جس روز آگئے نظر اوس مہ لقا کے ہاتھ

رحمت تخلص رحمت علی مصنف نالۂ بلبل و انشاے حدیقۂ رحمت و مثنوی تسکین فلک قرابت دار و شاگرد مولوی امام بخش صہبائی مرحوم ہر دو زبان مین شعر کہتے ہین

اللہ ری نارسائی طالع کہ ہم صبا
بیٹھے نہ خاک ہو کے بھی دامان یار پر

طعنے ابتک ہین کہ رخ کی مرے کیا قدر تجھے
مین نے اک روز کہین کھائی تھی قرآن کی قسم

رحمت یہ عمر اور ورع خیر ہے تجھے
بتا تو کیون لگائے ہے عہد شباب کو

تیرا ہی کچھ یہ طور نرالا جہان سے ہے
ورنہ یہ رسم ہے کہ بشر سے بشر ملے

آرام ایک حرف تھا رونے سے مٹ گیا
خانہ خراب خاک مین یہ چشم تر ملے

رحیم تخلص مرزا رحیم بیگ ولد مرزا پیر بیگ شاگرد مولوی محمد بخش نادان باشندۂ بسرداھنہ ضلع میرٹھ پہلے سٹر تخلص کرتے تھے ہر دو زبان فارسی و ریختہ مین شعر کہتے ہین مخزن الشعرا انکا نظر سے گزرا

دو دن مین کس کس کو اس جان کی خواہان ہین بتا — غم جدا فکر جدا درد جدا یار جدا

طفیل لاغری مین رہگیا ہون کوئی جاتا نہین — کہ مثل بو نظر آتا نہین اور ہون گلستان مین

رحیم تخلص عبدالرحیم خان ولد دوست محمد خان رسالہ دار لکھنوی شاگرد ہادی علی بیخود

جھانکنے تاکنے کا رستے ہین لپکا آنکھین — نہ کرین اپنی طرح سے مجھے رسوا آنکھین

رحیم تخلص رحیم بخش مرحوم ؎

غش ہوا مجھکو دیکھکر بولا طبیب مہربان — ہائے رے دیکھی تھی تونے اوسکی کیون بیمار چشم

رخشان تخلص خیرات علی خان فرخ آبادی

کیونکر اوٹھائین رنگ حنا کے وہ بار کو — نازک زیادہ گل سے ہین اوس گلبدن کے پاؤن

ہے بعد مرگ بھی وہی رخشان کو بیکلی — اندر کفن کے ہاتھ ہین باہر کفن کے پاؤن

رخصت تخلص میر قدرت اللہ خلف میر سیف اللہ مقیم لکھنؤ شاگرد حسرت و جرأت

آتا ہے میرے ملنے سے اب ننگ و عار — حاصل ہوا یہ تیری ملاقات سے مجھے

رسا تخلص مولوی علیم اللہ ؎

کب حوصلہ تھا دل کو ستمگر کے چاہ کا — خانہ خراب ہو نگہ روسیاہ کا

رسا تخلص میان محمد بخش آرایش ساز ولد شیخ محب اللہ لکھنوی شاگرد اشرف خان خان تخلص

چلنے مین تھرتھراتی ہے جو سر بسر کمر — لچکا نہ کھائے او بت نازک کمر کمر

پاجامہ یہ نہین ہے تمامی کا پاؤن مین — دریائے زر مین ڈوبا ہے وہ مہ کمر کمر

رسا تخلص میر علی احمد خلف میر نجف علی مجتہد باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان گزرے

آتی ہے شب مجھے قتل کرو تم — سرکا لٹو تو جاتا ہے دھڑکا مرے دل کا

مژگان کی کٹاری ہین تو ہر سینے کی لوٹے — ابرو کی سروہی مین ہے چھالا مرے دل کا

ہفت اقلیم مین ہمسر نہین رکھتی اپنا — ہونٹ رخسار دہن ناک بھوین بال آنکھین

دیکھتے ہین کبھی تسبیح کبھی مصحف رخ — یاد آتی رہین قائم صد و سی سال آنکھین

رسا تخلص شہزادہ کریم الدین دہلوی شاگرد حافظ غلام رسول شوق ٭

دیو فائون سے اے رسا تم نے
سہان تلک اوسکے غم مین روئے رسا
ایسے کہو دل لگا کے کیا پایا
کہ ہم آنکھون کو اپنی کہو بیٹھے

رسا تخلص لالہ انبہ پرشاد داستان گو ولد چندی پرشاد خواہرزادہ راجہ جھاؤلال باشندۂ لکھنؤ شاعری و داستان گوئی مین شاگرد ہوس و میر قاسم علی کے تھے

جان نکلی جو مرے جسم سے جب آنکھ لگی
اور بتلادے سجھے ہجر مین کب آنکھ لگی

رستم تخلص نواب اشرف الدولہ رستم علی خان عرف اشرف خان خلف نواب خان دوران خان دہلوی مصاحب نواب سعادتعلیخان والی لکھنؤ مقیم بنارس

اے دل و دیدہ بہت تم نے ستایا مجھکو
مین ہون اب جان سے بیزار تمھارے ہاتھون

رستم تخلص میر رستم علی خان باشندۂ جانسٹھہ متعلق سہارنپور نبیرۂ امیر الامرا نواب عبد اللہ خان فرخ سیری

کب تلک ہجر کے دن دیکھیے ہم دیکھینگے
آستین اشک سے ہر رات کو نم دیکھینگے

رستم تخلص رستم علی باشندۂ انبالہ شاگرد حافظ ضیغم

گل جو آکر گلبدن نے شکل دکھلائی ہمین
بیکلی ایسی ہوئی جو کل نہ پھر آئی ہمین

رسوا تخلص آفتاب رائے دہلوی محمد شاہ کے عہد مین شرف اسلام سے مشرف ہوئے تھے دیوانہ وار پھرتے تھے شراب بہت پیتے تھے مشہور ہی کہ ایک جوہری بچہ کے ہاتھ سے جسپر عاشق تھے مارے گئے

کوئی جا نہین مین یہ کہ اشکون سے نم نہین
وصل مین بیخود رہے اور ہجر مین بیتاب ہو
رسوا ابھی اس زمانے مین مجنون سے کم نہین
اس دوانے دل کو رسوا کسطرح سمجھائیے

رسوخ تخلص حسن مرزا خلف مرزا بندہ محمد خان لکھنوی شاگرد آباد

بیتو نگین ہوئی جو انگوٹھی کی آر سے
چمکے ہین زور حسن سے اوسکی کلائیان

رشک تخلص میر علی اوسط باشندۂ لکھنؤ مقیم کانپور ولد میر سلیمان شاگرد ناسخ کربلا کی بھی زیارت کی تھی دیوان انکا نظر سے گزرا

دیدہ سمندر سے ہوا ہو گیا * دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا
دیکھیے اللہ کی یہ قدرتین سنگ سے بت بت سے خدا ہو گیا

محبت نبھے تب کہ ہو خانۂ دل ہمارا تمھارا تمھارا ہمارا
ہم اسے رشک مرتے رہے آبرو پر رہا نقش بر آب نقشا ہمارا

کسکو رکھتے نہین بیتاب تری گھر کی تلاش آدمی کیا یہ اثر قبلہ نما تک پہونچا
پوچھتے وجہ دہن کسلیے معدوم ہوا کیا کہین کچھ نہ بنی پہلی ملاقات مین بات

وہ رند ہون کہ کرون فرض کر کی میخواری جو روز جمعہ ہو ذیحجہ کی نوین تاریخ
زنجیر اوسے چاہیے جو زور دکھائے کافی ہے تری زار کو زنجیر کی تصویر

یاد اپنی ہین بھول گئی یاد تو کیسی کچھ دیکے جو بولا وہ پری زاد فراموش
تری وصاف ہے سوسن تری ہین نرگس وہ سراپا ہے زبان ہین یہ سراپا آنکھین

کیا جرم منہ مین بندی نے لی لی اگر زبان صاحب بھی تو پکڑتی ہین آٹھون پہر زبان
لعل و یاقوت ہین مہندی سے سر ناخن پہلے تھا غیرت الماس و گہر ہر ناخن

کیون نہو کان جواہر سینۂ شفاف یار چھٹنیان قلم کی تو ہیرے کی پائین چھاتیان
دست بوسی کرتی ہے تصویر پشت آئینہ اے بتو اللہ ری تقدیر پشت آئینہ

آیا جو سفر سے لیے آیا نئے عاشق سوغات نکالی تو یہ سوغات نکالی
کہان یہ لطف چیتے نے کمر پائی اگر پتلی تمھارے ہونٹھ پتلے اونگلیان پتلی کمر پتلی

فقط تجھ مین عناصر نے عجب ترکیب پائی ہے بدن شفاف شانے گول قد موزون کمر پتلی
یار من من کے بگڑ جاتا ہے کام بن بن کے بگڑ جاتا ہے

رشکی تخلص نواب محمد علی خان خلف الرشید نواب حاجی محمد مصطفے خان بہادر شیفتہ رئیس اعظم دہلی شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب اشعار فارسی و اردو انکے نہایت شیرین ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

آنکھین ملانے مین ہی عبث تمکو احتراز آنکھین ہین دل نہین کہ ملایا نہ جائے گا

گرا ایک بار رخ سے نقاب اوسکی اوٹھ گیا | پھر راز دل کسی سے چھپایا نہ جائے گا
نبضین چھٹین ہین آنکھون مین دم ہے لبون پہ جان | آؤ کہ کوئی دم مین بلایا نہ جائے گا

وہ آئے تھے میری بھی چوری سے رات | مرا چونک پڑنا بلا ہو گیا
مرا عقدہ بخت کھلتا نہین | ترا یہ بھی بند قبا ہو گیا

رنجش کا گرچہ کوئی سبب درمیان نہ تھا | لیکن وہ آپ صلح کرین یہ گمان نہ تھا
مانگی جو اونسے جان تو غیرون پہ آ بنی | حالانکہ اک ہنسی تھی فقط امتحان نہ تھا
اک محشر خیال دل تنگ تھا کہ کیون | در پر تمھارے رات کوئی پاسبان نہ تھا

کیا کیا بناکے ہم نے سنایا رقیب کو | مضمون تیرے نامۂ الفت طراز کا
اس قدر خوف ہوا تم کو مری جان کسکا | یہ نہ سوچے کہ ہے نالہ شرر افشان کسکا

قیس کی دھوم مچ رہی ہے مگر | عشق اس سے سوا نہین ہوتا
ہم وہ گم کردہ راہ ہین کہ کبھی | خضر بھی رہنما نہین ہوتا

ہے وہ گرگن ابتدائے عشق مین رشکی کا حال | رحم آتا ہے مجھے اوسکی جوانی دیکھکر

اس عنایت کی بھی قابل یہ گنہگار نہین | سیکڑون خون کیا کرتے ہو دو چار نہین
رات کو بات نہ کی اونسے سحر تک ہمسے | اور جو کچھ کہ ہوا قابل اظہار نہین

نہ سلجھے گی تمھاری اور دشمن کی قیامت تک | اگر اولجھا ہمارا دل تمھاری زلف پیچان مین

یہ منصب بلند ملا جس کو مل گیا | ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہان

مرا احوال سنکر بے تکلف | کہا کیا سچ یہ ساری داستان ہے

وہ وہ کیے ہین جرم کہ کم ہونگے اور سے | کیا کیا امیدواری تدبیر کر چکے
تدبیر کب بتانے کو احباب آئے ہین | جب کام ہم حوالہ تقدیر کر چکے
آیا خیال بیکسی کا اونھین تو کب | جسوقت وہ تجھے تہ شمشیر کر چکے

وقت وفائے وعدۂ دشمن نہین اگر | پھر تیری بات بات مین کیون اضطراب تھی

وہ باتین ہین کہ اونسے نہین چھپائی | غضب ہے کر رہا ہون مین اونھین سے
وہ چھیڑنا کو بہ کو رشکی کہان سے | ہوئے ہین آپ بھی اب تو ہمین سے

رشید تخلص پنڈت کنور بہادر بن گنیش پرشاد فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

سنتے ہین آج وہ بت تیغ بکف آتا ہے | کون روئے گا جو قسمت مین شہادت ہوگی

رشید تخلص سید بہادر علی محرر محبس اکبر آباد

وہ ترک شوخ جو غیرون سے ہمکنار ہوا | رشید گور سے تھی ہمکو ہمکناری رات

رشید مرزا محمد زکی لکھنوی ولد مرزا مہدی برادر زادہ مرزا حاجی قمر شاگرد محمد بخش شہید

ساقط نہ کسطرح مری نبضین ہون ہیچ سے | غیرون کے ہاتھ مین ہین تمھاری کلائیان

رضا تخلص میر رضا علی طغرا نویس لکھنوی شاگرد جرأت

مت پوچھو رضا کا کچھ حال غم تنہائی | اک دل تھا سو کھو بیٹھا اک سر ہے سو سودائی

رضا تخلص حمید الدین خلف حکیم کلو چاند پوری

آہ کیا دن تھے کہ ہم ساتھ ترے اے گلرو | دو قدم چل کے خیابان کے تلے بیٹھ گئے
اب یہ حالت ہے کہین چھپکے تری کوچہ مین | ہین گنہگار جو ایوان کے تلے بیٹھ گئے

رضا تخلص محمد رضا مقیم اکبر آباد شاگرد خاور

شب فراق بھی مقتل ہے عاشقون کے لیے | تڑپ تڑپ کے کٹی آج اپنی ساری رات

رضا تخلص مرزا جیون دہلوی خلف مرزا جان شاگرد میر نظام الدین ممنون صاحب دیوان گزرے

غیر سے گرم اختلاط ہے وہ | ہم بھی سنتے ہین اور جلتے ہین
ہاتھ مین اپنے حنا تم جو ملا چاہتے ہو | آج دو چار کا کیا خون کیا چاہتے ہو
سبزے ہین اوسکے کانون مین آب دار | جیسے کہ برگ سبز ہون نیچے گلاب کے

رضا تخلص میر محمد رضا لکھنوی شاگرد میر ضیا فن کشتی اور تیغ بازی اور عروض و قوافی مین اچھا دخل رکھتے تھے

نقش شیرین کا مٹی تیشہ سے پر اوسکا خیال | یہ نہین ممکن کہ جائے خاطر فرہاد سے

رضا تخلص میر محمد رضا عظیم آبادی شاگرد ضیا بڑے متقی تھے

اسکا کچھ انجام بھی سمجھا کہ تو نے ای فلک	حسن روز افزون وہان یہان عشق شور افزا دیا

رضا تخلص سید غلام رضا خان طباطبائی خلف نواب نصر اللہ خان باشندہ بنارس شاگرد ذاکر علی ذاکر

خاکسارون کو ہے ایذا سرکشونکو چین ہے	ہے زمین پاؤن کے نیچے آسمان بالای سر

رضا تخلص غلام رضا خوشنویس ولد انبہ پرشاد داستان گوی لکھنوی یہ بھی داستان خوب کہتے تھے

رکھو نہ سر عاشق مضطر کے تلے ہاتھ	ہر شب مرے اے مہ ہون ترے سر کو کرو ہاتھ

رضا تخلص ایک شخص رام پوری کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

اب کوئی لحظہ مین مجنون یہ بلا آتی ہے	جرس ناقۂ لیلی کی صدا آتی ہے

رضوان تخلص نواب واحد علی خان ولد نواب نجابت علی خان بہادر نواسہ نواب مظفر جنگ مسند آرای فرخ آباد شاگرد اسمعیل حسین منیر

اے نیند کہان رہتی ہے کچھ مجھکو بتا دے	آنکھونکو تری شکل دکھائی نہین دیتی
بے جان سے چھوڑ چکے شام جدائی	کٹتی ہوئی یہ رات دکھائی نہین دیتی

رضوی تخلص حکیم جعفر علی خلف حکیم شجاعت علی باشندہ قصبہ بجے پور

وقت رخصت کیا کہون کس بیکسی سے رو دیا	دل تو مجھکو دیکھ کر مین دلربا کو دیکھ کر
پنجۂ بیداد سے رضوی نہ چھوٹا مرغ دل	او انگلیان صیاد کی ہون یا قفس کی تیلیان

رضی تخلص سیف الدولہ سید رضی خان بہادر صلابت جنگ باشندہ شاہجہان آباد

مرے قتل کرنے مین دو فائدے ہین	ترا نام ہوگا مرا کام ہوگا
دیکھ ٹک شمع کو عاشق کے ستانیوالے	کسطرح جلتے ہین اور ونکے جلانے والے
رضی سے صنم کیون برا مانتا ہے	یہ تیرا ہے بندہ خدا جانتا ہے

رضی تخلص مرزا رضی خان لکھنوی نواب وزیر الممالک کے قرابتدار تھے نجوم مین اچھی مہارت رکھتے تھے قصہ لیلی و مجنون ریختہ مین نظم کیا ہے

دل کی طلب ہے اور تمنا ہے جان کی	یہ ہم پہ مہربانی ہے اوس مہربان کی

رعایت تخلص میر رعایت علی ولد امانت علی باشندۂ لکھنؤ

یارب کمر بتون کی بچانا ورم خرام — ہر ہر قدم پہ ناز سے بل کھائے جاتی ہین
بنتی ہین بیڑیان تری دیوانون کے لیے — حداد ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے بلوائے جاتے ہین

رعد تخلص میرزا اکبر علی

حشر کے روز بنا خون کا محضر اپنا — خط باطل نہ وہ سیندور کا قشقا ٹھہرا

رعنا تخلص عبد الرحیم مرحوم لکھنوی ولد خواجہ سخی تاجر پیشہ مقیم کانپور شاگرد مصحفی

دیوے بوسہ گر اوس طفل پریزاد کے منہ پر — تو رنگ کچھ آئے دل ناشاد کے منہ پر

رعنا تخلص مردان علی خان ملازم راجہ کپور تھلہ راقم نے انکو کلکتہ مین دیکھا ہے غنچۂ راگ انکا نظر سے گزرا

گزرا ہے مرا نالۂ دل چرخ کہن سے — تھا روح کا ہمدم نہ پھرا جا کے وطن سے

رغبت تخلص ایک شخص مرادآبادی کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہوا

جسکو اپنی نہین پرواے جگر سوزی کچھ — اوسکی ہر بات پہ کیون جی کو جلاتے پھرئے

رغبت تخلص میر ابو المعانی لکھنوی

یاد ہے راتون کو چھپ چھپ کے وہ آنا تیرا — چٹکیان میری وہ لے لے کے جگانا تیرا

رفاقت تخلص مرزا لکین تلمیذ جرأت

خوف سے تیرے نہین بولتے اغیار سے ہم — ورنہ بھڑ جانے کو تیار رہین دو چار سے ہم
وہان کیونکر رہیئے کہ منادی جہان ہو یہ — زانو پہ سر کو دھر کے نہ بیٹھا کرے کوئی

رفعت تخلص شیخ محمد رفیع الہ آبادی مقیم عظیم آباد

کیا جگر ہے کہ تری در پہ فغان کرتے ہین — ہم تو آہستہ قدم رکھتے ہوئے ڈرتے ہین
کیا کرتا ہے اکثر نالۂ جانکاہ پہلو مین — الٰہی دل ہے میرا یا کوئی بدخواہ پہلو مین

رفعت تخلص مولوی غلام جیلانی مرحوم باشندۂ پیلی بھیت شاگرد قدرت اللہ شوق پہلے بیدم تخلص کرتے تھے انکا حافظہ ایسا تھا کہ کل قصیدہ ایکبار سننے سے یاد ہو جاتا تھا بعض تذکرہ والون نے انکو باشندۂ رامپور لکھا ہے

لباس صبر مری دل پہ اس روش ہی تنگ
کہ جیسے تیری قبا میرزا فش سے تنگ

بہتی ہے زور شور سے اپنی مدام چشم
اک بحر ہے عظیم کہ جسکا ہے نام چشم

رفعت تخلص مرزا پیارے دہلوی شاگرد عبدالرحمن خان احسان و مولوی امام بخش صہبائی امیر تیمور گورکانی کی اولاد مین ہین

ہم خوش تھے کہ محشر مین تو دیکھین گے وہ دیدار
لیکن یہ قیامت ہے کہ محشر نہین ہوتا

کس منہ سے کرون دل کی شکایت کہ برا ہے
تجھسے تو جدا وہ کبھی دم بھر نہین ہوتا

ہو برا بیتابی دل کا کہ اسکے ہاتھ سے
راز پنہان ایک عالم پر نمایان ہو گیا

یا الٰہی درد کس پردہ نشین کا تھا کہ شب
دل مین اوٹھ اوٹھکے مری دل ہی مین پنہان ہو گیا

مژہ کو چھیڑے تو مدت ہوئی پہ یہ ابتک
چبھی سے ہے خار سا سینے کے درمیان کیسا

خدا نکرے وہ کرے نالہ گر ترا عاشق
تو پھر زمین یہ کیسی یہ آسمان کیسا

کچھ آنکھ کا گیا نہ گیا کچھ خیال کا
مارا گیا دل اور یہی بے قصور تھا

کچھ پاس غیر کچھ وہ تغافل شعاریان
گویا کہ سامنے بھی ہین نظرون سے دور تھا

رحم اوسکا ہو کہ نالہ کا اثر ہو کچھ ہو
نزع مین بارے وہ لینے کو خبر آ ہی گیا

تھا ہدف غیر پر اپنا جو مقدر تھا درست
غلط انداز سے وہ تیر ادھر آ ہی گیا

آج کچھ رفعت دل خستہ کا احوال ہے غیر
جو کہ دھڑکا تھا ہو وہ پیش نظر آ ہی گیا

شب وصال مین دیتا ہے لطف کیا کیا کچھ
ہر ایک بات پہ عالم یہ منہ بنانے کا

نہ اونکو ناز سے فرصت کہ ہم سے ہو کچھ چھیڑ
نہ ہم کو ضعف سے یارا ستم اوٹھانے کا

تری گلی مین ہوئے خاک بھی تو کیا حاصل
ترا ہے ڈھب وہی دامن اوٹھا کے آنے کا

مین ایک وہ بھی کہ اونکو ہے تمسے راز و نیاز
اور ایک ہم ہین کہ منہ تکتے ہین زمانے کا

گم ہو گئی شاید بت و بتخانہ کی الفت
کچھ اندنون آتا ہے جو رہ رہ کے خدا یاد

ہے یاد بھی جو آنے کو نہ آیا دم مرگ
کوئی خبر گر یہ حسرت ترے بیمار کے پاس

لب ہین جان بخش یہ کیسی کہ مین اونکی خاطر
اپنی جینے ہی سے مایوس ہوا جاتا ہون

پونچھے اشک اوسنے گمان غیر مین
مر گئے ہم اتنے ہی احسان مین

جان اجل کو دینگے اک جھگڑے کے ساتھ	تو ہے جو دے دین تجھے اک آن مین

رفیع تخلص حاجی رفیع الدین خان لکھنوی

ناتوانون کے ستانے سے حذر کر ظالم	عرش بھی آہ سے مظلومونکے ہلجاتا ہے

رفیع تخلص منشی فرزند علی بن روشن علی بلگرامی اٹاوہ کی فوجداری عدالت کے سررشتہ دار تھے

بنی آنکھون سے مجھے کھٹکا ہی ہر عنوان کا	دم مین دکھلاتی ہین نقشہ نوح کی طوفان کا

رفیق تخلص رفیق علی سوار رسالہ انگریزی

کبھی کبھی زہر مین تیغ نگہ یار رفیق	کہ لگا یا زخم جو دل پر سو وہ ناسور ہوا

رفیق تخلص مرزا اسد بیگ دہلوی شاگرد تمنا اللہ خان فراق

روشن رہے گا داغ دل عاشقان مدام	ہوگا نہ حشر تک یہ چراغ مزار گل
یہ رہی ہے ہجر مین تیری سدا خونبار چشم	اور تو ہم سے خفا ہے حیف ہو کر چار چشم

رفیق تخلص امین اللہ

رہ عشق کے کج ویچ مین جو رفیق تھے سو جدا ہوا	مگر ایک نالہ و آہ کو مرے دل سے ہمسفری رہا

رقت تخلص مرزا قاسم علی شاگرد جرأت وطن انکا مشہد مقدس مولد دہلی مسکن لکھنو صاحب دیوان گزرے

گھر مجھکو کاٹے کھاے تھا شب کو یہ رنگ تھا	اوس بن پلنگ خواب بھی شکل پلنگ تھا
خط وہ بھیجے رقیب کا لکھا	یہ بھی اپنے نصیب کا لکھا
اوسطرف وہ ہاتھ سے دامن چھڑا جانے لگا	اسطرف چاک گریبان پاؤن پھیلانے لگا
ہمارے سامنے مت ابر بار بار برس	جو ہم سے ہو سکے تجھ سے نہ ہو ہزار برس
دیا اک بوسہ پنہان اوسنے مجھکو رات دل لیکر	سو ہم بھی یہ سمجھتے ہین حساب دوستان در دل
تجھے پہلو مین پالا تھا اسی خاطر اسی خاطر	کیا رسوا مجھے تونے ستمگر دل ستمگر دل
جسمین جو بات سمائی وہ بھلا جائے کہان	حسن آخر ہوا اوسکا یہ ادا جائے کہان
چھوٹ جائے کسی سے نہ ملاقات کسی کی	اللہ بگاڑے نہ بنی بات کسی کی

رفعت تخلص مولوی حبیب النبی مرحوم معاون مدرسۂ عالیہ کلکتہ ولد مولوی ضیاء النبی مغفور سرہندی باشندۂ رامپور حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد مین تھے اشعار عربی و فارسی بھی خوب کہتے تھے

دوسری کا سوگ کیجے ایک کا غم ہو چکا
اب جگر کو روئیے دل کا تو ماتم ہو چکا

ہم تو گل کھا کے موئے اور وہان غیرونکو
جاتے ہین اب تلک اپنے اوسی معمول پہ پھول

اپنی تربت پہ نہین مارتا پتھر کوئی
چڑھتے ہونگے کسی اللہ کی مقبول پہ پھول

زندگی کر عذاب ہے تجھ بن
موت بھی تو خراب ہے تجھ بن

رقم تخلص حکیم سکھانند باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر

وفور شوق مین رخ کے لیے دہان کے لیے
نہین تمیز کہ بوسے کہان کہان کے لیے

رقم تخلص مولوی احمد حسین خلف مولوی احسان اللہ باشندۂ کڑا ضلع الہ آباد

نہ دینا ہو نہ دو بوسے لبون سے
زبان کو پر کرو دشنام سے بند

رمز تخلص مرزا فتح الملک بہادر ولی عہد ابو ظفر محمد سراج الدین بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد محمد ابراہیم ذوق شعر انکے اچھے ہوتے ہین

آنکھین تو اوسکو دیکھ کے ہوتی ہین بیقرار
بن دیکھے دل تڑپنے لگا اسکو کیا ہوا

کیا قتل ظالم نے کس کس ادا سے
ملا مجھکو قسمت سے جلاد اچھا

سب کچھ آسان ہے تجھے گردش دوران کرنا
ایک مشکل مری مشکل کا ہے آسان کرنا

مانا کہ نہ دل لے کے تو مجھسے وفا کرتا
پر دل کی تسلی کو وعدہ تو کیا کرتا

طرز رفتار نے تری ظالم
رفتہ رفتہ مجھے تمام کیا

وہ لیگئے ہین خدا جانے کسطرح دل کو
دیا ہے مینے اونھین اپنے اختیار سے کیا

تم رہو اور مجمع اغیار
میرا کیا ہی ہوا ہوا نہ ہوا

دل بیتاب ہو کیا تجھسے رفاقت کی امید
کون ہوتا ہے برے وقت مین جو تو ہوگا

سب مرا سینہ کہ یارب کوئی دارالضرب ہے
داغ جو پیدا ہوا اشکل درم پیدا ہوا

اوس شوخ کو مین نامہ مین القاب کیا لکھون
مشفق نہین شفیق نہین مہربان نہین

درد فراق فکر عدو طعن دوستان
اس ایک جان پر مری کیا کیا بلا نہین

وصل کی شب حشر کا دن ہو تو شاید کچھ کہین
اسقدر رشکوے ہین دل مین اوس ستمگر سے ہمین

ہم کو کیا غیر کے آنے کی خبر
چلئیان نقش قدم کھاتے ہین

نہ حرم مین جگہہ نہ دیر مین جا
ہم گنے جائین اسے خدا کسمین

رمز الفت مین جو جیا ہو آرام
تو یہ راحت طلبی جانے دو

ہوئی صورت نہ کچھ اپنے شفا کی
دوا کی مدّتون برسون دعا کی

یاد بُت مین عمر گذرتی یان تو رمز
کیا کہو گے وہان خدا کے سامنے

دل نے تو گئے ہین وہ ہمارا
پر دیکھیے اوسکو کیا کرین گے

الٰہی موت تو ہو گی مگر یون ہو تو بہتر ہے
کہ سر ہو پاؤن پر قاتل کے اور سجدے ہی مین دم نکلے

نہ صرف ضعف سے طاقت کہ آئی جان ہی لب تک
تو ہم سے ناتوانون کا کہو کسطرح دم نکلے

رمز تخلص مولوی ظہور اللہ خلف چودھری انوار اللہ نامے زمیندار چاٹگام شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت راقم کے دوستون مین ہین بیشتر فارسی کہتے ہین ❊

حکم ہے باد بہاری کا کہ ہر طفل کو آج
بوستان حفظ ہو اور یاد گلستان ہو وے

رنج تخلص میر محمد نصیر محمدی مرحوم خلف میر کلو متوطن اکبرآباد مقیم دہلی خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشین و نواسہ تھے سنہ ۱۲۶۱ بارہ سو یکسٹھ ہجری مین انتقال کیا علم ریاضی و علم موسیقی مین بہت خوب دخل رکھتے تھے

خط دیکھکر ادھر تو مرا دم اولٹ گیا
قاصد اودھر بدیدۂ پرنم اولٹ گیا

یقین ہو گیا دیکھکر اوسکا قامت
کہ بیشک قیامت مین دیدار ہوگا

کھڑکی نکال جانب دشمن نہ بام پر
کوٹھی چڑھی جو بات کھلی خاص و عام پر

یاد دلواکے جو ہم بستری یار رولاے
سو وہ تصویر نہالی ہے بغل کا دشمن

دیکھی نہین حالت یہ خدائی مین کسی کی
ہے طور جدا اپنا جدائی مین کسیکی

رنج تخلص حکیم محمد فصیح الدین قوم بنی اسرائیل مؤلف تذکرہ بہارستان ناز

باشندہ میرٹھ شاگرد غالب دہلوی تذکرہ انکا نظر سے گزرا

نامہ تجھ سے وہ غیر کو لکھوائین
یہ بھی لکھا مرے مقدر کا

اک بار اور میری عیادت کو آیئے
اچھی طرح سے مین ابھی اچھا ہوا نہین

مین خوب جانتا ہون لگاوٹ کو آپ کی
آنکھین تو مل رہے ہین مگر دل ملا نہین

رند تخلص لالہ کھیم نراین کھتری دہلوی نبیرۂ لالہ لچھمی نراین طب مین اچھا دخل رکھتے تھے مہاراجہ مکیت راے کے رفیقون مین تھے کلکتہ مین بھی آئے تھے ہوگلی مین رہتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

ق

نالۂ طنبور و چنگ اے اہل غفلت تم سنو
گوش زد ہوتی ہے ہردم یہ نصیحت سازسے

ہے سزا اوسکی کہ روز و شب وہ پائے گوشمال
راز دل بے پردہ جو کہدے بلند آوازسے

رند تخلص گنگا پرشاد لکھنوی کشمیری شاگرد جرات

روتا ہون چپکے چپکے آتا ہے یاد جبدم
وہ دیکھنا کسی کا نظرین چرا چرا کر

مانتے ہو گر برا معشوق کہنے سے تو جان
ہم تمھین مشہور اپنا چاہنے والا کرین

وہی فغان ہے وہی آہ ہے وہی نالہ
خدا کے فضل سے اپنا جو حال ہے سو ہے

رند تخلص مہربان خان پسر خواندۂ نواب احمد خان بنگش ناظم فرخ آباد موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے

جسکا تجھ سا حبیب ہووے گا
اوسکا عالم رقیب ہووے گا

دل کا گھبرانا کہون یا کہ نفس کی تنگی
دیکھیے کیا کرے صیاد قفس کی تنگی

مری چھاتی پہ رکھ کے برچھی کو
نہ اوٹھا دل کے پار ہونے دے

رند تخلص اکرام الدین ماموزادہ و شاگرد مولوی عبدالکریم سوز

تری زلف بکھری جو نہ دیکھتے کبھی ہم
تو نہ ہوتے یون پریشان نہ یہ حال زار ہوتا

نہ وصال اوس سے ہوتا نہ اوٹھاتی رنج فرقت
جو شراب ہم نہ پیتے تو یہ کیون خمار ہوتا

تو نے ہماری یاد کو خاطر سے اپنی ہاے
حرف غلط کی طرح سے ظالم مٹا دیا

ہم پر تو التفات نہ تھی لیک بزم مین
ساقی نے رند جان کے ساغر پلا دیا

دل مین آنا ترے نہین مشکل | ہو گئے جب غبار آ بیٹھے

رشد تخلص سید محمد خان خلف نواب سراج الدولہ غیاث الدین محمد خان نیشاپوری باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش شعر صاف و عاشقانہ اچھا کہتے تھے کلیات انکا نظر سے گزرا

ٹوٹی بت مسجد بنی مسمار بتخانہ ہوا | جب تو اک صورت یہی تھی اختلاف ویرانہ ہوا

دونون زلفین یار کی ملتی ہین نالون پر مرے | وجد کرتا ہے صدائے نے پہ جوڑا سانپ کا

خط پہ آتے ہین بہت لہرا کے گیسو یار کے | سبزۂ نوخیز پر غش ہے یہ جوڑا سانپ کا

کب مٹا عشق کا نشان دل سے | زخم اچھا ہوا تو داغ رہا

کھلی ہے کنج قفس مین مری زبان صیاد | مین ماجرائے چمن کیا کرون بیان صیاد

دکھایا کنج قفس مجھکو آب و دانے نے | وگرنہ دام کہان مین کہان کہان صیاد

دل کو لے لیتا ہے محبوب جوان ایک نہ ایک | دل ہی رہتا ہے مجھے آفت جان ایک نہ ایک

رخ کو پوشیدہ عبث ماہ لقا کرتے ہین | اچھی صورت کو چھپاتے ہین برا کرتے ہین

گلے لگائین بلائین لین تمکو پیار کرین | جو بات مانو تو منت ہزار بار کرین

غیر نے لاکھ جوڑ مارے ہین | پر ہم اون کے ہین وہ ہمارے ہین

تمھارے ہاتہ سے تنگ آئی ہین غم نبیا کرتی ہین | بہ مجبوری گلے کو کاٹتے ہین تم پہ مرتی ہین

نہین معلوم انھین کیا حال میری بیقراری کا | غلط کہتے ہین دم دیتے ہین جھوٹی ہین اگر تو ہین

ہوگے بیزار عبث گھر کو نہ جاؤ آؤ | تھوڑے سے رنج کو اتنا نہ بڑھاؤ آؤ

دل نہین دیتا مین اسواسطے آزردہ ہو | روٹھے جاتے ہو اسی بات پہ آؤ آؤ

نگہ یاس سے دیکھون تو یہ کہتا ہے وہ شوخ | پھر بری آنکھ سے اسنے مجھے دیکھا دیکھو

دیکھکر اپنی گلی مین کہی پتھر مارے | مجھکو دیوانہ بنایا ہے پری نے دیکھو

بت کرین آرزو خدائی کی | شان ہے تیری کبریائی کی

پاس دین کفر مین بھی تھا ملحوظ | بت کو پوجا خدا خدا کر کے

خیال اور کچھ ہے رشک حور ہوتا ہے | خطا معاف ہو مجھسے قصور ہوتا ہے

چنپئی او مهر وش تجهکو نه دهانی چاہیئے	چاند کهڑا هے ڈوپٹا آسمانی چاہیئے
آزرده هو که خوش هو مین کهتا هون صاف صاف	هان هان نهین پسند تمهاری نهین مجهے

رنگین تخلص میر اکبر علی عرف میر سنگی لکهنوی شاگرد سودا صاحب دیوان گزرے

دکهاجا آن کر صورت خدا کیواسطے اپنی	ترے عاشق کا دم آیا ہت بے پیر آنکهونمین

رنگین تخلص پورن لال کایسته دهلوی

رنگین نهین هین قطرۂ شبنم یه باغ مین	بادِ صبا نے مے سے بهرا هے ایاغ گل

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم دهلوی تورانی الاصل ولد محکم الدوله طهماسپ بیگ خان شاگرد شاه حاتم مرحوم فنون سپاهگری کو اچهی طرح سے جانتے تهے بهت سے شهرون کی سیر کی تهی کلکته مین بهی گئے تهے ریختی کے موجد تهے صاحب تذکره گلستان سخن نے جو انشاء الله خان کو ریختی کا موجد قیاس کیا هے خطا کی هے کیونکه خود انشاء الله خان نے نسخهٔ دریاے لطافت مین لکها هے که اونهون نے اس زبان کو سعادت یار خان رنگین سے اخذ کیا تها ریخته وهزل بهی خوب کهتے تهے ماه جمادی الثانی مین ۱۲۵۱ھ بارہ سو اکیاون هجری مین اسی برس کی عمر مین انتقال کیا دیوان ریخته وریختی وهزل و فرسنامه وحکایت رنگین اور کئی مثنویان انسے یادگار هین فرسنامه اور دیوان و مثنوی انکی نظر سے گذری

اے موجد عیش و شادمانی پهر آ	وے باعث لطف زندگانی پهر آ
مین هون بن تیرے چشم خوبان مین ذلیل	پهر آ تو اب اے مری جوانی پهر آ
جو ناله رات کو لب سے نه هٹ گیا هوتا	تو ساته آه کے سینه بهی پهٹ گیا هوتا
کهینچ لائی هے اوسے اس کشش دل یهان تک	بارے صد شکر که تجهه کو بهی یه مقدور هوا
تهی شعله یا وه برق که جی میرا جل گیا	ایسے هی کی نگاه که بس دم نکل گیا
ربط هم سے آپ نے جواب بهت کم کر دیا	سچ بتاؤ تم کو صاحب کسنے برهم کر دیا
کیا کرتے هو تم ناصح نصیحت رات دن مجهکو	اوسے بهی ایک دن کچهه جا کے سمجهاتے تو کیا هوتا

(رباعی)

پرندے کا نہین مقدور جو وہان جا کے پر مارے
کبوتر گر ہمارا نامہ بر ہوگا تو کیا ہوگا

قسم ہے ایک عالم کو رولا دیتا ہے اے رنگین
وہ اوسکی جھڑکیان کہا کرتا مجبور ہو جانا

بازگشتی تیر ہے پھر کر یہ تیرا دیکھنا
صدقے تیرے اس ادا پر سے مجھے تڑپا نکر

زاہد بتا تو کعبہ مین کیا دیکھتا ہے تو
جاتے ہین دیر مین تو صنم دیکھتے ہین ہم

ہر سخن مین تم نہین کرتے ہو یہ کیا طور ہے
ناز بھی معشوق کو لازم ہے پر اتنا نہین

جی چلا کر ایک بوسہ مانگتے ہین یار سے
آگئے یا قسمت وہ دیکھین ہان کہ ہم یا نہین

گھر سے تیری اوٹھکے مین جاتا ہون روتا اسطرح
جیسے تو مکتب کو جاتا تھا کسی ہنگام مین

تیری گل تکیون کے خاطر ہی لازم ہے کہ ہو
ایک تو شمس کا اور ایک قمر کا تکیہ

پیار کے الطاف کے بوسے کے ہم خواہان نہین
وہ سمجھتے ہین ہماری آرزو کچھ اور ہے

وہ نہ آئے تو تو ہی چل رنگین
اس مین کیا تیری شان جاتی ہے

میری چھاتی سے لپٹ جائیے اور سو رہیے
آئیے آئیے بس آئیے اور سو رہیے

کس رات ہوئے آپ ہین مہمان ہمارے
کب تم نے نکالے کہو ارمان ہمارے

دم آیا ناک مین اس آہ و زاری کے جینے سے
طبیبو موت ہے بہتر ہے بیماری کے جینے سے

روح نے جسم پر گرانی کی
اب یہ حالت ہے ناتوانی کی

دمبدم بسکہ ترا حسن فزون ہے ظالم
روز جی مین ہے کہ کھنچوائیے تصویر نئی

دل کو کوئی کسطرح سنبھالے
یہان جان کے پڑ رہے ہین لالے

اس اپنی بات کی گل کی کہون کیا اک کہانی ہے
نشانی اونکی چھلا تھا سو اوسکی یہ نشانی ہے

ریختی

دل تڑپے ہے تجھ بن مرا اے جان دوگانا
رہیو مرے گھر آج تو مہمان دوگانا

میرے گھر مین زناخی آئی کب
مین نگوڑی بھلا نہائی کب

کرون مین کہان تک مدارات روز
تمھین چاہیے جی وہی بات روز

تو دوا ایک ہے اللہ ری او حرفت باز
قادری مانگی تھی تو دوڑ کے لائی پشواز

ایک مدت سے ترستی تھی ملاقات کو مین
شکر صد شکر کہ وصل اوس سے ہوئی رانگو مین

چل دوگانا چھاتیون سے حیاتیان ہل گئین	چل بدن پر ہم بدن کو رگڑ بن اور صندل گھسین
آج فرصت نہین کل رات کی ٹھہرا کی او ٹھو	بات بندی سے ملاقات کی ٹھہرا کے او ٹھو
اگی یہ عید ہے کہ جو بارہ وفات ہو	تو میرے اور تیرے زناخی وہ بات ہو
صبح کو اوٹھ کے جو تم گھر کو اجی جاؤ گے	یہ تو فرماؤ بھلا پھر بھی کبھی آؤ گے
مین وہ تو اوڑھنی کی نہین کل کی اوڑھنی	باجی مجھے اوڑھا دے جھلا جھل لی اوڑھنی
برسات اوسکو کہتے ہین جی جس بہار مین	سر پر ہوا کے ہوتی ہے بادل کی اوڑھنی
پھوپچی لچک لمر کواری لو گوٹو کڑیو	کو لے تنک جو سر سے مری ڈھلکی اوڑھنی
بھاری بنت منگا دی کہ رنگین لگاؤن مین	سر پر مرے ٹھہرتی نہین ہلکی اوڑھنی
ٹیس پٹر وہین اوٹھی اوہی مری جان گئی	مت ستا مجھکو دوگانا تری قربان گئی

رواں تخلص سید جعفر علی لکھنوی شاگرد کاظم علی جوان مقیم کلکتہ

عشق مین لیلی و شون کے گھر لٹا یا چاہیے	وادی مجنون مین اک تکیہ بنایا چاہیے
پائی جس گلبدن مین بوی الفت اک ذرا	گلشن ہستی مین وان دس سے لگایا چاہیے

روشن تخلص میر علی حسین دار وغہ سرکار نظام الدولہ خلف میر خلیل باشندہ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید صاحب دیوان ہین

اوسکی آنکھون سے بھلا کرتی ہے کیا ہمچشمی	جا کے بنواتے کہین نرگس بیمار آنکھین
بغل مین غیر و کے جب بیٹھتا ہے وہ دلبر	تو در داوٹھتا ہے بے اختیار پہلو مین

روشن تخلص روشن شاہ باشندہ بریلی مقیم میرٹھہ

دیکھ کے مجھکو منہ کو چھپایا اور حیا کا نام کیا	واہ رے تیری دانشمندی ہمین بھی اک کام کیا
آپ کرتے ہین بار بار نہین	ہم کو ان کا بھی اعتبار نہین
کونسی جا ہے کہ جس جا نہ گذرا اوسکا ہے	مثل خورشید جہان دیکھیے گھر اوسکا ہے
دل کی طپش سے گرمی خورشید سرد ہے	سینہ اگر یہی ہے تو دوزخ بھی گرد ہے
کوچہ مین تیرے بیٹھ گئے جب کہ ہم اے یار	جون نقش قدم پھر نہین اوٹھنے کی زمین سے

روشن تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

جی مین یہ تھا کہ جان کیجیے نثار — ایک دم بھی وہ بے وفا نہ رہا

رونق تخلص میر غلام حیدر خان عظیم آبادی

رحم کر اے دوست گا ہے خاکساری پر مری — نقش پا کی طرح تیری راہ مین افتادہ ہون

رونق تخلص سیٹھ بابوجی پارسی باشندہ بمبئی مقیم کلکتہ شاگرد حافظ ضیغم

نہین ملتی دل وحشی کو اپنے ایکدم راحت — کبھی پھرتا ہون صحرا مین کبھی جاتا ہون گلشن مین

اب بنایا گھر کو نذر کا کھاڑا خیا ہے — جو یہی پکر کہ آجائے پچھاڑا چاہیے

رونق تخلص راے گنگا پرشاد بہادر ڈپٹی کلکٹر ولد بھوانی پرشاد باشندہ بدایون

آغاز مین نہ فکر کی انجام کے لیے — چھوڑا خدا کو الفت اصنام کے لیے

رونق تخلص لالہ رام سہاے ولد حکیم منالال باشندہ لکھنو شاگرد ناسخ راجہ جھاؤلال کے عزیزون مین تھے

صد چاک ہون شانہ کیطرح زلف کی غم مین — قاصد یہ اوسے کہیو زبانی مری دل کی

رویت تخلص مولوی حبیب احمد خلف و شاگرد حضرت شاہ رؤف احمد رافت تال بھوپال مین رہتے تھے شعر انکے شیرین و نمکین ہوتے ہین اشعار عربی و فارسی بھی خوب کہتے تھے عروض و قوافی مین کمال تھا شروع جوانی مین انتقال کیا

کسی پری کی ہے زلف دوتا سے جا الجھا — یہ دل بلا ہے کہ ایسی بلا سے جا الجھا

سحر کہتے ہین جسکو چاک ہے اپنی گریبان کا — جسے کہتے ہین بجلی لمعہ ہے اک آہ سوزان کا

تصور یہ بندھا ہے مجھکو اوس رشک گلستان کا — نظر آتا ہے دنیا ہی مین عالم باغ رضوان کا

مزار ایسی جگھہ کیجو نہ ظاہر تا کسی پر ہو — کہ مین کشتہ ہون ای یار و کسیکے ناز پنہان کا

کیا غضب ہے پاس کے بیٹھون تو کہے وہ دور ہو — اور اگر ہون دور تو کہتا ہے کیون مغرور ہو

رہا تخلص میر رضی ولد میر عباس عرف میر مغل باشندہ فیض آباد مقیم کانپور شاگرد رشک

آرزو ہے کہ رہا دادی ایمن دیکھے — عاریت اوسا عنایت کرو موسی انکھین

رہا تخلص غلام محمد خان قوم افغان باشندہ اکبر آباد شاگرد گلزار علی اسیر ملازم راجہ بھرتپور

اللہ رے بناوٹ کہ بگڑنے لگے سنکر — کچھ وصف کیا مین نے جو بے ساختہ پن کا

دل لگ چلا ہے اوسکا بھی شاید کسیطرف ۔ آنے لگا جو کچھ مرے غم کا بیان پسند
کہنا ترا ہمارے سر آنکھون پہ ناصحا ۔ پر کیا کرین جو دل ہے نہ ہو اختیار مین

رہائی تخلص شیخ عبد اللہ ڈاکٹر ولد شیخ فقیر محمد باشندہ موضع راگھوپور پرگنہ منیر ضلع عظیم آباد مقیم کلکتہ شاگرد حافظ ضیغم و عبد اللہ خان مہر راقم کے ملاقاتی ہین

مجھ با شکستہ کے لیے کیا احتیاج قید ۔ قابل ہے بیڑیونکے نہ لائق رسن کے پانؤن
کیا ہوگئے وہ لوگ رہائی جو زیر چرخ ۔ پنجون کے بل سے چلتے تھے رکھتی تھی تن کو ماؤ

ریاض تخلص شیخ ریاض الدین امجد خلف شیخ غیاث الدین اشرف باشندہ سندیلہ شاگرد خواجہ وزیر

تو وہ آہو چشم ہے جائے اگر گلزار مین ۔ گل وہین شاخین لگا لین نرگس بیمار مین

ریاضت تخلص اسلام علی ولد عبد اللہ شاگرد خانہ زاد امانت

حسرت سے پس کے ہوگیا دل میرا پایمال ۔ اوس شوخ نے دکھائی جو مہندی لگا کے ہاتھ

حرف زاء معجمہ

زار تخلص مغل بیگ معاصر میر تقی

مشہور ہے جو آئے میری گلی مین اوسکا ۔ جب اور کوئی رویا سمجھا کہ زار ہوگا

زار تخلص برہان الدین خان دہلوی ملازم درگاہ شاہی خط شکستہ مین دست قدرت رکھتے تھے فارسی بھی کہتے تھے

کیونکر اوس بت کو یہ حال دل ناکام لکھون ۔ سب وہ دیکھے ہے خدا کا بھی اگر نام لکھون
چشم طوفان خیز پھر اب گریہ پر تیار ہے ۔ پھر آگئے اے سیہ رو ابر تو بیکار ہے
چرخ کے کیسے انقلاب ہوئے ۔ پر کبھی ہم نہ کامیاب ہوئے

زار تخلص میر مظفر علی لکھنوی رفیق نواب احمد علی خان شوکت جنگ

چھوٹ جاوینگے غم کے ہاتھون سے جو چھٹے دم ۔ تھا کبھی ایسی زندگی پر ہم کہین اور ہم کہین
اب رہائی نے کیا اور پریشان مجھکو ۔ خوب تھا اس سے وہی گوشہ زندان مجھکو

ترا ہی

تیری ہی قسم تجھ بن کچھ اور جو بھاتا ہو — کافر ہوا گر اسمین کچھ بات بناتا ہو

اگر کچھ بس چلے اپنا تو کاہے کو یہ خواری ہے — نہ چاہین اوسکو اے ناصح جو الفت اختیاری ہے

فصلِ گل و بہار مبارک ہو عندلیب — ہین یار ایک سی ہے بہار و خزان مجھے

نزار تخلص حافظ امام بخش نابینا باشندہ تھانیسر مقیم دہلی علم فارسی و علم موسیقی و علم دعوت مین خوب دخل رکھتے تھے

دکھلاؤن چارہ گر کو جو زخم جگر تو وہ — رو رو کے یون کہے ہے کہ اسکا نہین علاج

زار یون دیتا ہون تسکین اس دل غمناک کو — کوئی لاتا ہے اوس ناآشنا بیباک کو

زار تخلص شیخ امیر الدولہ ولد شیخ [illegible] متوطن بجنور منشی محکمہ صاحب اجنٹ بندیلکھنڈ

غیر کے پاس شب و روز رہا کرتا ہے — ایک شب بھی نہ مرے گھر وہ ستمگار آیا

زار تخلص میر جیون شاگرد محمد امان نثار وطن انکا کشمیر مولد دہلی

لیجاؤ گے تم اوسکی گلی سے جہان تجھے — آرام جو یہان ہے نہوگا وہان مجھے

کس سے ہولی کھیل کے آتا ہے وہ غیرت ماہ — رنگ مین کپڑے ہین ساری تر بتر بھیگے ہوئے

زار تخلص لالہ دھنپت رائے ولد لالہ دسونتی لال ماموں زادہ لالہ کندن لال ہاویہ باشندہ بریلی مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر

میری طرح کسی پہ تمھارا جو آئے دل — سینے پہ ہاتھ رکھ کے کہو ہائے دل

مین گرمیان کرون جو بھرین آپ آہ سرد — کیا خوش ہون مین کسی پہ تمھارا بھی آئے دل

زار تخلص منشی مینڈو لال خلف میدنی لال لکھنوی شاگرد طوطا رام عاصی صاحب دیوان ہندی و فارسی ہین

لیلی رگِ جان قیس کی کھنچ آئی ہے شاید — ڈوری یہ نہین پردۂ محمل سے لگی ہے

زاہد تخلص عادل شاہ خان بن گلداد خان باشندہ راے پور ضلع فرخ آباد

تشریف وہ نہ لائے نہ بھیجی خبر کبھی — اے آہ کچھ کیا بھی نہ تو نے اثر کبھی

زاہد تخلص سید علی محمد شاگرد صبا

کچھ فرشتہ نہین ہین بھی تو بشر ہون زاہد — اوسے کہدے کوئی اچھی نہین اتنی [illegible]

زاہد تخلص منشی زاہد الدین خلف مرزا کام بخش ابن مرزا سلیمان شکوہ بہادر مقیم لکھنؤ شاگرد آتش

طرزین بتاؤ کی یہ فقط ہین برائے دل	کیونکر نہ اوس پری پہ بھلا اپنا آئے دل
جب ہم بغل رہے وہ گل گلشن مراد	پہلو مین کسطرح سے نہ پھولا سمائے دل

زاہد تخلص خواجہ زاہد حسین اکبرآبادی شاگرد اعظم

خدا کے واسطے فرقت زدون کو مت چھیڑو	نہ پوچھو یہ کہ کٹی کسطرح ہماری رات
قضا لکھ رہی ہے یہ نقش زاہد پر	وہ لب ہلائے تو آجائے جسم زار مین روح

زائر تخلص مرزا [illegible] حسین ولد مرزا خلیل اللہ بیگ شاگرد حسن یار خان افضل متوطن مشہد باشندہ لکھنؤ مقیم موچی کھولا متعلقہ کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

زلف شبگون سے عیان چہرہ [illegible] ہوگا	آب حیوان اسی ظلمات سے پیدا ہوگا
رولا کبے تصور جب گلو [illegible] ہرو کا	صراحی دار ہوتی بنتا ہے ہر قطرہ آنسو کا
مانند شمع گرچہ دنیا مین تھی زبان ہم	خاموش ہوکے لیکن اس انجمن سے نکلے
فلک حسن خوبان [illegible] زرین ہے	کوئی مہروش ہے کوئی مہ جبین ہے

زر تخلص شیخ باقی ولد شیخ [illegible] اللہ سادہ کار لاہوری مقیم اکبرآباد شاگرد مرزا حاتم علی مہر و مرزا عنایت علی ماہ

کبک و طوطی مین گرچہ لال [illegible]	ادا مین تیری سی بول چال نہین
مجھسے کہتے ہر [illegible] ہو	کس مین باہر مون بھلا آپ کے فرمانے سے

زکی تخلص میر [illegible] صاحب عرف غلام میر باشندہ بلگرام

تصور بند [illegible]	ارکین گردن کی دم بھر لیکن شمشیر ابروان کا

زکی تخلص محمد [illegible] شاگرد عبد الرحمن خان احسان مقیم دہلی

سعیر ادل سوادہ [illegible]	گر زلفون کو شانہ تو مری جان سمجھ کر

زکی تخلص مرزا محمد علی لکھنوی [illegible] تم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے خمسہ خوب کہتے ہین

مسیحا کے ہمنے زبانی سنا ہے / کہ بیمار الفت سنبھلتا نہین ہے
نکلتا ہے دم ایسے پردہ نشین پر / جو گھر سے کبھی باہر نکلتا نہین ہے

زکی تخلص جعفر علیخان مرحوم دہلوی امراے شاہ عالم بادشاہ مین تھے

سنکے احوال مرا ناصح مشفق نے زکی / ہاتھ سے ہاتھ ملے حیف سے سینہ کوٹا
عشق مین نسبت نہین بلبل کو پروانہ کو ساتھ / وصل مین وہ جان دی یہ ہجر مین جیتی رہے

زکی تخلص شیخ مہدی علی مرادآبادی خلف شیخ کرامت علی واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ نے انکو ملک الشعرا خطاب دیا تھا صاحب دیوان ہین شعر اچھا کہتے ہین

بوسہ لیتے ہی جو پاپوش لگا رہین پاؤنکا / رشک سے کہتا ہے دل اپنا کہ دشمن زیر پا
جمال یار پہ ہمنے یہ ٹکٹکی باندھی / کہ اپنی آنکھ کا تل اوسکے منہ کا خال ہوا
دھوم دیوانے اوڑاتے ہین بہار آنے کی / شمع محفل کو لگا دیتی ہین پروانے پر
بو ہے غنچہ مین عیان یا تری ہونٹھون مین ہنسی / قید شیشے مین پری ہے کہ ضیا آنکھون مین
اب سبب کیا ہے جو کانٹا سا کھٹکتا ہے زکی / یہ وہی دل ہے کہ رہتا تھا سدا آنکھون مین
شورش وحشت ہوا اور رد امان دلبر ہاتھ سے / پاؤن مین بیڑی ہوا اور زلف معنبر ہاتھ مین
تھرا کے طپش کھا کے خفا ہوکے ہنس پڑے / پاؤن پہ مین گرا جو بدن کو لگا کے ہاتھ
کاسہ غم فراق گئے آرزوے وصل / کیا کیا ہو دل لگی جو کہین دل لگا رہے
حسرت اے تازہ اسیران قفس آتی ہے / دھوم سے فصل بہار اب کی برس آتی ہے
جب یہ سنا کہ پاؤنکو مہندی لگی / شعلہ بھڑک اوٹھا نگہ انتظار سے
ماہتابی پر جو وہ خورشید رو / اپنے جامہ سے ہوئی جاتی ہے باہر چاندنی
دل ہم سے جدا اس / گویا وہ ضمیر منفصل ہے
جوہر تھے مجھ مین سب ملکوتی / انسان بنا کے کیون مری مٹی خراب کی

زکی تخلص نواب محمد زکی خان عرف نواب بہادر خلف نواب دلیر الدولہ آغا حیدر رحید رنیشاپوری باشندہ لکھنؤ شاگرد اشرف علی قادر وعلی اوسط رشک

زنجیر ہو گئے سلسلے قیس میرے موج می / میخواری مین اگر وہ مجھے یاد آئی زلف

زلال تخلص میر دوست علی خوشنویس خلف میر محمد پناہ باشندۂ اٹاوہ شاگرد مصحفی و محمد عیسیٰ تنہا پہلے دوست تخلص کرتے تھے

کسی کاتب نے نگر نامہ لکھا تھا اوسکو — آج کل روز قلم ہوتے ہیں دو چار کی ہاتھ

زمان تخلص سید محمد زمان باشندۂ امروہہ تعلقات دنیوی کو چھوڑ کر فقیری اختیار کی تھی

عارض ہے گل کا صاف ولیکن جھلک نہین — نرگس کی چشم ہی پہ کیلی پلک نہین

زور تخلص داؤد بیگ برادر خورد و شاگرد محمود بیگ

ہوتے ہین اب سیاہ خانۂ خلق — سرمہ آنکھون مین مت لگایا کرو

زیب تخلص مرزا جمال الدین معروف بہ مرزا کلن بن مرزا بہادر بن مرزا بخت بخت نبیرۂ عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی شاگرد ذوق

ہو بیت بھرکے جو اسکو اپنے یار آیا — یقین ہے آج کسی بیگنہ کو مار آیا
بعد اک عمر لگی آنکھ ذرا سونے دے — نہ کرا ے شور قیامت ابھی بیدار مجھے

زیب تخلص مرزا احمد علی خان

اب فرقت سے ہے یہ داغ جگر کی صورت — [illegible] رکھتے ہی شرر کی صورت

زیب تخلص میر [illegible] خلف میر الٰہی بخش باشندہ [illegible] آباد شاگرد وزیر علی صبا

عیش آئی ہے [illegible] ہے [illegible] تھا — [illegible] بیاض جبین سے کب

زیرک تخلص [illegible] حافظ قلندر بخش باشندہ پانی پت [illegible] مسمی کرامت علی [illegible] کرتے ہین

زیرک کل ایک طفل کو مین شکل خستہ دل — جاتا تھا تا کہان وہ پری رو ملا مجھے
فی الفور دیکھتے ہی یہ اوسکو مین عرض کی — کب تک رکھے گا رنج مین تو مبتلا مجھے
سنتے ہی درجواب یہ بولا وہ تند خو — صحبت سے تیری رنج نہین ہے ذرا مجھے
لیکن یہ ڈر ہے اپنی صحبت کے واسطے — ایسا نہو سکھاے تو مہر و وفا مجھے
زیرک شباب ہی مین ہے کچھ لطف زندگی — یہ عیش پھر کہان جو جوانی گذر گئی

حرف سین مہملہ

ساجد تخلص محمد ساجد علی خان ولد نواب سید علی محمد خان بہادر شاگرد مولوی شہید

یاد آتی ہے جو اوس شاک قمر کی صورت | دل بھی پہلو مین بھڑکتا ہے جگر کی صورت

ساحل تخلص مرزا اکبر علی ولد میرزا باقر علی دہلوی مقیم کانپور شاگرد رشک

چلمون سے مجوزلف کو نوگرو ہ رکھتے ہین | اکثون مین آج ہوتا ہے بھرتی غلام زلف
ہنستی یار سے گلشن مین کیا کرتی ہے | کور ہوجائین تری نرگس شہلا آنکھین

ساقی تخلص منشی میر محسن علی ساکن نگینہ

دم ناک مین ہے گبر و مسلمان کے بحث سے | یارب چھٹینگے مخمصۂ کفر و دین سے کب

ساقی تخلص میر غلام حسین متوطن بخارا شاگرد میر شمس الدین

آج کی رات مری جان نہ جا | راہ مین ڈر ہے بات مان نہ جا

سالک تخلص ارشاد علی شاہ خلف محمد علی مرید شاہ فضل حسین عظیم آبادی شاگرد ہادی علی بیخود باشندہ بھوپال تا ل لکھنؤ مین بہت روز رہے سیاح وارفتہ مزاج تھے

نہ رہون مین کبھی نظرون مین حسینون کے ذلیل | چھوڑ دین حسن پرستی کا جو لپکا آنکھین
واہ کیا رنگ طلائی ہے کہ کندن گرد ہے | ہوگیا ہے فقرہ چھلا سنہرا پاؤن مین
گر یہی ہے اشتعال آتش رنگ حنا | شعلہ جوالہ نجاے گا چھلا پاؤن مین
اس ادا سے بزم مین رقصان ہوا وہ تیز گام | بنگیا گھنگرو ہر اک چشم تماشا پاؤن مین

سالک تخلص مرزا انجمت بخت ابن شاہ عالم بادشاہ مرید میر مہدی قدس سرہ شاگرد حافظ عبدالرحمن خان احسان

مت دیکھ حقارت سے مرے گریہ کو ظالم | یہ اشک مسلسل نہین موتی کی لڑی ہے

سالک تخلص مرزا قربان علی بیگ وکیل راجہ الور خلف نواب مرزا عالم بیگ خان مرحوم شاگرد مومن خان و اسد اللہ خان غالب مولد انکا حیدر آباد مسکن دہلی راقم کے دوستون مین ہین اشعار اسکے نہایت بامزہ ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

وہان دخل وہم کو نہ گذر ہے خیال کا
کچھ ہو برا اونکو جانب اغیار دیکھنا
خلق خدا پہ رحم بھی کرنا ضرور ہے
کسلیے حال دل گمشدہ یارب نہ کھلا
یون عمر گزاری تری فرقت مین کہ ہر دم
دل وہ کافر ہے کہ مجھکو نہ دیا چین کبھی
کچھ بھی جور فرحشر بڑھایا نہ جائے گا
وو اضطراب شوق کے طعنے وصال مین
سمجھتے ہین وہ فرض اسکی شکست
خوبان ظلم دوست کو جس نے برا کہا
کیونکر ہو جہر لیس ستم عشق کی سہی
خراب کوے بتان ہے خلقت یہین ہے باقی
تیری تصویر کیون نہ بول اوٹھے
خلقت کو یہ گمان ہے کہ خلوت عدو سے ہے
اوس سے اور بوسہ کی خواہش اپنی حد سے بات کے
گمان مجھپر ہے اوسکو داد خواہی سے شکایت کا
پسند اللہ کو کیا جانے کیا آجائے انکی راہ
نیند اوڑنے سے بڑھا لطف شب وصل عدو
تیز چلتی ہے سخت جا فون بہر
مرے کوچے سے گزر جائے عدو دیکھون تو
خوشی ہے اونکو یہ جانتا ہون مگر مین کہنے کو بات اپنی
نہین اکبار بھی اب سننے کی طاقت دل مین
گئے ہین جسم خلائق سے خاک ہو کر ہم

اچھی جگہ ہے دل کو بھروسا وصال کا
اکبار منع کیجیے تو سو بار دیکھنا
مت دیکھنا کسی کو خبردار دیکھنا
غیر کار از تھا کیا یہ بھی کہ افشا نہ ہوا
جینے کا گمان تھا مجھے مرنے کا یقین تھا
بیوفا تو بھی اسے لیکے پشیمان ہوگا
قصہ تمام ہے سنایا نہ جائیگا
کیا بیچ ہے جو کہ اوٹھایا نجائے گا
مرا دل بھی عہد وفا ہو گیا
تم کیون خفا ہوئے تمھین اللہ کیا کہا
غم رزق مقدر ہے سوا ہو نہین سکتا
سپہر گردش مین کہ ہر رات کا دور آیا [illegible] مین کا
اسمین عاشق کی جان ہے گویا
پردہ کو تم اوٹھاؤ کہ یہ پردہ در ہوا
وہ اگر دیہی تو سالک کب تری منہ پر کھلا
قیامت ہو گیا حق مین مرے آنا قیامت کا
مجھے شرم گنہ سمجھا تکبر ہے عبادت کا
دے پہونچا ہے کہان شور سلاسل [illegible]
دم نہ چڑھ جائے تیغ قاتل کا
یہ بھی سمجھا ہے مگر دل مین ترے گھر ہونا
کیون یہ اونسے کہ بعد مردن تم آکے یا تم [illegible]
ہے سو بار ترا نام لیا کرتا تھا
ستم سے تم نے کیا کسطرح جان اپنا

اپنی ستم کشی کا مجھے امتحان ہے اب
اقرار وصل اور وہ مست غرور ناز
میری قسمت مین ہے وہان آوارہ ہونا چارہ گر
سنی جو وصل مین ہجران کی بیقراری رات
رفتار مین سپہر کی سرعت ہے شام سے
یہ تازہ رشک کیسا ہے دل مین بخبر عدو
دیکھ لیتے ہین جو دروازہ کے اکثر باہر
یہ صفت تجھہ مین نئی ہوگئی بدخو ہو کر
ابتک بھی ہوش میرے ٹھکانے نہین ہوے
تم بھی وہی کہو تو کہے اک جہان بجا
کیونکہ ممنون نہ ہون مین اپنی گرانجانی کا
یہ بھی ہوگا اے ستم ایجاد تجھہ سا ہے کبھی
ہوتی ہے رحم و نزاکت مین لڑائی کیا کیا
یہ بھی قسمت کہ ہوا نام ہمارا سالک
پوچھتے ہو کہ مجھے غیر کے گھر دیکھا تھا
دیکھتا صبح شب وصل بھی ہے کیا ہی بلا
نہ وہ آئی نہ نیند آئی شب وعدہ مگر یارب
لیتے طالع نے اس عالم کو اب پہنچا دیا
جھکتا نہین سر آج ترے در پہ ہمارا
دل بھی کیا چیز ہے کھنچتا ہی جو خریدار کے ساتھ
ہاتھ مین آئینہ لیکر تم دکھاؤ غیر کو
لو اور گرم ہوگئی محفل رقیب کی
اے خضر اتنے دن تری کیونکر بسر ہوئی

درکار ایک اور نیا آسمان ہے اب
آیا ہے پی کے تو کہین اے نامہ بر شراب
میری پیشانی پہ لکھا ہے نشان کوی دوست
تو غیر کے لیے روتا رہا وہ ساری رات
اے دل وہ اپنے وعدہ پہ آئین الیقین ہے آج
شاید ملے ہین وہ مرے پیغامبر سے آج
تو مجھے ہاتھ سے کہدیتے ہین باہر باہر
آپ بھی منہ سے نکلتا ہے تری تو ہو کر
سالک کا حال رات کو ایسا سنا کہ بس
مین بھی وہی کہون تو کہے اک جہان غلط
اونکو نظرون سے ہوا میرا گرانا مشکل
شوخیان ابتک جوانی کی ہین چرخ پیر مین
سر ہمارا جو زانو پہ وہ دھر لیتے ہین
بے نقط ہے وہ سناتے ہین اگر لیتے ہین
جان کے خوف سے کہدیتے ہین مجبور نہین
مین تو ہین شمع کے بھی منہ پہ ذرا نور نہین
ہماری نیند لیکر سو گئے وہان پاؤن تان مین
چاہیے تحت الثری کو عالم بالا کہون
ظالم نہ کہین غیر نے یہان پاؤن دھرا ہو
یہ دکان وہ ہے کہ چلتی ہے خریدار کے ساتھ
وائے بخت رفو ہے تقدیر پشت آئینہ
کیا کیا جلا ہون مین نفس شعلہ بار سے
ہم سے تو رات کٹ نہ سکی انتظار کی

داور روز جزا گھبرا گیا
مین نے اتنی حشر مین فریاد کی

فلک کا حال کہین یا عدو کا یا تیرا
نہ پوچھے کاش قیامت مین کچھ خدا مجھسے

میکدہ کی نہین ملتی گر راہ ❊
آ و مسجد کی زیارت ہی سہی

وصل اوس بت کا نہ ہو گر سال اک
آج کی رات عبادت ہی سہی

صیاد اور بند قفس سے کرے رہا
جھوٹی خبر کسی کی اوڑائی ہوئی سی ہے

واے اے ضعف کہ سنتے تھے فرشتے اسکو
یا رسائی نہین دیتی مری فریاد مجھے

ہون وہ خود رفتہ کہ کب جانے کہان دل کیونکا
یاد آتا ہے تو اتنا کہ نہین یاد مجھے

روے سخن کدھر ہے نہ سمجھا مرا رقیب
ہم یار سے شکایت تقدیر کر چکے

ہے رشک نالہ مرا اور غیر کے گھر جاے
ورنہ تمھین آرام سے یون رات گزر جاے

ہان سچ ہے کہ تم کیونکہ اوسے قتل کروگے
دشمن کا مرا احسان نہین ہے کہ اوتر جاے

کنج مزار مین بھی وہی اضطراب ہے
دل ہے کہ اک فرشتۂ قہر و عذاب ہے

پہونچے عدو کے گھر مین تو دامن جھٹک دیا
ہم خاک بھی ہوئے ہین تو مٹی خراب ہے

جتنے گئے ہین سب ترے غم مین ہین مبتلا
ملک عدم یہان سے زیادہ خراب ہے

ہنسو بولو کھلے خوبی زبان کی
خموشی بابت کھوتی ہے دہان کی

نزاکت سے بڑھا لطف شب وصل
نہین ہے تاب اونھین خواب گران کی

وصل صنم کی مانگ نہ یون دمبدم دعا
سالک خدا سے اتنا تقاضا نہ چاہیے

جانے دے اے تصور جانان نہ کر تلاش
ایسا نہ ہو کہ وہ کہین دشمن کے گھر ملے

بات کرتے ہین وہ گھڑون مین حیا کر سالک
وعدہ وصل مین اونکو بھی مزا آتا ہے

سامان تخلص میر محمد ناصر جوہری مقیم دہلی شاگرد حضرت مرزا مظہر جانجانان

رقیب اسطرح جلتے ہین ہمین دیکھ کے
مگر رشتہ مین ہین اوس شمع رو کے

ساعی تخلص مرزا محمد جان بیگ کشمیری مرید حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ وقت شکاو شست قبچاق اشعار پارسی بہت خوب کہتے تھے کئی غزلین حسب فرمایش احباب ریختہ مین کہین تھین شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین وفات پائی

افسوس کہ اغیار بنے یار تمھارے	غماز بنے محرم اسرار تمھارے
ہم گھر مین تمھارے کہو کس راہ سے پہنچین	دشمن ہین ہمارے در و دیوار تمھارے

سامی تخلص مولوی وجہ اللہ خان بہادر صدر الصدور ضلع مین پوری ولد مولوی عبد الحکیم چاٹگامی شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت راقم کے۔ دوستون مین مین بیشتر فارسی کہتے ہین

امتحان تیر ستم کا سینہ سامی پہ ہو	سنتے ہین دعواے اوسکو لذت آزار کا

سائل تخلص محمد یار بیگ دہلوی قوم اوزبک شاگرد شاہ حاتم وسودا

نہ دیکھا زندگی مین اوسکو سائل	بہروسا کیا نگاہ واپسین کا
وہ حائل ہوگیا دست شکستہ کیطرح	آہ اپنا جسکو مین نے قوت بازو کہا
شاخ کو کوئی ہلا دے تو ثمر جھڑتے ہین	اپنے ہر جنبش مژگان سے گہر جھڑتے ہین

سائل تخلص حکیم عبد الحق ولد شاہ ابو الحسن قادری باشندہ موضع نجتہ ضلع مونگیر شاگرد خواجہ وزیر و امیر احمد امیر

شوق سے اپنے گنہگارونکو جو زنگ کرین	ہیچے یار کے ابرو ہین تو خنجر پلکین
کھیل مرغ دل وحشی کا شکار اوصیاد	دونون آنکھین تری شہباز ہین شمشیر پلکین
سوزش عشق سے جلتی ہین یہ آنکھین اپنی	پنجشاخے کی طرح ہنکتی ہین شب ہجر پلکین

سبحان تخلص عبد السبحان شاگرد ابرو مقیم دہلی

جان و دل ہے قبول سب جاتا	پر گلی مین ترے ہمین آنا

سبقت تخلص حمزہ اعلی خلف مرزا علی اکبر اخوند شاگرد جرات وطن اصفہان مولد دہلی مسکن لکھنؤ ۱۲۳۵ بارہ سو پینتیس ہجری مین رحلت کی +

تا بہ کجا یہ اضطراب دل نہ ہوا ستم ہوا	جان لبون پہ آگئی تو بھی قلق نہ کم ہوا
جب سے ترے فراق مین ہجران گرم گریہ مین	ہنگامہ تب سے سرد ہے ابر بہار کا
کس سطرح سے اپنے تئین کرتے پایمال	افسوس اوسکو شوق نہین ترک تاز کا
ملتے ہے ایسے ہی دل پر الم کہہ سے ملین	کیا ہم سے ملے اور نہ ہم کسی سے ملین

سپاہی تخلص امام بخش معلم نستعلیق خوب لکھتے تھے

سپاہی یہ تنِ سوزان ہے میرا سلح اُن کو
لگی ہے جسطرح جیسے آہن شمشیر آتش مین

سپہر تخلص شتاب خان دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر صاحب دیوان ہین

اوسکو ظالم جو کہا مین نے تو ہنسکر یہ کہا
تجھکو ظالم بھی سپہر کوئی مجھسا نہ ہوا
رکھا یاد تمنے مرے بھولنے کو
عجب لطف کا ہے یہ نسیان تمھارا
بے حوصلہ سمجھے کے وہ ہنستا ہے اے سپہر
روتا ہون جسکے سامنے کہہ کر مین ہائے دل
کچھ آج کل مرے دلمین گزرتے ہین غم ایسا
کھلا نہ آنے کا یہان اونکے مدعا مجھکو

سپہر تخلص میر محمدی خلف میر مہدی عرف میر شاہ علی لکھنوی خواہرزادہ محسن مصنف
سراپا سخن شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان گزرے

خیال کا کشتہ ہون کیا ذکر ابروئے خمدار کا
کام لیتا ہے وہ قاتل ڈھال سے تلوار کا
کہا یہ اوس بت گلرو نے دیکھکر تن زار
خدا کی شان یہ دیکھو پڑی ہے خار مین سوج
نہین مسّی ملی ہے یہ لب جان بخش جانان پر
خضر اودی گھٹا چھائی ہوئی ہے آب حیوان پر
ملاکر لب سے لب بوسہ دیا اوسنے جو ہونٹون کا
سکندر رہگیا پیاسا یہ چکر آبحیوان پر
مستی مین وعار وز ازل سے ہی یہ ساقی
دل نشۂ وحدت سے رہے چور بغل میز
فردوس مین بھی بادہ کشی اپنی رہا کی
اک جام رہا ہاتھہ مین اک حور بغل مین
اونکے زانو پہ جب رکھا سر کو
ہنسکے بولے اجی ذرا سر کو
وصل ہے یا وصال ہے صاحب
کیون بڑھاتے ہین آپ زیور کو
کمر ٹوٹی جو دیکھی خط سے قاصد کی کمر خالی
ملے دستِ ہوس دیکھے جو دستِ نامہ بر خالی
سرد آہین کر رہا ہون کچھ آنسو مین روان
ابتدا جاڑے کی ہے اور انتہا برسات کی
آہ سوزان کے شرارے ہین رسم گریہ بلند
اوڑتے ہین جگنو برستی ہے گھٹا برسات کی
ہے مکدر میری آہ و گریہ سے وہ سخت دل
زنگ لوہے مین لگاتی ہے ہوا برسات کی

سجاد تخلص سید محمد سجاد مخاطب بہ نواب ذوالفقار الدولہ برادرزادہ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ خلف محمد تقی علی خان نواسہ انشاء اللہ خان باشندہ لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد مرزا علی خان

شفق یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

رہا بعد فنا بھی یہ اثر سوداے الفت کا	کہ مقتل میں سیاہی چھا گئی خون شہیدان پر
زخم شمشیر نگہ کاری ہے	دونون آنکھون سے لہو جاری ہے
جو ترے عشق کا آزاری ہے	تندرستی اوسے بیماری ہے
سیہ پوشی یہ مائل کیون خط رخسار رہتا ہے	مگر حسن رخ سادہ کا ماتم دار رہتا ہے
یہ کس عارض کا محو جلوۂ دیدار رہتا ہے	کہ آئینہ ہمیشہ پشت بر دیوار رہتا ہے

سجاد تخلص حکیم سید سجاد اکبرآبادی ولد میر محمد اعظم شاگرد ابر و جد اعلی انکے میر منشی دار الانشاے شاہی تھے صاحب دیوان گزرے

دل کی جمعیت نہ کھو لب کھول کر	ہووے ہے غنچہ پریشان بول کر
مر گئے پر اگر نہین آسیب	کیون یہ رکھتے ہین قبر پر تعوید
میرے تمام حال کی تقریر ہے وہ زلف	روز سیاہ و نالۂ شبگیر ہے وہ زلف
ایک دل رکھتا ہون جو چاہے سو لیجا دیکھو	خواہ کاکل خواہ ابرو خواہ مژگان خواہ چشم
لب شیرین پہ اوسکے مرتا ہون	زندگی اپنی تلخ کرتا ہون
جب ہم آغوش یار ہوتے ہین	سب مزے در کنار ہوتے ہین
یار کا جامہ ہمین تو ہے عزیز	یوسف اپنا پیرہن تہ کر رکھے
بتون کے تئین کس قدر مانتا ہے	یہ کافر مرا دل خدا جانتا ہے
بات اور زلف کا یہ افسانہ	قصۂ کوتہ بڑی کہانی ہے

سجاد تخلص میر علی سجاد محافظ دفتر کلکٹری ضلع الہ آباد خلف میر حیدر علی باشندہ موضع کڑا پرگنہ ملیہ توابع ضلع مذکور شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

صدقے ترے قد پہ لاکھون خوش قد	آنکھون پہ فدا ہزار آنکھین
گلرنگ ہین آستین و دامن	دکھلاتی ہین کیا بہار آنکھین

سحاب تخلص محمد اللہ یار خان خلف محمد ہارون خان رسالہ دار خیرآبادی مقیم لکھنؤ شاگرد برق

ہر قدم پر مردے زندے کرتے ہین انداز یا	اے بتو معجز نما گویا تمہارا پاؤن ہے

سحاب تخلص کنور گوپال سنگھ ولد راجہ سالگرام شاگرد مولی بخش قلق

شمع رو روکے سر بزم یہ کہتی تھی کہ ہاے	خاک کرتی ہے مری گرمی بازار مجھے
اے دل رفتہ کہ جان پہ کچھ آن بنی	چارہ گر اب نظر آتے ہین عزادار مجھے

سحر تخلص محمد خلیل خان حیدر آبادی

بو تری باقی ہے اے رشک بہار	اشک کا ہر قطرہ سمن بن گیا
اے سحر باز مرید ار کسکو ملتا ہے	برا بھلا تو ملے در کنار خاطر خواہ

سحر تخلص میر ناصر علی مرحوم زمیندار بری براون خلف میر محمد علی متوطن کوپل مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ ۱۲۹۶ بارہ سو او چھیانوے ہجری مین فوت کی صاحب دیوان گزرے

آنکھین مری فرقت مین ہین ناسور سے افزون	پھوڑے سے زیادہ ہے دل زار بغل مین
کچھ سخت نکنا کسی بدمست کو ساقی	شیشے سے فزون ہے دل میخوار بغل مین
نکلا ہے جو دم حسرت آغوش مین اے سحر	کس پیار سے لیتی ہے مجھے گور بغل مین
اسمین شیرین تری کچھ شان نہ کم ہو جاتی	چوم لیتی لب شیرین سے جو فرہاد کی ہاتھ

سحر تخلص مرزا افضل علی باشندۂ لکھنؤ مقیم سوچی کھولا متعلق کلکتہ شاگرد مرزا علی جان شفق یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

پریون سے مشابہ جو ہے پرواز تیر	انداز پری رکھتا ہے انداز پہ تیر
نکالین صلح مین اوجھن کی باتین	دیا بوسہ تو پیچ و تاب کھا کر
کھلاؤ چشم اسنون گرین سرمہ	دکھاؤ سحر کو جادو جگا کر
مردم دیدہ یہ کوئی زلف مین پھرتے نہین	پتلیون کا ہے تماشا خانہ زنجیر مین

سحر تخلص منشی عبد المجید ولد غلام مینا ساحر باشندۂ کاکوری

نام کو تجھسے نہ الفت نہ ملاقات رہی	دن کو بھی آپ وہین رہیے جہان رات رہی
یہ شب وصل مین گردون کی عداوت دیکھو	صبح ہوتی ہے مرے گھر مین پہر رات رہی

سحر تخلص شیخ امان علی ولد محمد امین لکھنوی شاگرد برق صاحب دیوان گذرے

جو کچھ ہوا سو ہوا بس گذشتہ را صلوٰۃ	کہان تلک کوئی رویا کرے گلا دل کا
برق کے ہم ہین دیکھنے والے	ابر تر کے ہین یادگار آنکھین
چشم بیمار کی بیمار رہے جاتے ہین	لب جان بخش سے ہوتا نہین اچھا کوئی
منہ کو آئینہ مین دیکھا دیکھ کے خوش ہوتے ہو	پہلے پیدا تو کرو چاہنے والا کوئی
وصل کی بعد مرگ ٹھہری ہے	اسیلیے گور پر مسہری ہے

سحر تخلص احمد علی خان خلف کرم علی خان مقیم دہلی

ہوئی زخمی مژہ کی اور نگاہ چشم دلبر کے	نہین محتاج ہم نوک سنان و آب خنجر کے

سحر تخلص مولوی ظہور علی

عبث دار فنا مین گھر سکونت کا بناتا ہے	کہ آخر ایک دن دار بقا کو یہان سے جانا ہے
بعد مردن بھی مجھے رنج فراق یار ہے	گور کی ظلمت نہین ہے کم شب دیجور سے

سحر تخلص راجہ نواب علی خان ولد امیر علی خان باشندہ خیرآباد

حورون مین کہان ناز و ادا صورت انسان	جنت مین بھی دنیا کے مزے یاد کرینگے
ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچھا	الجھائینگے افلاک جو فریاد کرینگے
لکھینگے سراپا سحر اوس لعبت چین کا	بیکار قلم مانی و بہزاد کرینگے

سحر تخلص اجودھیا پرشاد پسر رام دیال دیوان اعتماد الدولہ افضل علی خان شاگرد مہدی علی خان قبول

تصور کمر یار مین ہین اشک روان	کہتک ہو کہیں نہ جو پڑ جائے بال آنکھون مین
اسیر دیدۂ جانان ہین سب کی طائر دل	نہین یہ نشئہ کے ڈورے ہین جال آنکھون مین

سخا تخلص شیخ سخاوت حسین ولد گل محمد باشندہ دیبائی توابع بلندشہر شاگرد فدا حسین فدا

بھجوا دون سر کو واسطے کی[?] حنا میرے ہاتھ	ایذا اٹھائین قتل مین تا فتنہ گر کے ہاتھ
یہ جان لے کہ جان بھی جائیگی ہاتھ سے	دم بھر بھی تیرے گر مرے سینہ سے سر کے ہاتھ

سخن تخلص رام دیال گھڑی ساز ولد پریم سکھ لکھنوی شاگرد آتش صاحب دیوان گزرے

خدا کے واسطے سن اے صنم گلہ دل کا	کہ تیری آنکھون نے لوٹا ہے قافلہ دل کا

سخن تخلص حکیم مرزا محمد حسین وطن انکا کشمیر مولد دہلی شعر فارسی بھی کہتے ہین

جو ہین جان نکلی وہین آن نکلا	بھلا مرتے مرتے یہ ارمان نکلا

سخن تخلص خواجہ فخر الدین حسین خلف خواجہ جلال الدین حسین المعروف بہ حضرت صاحب متوطن دہلی باشندۂ لکھنؤ وکیل عدالت دیوانی ضلع شاہ آباد عرف آرہ شاگرد مرزا نوشہ غالب سید فرزند احمد صفیر بلگرامی انکو اپنا شاگرد بتلاتے ہین کلام ان کا لکھنویون کے انداز کا ہے کوئی شعر یا کوئی فقرہ نثر دہلویون کے انداز کا انکے کلام مین نظر نہین آتا انکو آرہ مین دیکھا تھا انکا فسانہ سروش سخن نظر سے گزرا

یہ جان ہے یہ جگر ہے یہ دل تیری نذر ہے	اسمین سے کوئی بھی تو کر اے دلستان پسند
بناوٹ سے بگڑ کر مین گرمی مین لگے کہنے	خدا کی واسطے چھوڑو نہ ڈالو ہاتھ گردن مین
کبھی چھونے نہ پائین پانون تک جس بت کا ہم زاہد	زہے تقدیر اوسکا ہاتھ ہو دست برہمن مین
شیشہ ہے جن کو اوتارا ساقی ہوش نے شیشے مین	کیا واعظ کو محو دختر رز ایک ساغر مین
دفن ہے اسمین سخن لاشۂ لیلی شاید	ہاے مجنون کے جو مرقد سے صدا آتی ہے

سخنور تخلص دیوالی سنگھ کایتھ خلف راے جی سنگھ دہلوی منشی دفتر شاہی

گریان رکھے ہے بن ترے یہ چشم تر مجھے	طوفان نوح آگئے ہے اب پھر نظر مجھے

سخنور تخلص مولوی احمد علی لکھنوی مقیم مرشد آباد شاگرد مصحفی

آب گو ہے سخن غیر مین لیکن صاحب	کان مین گرتے ہی کر دیتا ہے بہرا پانی
لب شکر شکن اوس غیرت گل کا دکھاتا ہے	چمن مین طوطی و بلبل کو آپس مین لڑاتا ہے
اثبات جز لا تجزے مین تھا کلام	ساکت رہا وہ غنچہ دہن انفصال ہے

سخی تخلص سید پرورش علی ولد بیدار علی باشندۂ کڑا ضلع الہ آباد

دل کھونا نہین جو کہتے ہو	ہم ہی لینگے ہم ہی لین گے

سراج تخلص مولوی سراج الدین باشندۂ ضلع فرید پور مقیم ضلع مرشد آباد راقم سے اپنے ضلع راج شاہی عرف رام پور بوالیہ مین ملاقات ہوئی تھی انکے ہمت سے اشعار عربی و فارسی بھی نظر سے گزری

حسن ہے خوبون مین لیکن کچھ وفاداری نہین	جون گل کاغذ کہ جسمین بو نہین ہے رنگ ہے

سراج تخلص سراج الدین دکھنی بعضے تذکرہ والون نے انکا نام قمر علی لکھا ہے

نہین ہے تاب تجھے تیرے سامنے جانان	کہان سراج کہان آفتاب عالم تاب
پتھر بھی نہین ہے شرر شوق سے خالی	بیتابی نبض رگ خارا کی خبر لو

سراج تخلص سراج الدین علی شاہ اورنگ آبادی درویش تھے

رفوگر کو کہان طاقت کہ زخم عشق کو ٹانکے	اگر دیکھے مرا سینہ رفو چکر مین آجائے
علی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا	مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی
وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخہ عشق کا	کہ کتاب عقل کے طاق پر جو دھری تھی وہین دھری رہی

سردار تخلص سردار مرزا خلف سید محمد لکھنوی شاگرد وزیر

فردہ اے جوشش جنون وحشت مین آئی ہے بہار	پھر کھجاتے ہین کئی دن سے برابر تلوے
گرم رفتاری عشاق کا اعجاز یہ ہے	تر نہین ہوتے ہین بالاسے سمندر تلوے

سرسبز تخلص مرزا زین العابدین خان خلف نواب سالار جنگ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

بے تکلف تھی دل کے لینے تک	ہم سے اب آپ منہ چھپاتے ہین
ترے ہاتھ سے بوے مشک آئی شانہ	مگر تو نے کاکل سنوارے کسی کے
اوسکے کوچہ کیطرف مین تو نہ جاؤن سرسبز	کشش دل ہے کہ کھینچے لیے جاتی ہے مجھے

سرشار تخلص لالہ ملوک چند لکھنوی

اس سج سے وہ دلبر چلے خوبو مین اکڑ کے	جون ماہ ستارہ روان مین چلے رات کو اڑ کے

سرور تخلص مرزا رجب علی بیگ ولد مرزا اصغر علی لکھنوی شاگرد نوازش حسین خان نوازش صاحب دیوان و سرور سلطانی ترجمہ شمشیر خانی و شگوفہ محبت و گلزار سرور و فسانہ عجائب ہین اردو و نثر بہت خوب لکھتے ہین اوائل سنہ ۱۲۸۱ بارہ سو اکاسی ہجری مین کلکتہ مین آنے سے پیشتر راجہ بنارس کی سرکار مین متعلق تھے بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گزری

ہزار صدمہ یہ دل نے ہماری اف بھی نہ کی
جو اک رفیق ملا وہ بھی بے زبان ملا

یہ ہمکناری جانان سے تازہ لطف اوٹھا
گلی سے مل گئے سب رنج در کنار ہوا

رشک زلف یار سب عقدی ہین میرے ای سرور
اور اولجھہ اوٹھتے ہین بیٹھے جب کہ سلجھاتے ہیں ہم

نہین اوٹھتی پلک نزاکت سے
سرمہ ہوتا ہے بار آنکھون مین

آتی چھاتی ہے خاک تیرے لیے
چھا رہا ہے غبار آنکھون مین

جب سے اپنا لقب ہوا ہے سرور
روز و شب ہے خمار آنکھون مین

سرور مشرق و مغرب کی سیر کی ہم نے
نہین ہے حسن خداداد کا جواب کہین

کوچۂ قاتل مین جاکر اپنے ہاتھون جان دی
مرتے مرتے کام آئے یہ ہمارے ہاتھہ پاؤن

پیری و صد عیب یہ سچی مثل ہے ای سرور
ڈھونڈھتے ہین اب تو لاٹھی کے سہارے ہاتھہ پاؤن

تنی رہتی ہے اکثر چادر مہتاب تربت پر
کہ تا معلوم ہو سب کو قتیل مہ جبینان ہون

اللہ ری بیحسی کہ جو دریا مین غرق ہون
تالاب کی طرح کبھی پانی روان نہ ہو

پھر نہ منہ اوسنے کیا میری طرف ہی ظالم
سخت تم بھی مرے نالو ہوا اثر سے خالی

سرور تخلص مرزا افضل علی بیگ برادر حقیقی مرزا انیاز علی بیگ نکہت شاگرد شاہ نصیر دہلوی

آج آتی نہین ہے بانگ درا
ہمرہون نے کہین قیام کیا

سرور تخلص لالہ نیک رام نائب سررشتہ دار بند و بست ضلع فرخ آباد ولد جے کشن لال مقیم فتح گڈہ

مطلب کی میری ایک نفرمائی آپ نے
باتین شب وصال مین کین اپنے کام کی

سرور تخلص سید کاظم حسین شاگرد آباد ولد سید ظفر علی باشندہ لکھنؤ

دل مین جو یار گیسوی پیچان کا تھا خیال
ڈر ڈر کے چونک چونک اوٹھے ہم تمام شب

مر مر کے کاٹتا ہون شب انتظار یار
اوٹھتا ہے بار ہجر بھلا مجھہ حزین سے کب

پر نور کیا ہین حسن سے ساری کلائیان
ہین شاخ نخل طور تمھاری کلائیان

سرور تخلص حمایت اللہ خان دہلوی شاگرد نصیر

زنجیر کی جو کانون مین آتی صدا نہین ۔ مجنون کے سلسلہ مین کوئی کیا رہا نہین

سرورِ تخلص غلام مرتضیٰ خان ولد نصیر اللہ خان عرب ہاشمی شاگرد خواجہ آتش وطن اِنکا مدینۂ منورہ مولد و مسکن لکھنؤ

مجھسے جو پوچھتا ہے کوئی ماجراے دل ۔ یہ کہکے لوٹ جاتا ہون مین ہاے ہاے دل

سرور تخلص ولایت علی کشمیری لکھنوی خلف و شاگرد محمد جعفر مخمور و آتش انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی

آتی نہین کسیکو بھی اصلا نظر کمر ۔ عنقا کی طرح گم ہے تمہاری مگر کمر
جُدا ہوئے ہین کسی برق وش سے یہ شاید ۔ بسان ابر جو روتی ہین زار زار آنکھین

سرور تخلص مرزا عزیز الدین دہلوی داماد سراج الدین بہادر شاہ تخلص بہ ظفر شاگرد ذوق

ہوتے ہین آپ چین بہ جبین بات بات پر ۔ یہ ڈھنگ ہے تو ہو چکی صورت نباہ کی
یہ بھی سرور ترک کیا چاہتے ہین وہ ۔ صحبت جو ہم سے اونسے ہے یہ گاہ گاہ کی

سرور تخلص احمد حسین شاگرد و برادر خورد امداد حسین ظہور باشندۂ میرٹھ

الامان الحذر کا شور اوٹھے ۔ جوش ہووے جو دیدۂ تر کا

سُرور تخلص اعظم الدولہ نواب میر محمد خان خلف نواب ابو القاسم خان شاگرد محمد جان بیگ سامی امراے دہلی مین تھے شعر اچھا کہتے تھے ایک تذکرہ شعرا اور ایک دیوان انسے یادگار ہے سنہ ۱۲۵۰ بارہ سو پچاس ہجری مین وفات پائی فارسی بھی اچھا کہتے تھے

مانع امید وصل ہوئی ورنہ ہجر مین ۔ قصہ ہے زندگی کا یہ سب انفصال تھا
سبزۂ خط گرد لب شاید ہوا اوسکے نمود ۔ خود بخود دمبدم جو میرا رنگ کاہی ہوگیا
نامہ کس سوختہ جان کا یہ لیے جاتا ہے ۔ بازوؤن سے جو ہلاتا ہے کبوتر پنکھا
ہاتھ اپنے رہی زیر بغل بعد فنا بھی ۔ تھی بسکہ ہم آغوشی دلدار کی حسرت
ترے کھولینگے جب بند قبا ہم ۔ گرہ دل کی کرینگے اپنے وا ہم
دیوانے ہم نہین ہین جو فصل بہار مین ۔ کہنے سے ناصحون کے گریبان رفو کرین

غیر لایا اوسے یہان بہر تماشا دم نزع ۔۔۔ دوستون سے نہ ہوا وہ جو ہوا دشمن سے
گھبرا کے نہ لے یار کی سرور تو بلائین ۔۔۔ آسیب کہین اوس رخ روشن پہ نہ آئے

سرورش تخلص امداد علی خان ولد منو خان فرخ آبادی

روے روشن کا تصور ہے مگر دل مین سرور ۔۔۔ دل خون گشتہ بہا اشک کے شامل ہوکر

سریع تخلص سید محمد علی ولد داروغہ باسط علی شاگرد صفیر

غنچے سر اپنا جھکا لیتے ہین شرماتے ہین ۔۔۔ مسکراتے ہوئے گلشن مین جو وہ آتے ہین

سعادت تخلص میر سعادت علی باشندہ امروہہ معاصر سودا

ہوش کہو دیتے ہین میرے اونکی آنکھین مے پرست ۔۔۔ بسکہ ہون کم ظرف ہو جاتا ہون پیتا نو مین مست
یار سے جو رقیب لڑتے ہین ۔۔۔ یہ بھی اپنے نصیب لڑتے ہین

سعادت تخلص سعادت خان ولد جہان خان ساکن اعظمگڈہ مقیم کانپور تہانہ دار کرنیل گنج ضلع کانپور شاگرد رشک

چہپگئے صبح وطن زلف جو کہولی تم نے ۔۔۔ ہے غضب آئے تہ شام غریبان عارض
وہ جبین ماہ دو ہفتہ ہے وہ رخ غیرت مہر ۔۔۔ دانت موتی کی لڑی لعل بدخشان عارض

سعید تخلص مرزا آغا نجف ولد مرزا امیر بیگ بھکیت باشندہ لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد مرزا مہدی قبول صاحب دیوان ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بہیجے تہے

کی ہم نے خوب سیر حسینان دہر کی ۔۔۔ اے بت نہین جواب خدا کی قسم ترا
دل اوسنے لیکے جسم کی مٹی خراب کی ۔۔۔ ہو جاتا ہے بغیر مکین کے مکان خراب
سحر کا تو نے فسون ساز ہے باندہا تعویذ ۔۔۔ سر اوٹھانے نہین دیتا تری سر کا تعویذ
صاف معلوم ہوا شب کو ستارا ٹوٹا ۔۔۔ تشنہ پہراتے ہین جو سر کا ترے جہکا تعویذ
کہکشان مانگ ہے رخ ماہ ہے پیشانی بدر ۔۔۔ بال سمجھے شب دیجور ستارا تعویذ
گر دیکھنی ہو شکل بت لاجواب کی ۔۔۔ عینک لگائے چرخ مہ و آفتاب کی
وہ میکش آج آنے کو ہے شغل میکشی ہوگا ۔۔۔ کرم تو بھی کرا اپنا ابر باران ہمکو حسرت ہے
ہم دعا دینگے رہا کردی قفس سے صیاد ۔۔۔ تو بہلے ہو لے گا ہم سیر چمن دیکھینگے

مجھہ خاکسار کو نہین حاجت سریر کی
ہے بوریاے فقر پہ عزت فقیر کی

سعید تخلص مرزا سردار حسین ولد مرزا علی اصغر

عجب کیا ہے اگر مین بھی اسیر چاہ بابل ہون
کسی زہرہ شمائل کے ذقن پر دل سے مائل ہون

سعید تخلص لالہ کنور بہادر ولد گنگا پرشاد فرخ آبادی

جوش وحشت کبھی زندان مین نرہنے دیگا
بیڑیان لاکھہ پنہائی کوئی حداد مجھے

سعید تخلص محمد سعید الدین بن مولوی محمد اساس الدین باشندۂ بدایون مقیم دہلی تلمیذ نواب زین العابدین خان عارف

ہے برق کا خواص شب وصل یار مین
یعنی اودھر سے لحظہ مین آئی ادھر نہین
گو لامکان تلک تو رسائی ہے آہ کی
پر کیا ہی گر تو ان ہی کے دل مین نہ راہ کی

سعید تخلص قاضی سعید الدین خان خلف قاضی القضات نجم الدین علی خان باشندۂ کاکوری آخر ایام مین انکی بصارت زائل ہوگئی تھی

بیدماغی اوسے ملنے سے نہ ہو کیونکہ مری
کہ پری کو نہین خوش آتی ہے انسان کی بو

سعید تخلص قاضی میر سعادت علی باشندۂ اکبر آباد

یار بن آنکھون مین اپنے خار ہے گل باغ مین
ہے نمک پاش جراحت شور بلبل باغ مین

سعید تخلص حاجی سعید بخت ولد محمود بخت مجموعہ دار شاگرد حضرت ضیغم باشندۂ سلہٹ راقم کے ملاقیون مین ہین تاریخ گوئی سے بہت شوق رکھتے ہین فارسی بھی کہتے ہین اجداد انکے ہندو تھے کئی پشت سے مشرف باسلام ہوئے ہین

کر اس سے محرم صنم خدا را کہ تیری انگیا کی بیچ گیا ہے ولد
یہ اودھرا اودھرا یہ اودھرا اودھا یہ شکل موزون جیسا کا سا
پاتا نہین ہے سرمہ کا ہرگز قرار رنگ
ہر آن مین بدلتی ہین آنکھین ہزار رنگ

سفیر تخلص خواجہ بادشاہ ولد و شاگرد خواجہ وزیر لکھنوی

دیوانہ مجھکو آپ نے اچھا کیا کیا
لے لونگا اب تو زلف گرہ گیر ہاتھہ مین
وہ سحر کر کہ طائر رنگ حنا ترا
طوطی کی طرح سے کرے تقریر ہاتھہ مین

سفیر تخلص حاجی جلال بخش خلف حاجی حسین بخش باشندۂ سلہٹ شاگرد منشی افضل

مست راقم کے ملاقاتی ہین

سحرآفرین ہے سایۂ زلف سیاہ سے ہے | بنجائے کیا عجب ترے پھولون کا ہار سانپ

سکندر تخلص خلیفہ محمد علی مرثیہ گو باشندۂ پنجاب شاگرد محمد شاکر ناجی شراب بہت پیتے تھے وطن سے دہلی گئے وہان سے حیدرآباد مین جاکر انتقال کیا وہان کے باشندون نے اونکی ہڈیون کو کربلا مین بھیجدیا

قیس صحرا مین رہا کوہ مین فرہاد رہا | مین بگولے کی طرح دشت مین برباد رہا
نہ دیکھا ہو جو کسی نے حباب مین دریا | وہ دیکھ لے مری چشم پر آب مین دریا

گرا ہے مانگ مین دل میرا آہ ڈھونڈھون کدہر | کہ آدہی رات ادہر ہے اور آدہی رات ادہر
سحر گزرا چمن مین کونسا خورشید رو یارب | کہ شبنم گل کے منہ پر اب تلک پانی چھڑکتی ہے

سکندر تخلص سکندر خان باشندۂ شاہجہان پور مومن خان سے کسب سخن کرتے تھے ایک دن ایک شعر کی اصلاح پر بہت مباحثہ کرکے ترک مشورہ کیا

کسکا نام اوسکے لبون پر تھا کہ اس نفرت کیا | حرف ناصح سے دماغ اپنا پریشان نہ ہوا

سلام تخلص نجم الدین علی خان اکبرآبادی خلف شرف الدین علیخان پیام

حدیث زلف چشم یار سے پوچھ | درازی رات کی بیمار سے پوچھ

سلطان تخلص شہزادہ ایزد بخش بہادر عرف مرزا ایلی خلف شاہ عالم بادشاہ

دور رکھ دوران سر سے گردش دوران مجھے | مت رکھ اے دیر خراب آباد سرگردان مجھے

سلطان تخلص نواب نصراللہ خان مرحوم والی رام پور

اوس لب سے کیا لعل کا جب رنگ برابر | دیکھا تو نہین اوسکے یہ پاسنگ برابر

سلطان تخلص سلطان شاہ خلف شاہزادہ جمعیت شاہ ماہر دہلوی

بن جلائے دل و جگر جل جاے | کیا بری آگ ہے محبت کی
آتے آتے وہ پھر گئے گھر کو | یہ بھی خوبی ہے اپنے قسمت کی

سلطان تخلص صاحبزادۂ اعظم الدین نواسۂ ٹیپو سلطان مرحوم مقیم ٹالیگنج متعلق کلکتہ صاحب دیوان فارسی اور راقم کے دوستون مین ہین

داغون سے غم کے رشک چمن ہے فضای دل	ہے جاے سیر یہ چمن دلکشاے دل

سلطان تخلص خواجہ طالب علی خان عرف خواجہ سلطان جان مرحوم خلف خواجہ حسین علیخان مرحوم رئیس عظیم آباد مقیم گیا اولاد مین خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ عنہ کی تھی سلسلہ انکے نانہال کا حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ سے ملتا ہے موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے بہت دنون تک کلکتہ مین آکر رہے تھے لکھنؤ کی بھی سیر کی تھی تین دیوان انکے نظر سے گزرے اشعار فارسی و اردو خوب کہتے تھے سنہ ۱۲۷۲ بارہ سو بہتر ہجری مین کلکتہ سے گیا جی مین جا کر انتقال کیا راقم کے دوستون مین تھے راقم نے یہ تاریخ اونکے وفات کی لکھی ہے

قطعہ تاریخ

خواجہ سلطان جان کہ رحلت کرد وای	دوستان را کرد با اندوہ جفت
سال مرگ او چو جستم از سر وشش	خواجہ سلطان جان بمرد افسوس گفت ۱۲ ھ

اشعار سلطان

اک نئی طرح کا ہر حلقہ نے پھندا مارا	تو نے اے زلف مسلسل مجھے اولجھا مارا
وار کیا معلوم ہو تیغ نگاہ یار کا	ساحل بحر فنا ہے گھاٹ اس تلوار کا
موجۂ آب بقا مر دے سے مری زنجیر ہو	ہون مین دیوانہ کسی کے سبزۂ رخسار کا
اے بتو ہر مومن و کافر کی لگتی ہے نظر	ہے خدا حافظ تمھاری مصحف رخسار کا
بوے عطر خس تھی سلطان یار کو رومال مین	اوسنے جو پوچھا پسینا سبزۂ رخسار کا
دل کی جا سینے مین میرے اوسکا پیکان رہگیا	میزبان جاتا رہا اور گھر مین مہمان رہ گیا
کمر لچکی تو وہ گل ہنسکے بولا	بھرا ہے پھولون سے دامن ہمارا
دیکھی جو تری چاند کی ٹکڑون سے یہ دو گال	انکار نہ کافر کو رہے شق قمر کا
مثل مشہور ہے دیوانہ راہو ئی بس ای دل	بہین آنکھون سے دریا نام لے گر کوئی افسون کا
لگائی تیغ اگر قاتل تو شادی مرگ ہو جاؤن	دہان زخم مین ہو جای عالم روے خندان کا
مانی بھی ملینگے خاک مین سب موشگافیان	اوسکی کمر مین فرق اگر بال بھر رہا

اندنون حسن پہ آپ اپنے ہین مغرور بہت
اور سب باتین تو موقوف ہین چل دور بہت

اس رسم کسی کا ڈر نہین شرطی گھر اپنے یار
لیجاؤنگا تجھے مین اگر اور مگر نیست

رندون نے آج نشہ مین کیا دھج نکالی ہے
مینا بغل مین سر پہ سبو جام دوش پر

افتادگی پسند تھی طفلی ہی سے مجھے
آیا نہ ایک دم کبھی آرام دوش پر

بات کہتے نہین ہین موتی پروتے ہین ہم
ہے بجا کہیے زبان کو جو زبان الماس

مرنے کے بعد بھی نہ گئین بیقراریان
عالم ہے برق کا مرے سنگ مزار مین

لڑاتا ہے وہ اپنی عکس سے آئینہ مین آنکھین
مری نظرون مین اے سلطان ہرن گویا کہ لڑتے ہین

جب آہ آہون ہو جاتا ہے سوراخ جگر مین
کاہیکو کوئی آئیگا اب آپ کی گھر مین

چاہیے عاشق و معشوق مین گرماگرمی
وصل کی رات نہین خوب یہ شرماشرمی

واہم بلاے عشق مین ہم بے سبب پڑے
کم بخت دل پہ ہاے خدا کا غضب پڑے

تاب کسکی جو کرے بات اوس بت مغرور سے
حور بھی دیکھے تو لے اوسکی بلائین دور سے

معشوق کو جو وصل کی شب مین حجاب ہے
دامن مین صاعقہ کے گل آفتاب ہے

پڑھی جو بادہ کشون نے نماز استسقا
تو جھوم کر طرف قبلہ سے گھٹا آئی

تمکو پردیسی فقط بات بنا آتی ہے
یا کبھی چاند سی صورت بھی دکھا آتی ہے

دفن جس کوچے مین ہم عاشق ناشاد ہوئے
جتنے بیرحم تھے وہان غیرت فرہاد ہوئے

سلیس تخلص سید محب علی متوطن کانپور شاگرد مونس مرثیہ گو

بے اذان بوسے لے کے گنہگار ہو گیا
اب تو قصور وار مین سرکار ہو گیا

سلیم تخلص مرزا سلیم بہادر خلف اکبر شاہ ثانی بادشاہ دہلی مرید میر محمدی مرحوم

جھگڑے سے سب دوئی کی فراغت ہوئی مجھے
کثرت مین سیر عالم وحدت ہوئی مجھے

ہے کوئی اپنا خانہ دل ہی عجیب مکان
حسن نصیب یار سے صحبت ہوئی مجھے

سلیم تخلص میر عباس ولد میر عالم علی لکھنوی شاگرد آتش صاحب دیوان گزرے

کیا کہین یا ہم جو موثر نہ ہو نالا دل مین
یہان جان دل نہین جاتا کوئی ڈالا دل مین

[illegible] یار [illegible] سلیم
رنگیا عید کو ارمان مری دل کا دل مین

یار آیا ہے نظر خواب مین بعد مدت
کھولیو چونک کے غافل نہ خبردار آنکھین

سلیم تخلص میر سلامت علی بنارسی

کہتے ہو لعل سے بہتر لب معشوق ہوا
سخت نادان ہو پتھر لب معشوق ہوا

سلیمان تخلص مرزا احمد سلیمان شکوہ بہادر خلف حضرت شاہ عالم بادشاہ شاگرد شاہ حاتم و انشا مدت تک لکھنؤ مین جلوہ افروز رہے شعر عاشقانہ اچھا کہتے تھے ۱۲۵۴ہجری مین اکبر آباد مین قضا کی اور وہین مدفون ہوسے راقم نے اونکے مزار کی زیارت کی ہے انکے انتقال کی تاریخ رحمت خدا سے نکلتی ہے دیوان ملاحظہ سے گزرا

کرے یہ کاش فلک میرے بند بند جدا
یہ مجھ سے ہو نہ مرا شوخ خود پسند جدا

جنازہ تیرے دیوانے کا اس توقیر سے اوٹھا
کہ شور نالہ ہر اک خانۂ زنجیر سے اوٹھا

ناز سے کرکے وہ ایسا ہی اشارہ چمکا
کہ نئے سر سے یہ پھر داغ ہمارا چمکا

یون یہ آکے جو نالہ نہ ہٹ گیا ہوتا
تو آسمان و زمین سب اولٹ گیا ہوتا

رہگئے ہوش و حواس و خرد و طاقت سب
یون ترے کوچہ سے مین بے سر و سامان نکلا

جان دی راہ محبت مین الٰہی صد شکر
بات جو ہم نے کہی تھی سو نباہے صد شکر

بات کہنے مین جواب نامہ لایا سچ بتا
کیا نکالی تو نے اب ای قاصد دلالک پر

زخم کھا کر جو گرا مین تو وہ یہ کہنے لگا
اچھا اچھا تو تڑپ کر مری تلوار کو توڑ

ہزار طرح سے وہ چہچہے کرے لیکن
نہ پہونچے نالہ کو میرے ترانہ بلبل

غیر کا نام جو تم پیار سے لیتے ہو تو بس
ایک برچھی ہے کہ پہلو مین چبھو دیتے ہو

شیخ کی تسبیح اور عمامہ کس گنتی مین ہے
وہ کمند زہد ہے یہ گنبد تلبیس ہے

دل اگر فولاد ہو تو بھی کھنچا جاتا ہے آہ
اوس صنم کا جذب الفت سنگ مقناطیس ہے

کیا اجابت کی ہوا ور کو خدا و ندا آہ
مارے مارے جو دعا ے سحری پھرتی ہے

جبہہ سائی کا نشان جای جبین سے کیونکر
کوئی تقدیر کے لکھے کو مٹا سکتا نہین

سلیمان تخلص سلیمان خان دہلوی مقیم عظیم آباد شاگرد اشرف علیخان فغان

نظر آئی حنا بندی مجھے کس گل کے ہاتھون کی
کہ اشک سرخ سے کاسہ ہوا معمور آنکھون کا

سلیمان تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

تجھ سے ظالم سے ملا دیکھیو طرار ہی دل
کچھ بھی دھڑکا نہ کیا بل بے جگرداری دل

سودا تخلص مرزا محمد رفیع ولد مرزا محمد شفیع شاگرد شاہ حاتم وطن انکا کابل مولد دہلی ایام شباب مین لکھنؤ مین جاکر نواب آصف الدولہ بہادر کے مقربون مین منسلک ہوکر ملک الشعرا کا خطاب پایا تھا ۱۱۹۵ گیارہ سو پچانوے ہجری مین انتقال کیا سوائے مثنوی کے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے لیکن ہجو و قصیدہ گوئی مین اپنے عہد مین لاثانی تھے کلیات انکا نظر سے گزرا

مقدور نہین اوسکی تجلی کے بیان کا
جون شمع سراپا ہو اگر صرف زبان کا

صحبتون کا نہ کر و غیر کے مجھسے اخفا
کونسی شب تھی کہ مین دہان بس دیوانہ تھا

[illegible] تو عبث مجھے کرتا ہے ناصحا
مدت ہوئی بتون سے سروکار اوٹھ گیا

دوزخ مجھے قبول ہے اے منکر و نکیر
لیکن نہین دماغ سوال و جواب کا

گلہ لکھون مین اگر تیری بیوفائی کا
لہو مین غرق سفینہ ہو آشنائی کا

طلب نہ چرخ سے کر نان راحت اے سودا
پھرے ہے آپ یہ کاسہ لیے گدائی کا

لطف اے اشک کہ جون شمع گھلا جاتا ہون
رحم اے آہ شرربار کہ جل جاؤنگا

چھیڑ مت باد بہاری کہ مین جون نکہت گل
پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکل جاؤنگا

دل مت ٹپک نظر سے کہ پایا نہ جائیگا
جون اشک پھر زمین سے اوٹھایا نہ جائیگا

بھٹکی پھرے ہے کب سے خدایا مری دعا
دروازہ کیا قبول کا معمور ہو گیا

آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا
کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا

سینے سے [illegible] دعا کو لا اے شب لبون تک
کھونے لگی اجابت کیا ہر خیال آیا

کونین تک سے تھی جو دل کی مجھکو قیمت
قسمت کہ اک نگہ پہ اوسکو ڈال آیا

برنگ آئینہ ہم اور سینہ صاف ہوے
جو اپنے دل پہ کبھی شکل سے غبار آیا

حکاک کا بسر بھی مسیحا سے کم نہین
فیروزہ ہووے مردہ تو دیتا ہے وہ جلا

نگاہ مست نے ساقی کے عالم کو جھکا ڈالا
کہین بیہوش ہے شیشہ کہین ساغر ہے متوالا

سوجھی تدبیر نہ تقدیر کو بہلانے کی
کمال کفر ہے اے شیخ ایسا کچھ کہ اوس بت نے
بے رنگ تماشا ہے جہان صورتِ خورشید
نور اخذِ ہنر کرنے مین دل کا مین گنوایا
انتہا عیش جہان کی جو تو دیکھا چاہے
ہندو ہین بت پرست مسلمان خدا پرست
ڈرتے ڈرتے جو کہا مین کہ ترا عاشق ہون
سودا مین اپنے بارسے جایا کہ ہم کہون
گالی نہین ہے بوسہ مرے دل پہ گوارا
یا تبسم یا نگہ یا وعدہ یا کا ہے پیام
گذری جس غم سے ہین زندگی وہ روزہ
شور سنکر ہوا ہوگا اوبلتا ہے یہ دل
ہون وہ آوارہ کہ طفلی ہی مین جون اشک مجھے
کام آیا نہ کچھ اپنا تنِ زار آخر کار
کسکے ہین زیر زمین دیدۂ نمناک ہنوز
ایک دن گھیر مین دامن کا ترے دیکھا تھا
اشک آتش و خون آتش دہر لخت دل آتش
اے لالہ گو فلک نے دیے ہمکو نیا پر داغ
غیرون کی بات پر نہ کہون کان مت رکھو
ناصح نہ اوسنے بک جو ہین آگاہ رازِ عشق
لے مرے دل کو دے سکے اپنا دل
قاتل سکے دل سے آہ نہ نکلی ہوس تمام
نہ زر نہ زور نہ طالع نہ تیرے دل مین رحم

جب تجھے قتل پہ عاشق کی مچلتے دیکھا
پرستش سے مرے پیدا کیا جلوہ خدائی کا
جو صبح کو دیکھا وہ نظر شام نہ آیا
جون آئنہ جوہر نے مجھے عیب لگایا
بزم مستان پہ نگہ غور سے کر آخر شب
پوچھا ہون مین اوسی کو جو ہے آشنا پرست
قہقہہ مار لگا کہنے وہ طناز وہ مست
ایسی کی اک نگہ کہ رہی من کے من کے بیچ
جھوٹا کوئی کہاتا ہے تو میٹھی ہی کہے لاکھ
کچھ بھی اے خانہ خراب اِس واکے بہلا کے لیے
رکھے اوس غم کو خدا ماہ محرم سے دور
رخصتِ اک نالہ اے صیاد جاتی ہے بہار
کر دیا مادر ایام نے گھر سے باہر
سمجھے اکسیر تجھے نکلا یہ غبار آخر کار
جا بجا موت ہے پانی کی تہ خاک ہنوز
گرد پھرتے ہین گریبان کے مرے چاک ہنوز
آتش پہ برستی ہے پڑی منتس آتش
جاتی مری سراہ کہ اک دل ہزار داغ
لیکن کبھو تو میری بھی فریاد کی طرف
وہ کر چکے ہین دین و دل و جان نثار عشق
سنگ کے مول یہ بکتے ہے لعل
ذرہ بھی ہم تڑپنے نپائے کہ بس تمام
جو چاہے تجھسے یہ دل کامیاب ہو معلوم

بلبل چمن مین کسکی ہین یہ بدشر اسیان
جگر اوسکا ہے جو تجہ کو صنم کہہ یاد کرتے ہین
کسی کے مرگ پر ای دل نہ کیجے چشم تر ہرگز
بوسہ ہنسکر نہ دیا اون نے سواے دشنام
گرم جوشی نہ کرو مجہسے کہ مانند چنار
صفحۂ ہستی پہ اک حرف غلط ہون سودا
ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے مین
پیارے نہ برا مانئے تو اک بات کہون مین
یہ تو نہین کہتا ہون کہ سچ مچ کرو الطاف
پاس ناموس مجھے عشق کا ہے ای بلبل
جی تنک تو دیکے لون کہ جو ہو کارگر کہین
نے بلبل چمن نہ گل نودمیدہ ہون
مگر تجہ سے رنجیدہ خاطر ہے سودا
ہاتھہ کسکا ہے تری زلف کا شانہ سچ کہہ
کسکی ملت مین گنون آپ کو بتلا اے شیخ
مطلب کی میری عرض پہ اکبار بھی سودا
اسرار خرابات سے واقف جو ہو زاہد
دل لگے تجہسے برق کے شعلہ کو دیجیے
سن کے یہ کہتا ہے میرے نالۂ جانکاہ کو
بہار باغ ہو مینا ہو جام صہبا ہو
زخم کی طرح زمانے مین تو کاٹ اپنی عمر
عشرت آبروے درست و دین و ایمان
ستے ہی چلے ہو دل کو تو خاطر مین یہ رہے

ٹوٹی پڑی ہین غنچون کی ساری گلابیان
میان ہم تو مسلمان ہین خدا کہتے بھی ڈرتے ہین
بہت سا رو دیئے اونپر جو اس جینے پہ مرتے ہین
سو بھی یہ جب نہ ملا کوئی تو مجبور ہمین
اپنے ہی آگ مین مین آپ جلا جاتا ہون
جب مجھے دیکھنے بیٹھو تو اوٹھا جاتا ہون
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے مین
کس لطف کی امید پہ یہ جور سہون مین
جھوٹی بھی تسلی ہو تو جیتا ہی رہون مین
ورنہ یہان کونسا انداز فغان ہے کہ نہین
اے آہ کیا کرون نہین تکتا اثر کہین
مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
اوسے تیرے کوچے مین کم دیکھتے ہین
رات آتی ہین نظر خواب پریشان مجھکو
تو مجھے گبر کہے گبر مسلمان مجہسے کو
ہان نے نہ چھڑایا کبھو اوس لب سے شیرین کو
کعبے سے نہ کم سمجھے در پیر مغان کو
پر ہے یہ ڈر کہ اوسکی بھی ایسی ہے خو نہ ہو
کیون مجھے ایسا بنایا کیا کہون اللہ کو
ہواے ابر ہو ساقی ہو اور دنیا ہو
خندہ یا گریہ جو کچھ ہووے سو تک دیکھے دوستا
روؤن کس کسکو مین یارو کہ گیا کیا کیا کچھ
اک وقت مین پلا تھا یہ ناز و نعم کے ساتھ

سو دل اوسکے تو نہو بات نہ کرنے سے ملول
ہمارے کفر کے پہلو سے دین کی راہ یاد آوے
غنچہ سے مسکرا کے اوسے زار کر چلے
اب تو ہین چھوڑنے کا نہین اوسکو ناصحا
مستی سے اوس نگاہ کی لی محتسب خبر
یارو وہ شرم سے جو نہ بولا تو کیا ہوا
کیا چیز ہے وہ دل جسے کہتے ہین الٰہی
دشنام تو دینے کی قسم کھائی ہے لیکن
مے پرستی ہے مری باعث آمرزش خلق
اے دل یہ کس سے بگڑی کہ آتی ہے فوج اشک
انصاف کیسکو سونپیئے اپنا بجز خدا
جو طبیب اپنا تھا دل اوسکا کسی پر زار ہے
دہن غنچے کا جب دیکھون ہون گوش گل یہ گلشن مین
منت تو لاکھ کیجے پر جو غرور ہے دہان
تھی سرد مہری اوسکی آب حیات دل کو
سودا کو جرم عشق سے کرتے ہین آج قتل
دل لیکے ہمارا جو کوئی طالب جان ہے
خواہ کعبے مین تجھے خواہ مین بتخانے مین
مری آنکھون مین بستا ہے مجھے تو کیون رولاتا ہے
ترا غرور میرا عجز تا کجا ظالم
سمجھ کے رکھیو قدم دشت خار مین مجنون
گردش سے آسمان کے نزدیک ہی سبھی کچھ
گزرا ہے کسکی خاک سے ظالم تو بے خبر

وہ دہن تنگ ہے اتنا کہ نہین بات کی راہ
صنم رکھتے ہین جسکو دیکھکر اللہ یاد آوے
نرگس کو آنکھ مار کے بیمار کر چلے
ہونے جو کچھ تھی قبلۂ حاجات ہو گئی
دنیا تمام نرم خرابات ہو گئی
نظرون مین سو طرح کی حکایات ہو گئی
یک قطرۂ خون سینے مین آفات طلب ہے
جب دیکھے ہے وہ مجھکو تو اک جنبش لب ہے
توبہ صد قوم نے کی ہے مری مینخواری سے
لخت جگر کی نعش کو آگے دھرے ہوئے
منصف جو بولتے ہین سو تجھ سے ڈرے ہوئے
فرودہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے
تو اپنا درد دل کہنا کسی سے یاد آتا ہے
منت غریب اوسکے عہدی سے کب بر آئے
جھوٹی تپاک دنے تو کچھ آگ ہی لگائی
پہچانتا ہے تو یہ گنہگار کون ہے
ہم بھی یہ سمجھتے ہین کہ جی ہو تو جہان ہے
اتنا سمجھون ہون مرے یار کہین دیکھا ہے
سمجھکر دیکھ تو اپنا کوئی بھی گھر ڈھاتا ہے
ہر اک بات کی آخر کچھ انتہا بھی ہے
کہ اس نواح مین سودا برہنہ پا بھی ہے
ہم سے تجھے ملانا اک دور ہے تو یہ ہے
دامن کے ساتھ ساتھ ترے گرد ہی سو ہے

کچھ تازہ تعلق نہین اِس دل کو الم سے
تھا طفلی مین گھوارا مرا دامن غم سے

یہ رنگ مین تصویر کی تیرے ہے نزاکت
جسکو نہ کوئی دیکھ سکا دیدۂ نم سے

اثر ہے آہ مین ہر چند نے تاثیر نالے مین
برا آتا ہے کہ اِن دونون سے میرا جی ہلتا ہے

کہا مین کہ لازم ہے کیا قتل سید ا
لگا کہنے ہنسکر کہ خواہی نخواہی

رہا کرنا ہمین صیاد اب پامال کرنا ہے
پھڑکنا بھی جسے بھولا ہو سو پرواز کیا سمجھے

جس روز کسی اور پہ بیداد کرو گے
یہ یاد رہے ہم کو بہت یاد کرو گے

نہین ہے رشتۂ تسبیح صورتِ زنار
قسم ہے شیخ تجھے اپنے دین و مذہب کی

نے ضرر کفر کو نے دین کو نقصان مجھ سے
باعث دشمنی اے گبر و مسلمان مجھسے

آہ و زاری سے مرے شب نہین سوتا کوئی
تجھسے نالان ہون مین اک خلق ہے نالان مجھسے

گل پھینکے ہے اورون کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

کیا ضد ہے خدا جانیے مجھ ساتھ وگرنہ
کافی ہے تسلی کو مرے ایک نظر بھی

تنہا مرے ماتم مین نہین شام سیہ پوش
رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بھی

سودا تری فریاد سے آنکھون مین کٹی رات
آئی ہے سحر ہونے کو ظالم کہین مر بھی

جہان سے کندن دل کار سخت ہے فرہاد
وگرنہ کوہکنی زور آزمائی ہے

نامہ کا جواب آنا تو معلوم ہے اے کاش
قاصد کے بد و نیک کی مجھ تک خبر آوے

تجھ تیغ تلے کہہ تو رستم سے کہ سر دھر دے
پیارے یہ ہمین سے ہو ہر کارے و ہر مردے

مجرم ہون مین تو کہہ و مکافات کے لیے
منہ مین خدا نے دی ہے زبان بات کے لیے

سنا ان مین کیا کہون زاہد پیسر کی کیفیت
کہ جسکو دختر رز دیکھ کر ادھر ہل جاوے

ہو گئے صاحب جوہر تیرا منہ دیکھ فقیر
ہے نمد پوش سدا آئینۂ فولادی

بھر نظر تجھکو نہ دیکھا کبھو ڈرتے ڈرتے
حسرت مین جی کی رہین جی ہی مین مرتے مرتے

کھینچے کیا ہو میان تیغ کہ بیان رشتۂ عمر
صرف سینے کا ہوا ٹانکے سے بھرتے بھرتے

بدلا ترے ستم کا کوئی تجھسے کیا کرے
اپنا ہے تو فریفتہ ہووے خدا کرے

قاتل ہماری لاش کو تشہیر ہے ضرور
آئندہ تا نہ کوئی کسی سے وفا کرے

فکر معاش و عشق بتان یاد رفتگان
اس زندگی مین اب کوئی کیا کیا کیا کرے

گر ہو شراب و خلوت و محبوب خوبرو
زاہد تجھے قسم ہے کہ تو ہو تو کیا کرے

سوز تخلص مولوی عبد الکریم خلف مولوی امام بخش صہبائی مقیم دہلی صاحب دیوان گذرے شعر انکے بامزہ ہوتے ہین

ہوتی ہے ہوگا اثر اس نالۂ شبگیر کا
راہ پر آتا کوئی آسان ہے چرخ پیر کا

فکر مین تھے انتہائے عشق کی مدت سے ہم
بارے یہ عقدہ ہمین آکر تہ خنجر کھلا

صبا رقیب سے رکھتی تھی راہ کچھ ورنہ
ستم یہ کیون مرے مشت غبار پر ہوتا

کچھ ترا شہرہ ہوا کچھ میری رسوائی ہوئی
رفتہ رفتہ یون ہی ظاہر راز پنہان ہو گیا

ابھی دل مین ابھی آنکھون مین ابھی دامن پر
اشک مین بھی تری شوخی کا اثر آ ہی گیا

سوز کو بیگانہ ہے پر بزم مین رہنے تو دے
رفتہ رفتہ یہ بھی ظالم آشنا ہو جاوے گا

پاس آنے مین نہ کشتون کے لگے دیر کہین
لے لیا موت نے گھر ہی ترے بیمار کے پاس

جتنا جتنا روکا اونکو اوتنی پھرے اور
طفل تو ہین یہ اشک ابھی پر کتنی شرارت کرتے ہین

مجھکو پھر کھٹکے یہ گزرا ترے آنے کا خیال
اور شب وعدہ مین ہوتی رہے کھٹکے لاکھون

جان سینے مین نظر آنکھون مین دم ہونٹون پر
اک نہ آنے سے ترے کام مین اٹکے لاکھون

آج یہان رسوا ہوا کل وہان خرابی مین پڑا
یون ہی گھٹ گھٹ کر عمر تو فقیر آدھی گئی

اوسکو ہے شوق ستم مجھکو ستم کی خواہش
مین ستمگار کو درکار ستمگار مجھے

سوز ہے کچھ تو تمنا کہ پڑے پھرتے ہو
کیون یہ کہتے ہو نہین اوس سے سروکار مجھے

سوز تخلص محمد میر ولد میر ضیاء الدین اولاد مین حضرت قطب عالم گجراتی کے تھے وطن انکا بخارا مولد دہلی نواب آصف الدولہ بہادر کے عہد مین لکھنؤ مین گئے تھے خط شفیعا اور نستعلیق خوب لکھتے تھے تیر اندازی مین کمال تھا + شعر اس انداز سے پڑھتے تھے کہ مضمون شعر کی صورت بنا کے دکھا دیتے تھے + پہلے میر تخلص کرتے تھے جب میر تقی لکھنؤ مین گئے اونھون نے سوز تخلص کیا + اشعار عاشقانہ انکے نہایت پرسوز ہوتے ہین اسی برس کی عمر مین لکھنؤ مین وفات پائی + دیوان انکا نظر سے گزرا

اہل ایمان سوز کو کہتے ہین کافر ہو گیا — آہ یارب راز دل اونپر بھی ظاہر ہو گیا
تن چاک سینہ سوزان دل داغ چشم گریان — تو دیکھتا نہین ہے تجھکو دکھائین کیا کیا
کیون طفل اشک تجھکو آنکھون مین مین نے پالا — اسپر بھی میرے مُنہ پر تو گرم ہو کے آیا
ایک تو تھا دل عقدہ دیدہ اسیر سر زلف — پاؤن زنجیر مین اور ہاتھہ گریبان مین پھنسا
جنکے نامے ہو پہنچتے ہین تجھ تک — کاش مین اونکا نامہ بر ہوتا
بہت چاہا کہ تو بھی مجھکو چاہے — ولے تو نے نہ چاہا پر نہ چاہا
رقیبون کے ڈر سے مبادا نہ کہدین — کبھو کھولکر دل مین رونے نہ پایا
کعبے ہی کا اب قصد یہ گمراہ کرے گا — جو تم سے بتو ہو گا سو اللہ کرے گا
سہم اوس سے شب جو بگڑ گئی تو خفا ہو تجھکو رولا دیا — ولے لیکن یہی کیا ہون کہ روتی ہین بنا یا مُنہ کہ ہنسا دیا
کی فرشتون کی راہ ابر نے بند — جو گنہ کیجیے ثواب ہے آج
نہ بھولا ہو دل تو اس نیرنگی مینائے دوران پر — یہ شیشہ ہے اسی قابل رہے جو طاق نسیان پر
چوری چوری تیرے مُنہ سے شاید لگا — ہونٹھ جو ہین آج پیمانے کے خشک
برق طپیدہ یا شرر برجہیدہ ہون — جس رنگ مین ہون مین غرض از خود رمیدہ ہون
منت کش خزان ہون نہ حسرت کش بہار — جون سرو باغ دہر مین دامن کشیدہ ہون
بس جی کہاؤ نہ قسم جانتے ہین — جیسے تم ہو تمھین ہم جانتے ہین
بند مین اپنے گرہ دے کہ تجھے یاد رہے — مین یہ ڈرتا ہون نہ ہو جاؤن فراموش کہین
ہان اہل بزم آؤن مین بھی پر ایک سن لو — تنہا نہین ہون بھائی با نالہ و فغان ہون
قاتل پکارتا ہے ہان کون کشتنی ہے — کیون سوز چپ ہی بیٹھا کچھ بولا ہان اوٹھہ نہ ہان ہون
کیا خفا کر دیا جوانی کو — کوسون کس مُنہ سے ناتوانی کو
خدا ہی کی قسم ناصح نہ مانونگا کہا اب تو — نہ چھوٹے گا ترے کہنے سے میرا دل لگا ابتو
کبھو اے باد صبا بچھڑے ہوئے یارون کو — راہ ملتی ہے نہین دشت کی آوارون کو
کھول نہ دیجیو لا کے اس دل ناصبور کو — بھاپ لگی ہے چلبلے بھاپ کبھو ست تنور کو
دامن تلک تو میرے کہان دسترس مجھے — تیری گلی کی خاک بھی ہو تو ہو بس مجھے

جو سرگوشی مین بوسے لیا احسان کیا اسکا | تکلف برطرف یہ حقتعالی کی ہے رزاقی
منہ دیکھو آئینہ کا تری تاب لا سکے | خورشید پہلے آنکھ تو مجھ سے ملا سکے
تصویر تیری کھینچے مصور تو کیا مجال | دست قضا تو پھر کوئی تجھسا بنا سکے
اشک خون آنکھون مین آکر جم گئے | دور کے بھی دیکھتے سے ہم گئے
مثل نے ہر استخوان مین درد کی آواز ہے | کچھ نہین معلوم یارب سوز ہے یا ساز ہے
گفتار مین اب ضعف سے آواز نہین ہے | سمجھے نہ مری بات جو ہمراز نہین ہے
مرجانے کا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہے | بھون سے پوچھتا ہے کس نے اسکو مار ڈالا ہے
مانند جرس پھٹ گئی چھاتی تو فغان سے | فریاد کو پہونچا نہ کوئی راہ روان سے
فرض کیا مین کہ وہ ہے سنگدل | آہ مین اپنے بھی اثر چاہیئے

سوزان تخلص شہزادہ امام بخش دہلوی معروف بہ مولوی کلو شاگرد عبدالرحمن خان احسان

پھر دام سے زلفون کے تا حشر نہ چھوٹیگا | اے دل تو کہین اوسکے پھندے مین نہ آجانا
مین خون دل پیون اور ہنگام بادہ نوشی | بوسہ یہ جام لیوے اوسکے لب دہان کا

سوزان تخلص مرزا احمد علی خان شوکت جنگ فرزند مرزا علی جان لکھنوی

اوس بیوفا کو غم ہے مرنے سے کیا کسی کے | دل مت لگا کسی سے کہنے یہ جا کسی کے
فرقت مین اوسکے سوزان ناحق تو جان دی ہے | ہرگز نہین نہ ہونگے یہ آشنا کسیکے

سوزان تخلص مولوی غلام مرتضی مرحوم رامپوری مدرس مدرسۂ عالیہ کلکتہ عربی و فارسی بھی خوب کہتے تھے حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد مین تھے یہین وفات پائی

سینے پہ ہمنے کھائے داغ ایک دو تین چار پانچ | تمنے جلائے کیا چراغ ایک دو تین چار پانچ
شیشے کے شیشے خم کے خم پی گئے غیر ساقیا | بھر کے ہمین بھی دے ایاغ ایک دو تین چار پانچ

سوزان تخلص شیخ شمس الدین دہلوی مقیم فرخ آباد

ہر دم مجھے دھمکاتے ہو تلوار پکڑ کے | میان جاؤ کہین گھر سے تو آئے نہین لڑ کے

سوزش تخلص حافظ عبدالرحمن شاگرد شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلی مین طالبعلمی کرتے تھے

اس قدر ضعف ہے بیٹھون ہو تو اوٹھنا ہے محال | ناتوانی سے اوٹھا بھی تو گرا جاتا ہون

ہوا منظور سیرِ ارشک جو اوس شوخ پر فن کو
تصور مین ہی ساتھ اپنے لیے آیا وہ دشمن کو

سہراب تخلص سہراب بیگ دہلوی شاگرد نصیر خوشنویسی و فن رمل مین کامل تھے فارسی بھی کہتے تھے

ہم آئے بہ تنگ زیست سے پھر
اے خانہ خراب تو نہ آیا

نہ ہوئی کوئی شبِ وصل میسّر ورنہ
دیکھتے شوق محبت سے مین کیا کیا کرتا

کس دن نہین خیال وہان و کمر مجھے
وہ کونسا ہے روز کہ سیرِ عدم نہین

یہ عجب ہے کہ عدو بہر تماشا نکلے
ایک عالم ترے شہید اسکا تماشائی ہے

سہیل تخلص مرزا احسن جان لکھنوی مقیم موچی کھولا متعلق کلکتہ شاگرد علیجان شفوح یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

غش یہ عشق آتے ہین اوس زلف کی بیمار ونکو
لخلخہ بھیجے گیسو کا سونگھانے کے لیے

کہہ گئے یہ خواب عدم سے ہمین جو لگاتے ہین
آنکھین کھولو ہم کہ آئے ہین منانے کے لیے

سہیل تخلص مرزا محمد عباس

ماہ رویون کو دل اپنا نہ کبھی دینگے سہیل
وصل اک دن نہ ہوا داغ الم کھائے محبت

سہیل تخلص ارتضے علی خان ولد مولوی احمد علی خان فرخ آبادی

کس واسطے آزردہ طبیعت ہے سہیل آج
کیا حال ہے کچھ تو کہو رنج و محن اپنا

سیّاح تخلص میاں داد خان اورنگ آبادی ولد عبد اللہ خان شاگرد غالب اطراف عرب و عجم و ہندوستان کی سیر کی تھی ١٢٦٢ اٹھارہ سو باسٹھ عیسوی مین کلکتہ مین آئے تھے اندنون سورت مین رہتے ہین شعر اچھا کہتے ہین راقم کے احباب مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کیلیے دیے تھے

آیا نہ یار وعدے پہ سیّاح صبح تک
کیا کیا شب فراق مین تڑپی ہے تمین پہ روح

عبث جاتا ہے کعبے کو خدا تو دیک ہے دل سے
تو کیا نادان ہے زاہد فائدہ تحصیل حاصل سے

نہ رکھینگے قدم دہشت کی مارے غیر وہان ہرگز
نہ گر تو ائین اوٹھا کر لاش میری کوچۂ قاتل سے

دل وحشی کا بھی کیا کارخانہ لاؤبالی ہے
زر داغ جنون کا خرچ ہے سرکار عالی ہے

کہون گر جان تو سمجھے کہ ہمکو بیوفا سمجھا
سمجھا اوس بدگمان کی ساری دنیا سے نرالی ہے

پھرا کرتا ہون گرد اوسکے نہین تاب ہم آغوشی
مین ہون تصویر یا اور وہ شمع فانوس خیالی ہے

ہوئے ضرور تیری ثناخوان یہ کیا کریں	قاتل وہاں زخم کی گویا زبان نہ تھی
پڑگیا ہے اوسکو چسکا چاٹ کر کسکا لہو	اوگلی ہی پڑتی ہے جو تلوار اوس خونخوار کی
آتش قدم ایسا ہوں جو بیٹھوں تو زیادہ	ہو دھوپ سے بھی سایۂ دیوار میں گرمی
مشتعل ہے بزم میں شعلہ جو اوسکے حسن کا	شمع پر داغوں ہی جو پائی پر پرواز ہے
بارے اِتنا تو اثر نالۂ بلبل نے کیا	نظر آتا ہے ہراک گل ہمہ تن گوش مجھے
بچھاتا خار غم ہے وہاں جہاں بستر لگاتا ہوں	کھٹکتے میرے دو دن کی فلک کو زندگانی ہے
عدم کا کیوں کیا ثابت وجود اہل سخن بھولے	نہ رہی تھی عدم کے ساتھ تشبیہ دہن بھولے

سیادت تخلص میر مجاہد الدین دہلوی شاگرد نظام الدین ممنون

مثل نسیم صبح پھرا میں تو ہر کہیں	پردہ گل شگفتہ نہ آیا نظر کہیں

سیارہ تخلص مرزا فخر الدین بن مرزا اصغر الدین ثابت بن شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبدالرحمن خان احسان ستار اچھا بجاتے تھے

خدا کے واسطے جاکر کہو اوس آفت جان سے	کہ وقت نزع ہے رخصت ہو تو بیار ہجران سے

سید تخلص سید غلام رسول ولد سید احمد رامپوری

مژگان پہ دم گریہ ہے لخت جگر آیا	یا ہے شجر عشق صنم میں ثمر آیا

سید تخلص میر غلام رسول اکبرآبادی بعض صاحب تذکرہ نے اُنکو الٰہ آبادی لکھا ہے

خوبرویوں کے تو ملنے سے نہ باز آینگے	یہ تو بد خو نہیں جانے کی مگر جان کے ساتھ

سید تخلص میر علی نقی برادر خورد میر ابو القاسم محب دہلوی برادر زادہ میر نظام الدین ممنون

قربان سادگی کے لگا کہنے غیر سے	کیا جانے آج کیا تھا کہ سید خفا گیا
کھلے بال شاید کوئی خوبرو ہے	صبا کے لپیٹ میں جو عنبر کی بو ہے

سید تخلص میر بہادر علی ولد سید مردان علی باشندۂ فرخ آباد

کرے کیا اثر خاک ہمکو دوا کچھ	تری چشم فتان کے بیمار ہیں ہم

سید تخلص حکیم میر قطب علی عرف قطب عالم باشندۂ سکندرآباد

جادو کرے ہے شہر مین سید کا ریختہ | دیکھو سکندرہ سبھی بنگالہ ہو گیا

سید تخلص میر غالب علی خان دہلوی مخاطب بہ سید الشعرا دفتر شاہی کی انشا پرداز تھے سنہ ۱۲۱۸ بارہ سو اٹھارہ ہجری مین انتقال کیا پہلے غریب اور آشنا تخلص کرتے تھے

نہ غازہ نہ گلگونہ ہے نہ رنگ حنا تو | اسے خون شدہ دل تو توکسی کام نہ آیا
سید سے یہ عداوت اللہ ری کفرائی بت | پڑھنے جنازہ اوسکا سب آئے تو نہ آیا
سما دے گا پھولا قبا مین نہ سید | ہم آغوش جب وہ گل اندام ہو گا
نہ ہین گردون نہ شکل آسیا ہم | وے گردش مین رہتے ہین سدا ہم
مین اور ترک عشق یہ امکان ہے نہین | ناصح کے پند سننے کو یہان کان ہی نہین
جو آنکھہ اور سے وہ لڑا جانتے ہین | تو ہم بھی کہین دل لگا جانتے ہین
یارو مرے بالین سے نہ اٹھو نہ جدا ہو | حالت مری اچھی نہین کیا جانیے کیا ہو
بناے کفر و دین اک تار سے ہے | کہ سبحہ منعقد زنار سے ہے

سید تخلص امام الدین

ہماری حسن کے کوچے مین بینوائی ہے | یہ آنکھین دیکھتے ہو کاسہ گدائی ہے

سید تخلص میر یادگار علی باشندۂ بارہ معاصر شاہ عالم بادشاہ

شورشین باقی ہین دل مین تس پہ آتی ہے بہار | دیکھیے کیا کیا شگوفے اب کی لاتی ہی بہار

سید تخلص سید حسین عظیم آبادی خلف شاہ فیض الدین احمد شاگرد میر محمد واجد پریشان تخلص اسنے کلکتے مین ملاقات ہوئی تھی

گرچہ ظاہر مین نظر ہمکو نہ آئے گا سہے | پر تصور مین میان تیری کمر دیکھ چکے

سید تخلص میر امداد علی ولد سید حسین باشندۂ بارہہ مقیم لکھنؤ شاگرد نواب منصور خان مہر

حسن کی ہے اب سراپا مین سمائی پیٹ پر | خط نے رخ گھیرا نظر اپنی اب آئی پیٹ پر

سید تخلص نظام الدولہ سید علی خان بہادر خلف معتمد الدولہ باشندۂ لکھنؤ مقیم کانپور شاگرد رشک سنہ ۱۸۵۶ اٹھارہ سو چھپن عیسوی مین کلکتے مین آئے تھے

صاحب دیوان ہین

بازار کسقدر مرے یوسف کا گرم ہے | لاتے ہین نقد عمر خریدار ہاتھہ مین
شانہ نہ کھینچ زلف مین مشاطہ بار بار | اک روز کاٹ کھائے گا یہ مار ہاتھہ مین

سید تخلص آغا سید مولوی میر محمد لکھنوی صاحب دیوان ہین

فرق ہے ظاہر و باطن مین حق و باطل کا | لب پہ ہے ذکر خدا عشق بتونکا دل مین
ہر گھڑی گرد کدورت سے تہ و بالا ہے | اے صنم شیشۂ ساعت کا ہی نقشا دل مین

سیر تخلص مرزا عباس علی خلف مرزا بندہ حسن باشندۂ لکھنؤ شاگرد مہدی حسن خان آباد۔ تجمل حسین خان کے عزیزون مین ہین

گجری نہ پہنو ہاتھون مین پھولون کی اے صنم | لچکین نہ بار گل سے تمھاری کلائیان

سیف تخلص مرزا محمد حسن مرحوم ولد مرزا علی خان اعظم فارسی گو بن مرزا احمد فاخر مکین باشندۂ دہلی مقیم لکھنؤ صاحب دیوان ہین

وہ دن رہے نہ وہ سن اور نہ وہ شباب رہا | دل خراب یہ ابتک مگر خراب رہا
جدا جو شب کو تو اے رشک ماہ تاب رہا | ہر ایک داغ جگر مثل آفتاب رہا
مثل ہے جل گئی رسی مگر نہ نکلا بل | جو مجکو شیب مین شوق شراب ناب رہا
اسقدر سوزش ہوئی دلکو تپ فرقت مین آہ | اشک گرم اپنا زمین پر گر کے چھالا ہو گیا
خاک جل جل کے ہوا آہ تن زار اپنا | سیف ہے شعلہ فشان داغ دل زار کی آنچ
کافر عشق ہین اسلام سے کچہ کام نہین | ہے زیادہ ہمین تسبیح سے زنار پسند
پھول کانٹے مرے آنکھون مین نظر آتے ہین | دشت وحشت کے سوا خاک ہو گلزار پسند
خم کے خم صرف ہون تو بھی نہ چھکون ای ساقی | مین وہ کمظرف نہین اُبلون جو مملو ہو کر
قسم لون غیر کے اس سلسلے سے اوس بت سے | خدا کرے کہین لٹکائے آسمان زنجیر
مقدمے جب کیا ساقی نے مری جانب کو | بند شیشہ کا گلا ہو گیا اچھو ہو کر
کان تک اوسکی رسائی کی ہوئی ہے صورت | آہ پہونچی ہے مرے حلقۂ گیسو ہو کر
قہر تیر نگہہ اوس قاتل سفاک کی ہے | رہگیا مرغ دل زار ترازو ہو کر

قتل کے ساتھ ہے منظور ادب عاشق بہی — آج محفل مین وہ بیٹھا ہے دو زانو ہوکر

کہتا ہے شب کے پردے مین گھر جانیکو مہر — یارب نہ شام ہووے نہو یہ تمام روز

اب زندگی فراق مین مثلِ حباب ہے — رہتا ہے اپنی عمر کا لبریز جام روز

انکار بوسہ کرتے ہوا اقرار وصل مین — دیکھا نیا ہے ہمنے یہ اقرار کا طریق

جھڑکی ہے لاکھ بار تو گالی ہزار بار — بدلا ہے صاف یار کے گفتار کا طریق

پہلے ہین لطف بعد بہت ہین خرابیان — یہ ابتداے عشق ہے وہ انتہاے عشق

اسے پاؤن وقت طاقت وامداد ہی یہی — بھاگین ہم اسطرح کہ نہ پہر ہمکو پاے عشق

جنہین بہائی ہے بوے خاکساری گو وہ منعم ہین — کسی دن عطر بھی ملتے ہین تو مٹی کا ملتے ہین

شاید کہ گنج حسن بتان ہاتھ آئے گا — کھجلاتی ہین جو آج ہماری ہتھیلیان

مجھے ہے خوف تم رکھنا نگہبانی یہ اے مردم — ہے طفل اشک تنہا پلکون کی کا ٹو نکا جنگل ہے

یہ گل چہلے کے کہاے ہین کسکی یاد گیسو مین — کہ سر سے تا قدم اپنا تنِ لاغر مسلسل ہے

بری ہے صاف آرایش سے حسن اوس مہرانور کا — نہ مہندی ہے نہ افشان ہے نہ مسّی ہے نہ کاجل ہے

سیف تخلص خواجہ سیف اللہ فرخ آبادی ولد خواجہ احمد اللہ شاگرد صفیر

ہوا در آب کا کچھ کم نہین باد بہاری سے — بر بیروا وس یہ پھبتی کہتے ہین تختِ سلیمان کی

سیف تخلص سیف اللہ مرحوم ولد حاجی لعل محمد باشندۂ کلکتہ

مصحف رخسار بیضاوی ہے کشف خال سرخ — وقف ہے اک سورۂ والشمس کے تفسیر کا

سیف کے دل مین کھپی ہے جب سے وہ ترچھی نگاہ — سانس ہر دم کام کرتی ہے دم شمشیر کا

سیفی تخلص میر وارث علی خوشنویس ولد میر بشارت علی باشندۂ نواب گنج توابع
فرخ آباد مقیم کانپور شاگرد ناسخ

دلِ جو روشن ہے اثر ہے چہرۂ پر نور کا — رات جو تاریک ہی ہوتی ہے یہ تاثیر زلف

سہیل تخلص سید محمد ولد سید علی جان باشندۂ فیض آباد مقیم موچی کھولا متعلق کلکتہ
یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

کارگر کچھ بہی نہ زنگار کا پھاہا ہو گا — زخم تیغ نگہ یار نہ اچھا ہو گا

درد فرقت سے شب و روز ہین گریبان پھٹن	اس سے بڑھکر غم و اندوہ بھلا کیا ہوگا
ابھی آئے ہو ابھی مجھسے ہے رخصت کا سوال	ہان یہ کہیے کہ کسی اور سے وعدہ ہوگا

حرف شین معجمہ

شاباش تخلص کلب سجاد خان عرف مبارک میرزا وزیٹر ضلع اٹاوا ولد کلب حسینخان بہادر نادر تخلص

عاشق شہید خنجر ناز و ادا ہوا	سر دے کے آج حق محبت ادا ہوا

شاد تخلص منشی تفضل حسین خلف سید قمر الدین احمد باشندۂ میرٹھ مقیم فرخ آباد

یون خوشقدون مین قامت جانان بلند ہے	جیسے نشان قلب مین ہووے سپاہ کی

شاد تخلص میر یار خان منشی پلٹن انگریزی باشندۂ میرٹھ

زلف صنم سے مشکبو ساری جہان مین اے صبا	آہوئے چین جہان ملی جائیو یار کی گلی

شاد تخلص شبو پرشاد شاگرد میر حسین تسکین باشندۂ دہلی

جاکے قاصد بھی وہان غیرون مین شامل ہوگیا	اور اک کانٹا نکل آیا مری تقدیر کا

شاد تخلص رجب بیگ خان شاگرد جرأت

الفت نہین جتانے کی صنم تیری قسم ہے	جب تک تن فرسودۂ عاشق مین یہ دم ہے
وحشت مین گریبان ہے اور پنجۂ غم ہے	ہر خار بیابان ہے سو اب زیر قدم ہے

شاد تخلص محمد ایاز خان رامپوری شاگرد حافظ ضیغم

اوسکو تو کہتے خلق نے میرا گلا سنا	میرے بھی منہ سے گاہ برا یا بھلا سنا

شاد تخلص الہ یار بیگ شاگرد مصحفی کیانی نسب تھی

اگر چاک سینے کا ہم وا کرین	تو ہنگامۂ حشر برپا کرین

شاد تخلص سکندر آباد کے ایک برہمن کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

اوس رنگ حنئی کا پڑا جس زمین پہ عکس	حنا کے پھول اوگتے ہین وان سی بہار مین

شاد تخلص بڑھانہ کی ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

خون ٹپکے تہا آنکھون سے لگے جھڑنے شرر بہی
کامل ہوئے فن اپنے مین یہ دیدۂ تر بہی

شاد تخلص شیخ محمد جان خلف وارث علی لکھنوی فارسی مین شاگرد مرزا علی اکبر شیرازی کے اور اردو مین شاگرد میر کلو عرش کے

کہین ہیچ دفن نکلتا ہے کوے جانان مین
زمین مین بھی نہین لیتا قرار دل میرا

جو روکے کہتا ہون ملنے سے غیر کے حاصل
تو ہنس کے صاف یہ کہتا ہے یار دل میرا

جیتے ہی جی نہ پوچھا پوچھینگے کیا مری پر
مردے کی روح کو بھی گھر سے نکالتے ہین

شاد تخلص فضل علی مرحوم شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

نہین سنتا کبھی وہ درد دل کا
عجب بیدرد کے پالے پڑا دل

عجب کم بخت وہ ساعت تھی اے شاد
لگا تھا جس گھڑی اوس سے مرا دل

شاداب تخلص خوشوقت راے باشندۂ چاندپور شاگرد قایم و میان مصحفی

جب تلک ہو کام مژگان سے تو ابرو مت ہلا
تیر کے ہوتے کوئی کھینچے بھی ہے تلوار کو

شادان تخلص میر رجب علی دہلوی شاگرد بھوری خان آشفتہ درویش تھے

دل نہ دیجیے آہ نادان طفل ابتر کو کبھی
یاد ہے نکتہ مجھے حضرتِ اوستاد سے

شادان تخلص لالہ ہبا دلال کایتھہ

یون داغ دل ہین اِس مری سینے کی آس پاس
جنے جڑے ہوں جیسے نگینے کے آس پاس

شادان تخلص مرزا حسین علی خان دہلوی خلف مرزا زین العابدین خان عارف مرحوم شاگرد مرزا نوشہ غالب اِن سے دہلی مین ملاقات ہوئی تہی

غیرون پہ ہین وہ لطف کہ بڑھتی ہین ہمیشہ
ہم پر یہ ستم ہے کہ سوا ہو نہین سکتا

ذوق نظارہ سے نہین باقی ادب کا نام
سر مجہ ہے زیر تیغ جھکا یا نہ جائے گا

شادان نے دل لگا کے بتون سے برا کیا
اوس سے یہ راز عشق چھپایا نہ جائیگا

شادان تخلص میان رحمن بخش خلف منشی فیض بخش تاجر شاگرد راقم وطن اِنکا فریدپور مولد و منشا و مسکن کلکتہ بہت اچھی طبیعت پائی ہے

شاد کیسے ہوتے ہین ہنستے لوٹے جاتے ہین
دست طفلان مین دل شادان کھلونا ہوگیا

کھاؤنگا تلوار کا پھل جب تمھارے ہاتھ سے ۔۔۔ تب مرا نخل تمنا بار ور ہو جاے گا

جو کہتا ہون نہ مل اغیار سے فرماتے ہین ہنسکر ۔۔۔ بھلا کہیئے تو میرے آپ کیا مختار بیٹھے ہین

ذکر وفا یہ دیتے ہین کیون آپ گالیان ۔۔۔ گر جی نہ چاہے آپ کا اچھا نہ کیجیئے

شادان تخلص راجہ چندو لال نائب والی حیدر آباد دکھن ولد نراین داس کھتری باشندۂ راے بریلی شاگرد شیخ حفیظ الدین و شاہ نصیر دہلوی حالات انکے نہایت مشہور ہین دیوان الکا نظر سے گزرا

معشوق کے آنے کی شتابی خبر آوے ۔۔۔ اللہ کرے دل کی یہ امید بر آوے

شاذ تخلص محمد عباس خلف مرزا غلام علی بیگ ولد مرزا عظیم بیگ صوبہ دار توپخانہ فرحت بخش باشندۂ لکھنؤ مقیم مٹیا برج متعلق شہر کلکتہ شاگرد امداد علی بحر راقم نے انکو مٹیا برج کے مشاعرے مین دیکھا ہے یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

روشن ہوا یہ تار شعاعی سے سربسر ۔۔۔ بکھری ہوئی ہے زلف پریشان آفتاب

سچ ہے کہ آگ ہوتا ہے غصہ شباب کا ۔۔۔ مشہور ہے جہان مین کڑی دوپہر کی دھوپ

فریاد کہ اس زلف سیہ فام نے مارا ۔۔۔ کی مشک نے تاثیر مرے زخم جگر پر

پایا نہ کبھی آگ پہ سیماب کو قایم ۔۔۔ پھاہا کبھی ٹھہرا نہ مرے زخم جگر پر

تیر نگہ یار کسی سے نہین رکتا ۔۔۔ آئینۂ فولاد ہو یا ہو سپر سنگ

ہواے تند کے جھونکے نہ دو بروقت آئی ہو ۔۔۔ بھڑک اوٹھین نہ میرے شعلۂ داغ جگر دیکھو

شاذ تخلص میر احمد حسین مقیم شکوہ آباد بزرگ انکے سلطان شمس الدین التمش کے عہد مین حجاز سے ہند مین آئے تھے

لب ہلاؤ کبھی بس ایسی ہے رعنائی کیا ۔۔۔ کام آئے گی قیامت مین مسیحائی کیا

شاعر تخلص میر بسم اللہ لکھنوی خلف میر نوروز علی ملازم راجہ نواب علی خان شاگرد کرامت علیخان فرخ صاحب دیوان ہین

نہین سوگالیان اک بوسہ لیکر اوس پری پیکر ۔۔۔ پھر اب آزردہ کیون ہے تو حساب دوستان در دل

جسے نہین ہے مروت وہ آدمی ہی نہین ۔۔۔ بشر کو چاہیے شاعر حجاب آنکھون مین

ہاتھہ خالی آئے تھی سب ہاتھہ خالی جائین گے   لائے تھے کیا ہاتھہ مین لیجائینگے کیا ہاتھہ مین

شاعر تخلص میر ناصر پرست عرف میر کلو دہلوی حضرت خواجہ میر درد سے نسبت تلمذ وقرابت رکھتے تھے صاحب دیوان گزرے بعضے صاحب تذکرہ نے انکا تخلص کلو لکھا ہے

اپنے مطلب کی کہے جائینگے ہم   گرچہ سو بار نہین سنیے گا

قطعہ

تو نہ تھا افسوس ظالم کیا کہین   حال شاعر ہجر مین کیسا رہا
بیقراری جانکنی بے طاقتی   غم الم وحشت جنون سودا رہا

شاعر تخلص شیخ خدا بخش باشندۂ سہارنپور

یہ کیا انصاف ہے اے چرخ نا انصاف سے شغلا   زلیخا خوش ہو عشرت گہہ مین اور یوسف ہو زندان مین
اوٹھایا لطف دنیا مین سبھون نے عشق کے باعث   رہا شاعر ہے لیکن حسرت و افسوس و حرمان مین

شاغل تخلص اشرف حسین لکھنوی خلف وشاگرد کاشف علی کاشف مقیم کانپور

محرم گلابی ساقی مہوش کی دیکھہ کر   کیا دوڑنے لگا مرا وقت خمار ہاتھہ

شاغل تخلص شیخ امیر الدین معروف بمولوی امیر اللہ باشندۂ کڑا شاگرد مصحفی الہ آباد مین وکالت کرتے تھے

بیقراری سے مری آہ وہ آگاہ نہین   جسکا مین چاہنے والا ہون وہی چاہ نہین

شافی تخلص امین الدین دہلوی معاصر سودا مقیم عظیم آباد

بہت زخم دل مرے کو کوئی التیام دو   ظالم کو ملکہ زخم دگر کا پیام دو

شاکر تخلص شاہ شاکر علی دہلوی درویش صاحب دل تھے

اوسکی آنکھون نے نہ اک خلق کو بیمار کیا   زلف نے بھی دل عالم کو گرفتار کیا
ہم تمھارے ہین تمھین ہمسے ہے شرمانا کیا   دور سے شکل دکھا کر ہمین ترسانا کیا

شاکر تخلص محمد شاکر شاگرد محمد علی حشمت

قطعہ

گلچین تجھے کیا تری بلا سے   گل توڑ کے تو تو گود بھر لے

کیا پوچھے ہے حال بلبلون کا — جو اون پہ گزرتی ہے گزرے

شاکر تخلص منشی عبد السبحان ولد قاضی اکبر علی مرحوم باشندۂ کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ

تڑپتے ہین ترے کوچے مین قاتل نیم جان کیا کیا — تماشے مرغ بسمل کے دکھاتے ہین جوان کیا کیا
وابستہ ہوگیا تری زلف دوتا کے ساتھ — دل لے ملایا لاکے مجھے کس بلا کے ساتھ
کاہیدگی جسم کا ممنون کیون نہ ہون — پہونچا مین کوے یار مین باد صبا کے ساتھ
جو تیرے حسن کا مشہور عالم مین فسانا ہے — مرے بھی عشق سے آگاہ ایجان اک زمانا ہے
نہین معلوم کس منزل پہ یہ جا کر اترتے ہین — یہان سے قافلہ ہر روز یارون کا روانا ہے
سوی کا کل لگی رہتی ہے اپنی آنکھ کیون شاکر — خم گیسو مین کیا مرغ نظر کا آشیانا ہے
ڈر موت کا جینے کی تمنا نہین رکھتے — ہم دل مین کسیطرح کا کھٹکا نہین رکھتے

شاکی تخلص مرزا انجا ورشاہ بہادر خلف ابوظفر سراج الدین بہادر شاہ پادشاہ دہلی
شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

لائے اے آہ جگر تو اوسے پانا لۂ دل — کون دونون مین کرے جلد اثر دیکھین تو
ایک پہ زخم ایک پر ہے داغ — دل تو وہ کچھ ہے اور جگر پہ کچھ

شان تخلص اکبر حسین خان بن حسن علیخان بن محمد حسین خان لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

دل مین کبھی ہے ذکر خدا گاہ یاد بت — خالی رہا مکان یہ اک دم مکین سے کب
ٹالا کیے دیا کیے وہ دم تمام شب — امیدوار وصل رہے ہم تمام شب

شاہ تخلص شاہ سعد اللہ دہلوی درویش صاحب کمال تھے

وابستہ ہے تجھسے اپنی یہان زیست — جب تو ہی نہیں تو پھر کہان زیست

شاہ تخلص درویش خدا آگاہ محمد شاہ مقیم دہلی

کیا بھر دسا خوبرویان سمن اندام کا — ان پہ مرنا ہاتھ سے کھونا ہے ننگ و نام کا

شاہ علیخان دہلوی معاصر سودا ملازم نواب سراج الدولہ و نواب عالیجاہ
محمد قاسم خان دکھن مین انتقال کیا

کیا مری آہ کیا صنم کی نگاہ — ایک ترکش کے تیر ہین باللہ

شاہی تخلص شاہ قلی خان باشندۂ حیدرآباد دکھن ملازم تانا شاہ

ملنا تمھارا غیر سے کوئی جھوٹ کوئی سچ کہے	کس کس کا مُنہ موندوں میں تم کو کوئی کچھ کوئی کچھ کہے

شاہی تخلص مرزا نورالدین کہیں برادر مرزا حیدر شکوہ حیدر تخلص مقیم لکھنؤ شاگرد آتش ونواب عاشور علیخان صاحب دیوان گزرے

ملو گلے سے تو جاتا رہے گلہ دل کا	تمھارے وصل پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا
مژدہ باد اے مے پرستو میکدہ کا در کھلا	خم سر شیشہ کھلا شیشہ سر ساغر کھلا

شاہی تخلص مرزا مجاہد الدین دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

میں اور کس سے راز نہاں آپ کا کہوں	کیا میں بھی غیر ہوں کہ چھپایا نہ جائے گا
شب کو گیا وہ ماہ لقا بزم غیر میں	یہ داغ دل سے اپنے مٹایا نہ جایگا

شایان تخلص پنڈت ہیم نراین خلف پنڈت رام نراین مصنف مہو باشندۂ بریلی

قائل نہیں میں دیدۂ پُرنم کے سامنے	طوفان نوح اگلے زمانے کی بات ہے

شائق محمد ہاشم خیاط دہلوی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق

دل مرا تم نے چرایا نہیں سچ کہتے ہو	اک ذرا میری طرف رشک پری دیکھو تو
سراپا اوس پریرو میں لطافت ہی صفائی ہے	تصدق ہم ہیں اوسکے جسنے یہ صورت بنائی ہے

شائق تخلص میر حاجی شاگرد میر ہدایت علی کیفی مہوسی میں کامل عیار تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

اوس سنگدل کے دل میں ذرا بھی نہ راہ کی	تاثیر ہم نے دیکھ لی بس اپنے آہ کی

شائق تخلص منشی محمد بخش ساکن حال عظیم آباد

میرا جور فلک سے یہ حال ہوا میرا جینا بھی مجھ پہ وبال ہوا
نہ تو ہوش و حواس بجا ہی رہا نہ تو آشنا شفیق و یگانہ رہا

اب اونکا کاسہ سر پایمال عالم ہے	کہ جنکا تھا نہ کوئی ہمسر آسمان کے تلے

شائق تخلص سید محمد حسین عرف میاں جان بن سید سرفراز علی باشندۂ بریلی مقیم فرخ آباد

ترک الفت اغیار بدل تم سے ہو ایجان	باور نہیں آتا مجھے باور نہیں آتا

شائق تخلص عبد اللہ باشندۂ سہارنپور

لگانے اور سے پروانہ لو پروا نہیں اسکو
جلادے گی محبت جو کہ ہے شمع شبستان مین

شائق تخلص شیخ محمد پیر بخش اکبرآبادی شاگرد ہاشمی و جرأت

تماشا دیکھکر جراح کے مرہم لگانے کا
ہمارے زخم ٹانکے توڑ کر کھل کھل کے ہنستے ہین

بزیر دور فلک جب تلک زمانہ رہے
ہمارے سجدے کو یارب وہ آستانہ رہے

شائق تخلص شیخ محمد نذیر الدین حسن فرزند شاہ غلام محی الدین رومی سرہندی باشندۂ بریلی

چین اس دل کو نہ اک آن ترے بن آیا
دن گیا رات گئی رات گئی دن آیا

شائق تخلص خواجہ فیض الدین عرف خواجہ حیدر جان باشندۂ ڈھاکہ ولد خواجہ جلیل اللہ مرحوم شاگرد مرزا نوشہ غالب شعر فارسی وارد و انکے بر ورد ہوتے ہین ایک چھوٹا سا دیوان انکا نظر سے گزرا بارہ تیرہ برس ہوئے کہ فوت کی کلکتہ مین ہی آئے تھے

اوسی نے کیا مجھکو رسواے عالم
کہ جس نے تجھے عالم آرا بنایا

گئے کل سوئے مرقد ہمنفسان کہ وہ سوئے تھے رخت و چین سے وہان
غم دل سے پکارا یہ آہ و فغان وہ لے آئی وہان سے صدا ہی نہین
کوئی رفتۂ ملک عدم نہ پھرا کہ جو پوچھون وہان کا مین حال ذرا
ہے مقام عجب کہ وہ کیسی ہے جا جو گیا سو وہان سے پھرا ہی نہین

شیشہ گر کیا ہے بنا تجھ سے جو تیرہ شیشہ
اشک کا اس سے بناتا ہون مین بہتر شیشہ

شائق تخلص منشی سرفراز علیخان ناظر محکمۂ ڈپوٹی کلکٹری و ڈپوٹی مجسٹریٹی با لکا ضلع بھاگلپور بھاگلپور مین رہنے کے ہنگام مین راقم سے اصلاح لیتے تھے

موت بھی سر پٹکتی ہے اوسکے بالین پر کھڑی
حال ابتر ہے تمھارے عاشق بیمار کا

شائق تخلص لالہ فتح چند ولد لالہ بستی رام لکھنوی شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

دل اپنے قبضے سے باہر ہے اوڑ چلا ہے رنگ روح
نہ زور دل پہ ہمارا نہ اختیار رہین رروح

شاب تخلص سید ولدار حیدر خلف سید ولی حیدر شاگرد صفدر باشندۂ ساڈھی متصل فرخ آباد

چاہت وہ روگ ہے کسی بت پر جو آئی دل | تم بھی کہو پکڑ کے کلیجہ کہ ہاے دل

شتاب تخلص مرزا غلام عباس خلف مرزا آغا جان مضطر نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

دست بردار ہوئے تم کیسے لکھوں کاغذ | آرزو کسکی کرون اور کسے بھیجون کاغذ

شجاع تخلص مرزا کریم الشجاع بن مرزا دارا بخت بن ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد قطب الدین مشیر

کب سے شجاع مضطر نالے بھرے ہے آکر | کوچے مین اوسکے گھر گھر مذکور ہے تو یہ ہے

شجاعت تخلص شیخ بہادر علی ولد شیخ فتح علی عرف شیخ مداری باشندۂ لکھنو شاگرد امام بخش ناسخ صاحب دیوان ہین

بام پر بیٹھ کے آنکھین جو دکھاتے ہو تم | پتلیون کا سر بازار تماشا ٹھہرا

ہرن کی آنکھ نہ ایسی نہ ایسی حور کی آنکھ | ہر ایک آنکھ تمھاری ہزار آنکھون مین

شرافت تخلص مرزا اشرف علی لکھنوی نبیرۂ میر مشرف شاگرد میر نظام الدین ممنون

چمک کے برق نے کی دل پہ شعلہ باری رات | نظر مین پھر گئی دامن کی وہ کناری رات

شرر تخلص سید علی حسن دہلوی ولد سید قدرت علی طپان نبیرۂ میر سوز سنہ بارہ سو اسی ہجری مین کلکتہ مین آئے تھے راقم کے ملاقاتی ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

نکل ہرگز نہ چشم تر سے لخت دل زمین اوسکا | ادھر شدت ہے مینہ کی خوف ہے بستی مین کیچڑ کا
جو اہل سوز ہین نیرنگی عالم سے کیا اونکو | بہار رنگل شمع بزم کو کیا ڈر ہے پتجھڑ کا

شرر تخلص مرزا جعفر دہلوی برادر خورد حکیم مرزا محمد عشق تخلص حیدر آباد مین جا کر انتقال کیا

اے عشق جگر سوز شرر کی تجھے سوگند | اک شعلۂ جانسوز کہ مشتاق فنا ہون

شرر تخلص حافظ ... حافظ نواسہ حافظ اشرف مرحوم حافظ تخلص باشندۂ دہلی

یہ بیخودی ہے شرر کو کہ جانتا ہی نہیں | زمین ہوتی ہے کیسی اور آسمان کیسا

تم جانتے تو تھے کہ مروت نہین ذرا
مرنا تمھین بتون پہ شرر کیا ضرور تھا

اللہ اللہ ری سجدے کی تمنا مجھکو
اوسکے ہر نقش کف پا پہ جھکا جاتا ہون

تری تقدیر مین ہونی تھی اسیری ورنہ
ساتھ لیکر تجھے ہم اے دل مضطر آتے

شرر تخلص مرزا غیاث الدین دہلوی خلف مرزا قمر الدین شید تخلص نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد شیخ محمد ابراہیم ذوق

شرر خدا سے ڈر وکل تھے سجدۂ بت مین
اور آج تم کو یہ دعوے ہے پارسائی کا

رونے کے ظلم وستم اوٹھ نہ سکے اے ظالم
تنگ آخر ترے ہاتھون سے شرر آہی گیا

ہر جفا کو ترے وفا کہیئے
یہ نہ کہیئے تو اور کیا کہیئے

شرر تخلص مولوی علی بخش خان بہادر صدر الصدور بن مولوی خدا بخش باشندۂ بدایون

براے نام بھی ہے اونکو وصل سے نفرت
وصال کا بھی مرے وہ ملال کرتے ہین

یون یہ جان ہے آنکھون مین دم رکا ہی شرر
یہ کسکے آنے کا ہم احتمال کرتے ہین

شرر تخلص سید فضل حق ولد سید عظیم الدین باشندۂ میرٹھ شاگرد محمد عبد الصمد فوق

مانا کہ حال غیر پہ تو مہربان نہین
یہ تجھسے بھی تو پہلی سی وہ گرمیان نہین

شرر تخلص مرزا صادق علی مرحوم برادر مرزا جعفر علی فصیح ترک دنیا کیا تھا

گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ اودھر کے رہے
نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اودھر کے رہے

شرر تخلص مرزا ابراہیم بیگ شاگرد نوازش حسین خان نوازش بیشتر فارسی کہتے تھے

جھوٹی ہے محبت یہان تم کسکو جتاتے ہو
تقریر مین لکنت ہے کیون باتین بناتے ہو

سامعین کا نہ فقط سننے سے دم رکتا ہے
شرر گذشت اپنی جو لکھین تو قلم رکتا ہے

شرر تخلص عبد الغفور خان تھانہ دار ضلع بوندیلکھنڈ خلف نور محمد خان ابن شاہ محمد خان کابلی باشندۂ رامپور بریلی

ہاتھا پائی جب سے کرتا ہے وہ کافر مجھسے
ٹوٹتے ہین رشک کی ماری ہماری ہاتھ پاون

کس سیم بدن پر مری ان روزون پڑی آنکھ
سونے نہین دیتی ہے مجھے ایک گھڑی آنکھ

شرر تخلص مرزا آغا حسن ولد آغا محمد فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد آتش صاحب کے ایا مین

پاپوش اوسکی مہندی لگاتی ہے اے شرف	یون ہی ہین سرخ اوس گل نازک بدن کی پاؤن
مین تم کو دیکھتا ہون محبت کی آنکھ سے	تم مجھکو گھورتے ہو عداوت کی آنکھ سے

شرف تخلص سرفراز الدولہ مرزا ابو طالب خان خلف نواب منیر الدولہ ولد میرزا ابو الحسن خان نواسۂ محمد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ صاحب دیوان ہین

جب شب غم کا نہ اے خورشید رو چارہ ہوا	نبض میری چھوڑ کر بھاگا مسیحا ہاتھ سے
یار خود رنگین ادائی سے ہوا بیہوش رت	لے لیا دزد حنا نے صاف چھلا ہاتھ سے

شرف تخلص میر امام علی خلف میر قادر علی باشندۂ فرخ آباد

منہ سے بوسہ تو نہ مانگینگے حسین یا مر جائین	جان جائیے تو نہین غم ہے مگر آن رہے
وصل مین ہوکے ہم آغوش وہ بولی یہ شرف	ابتو فرمائیے کچھ اور بھی ارمان رہے

شرف تخلص شرف الدین حسین تھانہ دار ضلع کانپور ولد شہاب الدین باشندۂ علیگڈھ شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

ایسی کسی حسین نے بھی پائی نھین جبین	دن کو ہے مہر رات کو ماہ مبین جبین
گیسو ہی رات تارے ہین تل مانگ کہکشان	ابرو اگر ہلال ہین ماہ مبین جبین
دعوے کوئی شاید نکرے خون کا اپنے	اسواسطے ابرو کی طرف دار ہین پلکین

شرف تخلص مرزا اشرف الدین بیگ لکھنوی

مژگان اوسکی برچھی ہین یا خنجر ہین یا بھالے ہین	سینہ سپر یہان ہم بھی ہین سب آئے دیکھے بھالے ہین

شرف تخلص سید سادات حسین خان عرف آغا مجو خلف سید محمد میر عرف میر لٹو صاحب باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش سنہ بارہ سو اسی ہجری مین کلکتہ مین آئے تھے راقم سے انسے بزم مشاعرہ مین ملاقات ہوئی تھی

ہوا نہ ضبط تو بیتاب ہوکے کہہ بیٹھا	خبر بھی ہے تمھین کرتا ہے پیار دل میرا
شب فراق مین تڑپا کے مار ڈالیگا	قرار واقعی ہے بیقرار دل میرا
داغ دل بت مجنون پہ چڑھا آؤن گا	فصل گل مین جو ذرا بھی میرا سودا اٹھا
یاد کرتا ہے مرے سوز تنفس کا علاج	ہون وہ بیمار کہ دمساز مسیحا ٹھہرا

بیتاب ہون سفو لگا نہ مین لنتر انیان — گستاخ ہون ڈرو لگا تری اس ہنین سی کب
گھستے گھستے پاؤن کی زنجیر آدہی رہ گئی — آدھی چھٹنے کی ہوئی تدبیر آدہی رہ گئی
آدھے دھڑ کا دم نکلتا تھا کہ آیا خط یار — پڑھتے پڑھتے مر گئے تحریر آدھی رہ گئی

شرف تخلص شیخ شرف الدین حسین دہلوی شاگرد سودا بشیتر مرثیہ اور منقبت کہتے

اب دن پھرے ہمارے یہ ہم پر عیان ہوا — وہ مہ جبین جو رات کو پھر میہمان ہوا
لوٹے چمن مین گل کے خزان یون بہار حیف — اور عندلیب جلتی رہے تو ہزار حیف
مانند مرغ قبلہ نما گرچہ مضطرب — پھرتا ہون اپنے گھر مین یہ غربت گزیدہ ہون

شرف تخلص میر محمدی خلف سید جعفر خان صوبہ دار مرشد آباد برادرزادہ
نواب خان دوران خان

رباعی

قزاق نہین کہ لوٹ لاتے ہین ہم — نوکر بھی نہین کہ روز پاتے ہین ہم
کیا پوچھتے ہو یاد و حقیقت اپنی — اللہ دیتا ہے بیٹھے کھاتے ہین ہم
اک صفاے قلب بس ہے بہر تسخیر جہان — خاتم دست سلیمان ہے نگین آینہ
خاکساری مین تردد سخت بے تاثیر ہے — پاؤن مین ریگ رواں کے موج کی زنجیر ہے
توتیائے چشم مردم خاکساری کیون نہ ہو — فی الحقیقت خاکساری نسخۂ اکسیر ہے

شرق تخلص میر غلام عباس خلف سید غلام رضا لکھنوی شاگرد میر وزیر صبا
صاحب دیوان ہین

فکر عقبیٰ کی نہ کچھ خواہش دنیا دل مین — ہے فقط یار کے ملنے کی تمنا دل مین
مین وہ بیمار ہون احسان نہ لون مرتے دم — خوب سمجھے ہوئے ہین مجھکو مسیحا دل مین
یاس و حرمان و غم و رنج فراق جانان — آیا پیغام اجل کا انہین دو چار کے ہاتھ
ذبح کر ڈال تو چھوٹون مین غم فرقت سے — فیصلہ ہے مرا قاتل تری تلوار کے ہاتھ
کیون لوٹ پڑا گیسوئے شبگون یہ تمہاری — لو اور سفو آئی ہے شامت مرے دل کی

شرم تخلص نور بیگ باشندہ دہلی شاگرد حافظ اشرف حافظ و شاہ نصیر دہلوی

ظاہرا انکے شرم تخلص کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی

تری محفل مین جانے کی مجھے رخصت اگر ہوتی	برنگ شمع قوت پاؤن کی بھی صرف سر ہوتی

شریر تخلص احمد خان دہلوی فیروز پور مین رہتے ہین

خاک اپنی زندگی ہوا ے عزیز و جب کہ وہان	صورت امید مر مر کر بنے اور ٹوٹ جائے

شریر تخلص منشی کریم الدین سوداگر پنجابی کٹرہ دہلی

ہم کو خالق نے کیا بے سر و سامان پیدا	نہ تو دامن ہے میسر نہ گریبان پیدا

شریف تخلص مولوی شریف الحسن بن مولوی نظام الدین باشندۂ فرخ آباد

مرے سواد مین پنہان ہین معنی روشن	نگاہ غور طلب ہون خط غبار ہون مین

شریف تخلص مرزا شریف بیگ مرثیہ خوان دہلوی

شریف رونے پہ آجائین گریہ دیدۂ تر	تو ابر و نہ رہے کچھ گھٹا برسنے کی

شریف تخلص مرزا محمد شریف خلف مرزا فیض شاگرد ولی اللہ محب

ضعف سے جب تری دیوار تلے بیٹھ گئے	تو نے سو طرح سے ٹالا نہ ٹلے بیٹھ گئے

ششدر تخلص مرزا حاجی قادر بخش بن مرزا بلند بخت نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد و مرید عبیدہ شاہ

پھر فصل بہار آئی شاید کہ گلستان مین	آباد جو دو دن سے زندان نظر آتے ہین

ششدر تخلص مرزا روشن الدولہ خلف مرزا آغا جان مضطر بن مرزا سلیمان شکوہ شاگرد مرزا رحیم الدین حیا داستان طرازی و افسانہ گوئی مین کمال رکھتے تھے

کام تو کچھ بھی نہین ہے حشر مین اپنا مگر	آن نکلینگے ترے خاطر اگر آنا ہوا
ناتوانی کا برا ہو کہ اوٹھانے نہ دیا	ایسا کیا بوجھ بہت طوق گلوگیر مین تھا
ستم کا یہ مزہ ہے دل کو الفت مین کسی ظالم	لیے پھرتے ہین ہم سر بر سدا گردون سے دشمن کو

شجاع تخلص محمد اکبر شاہ بادشاہ دہلی خلف الصدق جنت آرامگاہ حضرت شاہ عالم بادشاہ آفتاب تخلص ۱۲۵۳ھ بارہ سو ترپن ہجری مین ۸۰ برس کی عمر مین انتقال فرمایا راقم نے دہلی مین انکے مزار کی زیارت کی ہے

تجھہ زلف کے سودے سے یہ دل کیونکہ برآوے — تا حشر نہ چھوٹے یہ بلا جسکے سر آوے

شعلہ تخلص امرناتھہ وطن انکا کشمیر مولد لکھنؤ

جان دی شعلہ نے حسن سبز سے پرہیز کر — حق مین اس بیمار کے پرہیز کرنا سم ہوا
غبار راہ ہین پر اسے ہواے عالم بالا — فلک پر ایک دن پہونچینگے ہم اس خاکساری سے

شعور تخلص میان شعور احمد سرہندی پیرزادے تھے

عشق نے کیا کیا دیے آزار اوٹھتے بیٹھتے — دم ہوا لینا ہمین دشوار اوٹھتے بیٹھتے

شعور تخلص شیخ عبد الرؤف ولد شیخ حسن رضا باشندۂ بلگرام مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

گلے سے اپنے لگائے وہ جان جان جو تجھے — بدن سے رشک کرے کیون نہ وصل یار مین روح
آسمان سے کون لے احسان تاج خسروی — اوٹھ سکیگا کس سے یہ بار گران بالاے سر

شعوری تخلص ایک شخص باشندۂ جوالاپور کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

پھرتا رہے ہے چار پہر مضطر آفتاب — روشن ہے یہ کہ محو ہوا تجھہ پر آفتاب

شفا تخلص حکیم یار علی دہلوی قوم بنی اسرائیل معاصر محمد علی حشمت یا ولی دکھنی

جون ڈانک دینے سیتی دونا جھلکے ہے جوہر — چمکا ہے رنگ پان سے شہرہ ترے لبان کا

شفا تخلص مرزا اکرم بیگ خلف مرزا انور علی بیگ لکھنوی شاگرد برق صاحب دیوان ہین

خیال حور گیا دھیان اوس پری کا ہے — نکل کے [illegible] سے رہنے لگی ہے نار مین روح
وہان بھبھوکا آگ کا تھا خال یان اختر ہوا — وہان پر بیٹھا تھا یہان لگا ہے تارا ماتھے پر

شفا تخلص خواجہ محمد کاظم کشمیری

تیرے خنجر کے وہ احسان ہین کہ ہر زخم جگر — خود ادائے شکر کو قاتل دہن ہو جائیگا

شفق تخلص مرزا علی جان خلف مرزا جان لکھنوی شاگرد بحر + غلام نے انکا دیوان پنساری کے نذر کیا کہ پڑیون مین صرف ہوا + راقم کے دوستون مین ہین + اندنون موتی کٹھولے مین رہتے ہین شعر اچھا کہتے ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیئے دیے تھے

سدا تیرے نہین پاتے کسی کو دشت ہم پیما — نظر آتا نہین کوئی یہان سے تا عدم اپنا

جو قصد فصد ہے تو خون کرین پہلے ہم اپنا
اگر تیرا لہو دیکھا نکل جائیگا دم اپنا

سر شوریدہ اپنا وقف تیغ جور خوبان ہے
نکالین حوصلہ جی بھر کے اب اہل ستم اپنا

طمع دو آنسوؤن کی بھی نہ رکھو اہل دنیا سے
شفق جی بھر کے رو لو جیتے جی کرجاؤ غم اپنا

چھڑایا اسنے مجھکو کیسے کیسے نوجوانون سے
مرے ہاتھون سے اک دن خون ہوگا پیر گردون کا

وہ دوست مل گئے غیرون سے جن پہ دعوی تھا
کسی کا اب زمانے مین اعتبار رہا

ملو تو صورت آئینہ صاف ہو کے ملو
مزا نہین ہے دلون مین اگر غبار رہا

کرے مین کوئی کسی کا شریک حال نہین
چلے ہے چھوڑ کے تنہا مجھے مزار مین روح

جو بات کی اونھون نے خبر ہو گئی ہمین
حاصل ہوئی ہے عشق سے ہمکو صفائے دل

کیون ٹھنڈی سانسین بھرتے ہو غیرونکو واسطے
محفل مین شمع سان نہ جلاؤ پرائے دل

رخ کا یہ قول ہے رشک کرۂ نار ہون مین
زلف بڑھ بڑھ کے یہ کہتی ہے دھوان دھار ہون مین

ادھر خدا بندگی کا طالب ادھر ہے نفس حریص غالب
یہ روح اکر میان قالب عجب مصیبت کے درمیان ہے

شفق تخلص دولت رام گلفروش باشندۂ دہلی

پس از مردن بھی گردش ہے زبس اپنے مقدر مین
بگولے کیطرح رہتی ہے میری خاک چکر مین

شفق تخلص محمد علی خان بن مولوی احمد علی خان باشندۂ فرخ آباد

بوسہ ہوا نصیب جو خال حبیب کا
چمکا ہے مدتون مین ستارہ نصیب کا

پاتھا رگڑ رہا ہون ترے آستان سے
لکھا مٹا رہا ہون مین اپنے نصیب کا

شفق تخلص انور الدولہ محمد سعید الدین خان بہادر عرف منجھلے صاحب خلف نواب احمد بخش خان بیتاب + شاگرد امجد علی قلق + باشندۂ موضع کدورا ضلع کالپی + صاحب دیوان ہین + انکی ایک چھوٹی سی مثنوی نظر سے گذری

ہوا ہے کس سے الٰہی مقابلہ دل کا
کہ رشک ساغر جم ہے ہر آبلہ دل کا

ٹھوکرین کھاتا ہے میرا کاسۂ سر خاک مین
بعد سر کٹنے کے بھی اک دردسر پیدا ہوا

دہن سے اوس گل تر کے جو آب آب ہوا
ہر ایک غنچۂ گل شیشۂ گلاب ہوا

مقام عشق مین غفلت سے ہے عین ہشیاری
کہ رہنمائے زلیخائے زار خواب ہوا

ہاتھ دکھلا کر مجھے دیوانہ و مفتون کیا	ہین لکیرین یا کہ ہین نقش محبت ہاتھ مین
بگولے لیتے ہین تعلیم مجھ سے ہرزہ گردی کی	کہ آندھی ہون مین صحرائے جنون کے خاک اوڑانے مین
سرنگین مژگان کی یہ فوج صف آرا دیکھیے	اس سیہ کرتی کی پلٹن کا تماشا دیکھیے
حوصلے دل مین تڑپنے کے ہین کیا کیا دیکھیے	ذبح کر کے رقص بسمل کا تماشا دیکھیے
چتون سے سحر اوس پری کی	آنکھین استاد سامری کی
ایسا تھا شوق وادی وحشت کہ دوڑ کر	بوسے ہمارے آبلون نے خار کے لیے
یہ ضعف ہے کہ سانس کا لینا محال ہے	بار گران ہے روح تن زار کے لیئے
گھر سے وحشت مین نکلتے ہی وطن بھول گئے	یہ فضا دشت کی دیکھی کہ چمن بھول گئے

شفقت تخلص میر بشارت علی باشندہ دہلی مقیم حیدر آباد دکھن

دل مین بستا ہے حسینان پریرو کا خیال	بند کی ہم نے ہے افسون سے پری شیشے مین

شفقت تخلص شکر اللہ بنارسی شاگرد مرزا طپان

اوس گل نو سے سوم مین مرے آیا نہ گیا	پھول بھی مارے نزاکت کے اوٹھایا نہ گیا
شب جو تھی بے نور بیش روے دلبر چاندنی	لوٹتی تھی خاک پر حسرت سے شب بھر چاندنی
شب کو بیٹھے تھے بچھا کر تم جو اپنے بام پر	رشک کرتی تھی تمھاری چاندنی پر چاندنی

شفقت تخلص عبد الرحیم ۱۸۵۷ء اٹھارہ سو ستّاون عیسوی مین کلکتہ کے میڈیکل کالج مین ڈاکٹری سیکھتے تھے

رسم الفت دہر مین مطلق نہین شفقت رہی	بیوفاؤن سے بس اب دل کا لگانا چھوڑ دے

شفقت تخلص سید محمد حسین باشندہ موضع کلاوٹھی مقیم دہلی شاگرد مولوی صہبائی فارسی بھی کہتے تھے

وہ چشم مست ہے ساقی کہ جسکی گردن پر	بغیر جرم ہے خون لاکھہ شیشۂ مل کا
جاتی ہے اپنی جان سحر کی امید مین	آفت ہے کوئی طول شب انتظار کا
جلتی ہے جب تو میرے ہی جانب ہے التفات	کیا دشمنی صبا کو ہے میرے غبار سے
بچین کس سے مین بچاؤن دل ناتوان کو آہ	اوس فتنہ گر سے یا فلک بدشعار سے

شفیع تخلص محمد شفیع مقیم لکھنؤ معاصر سودا و میر

شام کو جب یاد تیری بات آتی ہے ہمین | نیند کا فر ہون جو ساری رات آتی ہے ہمین

شفیق تخلص مظہر علیخان شاگرد ثناء اللہ خان فراق

آتا نہین چمن مین مرا گلعذار حیف | جاتی چلی بہار ہے یونہین ہزار حیف

شفیق تخلص خواجہ نور الدین خان عرف ساتولے صاحب برادر سعید الدین خان

شفق شاگرد امجد علی قلق

کندن سا دمکنے لگا وہ پھول سا چہرہ | کی مے نے اوترتے ہی یہ تاثیر گلے بیچ
واہ کیا ہی خوش ہے اے مہر طلعت ہاتھ مین | ہے ید بیضا نہین مہندی کی رنگت ہاتھ مین

شفیق تخلص شیخ ناصر علی خلف شیخ مدد علی باشندۂ فرخ آباد

انکار بات بات مین ہر دم شب وصال | اوٹھتے نہین شفق سے بھر مرے حجاب کے

شفیق تخلص تلسی رام شاگرد کیول رام ہوشیار

مرے سینے کی سوزش کا بیان کیا | فلک آہون کا میرے اک دہوان ہے

شکر تخلص رادھا کشن کایتھ مراد آبادی

دیکھ تو اے چشم سیل اشک طغیانی مین ہے | گھر سنبھال اپنا کہ دیوار مژہ پانی مین ہے

شکوہ تخلص مرزا محمد رضا لکھنوی شاگرد مرزا قتیل

تجھکو دلدار مین سمجھتا ہون | کیا غلط یار مین سمجھتا ہون
نہ اوسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہجر دل کو | عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو
تھوڑے ہی نیک و بد کی گروہ تمیز رکھے | کافر ہو پھر جو اوس سے دل کو عزیز رکھے

شکوہ تخلص آغا محمد حسین خلف احمد حسین احمد بن مرزا امیر امیر فارسی گو + صاحب تذکرہ حدائق الشعرا + باشندۂ لکھنؤ + مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ شاگرد اصغر علی خان نسیم

یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

ہان وہ بات اور ہے گر آپ بتا ہی سکین | راز قرآن تو نہین ہے کہ اوٹھا ہی نہ سکین
اسمین کچھ راز نہین ہے تو چھپاتے کیون ہین | رخ خط غیر نہین ہے کہ دکھا ہی نہ سکین
دیکھنا جب وہ عنایت کی نظر کر لین گے | ہم بھی سرمے کی طرح آنکھ مین گھر کر لین گے

شکوہ تخلص میر شکوہ علی ساکن رادہ

نہ دم مین دم ہے نہ اب نم رہا ہے آنکھون مین
کبھی جو روئے تھے خون جم رہا ہے آنکھون مین

شکیبا تخلص غلام حسین دہلوی شاگرد میر تقی شعرائے پائے تخت معین الدین اکبر شاہ بادشاہ دہلی مین سے تھے

نیم بسمل اوس نے گر چھوڑا شکیبا غم نہین
پر یہ غم ہے اعتبار دست قاتل اوٹھ گیا

نہین قتل تم نے کیا کیا نہین کہتے ہم کہ برا کیا
یہ بھلا کیا یہ کہو گے کیا جو کوئی کہے کہ یہ کیا کیا

تری چین جبین سے ہے موج طوفان
اسی سے ہم کنارے ہو رہے ہین

چنگا ہون مین طبیب یہ امکان ہی نہین
تو نبض دیکھتا ہے یہان جان ہی نہین

یاد اوس ساق بلورین کی دلائی مجھکو
شمع نے آگ نے سر سے لگائی مجھکو

اوس چشم سرمہ سا کی نظر کیون نہ گرم ہو
اوتری ابھی ہے سان یہ تلوار گرم ہے

نہ پوچھو ماجرا ہجران کی شب کا سخت آفت ہے
مہ تابان بھی میرے سر پہ خورشید قیامت ہے

شگفتہ تخلص مرزا شگفتہ بخت عرف مرزا حاجی خلف مرزا جوان بخت جہاندار شاہ مرحوم ابن شاہ عالم بادشاہ مقیم بنارس

ساقی ہے مے ہے باغ ہے ابر بہار ہے
تیرا ہی رشک گل فقط اب انتظار ہے

مشکل ہے میرے اوسکے ہو صحبت برار آہ
مین جلد باز ہون وہ تغافل شعار ہے

شگفتہ تخلص بدھ سنگھ آہنگر دہلوی شاگرد بھورے خان آشفتہ

پروانہ وار جلکر گو خاک ہو گئے ہم
پر شمع رو نہ چھوٹا اپنی شرارتون سے

شگفتہ تخلص سیف الدولہ سیف علی خان خلف نواب شجاع الدولہ بہادر شاگرد کاظم علی جوان صاحب دیوان گزرے

خرام ناز ترا بس مری نظر مین رہا
تمام عمر ہی بیٹھا مین رہگذر مین رہا

آنکھین چرا کے شب وہ بہانے سے اوٹھ گیا
حرف مروت آہ زمانے سے اوٹھ گیا

بوسہ لیتے ہوئے ہم دیکھو ادب کرتے ہین
گالیان دیتے ہین یہ آپ غضب کرتے ہین

غم نہ کھا اے دل اگر شب زلف کی تاریک ہے
پاس ہے رخ اوسکا یعنی صبح بھی نزدیک ہے

شمس تخلص میر شمس الدین عرف مرزا حسین

سنکے رونیکی مری آواز کہتا ہے وہ شوخ | یہ وہی کم بخت شاید ہان پس دیوار ہے

شمس تخلص شمس الدین منشی کتب خانہ مہاراجہ بردوان

گلستان مین گزر ہے آج کس ساقی گلرو کا | کہ ہاتھون مین صراحی ہے لیے ہر نخل شبو کا

شمس تخلص شریف احمد خان عظیم آبادی شاگرد مرزا غلام حسین قمر

اگر نہائے وہ مہ بے حجاب دریا مین | تو تھرتھرانے لگے آفتاب دریا مین

شمس تخلص شیخ علی محمد مرحوم باشندہ بریلی

اللہ رے صفائی بدن نازک جانان | سینے کی نظر آتی ہے زنجیر پس پشت

شمس تخلص میر آغا علی لکھنوی شاگرد قاضی محمد صادق خان اختر کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کے ملاقاتی ہین

یہ تو فرمایئے کب آیئے گا | تو خوشی آپ کی رخصت ہی سہی
نہ کرو بات ادھر دیکھ تو لو | نہین الفت تو مروت ہی سہی
کٹی شب یار کی آرائشون مین | سحر تک زلف بگڑا کی بنا کی
متاع حسن ہاتھون ہاتھ لوٹی | بندھی مٹھی کھلی قسمت حنا کی

شمس تخلص مرزا اکبر علی شاگرد حیدر علی آتش

تیرہ بختی سے نہ دیکھی کبھی گھر کی صورت | خانہ بردوش ہمیشہ ہون سپہر کی صورت

شمس تخلص میر آغا شاگرد ثاقب باشندۂ لکھنؤ

ہنس کے وہ بولے جو بکھری پیٹھ پر چوٹی کو یار | دیکھ گر دیکھی نہ ہو زنجیر پشت آئینہ

شمسی تخلص لالہ سورج پرشاد ولد لالہ جینی لال باشندۂ فرخ آباد شاگرد مجذوب

واللہ منکران قیامت کو اے صنم | قائل اگر کیا تو تمھارے ہی چال نے

شمشاد تخلص میر احمد علی لکھنوی نواسہ اقبال الدولہ شاگرد مرزا علی حسین اوج

خوف کیا ہم کو اگر ساتھ ہے اوس گل کے رقیب | کہین بلبل کی جھجکتی ہے بھلا خار سے آنکھ

شمیم تخلص عباس مرزا عرف امراو مرزا خلف مرزا امداد علی لکھنوی شاگرد وزیر علی صبا

بغیر یار کے کیا سیر باغ کو جائین | ہماری آنکھون کو ہے خار ہر چمن کی بہار
پھر وقت ہجر یار مین ہے یہ صدای دل | بھولے سے بھی کسی سے نہ کوئی لگائے دل

شمیم تخلص سید غالب علی ولد سید حیدر بخش بنارسی شاگرد مرزا الطاف حسین

رہبر اہل جنون ہوتے ہین اسباب جنون | پیچھے پیچھے ہم ہین آگے نالۂ زنجیر پا

شناور تخلص صاحب مرزا خلف شاہ میر خان ابن آغا نصیر نیشاپوری باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش صاحب دیوان گزرے

یاد ہین مجھکو بھی عیاری کے دستور بہت | آپ گر دور تو بندہ بھی ہے بھر دور بہت
کسیکو تیغ ملتی ہے کسیکو خنجر برّان | ہمارے قتل کا ساماں ہے وہان ہتھیار بٹتے ہین
لحاظ اپنا وہی رہتا ہے ہم بستر بھی ہو ذمین | اگر وہ پھیل کر سوتے ہین تو ہم خود سمٹتے ہین
پھر شب عیش و طرب ہو وہی چرچا پھر ہو | وہی ساقی وہی ساغر وہی مینا پھر ہو
اے آئینہ رو ایک مجھی کو نہین حیرت | بت بن گیا جسکو تری صورت نظر آئی
دنیا تھا مرا خط اوسے غیرونسے چھپا کر | اپنی بھی تجھے عقل نہ اے نامہ بر آئی

شنکر تخلص دیا شنکر دہلوی حیدر آباد مین فوت کی

ان طبیبون سے کچھ ہوا نہ علاج | عشق کا درد لا دوا دیکھا
دیکھ گریاں مجھے وہ ہنستا ہے | خندۂ گل ہے ابر کا رونا
اثر سے خالی اگر ہے فغان بلبل کا | ہوا ہے چاک گریبان کس لیے گل کا

شور تخلص مرزا محمود بیگ شاگرد سعادت یار خان رنگین وطن انکا ایران مولد دہلی
سپاہی پیشہ تھے لڑائی مین مارے گئے

وہ قتل کو ہمارے ارشاد کر رہے ہین | ہیان کلمۂ شہادت ہم یاد کر رہے ہین
غضب ہین آنکھین ستم ابرو عجب منہ کی صفائی ہے | خدا نے اپنے ہاتھون سے تری صورت بنائی ہے

شور تخلص مغل جان ولد مسماۃ نصیبن باشندۂ کلکتہ شاگرد حافظ منعم و فرزند علی مسلم
جوانی مین فوت کی

لڑکے کشتی دیو مضمون کو پچھاڑا چاہیئے | جھنڈا میدان سخن مین آج گاڑا چاہیئے

شور تخلص بابو مدن موہن لعل بن چھدامی لال مقیم فتح گڈھ

ہم کو آبادی سے مطلب ہے نہ ویرانی سے — رات دن غم مین پھرا کرتے ہین دیوانی سے

شورش تخلص غلام احمد دہلوی خلف محمد اکبر قبالہ نویس شاگرد مومن خان

کھو رکھے گا مجھکو میرا دیدۂ تر ایک دن — شمع سان گھل جائیگا یہ جسم لاغر ایک دن
تا خواب مین بھی جلوہ فروز اونکے ہو نہ تو — ہم کوچۂ اغیار مین فریاد کرینگے

شورش تخلص منشی زین العابدین خان ولد میر محمد عطا حسین خان مصنف نوطرز مرصع مقیم لکھنؤ صاحب دیوان ہین

شکایت درد ہجران کی جو کی اوسنے تو فرمایا — بس اب موقوف کیجے گفتگو ہم مدعا سمجھا

شورش تخلص میر غلام حسین عظیم آبادی خواہرزادہ ملا وحید شاگرد میر باقر حزین ۱۱۹۵ گیارہ سو پچانوے ہجری مین وفات پائی اسنے ایک دیوان اور ایک تذکرہ شعراے اردو یادگار ہین

رقیب گرچہ بہت برخلاف ہے شورش — ہوا کرے ہمین ہے یار سے کام ہی کام
ابر روتا ہے تو بھی رو اے چشم — اسمین جو ہو نہ ہو سو ہو اے چشم

شورش تخلص حافظ ناصر حسین شاگرد نثار اللہ خان فراق

تجھ مین انداز و ادا دلربائی قہر ہے — ساری باتین خوب پر شب کی لڑائی قہر ہے

شوق تخلص شیخ الہی بخش اکبرآبادی ملازم مرزا مظفر بخت خلف مرزا جوان بخت جہاندار شاہ مرحوم فارسی اور ریختہ مین صاحب دیوان گزرے ۱۲۴۱ بارہ سو اکتالیس ہجری مین انتقال کیا

دیکھے جو رنگ اس مژۂ اشکبار کا — دل جلتون سے آب ہو ابر بہار کا
اس خاکسار کو کوئی کیونکر اوٹھا سکے — جون نقش پا جہان کہ یہ بیٹھا وہین رہا

شوق تخلص جوہر بیگ لکھنوی شاگرد مصحفی فن نغز و معما مین اچھا دخل رکھتے تھے آخر ایام مین مشہد مقدس کو چلے گئے تھے

تجھ بن قلق سے بستر غم پر تمام رات — تڑپا کیا مرا دل مضطر تمام رات

شوق تخلص مولوی قدرت اللہ باشندہ موضع موی ضلع سنبھل مراد آباد مقیم رامپور
بڑے عالم تھے اپنے دیوان و تذکرہ شعرا یادگار ہین

وصف کرتا ہے تو گویا یار مرا پیار مجھے — مارے ڈالے ہے یہ یہ الفت اغیار مجھے
خدا یون بھی کبھی تیری خدائی ہوگی — کہ مجھے اوسکی جدائی سے جدائی ہوگی

شوق تخلص روشن لال علم موسیقی اور ستار نوازی مین کمال حاصل کیا تھا

گردش چشم دکھانا نہ گل اندام کہین — ورنہ تو ٹینگے صراحی کہین اور جام کہین

شوق تخلص بہوگی لال

کہین وہ شوخ بھی آجای لڑکون مین تماشے کو — مبارک جب مجھے اے شوق ہو دیوانہ پن اپنا

شوق تخلص حسن علی خان دہلوی شاگرد خان آرزو و نواب عماد الملک غازی الدین خان
کے متعلقون مین تھے صاحب دیوان گزرے

دکھا دیدار اے پیارے کہ مین فرقت سے گذرا — مجھے فردا ے محشر آج ہے مین کل سے در گزرا
عبور بحر دنیا مین سبکباری سے کرتا ہون — حباب آسا شمار دم سے بے کشتی گزرتا ہون
مدت سے یہ بحث درمیان ہے — پر علم نہین کمر کہان ہے

رباعی

اس دور مین بد قماش اکثر دیکھے — تھے وہ جو غلام تاج بر سر دیکھے
اے گنجفہ باز چرخ تیرے ہاتھون — اوراق جہان تمام ابتر دیکھے

شوق تخلص ایک شخص باشندہ دہلی شاگرد سودا کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

دامن کو تیرے خون سے تر ہے بن بھری ہوئے — چھوٹے نہ اپنا عشق تو قاتل مری ہوئے

شوق تخلص حافظ غلام رسول دہلوی شاگرد نصیر امامت مسجد و تعلیم اطفال کرتے تھے

لکھا ہوا تھا یہ اوس مہ جبین کے پردے پر — نہین ہے کوئی اب ایسا زمین کے پردے پر
رونگٹے پاؤن مین چبھتے ہین نزاکت کے سبب — فرش مخمل پہ وہ گلرو جو قدم رکھتا ہے

شوق تخلص محمد بخش دہلوی شاگرد برکت اللہ خان

ساقی یہ کونسی تھی مے تند جسنے آہ — غربال کردیا ہے ہمارا ایاغ دل

سورۂ والشمس کی تفسیر ہے مکھڑا اترا ۔۔ شوق سے لینگے اوٹھا اس بات پر قرآن ہم
اے شوق اوچھالے ہی وہ شیشے کو نشے مین ۔۔ منظور کسی کی تو اوسے دلشکنی ہے

شوق تخلص محمد جہانگیر خان باشندۂ فتح گڈھ

آواز ہے اذان کی نہ گھڑیال کی صدا ۔۔ ہے ہے شب فراق یہ کیسی بلا کی ہے

شوق تخلص عنایت اللہ متوطن فرید آباد شاگرد مولوی امام بخش صہبائی بسبیل روزگار پنجاب مین رہتے تھے

کرون مین شکوۂ اغیار کسطرح جب شوق ۔۔ ملا ہو یار ہے قسمت سے بیوفا مجھکو
ایک عالم کو ہے آرام کی خواہش پر دل ۔۔ نہین معلوم غم و درد کا خواہان کیون ہے

شوق تخلص حکیم تصدق حسین خان عرف نواب مرزا ولد حکیم آغا علی خان لکھنوی شاگرد خواجہ آتش انکی کئی مثنویان نظر سے گزرین

دیکھ لیتے ہین جو ہم اوس گل کے پیاری ہاتھ پانو ۔۔ بیخودی سے بھول جاتے ہین ہماری ہاتھ پانو
شوخیان کرتے ہین چل نکلے ہو تم حد سے سوا ۔۔ باندھینگے مہندی لگا کر ہم تمھاری ہاتھ پانو
دکھانہ کرو میری طرف آنکھ دبا کر ۔۔ ناقص ہوا چہرہ جو ہوئی چھوٹی تمھاری آنکھ
ایک ایک سے دلچسپ ہے جو عضو بدن ہے ۔۔ رہ رہگئی پہرون وہین جس جا پہ پڑی آنکھ
کہنے مین نہین ہین وہ ہمارے کئی دن سے ۔۔ پھرتے ہین اونھین غیر اوبھارے کئی دن سے
اک شب مرے گھر آن کے مہمان رہے تھے ۔۔ آتے نہین اس شرم کے مارے کئی دن سے
مہندی بھی ہے مسّی بھی ہے لاکھا بھی ہے لب پہ ۔۔ کچھ رنگ ہین بیرنگ تمھارے کئی دن سے
ڈر سے ترے کاکل کے نہین چلتے ہین رستے ۔۔ دم بند ہے اس سانپ کی ماری کئی دن سے
آخر مری آہون نے اثر اپنا دکھایا ۔۔ گھبرائے ہوئے پھرتے ہو پیاری کئی دن سے
پھر شوق سے کیا اوس بت عیار سے بگڑی ۔۔ ہوتے نہین باہم جو اشارے کئی دن سے

شوق تخلص حکیم سید علی ضامن خلف و شاگرد رشک انکی ہر غزل کا مقطع تاریخی ہوتا ہے صاحب دیوان ہین

مارا کبھی ہمین تو ڈرایا کبھی ہمین ۔۔ کس سے بیان کیجیے جور و جفائے زلف

مین نے کیا ہے اپنی پریشانیون کا ذکر | ایسا نہو کہ مُنہ پہ کوئی بات لائے زلف

شوق تخلص راے دولت راے ولد شیو سنگہ لکھنوی شاگرد منشی مینڈو لال زار

نہین معلوم ترے طالب دیدار کو آہ | خواب کیا چیز ہے لگ جاتی ہین کیونکر آنکھین

شوکت تخلص نیف علی ولد میر رستم علی بجنوری شاگرد غلام علی عشرت مشہور ہے کہ بنارس مین بہ سبب طمع وحرص کے دین اسلام کو چھوڑ کر نصرانی ہوگیا تھا اور نیف مسیح اپنا نام رکھا + میرٹھ مین فنیسون کے لڑکو کو پڑھایا کرتا تھا

مجھ مین اور ابر مین ہے معرکہ آرائی آج | سرخ رو رکھیو تو اے دیدۂ خونبار مجھے

شوکت تخلص میر حسین علی دہلوی ناظر عدالت دہلی

داد لین کس سے ترے حسن کی اے غیرت ماہ | عذر ہے دیدۂ یعقوب کو بینائی کا
دور چشم یار مین سب ہوگئے باہم رقیب | ایک ادنی یہ فریب نرگس مستانہ تھا
ہے نقشہ دل مین میرے اوس بت مغرور کا | جسکا تلوا دیکھ کے پھر مُنہ نہ دیکھون حور کا
وعدۂ امروز کو فردا پہ پھینکا ہمنفس | یار کا آنا قیامت کا کچھ آنا ہوگیا
بن لگ گیا قفس ہی مین اب تو ہمین ہے دھیان | موسم بہار کا کدھر آیا کدھر گیا
ساقی ترے طفیل سے ہمکو سحر صیام | معلوم ہی نہین کدھر آیا کدھر گیا
شوکت نے جان دی ترے در پر ہزار شکر | وہ مرتے مرتے آہ بڑا کام کر گیا
جب کہ ابرو کا اشارہ ہی کرے عالم کو قتل | اوس ستمگر کی بلا لیتی ہے خنجر ہاتھ مین
وصل کا وعدہ نہین تو قتل کا وعدہ سہی | دل کے بہلانے کو میرے کوئی صورت چاہیے

شوکت تخلص مرزا تصدق علی خلف قلندر بخش جرأت باشندۂ لکھنؤ

ہر سو صدا اے الحذر آتی ہے کوہ سے | نکلی ہے فوج نالۂ دل کس شکوہ سے

شوکت تخلص میر قاسم علی بنارسی کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم نے انکو بزم مشاعرہ مین دیکھا ہے

کس نے دکھلایا ہے یہ چاندسا تلوا مجھکو | ایڑیان گھستے ہی گزرا یہ مہینا مجھکو

شوکت تخلص میر امداد علی متوطن میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

لاکھ صورت سے کیجے تدبیر | ہوگا لکھا ہے جو مقدر کا

شوکت تخلص مولوی باسط علی لکھنوی شاگرد نسیم دہلوی

شوکت ظلم رسیدہ نے نکالی آہ	تیری ہر بات مین لاکھون ہین ستمگر پہلو

شہامت تخلص شاہ شہامت علی درویش تھے

یاد حق گر ہو نہ دلمین تو ہو غالب نفس شوم	بوم ہوتا ہے وارث خانہ ویران کا

شہرت تخلص امیر بخش دہلوی خلف عیسیٰ خان شاگرد نثار اللہ خان فراق دکھن مین جاکر بذریعہ شاعری دیوان چندو لال کے ملازمون مین داخل ہوئے تھے تو جوانی مین انتقال کیا

ہزار افسوس اب یون خاک مین ملتا ہی اپنی ہستی	یہ طفل اشک وہ ہے اپنی جو آنکھون مین پلتا تھا
ہو کے ہر اک پہ مبتلا سہتا ہے جو اور جفا	ایسی ہے اوسکو کیا مزا یہ تو ہمین بتا اے دل
دم دلاسے جانتے ہین سب ترے اے جان ہم	دل جو دے بیٹھین تجھے ایسے نہین نادان ہم
وہ اوٹھا سکتا ہے قسم تیرے ہم او دہر دیکھین تو	نہین تو اے آہ رسا تیرا اثر دیکھین تو
کہتے ہین مہر کو نسبت ہے ترے عارض سے	کہکشان ہے جبھی کہ اوتھا رشک قمر دیکھین تو
حیرت بڑی ٹپکتی ہے شمع مزار سے	آئینہ ہو گیا ہے ہمارے غبار سے

شہرت تخلص افتخار الدین علی خان برادر نواب واقف علی خان

غیر ونکے خوش ہو او در دسے پیارے خوش	یار ہا خوش ہین او خوش مین اغیار یہ خوش
عابستہ نظر آدین جو تیغ ادا نکہیان بانکی	جو اسی سے کہتا ہے اٹھیون نہ کیونکہ یہان بانکپن
دل کو جگر کو داغدار کسنے کیا ہے یار نے	سینے کو رشک لالہ زار کسنے کیا ہے یار نے

شہرت تخلص مولوی سعید الدین مرحوم سرہندی پیرزادے تھے کلکتہ مین آکر وفات پائی

نہین دل ہے بلکہ وہ ہر حجرہ ہو عشق کا جسمین کہ رکھا	بخدا وہ چشم ہے بصر جسے شوق دیدبتان نہ

شہرت تخلص احمد علی خان شاگرد جرأت

بلا ہے آفت جان ہر پری ہے کہ انسان ہے	دلا وہ کیا ہے تو جسکے لیئے دن رات نالان ہے

شہرت تخلص جرأت کے ایک شاگرد کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

دل ڈھونڈھتے ہو پاس ہی دل قد کمان	اک شعلۂ آتش ہے کہ پہلو مین نہان ہے

شہرت تخلص حیدر بیگ حیدر آبادی

گل خرابات مین وارد جو ہوئے زاہد خشک
دریا رندون نے اوٹھین آتش ترین غوطہ

شہرت تخلص محمد شاہ ولد خواجہ عبد الوہاب متوطن کشمیر باشندۂ عظیم آباد شاگرد مہدی بخش تسلیم محرر عدالت منصف وصدر امین ضلع بھاگلپور راقم کے ملاقاتی ہین

کرتے ہین تعریف ابروی بت بے پیر کی
دیکھنا تیزی ہماری ہر روش شمشیر کی

آگئی اوس جنگجو کی یاد جو ہنگام غسل
موج دریا مین روانی ہوگئی شمشیر کی

شہرت تخلص مرزا حاجی خلف مرزا قیام الدین نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبد الرحمن خان احسان و نظام الدین ممنون و مفتی صدر الدین خان آزردہ

ہم بڑی چیز سمجھتے تھے یہ میخانے مین
نکلا اک جام کی قیمت بھی نہ ایمان اپنا

غبار اوٹھا نہ ترے دل سے ورنہ اے ظالم
ہماری نالون کو اک وہ بھی آسمان ہوتا

تیر سے نالے وہ اب ہوتے نہین سینے کے پار
ہے کہین یا مرگیا ناکام شہرت کیا ہوا

کچھ نشان مجھ بے نشان کا بعد مردن بن گیا
حسرتین ہو ہو کے اک جا جمع مدفن بن گیا

عقدۂ دین مین تھا نہ کچھ عقدہ بجز بند نقاب
اوسکے کھلتے ہی یہ کار مشکل آسان ہوگیا

ہاے جی بھر کے وہ دیدار میسر نہ ہوا
حشر کا دن شب غم کے بھی برابر نہ ہوا

یون بیٹھے ہو جیسے کسی سے کسیکو کچھ
مطلب نہین مراد [illegible] نہین

بنون یہ آسلے نہ پایا تھا اپنے حرف [illegible]
کہ اتنی دیر مین وہ ہوگئے خفا ہم سے

شہرت تخلص محمود عظیم آبادی

تصور جب سے ہے برق رخ محبوب [illegible] فن کا
چراغ طور [illegible] داغ [illegible] روشن کا

حباب آسا مجھے خانہ بدوشی [illegible]
خیال [illegible] فانی [illegible] ہوا مجھکو نہ مسکن کا

ہمارے اشک خونی سے فروغ روے جانان ہے
چراغ ماہ لیتا [illegible] سے کام روغن کا

دیکھتے ہین اوسکی بسمل آنکھ سے [illegible]
[illegible] گہ مین صاف ہے شمشیر [illegible]

خود نما کب آئینہ روشن دلونکے سامنے
[illegible] مقابل آئینہ

ہون جو دیوانہ خود آرائی کا تیرے [illegible]
[illegible] ہے [illegible] گلے مین [illegible] آئینہ

عکس پڑ جائے جو تیغ ابروے دلدار کا | خاک پر تڑپے برنگ مرغ بسمل آئینہ

شہرہ تخلص مرزا نصیر الدین حیدر خلف مرزا آغا جان مضطر نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

نہ ایک وعدے پہ وہ یار بے وفا ٹھہرا | سحر تو ہو چکی اب وقت شام کا ٹھہرا

شہید تخلص مولوی حاجی فخر الدین حسن خان مرحوم باشندۂ شاہجہان پور مقیم دہلی منشی دار الانشاء شاہی تھے گیارہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

وہ طپش ہے میرے نامے میں کہ بس تڑپا کیا | جب تلک بال کبوتر سے نہ اوسکو وا کیا
زیب روشن فتیلہ ہے مرے ہر داغ سوزاں کا | رہا کنج لحد میں بھی مرے عالم چراغاں کا
رخ دلدار ہے بوسے کے تصور سے کبود | میں سمن زار میں پھولا گل سوسن سمجھا

شہید تخلص مولوی غلام حسین غازی پوری مدت تک نواب فضل حسین خان کی رفاقت میں تھے ۱۱۹۶ھ گیارہ سو چھیانوے ہجری میں عدالت بنارس میں معمور تھے

ٹپکے جو مرا اشک شرربار زمین پر | سبزہ نہ اوگے خاک سے زنہار زمین پر
اے آبلۂ پا مجھے یہ چشم ہے تجھ سے | پیاسا نہ رہے دیکھیو کوئی خار زمین پر

شہید تخلص مولوی یوسف علی شاگرد نجم باشندۂ بہار انسے ۱۲۸۰ھ بارہ سو اسی ہجری میں کلکتہ میں ملاقات ہوئی تھی اپنی شاعری کا بڑا غرور رکھتے ہیں

ہے تماشا گلفشاں اپنا چراغ خانہ ہے | دید کے قابل یہ جنگ بلبل و پروانہ ہے

شہید تخلص مولوی حفیظ الدین مرحوم سابق ڈگری نویس عدالت صدر دیوانی کلکتہ خلف منشی نجم الدین مرحوم منصف بردوان شاگرد لالہ کھیم نراین رند باشندۂ ضلع فریدپور متعلق ڈھاکہ راقم کے پھوپھی زاد بھائی تھے اشعار فارسی انکے نہایت نمکین و شیرین ہوتے ہیں چوبیس پچیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

تھی مرنے کی خواہش تو شب وصل میں افسوس | نکلا نہ شب ہجر بھی ارمان ہمارا

شہید تخلص ایک شخص معاصر میر و سودا کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

گئے برباد اپنے نالہ و فریاد یا قسمت | بہار آخر ہوئی تب ہم ہوئے آزاد یا قسمت

شہید آخر مقدر تھا ہمین حسرت مین جی دینا
ہمارے سر پہ آکر پھر گیا جلاّ د یا قسمت

شہید تخلص مولوی محمد بخش ولد شیخ خدا بخش خوشنویس باشندۂ سندیلہ مقیم لکھنو شاگرد ناسخ محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کی اولاد مین تھے صاحب دیوان گزرے

کہان ہے محفل رندان مین دو ساغر سے
کہ پھر رہی ہے یہ بزم شرابخوار مین روح

بیدل وہ ہوا ن کہ یاد نہین کچھ سوا ای دل
ہر دم پکارتا ہون یہی کہکے ہاے دل

یہ آئیگی مجھے ذوق تہ مین فرش گل پر نیند
کہ چبھتی ہے رگ گل مثل خار پہلو مین

بوسے کے دہیان مین جو مجھے یاد آئے ہونٹھ
بے اختیار منہ سے یہ نکلا کہ ہاے ہونٹھ

کس درجہ واکش اوس بت کافر کی آنکھ ہے
ہے سحر سامری کہ فسونگر کی آنکھ ہے

دست رنگین جب کہ دکھائی دیا ہنگام رقص
شمع محفل بنگئے اوس غیرت ادا کی ہاتھ سے

شہیدی تخلص منشی کرامت علی خان مرحوم ولد عبد الرسول خان عروضی باشندۂ لکھنو شاگرد مصحفی و نصیر دہلوی بیشتر پنجاب و گجرات و رامپور بریلی و بھوپال ٹال و دہلی مین رہتے تھے علم عروض و حساب مین امثال و اقران سے زیادہ دخل رکھتے تھے بڑے بے تکلف اور عاشق مزاج تھے آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے ۱۲۵۵ بارہ سو پچپن ہجری مین سفر حجاز کیا اور بعد ادائے حج بیت اللہ روانہ مدینہ منورہ ہوکر اثناء راہ مین بیمار ہوگئے لیکن چہارم ماہ صفر المظفر ۱۲۵۶ بارہ سو چھپن ہجری مین جسوقت مدینہ منورہ مین پہونچے اوسی وقت روضۂ مبارک کو دیکھکر جوش اشتیاق سے انکی جان نکل گئی

قسمت نگر کہ کشتۂ شمشیر عشق یافت
مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند

اشعار اسکے بہت خوب ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا

ید قدرت لقب ہے میرے کلک گوہر فشان کا
بیاض صنع اک سادہ ورق ہے اپنے دیوان کا

خدا شمنہ جو عمر لیتا ہے شہیدی کس محبت سے
زبان پر میری جسدم نام آتا ہے محمد کا

نام میت کا سننے سے جسے غش آتا ہو
وہ جنازے پہ شہیدی کے مقرر آیا

وعدۂ شام پہ کی ہمنے عبث جاگ کے صبح
وہ اوسی وقت نہ آتے اگر آنا ہوتا

قدر سب چاہنے والوں کی ترے دیکھ چکے
عام ہین اوسکے تو الطاف شہیدی سب پہ
ہزار مرتبہ دیکھا ستم جدائی کا
فضاے باغ سے ہے گوشۂ قفس خوشتر
مجھے عذاب جہنم کہ بت پرست ہون مین
شہیدی حشر کے دن بھی ہمارا ہوچکا اوٹھنا
خلوت مین کوئی شب ٹھہرتا وہ شمع رو
شاد ہو ہو کے جلاتا نہ مجھے یون ہر دم
نئی باتین نئی گھاتین نئی چاہت نیا پیار
تیغ رکھنا دوش پر باعث ہوا سو ناز کا
شرم آتی ہے وگرنہ ان ہونٹوں کے ضد سے مین
جسکو سینے سے نکالا تو نے پیکان جانکر
ہو چلا خنجر پیدا دل کا بسمل ٹھنڈا
ماتوی رہجائے گا خلق خدا کا سب حساب
اسقدر لطف نہ فرماؤ شب وصل ہمین تم
دوست نے خاطر دشمن سے کیا مجھکو ہلاک
رت جگے ہوتے رہے ہین کہ ٹہرے غم کو عم
شب وصل ایک نہین کہنے مین اوس پریفن سے
بیمار محبت کو اب اللہ شفا دے
وصل کے تدبیر کا خواہان رقیبون سے ہوا
وقت رہائی کے قریب آئے شہیدی شاید
دعا مین مانگتا ہی نہ کسی عاشق کا خط اوسے
بالکبوترا سیا ہون گر جاؤن میری قبر پہ

خوار رہتا ہے بڑا نا تو پشیمان نیا
تجھسے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا
ہنوز حوصلہ باقی ہے آشنائی کا
گرا نہ دے دل مین نہو دغدغہ رہائی کا
وہ بت بہشت مین دعوا جسے خدائی کا
یہی عالم رہا بعد فنا گر ناتوانی کا
میسر ہو نہیں آپ شہیدی مخجل ہوا
گر وہ بے رحم مرے حال سے غافل ہوتا
کیا قیامت ہے نئے شخص پہ آنا دل کا
ایک پری سے اوس پری کو قصد ہے پیار کا
جیتے جی اللہ سے تک حور جنت مانگتا
دل ہے اے قاتل یہ تیرے عاشق دلگیر کا
ے ہوا ابتو کلیجہ ترا قاتل ٹھنڈا
گر مرے اعمال بد کا حشر کو دفتر کھلا
روز ہجران مجھے اندوہ فراوان ہوگا
موت یہ ہے کہ وہ کم حوصلہ نازان ہوگا
ایک شب درد دل زار نے سونے نہ دیا
حوصلہ دیکھ لیا میری شکیبائی کا
سنتے ہین کہ ہاتھ اوس نے مسیحائی اوٹھا لیا
تیری فرقت مین مرا ہوش سنبھالا نہ رہا
خود بخود آج مرا طوق گلو ٹوٹ پڑا
با شوق اندوہ پیدا ہوا اسکو کبوتر کا
لائے پروانہ چراغ اور گل چڑھائے عندلیب

لطف سو دیکھے پلا کر او سے یک جام شراب
گو مین تائب ہون پر انکار کا موقع ہی کوئی
یار نے بے تیغ کر ڈالا شہیدی کو شہید
ہوئے عشاق نوازی کے وہ ذہی مصروف
کافور میرے داغ کا بالخاصیت ہو مشک
بھرا ہی دل کی مین کیونکر چھپاؤن یار کو
دیکھا کبھی نہ خار کے دامن کشی کا لطف
ہر وضع کے انسان سے ملاقات ہے اوکو
گھر ہمارے آج وہ خورشید پیکر آئے گا
اے روز قیامت ادب اسکا ہی تجھے فرض
شہیدی مین تو کیا ہون لیکے بوسہ سنگ اسود کا
گو ایک بھی نہ رشک ندامت ہوا قبول
نزع کے وقت شہیدی سے جو خواہش پوچھی
سو ندو تم دو ہی دو بوسے دے لے اک دم کے دو
کیون نہ بس بس ابھی سے دیکھو بھر دس کے دو
آپ نے جو جا بوسون کی قسم کھائی ہی کل
ایام مصیبت کے تو کاٹے نہین کٹتے
دہ وقت تو آنے دے بتا دینگے شہیدی
برا ہو دست تہی کا کلال کے در پر
ہائے وہ اونکا رستان مین یہ کہنا شب وصل
پاس دیکے پڑی رہتی ہے ہر دون خاک پر
میرے زخمون پہ نمک سو مشک بہتر مشک سے
ہر جگہ مین سو تغافل سے نشان

وصل کی رات مین کیا آئے مرے کام شراب
خو وہ بھری بزم مین دے جب وہ گل اندام شراب
کسکی باندہی جب وہ پتلی سی کمر حضرت کیوقت
ہائے مقبول ہوئی میری دعا میرے بعد
مرہم ہو میرے زخم کے شیر سے نمک
سینے پر جب ہاتھ رکھتا ہے ٹھہر جاتا ہی دل
صحرا کے سیر کو گئے عریانیون مین ہم
سب خلق مدارات کے قابل ہے ہمیں
دیکھتے ہین شام مین کچھ صبح کے آثار ہم
ہے تجھسے بڑی میری شب تارکی دن
کیا خوشنود اوس بت نے خدا کو اپنے مین
رونے مین کچھ مین حضرت آدم سے کم نہین
کیا ہی حسرت سے کہا کہ مجھے مرغوب نہین
ہے مثل مشہور ہین مطلب کے سو مطلب کے نہ
تو سہی اب ہون مین بارہ دس تو وہ بس بس کے دو
آج لو نگا مین مقرر وہ کے دو با منس کے دو
دن عیش کے گھڑیون مین گذر جاتے ہین کیسے
بن آئے کسی شخص پہ مرجاتے ہین کیسے
کھڑے تھے آج شہیدی لیے سبو خالی
نہ اوترتے نہ میرے ہونٹ حمائل ٹھنڈی
عاشق اور اس [illegible] ہمنشین کے سب مقرر جانی
سو دہ الماس بہتر سب سے بہتر جانی
سادگی [illegible] رسے

صورت دلکش جہان آئی نظر مین مرگیا	اور وہ انکا انجام میرے عشق کا آغاز ہے
قیامت تک نہ بھولونگا یہ احسان تنگی جا کا	مرے زانو پہ زانو بے تکلف رات وہ ہر مجھے
گالیان ہین مقبرے پر دیکھکر پڑہونگا نقش	کسقدر بدظن ہے اپنے عاشقِ مغفور سے
ناکامی جاوید کی ہم ما ننتے منت	افسوس شہیدی تری تربت نہین ملتی

شہید تخلص منشی غلام علی باشندۂ اٹالی ضلع بست وچہار پرگنہ شاگرد قاضی سراج الدین علیخان بیشتر فارسی کہتے ہین راقم کے ملاقاتی ہین

مرگیا ہون بتون کی فرقت مین	ہو مزار اپنا سنگ مرمر کا
داغ دل اپنا بشکل مہر تابان ہے شہید	کیا ہوا گر یہان چراغ زندگی گل ہو گیا

شیدا تخلص میر فتح علی شمس آبادی ہمنانے میر سوز + شاگرد سودا

وہ صورتین الٰہی کس ملک بستیان ہین	اب دیکھنے کو جنکے آنکھین ترستیان ہین

شیدا تخلص حکیم اسلام بیگ نواسۂ حکیم نصراللہ خان وہال باشندۂ دہلی

میری امید وحسرت وارمان کیطرح	پایان نہین ترے ستم بے شمار کا
سر بہت فتنۂ محشر نے فلک پر کھینچا	پر ترے قامت دلکش کے برابر نہ ہوا
پھر اب کی دھوم دھام ہے ابر بہار کی	رہ جاے آبرو مژۂ اشکبار کی

شیدا تخلص میر جھبو جان باشندۂ دہلی شاگرد مومن خان گیارہ برس ہوئے کہ رحلت کی

مگر عدو سے ہے وعدہ کہ خود بخود شیدا	کچھ اضطراب مین ہین دل کے اضطراب سے ہم
ناشکیہم نہین ہین ادھر کو نگاہ ہے	پر وہ نگاہ جس سے عنایت عیان نہین
دریا بہین کہین کہین مژگان بھی تر نہ ہو	مرجاے کوئی اور کسی کو خبر نہ ہو
کہتے ہین اوسکے کوچے مین مارا گیا کوئی	مجھکو یہ خوف ہے کہ مرا نامہ بر نہ ہو

شیدا تخلص ایک شخص مرادآبادی کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

کرتے ہو کیون سبک ستم در سے مجھے اوٹھاکر	کیا میرے بیٹھنے کا خاطر یہ بار گزرا

شیدا تخلص حامد علی خان خلف مولوی احمد علی خان شاگرد فرزند حیدر

رونے سے میرے کیون نہ ہنسے وہ گلِ مراد — تاثیر آہ سرد مین ٹھنڈی ہوا کی ہے
اب مجھ پہ مہربان ہین شیدا بتان دہر — بندے کے حال پر یہ عنایت خدا کی ہے

شیدا تخلص میر ہنگیا شاگرد میر محمدی بیدار وطن انکا کشمیر مولد و مسکن دہلی

لیکے دِل اے دلربا کیون قسم کھاتے ہو تم — ہم نظربازون کے ہاتھو سے کہان جاتے ہو تم
جا کان مین باتون کے بہانے لیا بوسہ — دیوانہ ہون شیدا پہ بڑا کام کیا ہے

شیدا تخلص نواب معین الدین خان نبیرۂ نواب غازی الدین خان متخلص بہ نظام مقیم کالپی

اپنا نازک ہے مزاج اے بتِ قاتل تیرا — کہ تڑپتا نہین دِل کھول کے بسمل تیرا
شمع تک ٹھنڈی اوٹھی بزم سے اوسکی پر ہم — اوٹھے تو جلکے اوٹھے بیٹھے تو جلکے بیٹھے

شیدا تخلص منشی تفضل حسین خان باشندۂ کاکوری برادر خورد حسین خان انکو کلکتہ مین دیکھا ہے

بدن پر بدھیان پڑجائینگی پہولون کی چادر سے — اوٹھائے جلد کوئی پہول میرے گل کے بستر سے
ہوئی فصاد کی حاجت نہ مجھکو دشت وحشت مین — کیا خارِ مغیلان نے زیادہ کام نشتر سے

شیدا تخلص نواب محمد حسن خان ولد رمضان علی خان لکھنوی شاگرد آتش صاحب دیوان ہین

جاتے ہو اک گھڑی کو جو گلگشت باغ کو — کرتی ہے درد آپ کی دو دو پہر کمر
ہنگام نزع وصل بتِ سیمبر ہوا — نسخہ یہ کیمیا کا لگا ہمکو مر کے ہاتھ

شیدا تخلص مرزا قمر الدین عرف مرزا کلو نبیرۂ حضرت شاہ عالم بادشاہ دہلی شاگرد ذوق

عدم سے آئی نہ یاران رفتگان کی خبر — خبر نہین وہ کہان جاکے قافلہ ٹھہرا
کہتے نہ تھے ہم اے دل مت نام لے وفا کا — تونے وفا کا ثمرہ خانہ خراب دیکھا
مارا گیا مقرر شیدا کہ اوس گلی مین — لاشہ پڑا ہوا ہے آج ایک نوجوان کا
ایک مدت سے ہے تہی پہلو — نہین معلوم کیا ہوا دل کو

شیدا تخلص مرزا عالی جاہ بہادر عرف منجھلے صاحب موسوی خلف دبیر الدولہ محمد علی خان عرف آغا حیدر رعید رنیشاپوری فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد مرزا اسرفراز علی قادر انکو لکھنؤ مین دیکھا ہے صاحب دیوان ہین

سینے کو کرے شق نہ تڑپنا مرے دل کا
ہو جائے کہین فاش نہ پردا مرے دل کا

آوین ہمارے قتل پہ وہ باندھکر کمر
تو ہم بھی جان دینے پہ باندھین ادھر کمر

عاشقونکی نہ کھو سکین او مجھن ٭
پھیر یہ کس ور دسکے وہ واہین بال

لبونسے پھر کیا زندہ جسے مار انگاہونسے
نئی ہے بات ہونٹھونمین نیا انداز آنکھونمین

ہو گرم مجھ پہ جا ہو بلا لو مکان مین
ہے دوزخ و بہشت تمھاری زبان مین

اوس نوجوان کے عشق مین سر مشق کب تلک
طاقت نہین ہے اے فلک پیر ہاتھ مین

کیون کعبہ و کنشت مین ہوتا ہی تو خراب
جسکی تجھے تلاش ہے غافل یہین نہ ہو

شیفتہ تخلص حافظ عبد الصمد دہلوی شاگرد بھورے خان آشفتہ سپاہی وضع تھے

بے سبب کاکل مشکین مین یہ شانا کیا تھا
منہ چھپانا تھا اگر تو یہ بہانا کیا تھا

شیفتہ تخلص اعظم بیگ خان لکھنوی برادر زادہ حیدر بیگ خان شاگرد جرات

جو شب کو وہ نہ رہا پاس اپنے تا دم صبح
تو سو طرح کا ہمین سوچ بار بار رہا

چھکا یا بادۂ الفت نے اسقدر مجھکو
کہ جسکا صبح قیامت تلک خمار رہا

وقت خلوت نہین کہہ سکتے جو کچھ یار سے ہم
بیٹھے منہ تکتے ہین حیرت زدہ لاچار سے ہم

کھلی نہ کیونکہ رہی آنکھ اوسکی بعد از مرگ
کہ جسکی موت دلا وقت انتظار آئے

ہزارون وسوسے خاطر مین کیون گذرتے نہ
جو اوس گلی مین نظر کوئی بیقرار آوے

شیفتہ تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

عید کے دن بھی نہ دیکھا اوس ہلال ابرو کو
چاند دیکھا ہم نے لیکن منہ نہ دیکھا چاند سا

شیفتہ تخلص سید محمد حسن خان بہادر ڈپٹی کلکٹر ضلع مین پوری بن سید تیغ علی متوطن سندیلہ

ہے کسے حسرت قفس مین گلشن ایجاد کی
منتین کی ہین اسیری کے لیے صیاد کی

پھر چلا جاؤنگا گر رہنے نہ دیگا باغبان ۔ راہ مین بھولا نہین ہون خانۂ صیاد کی
میرے دل مین کسکے ابروکا تصور ہی بندھا ۔ جھولتی ہے عرش پر تلوار کس جلاد کی

شیفتہ تخلص مخدوم مکرم جناب نواب حاجی محمد مصطفے خان بہادر دہلوی خلف عظیم الدولہ سرفراز الملک نواب مرتضیٰ خان بہادر مظفر جنگ شاگرد رشید مومن خان اوصاف حمیدہ اونکے بیان ہو نہین سکتے ہر دو زبان فارسی و اردو مین اشعار انکے نہایت شیرین ونمکین ہوتے ہین + دہلی مین رہنے کے ہنگام مین راقم کو اونکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا + تذکرۂ گلشن بیخار ورہ آورد حسرتی و دیوان اردو انکا نظر سے گذرا فارسی مین حسرتی تخلص کرتے ہین اور صاحب دیوان ہین ۱۲۸۶ ہجری مین انتقال کیا

ہاے اوس برق جہانسوز پہ آنا دل کا ۔ سمجھے جو گرمی ہنگامہ جلانا دل کا
شکل مانند پری اور یہ افسون وفا ۔ آدمی کا نہین مقدور بچانا دل کا
شیفتہ ضبط کرو ایسی بھی کیا بیتابی ۔ جو کوئی ہو تمھین احوال سنانا دل کا
اوس شوخ کج ادا سے نہ آئی موافقت ۔ کیونکر گلہ نہ ہو مجھے طبع سلیم کا
شیشہ او تار شکوے کو بالاے طاق رکھ ۔ کیا اعتبار زندگی بے ثبات کا
اے مرگ آکہ میری بھی رہجاے آبرو ۔ رکھا ہے اونسے سوگ عدو کے وفات کا
گھبرا کے اوہ غیر کے پہلو سے لگ گئے ۔ دیکھا اثر یہ نالۂ بے اختیار کا
خوبی بخت کہ پیمان عدو ۔ اونکو ہنگام قسم یاد آیا
کس لیے لطف کی باتین ہین پھر ۔ کیا کوئی تازہ ستم یاد آیا
اوس سے مین شکوہ کی جا شکر ستم کر آیا ۔ کیا کرون تھا مرے دل مین سو زبان پر آیا
آپ مرتے تو ہین پر جیتے ہی بن آئیگی ۔ شیفتہ ضد یہ جو اسنے وہ ستمگر آیا
مین نے کیا جانیے کس ذوق سے دی جان مر قتل ۔ کہ بہت اوس سے ستمگر کو پشیمان دیکھا
کون کہتا ہے کہ ظلمت مین کم آتا ہے نظر ۔ جو نہ دیکھا تھا سو ہم نے شب ہجران دیکھا
جفاؤجور کا اوس سے گلا گیا + ۔ جو پوچھے مہربانی کیا وفا کیا
بارے کو سحر و مہ تماشا کیا ۔ مرگ مفاجات نے یہ کیا کیا

غیر ہی کو چاہین گے اب شیفتہ
کب طالع خفتہ نے دیا خواب مین آنے
یاس سے آنکھ بھی جھپکی تو توقع سے کھلی
شب ہجران نے کہا قصۂ گیسوے دراز
بسکہ آغازِ محبت مین ہوا کام اپنا
ذکر عشاق سے آتی ہے جو غیرت اوسکو
تاب بوسے کی کسے شیفتہ وہ دین بھی اگر
جی داغ غم رشک سے جل جاے تو اچھا
پروانہ بنا میرے جلانے کو وفادار
سب باتین اونھین کی ہین پہ سچ بولیو قاصد
کیا حال تمھارا ہے ہمین بھی تو بتا تو
تم لوگ بھی غضب ہو کہ دل پر یہ اختیار
شرماتے اسقدر رہے کیون آپ رات کو
کل شیفتہ سحر کو عجب حال خوش مین تھے
تھا غیر کا جو رنج جدائی تمام شب
یہ ڈر رہا کہ سوتے نہ پائین کہین مجھے
تھوڑا سا میرے حال پہ فرما کر التفات
خیر جو گزری سو گزری پر یہی اچھا ہوا
ہین تو دونون سخت لیکن کونسا ہی سخت تر
التماس وصل پر بگڑی تھی بیڈھب رات کو
مجھکو سنا کے کہتے ہین ہمدم سے یاد ہے
کہتے ہین بیوفا مجھے مین نے جو یہ کہا
مایوس لطف سے نہ کر اے دشمنی شعار

کچھ تو سبب ہے جو یار نے ایسا کیا
وعدہ بھی کیا وہ کہ وفا ہو نہین سکتا
صبح تک وعدۂ دیدار نے سونے نہ دیا
شیفتہ تو بھی دلِ زار نے سونے نہ دیا
پوچھتے ہین ملک الموت سے انجام اپنا
آپ عاشق ہے مگر وہ بتِ خودکام اپنا
کر چکی کام یہان لذتِ دشنام اپنا
ارمان عدو کا بھی نکل جاے تو اچھا
محفل مین کوئی شمع بدل جاے تو اچھا
کچھ اپنی طرف سے تو تصرف نہین کرتا
بیوجہ کوئی شیفتہ اُف اُف نہین کرتا
شب موم کر لیا سحر آہن بنا دیا
مدت مین گو ملے تھے مگر مین نیا نہ تھا
آنکھون مین نشہ اور لبون پر ترانہ تھا
نیند اونکو میرے ساتھ نہ آئی تمام شب
وعدے کی رات نیند نہ آئی تمام شب
کرتے رہے وہ اپنی بڑائی تمام شب
خط دیا تھا نامہ بر نے اونکو تنہا دیکھکر
اپنے دل کو دیکھیے میرا کلیجا دیکھکر
کچھ نہ بن آئی مگر جوشِ تمنا دیکھکر
اک آدمی کو چاہتے تھے ہم بھی اب سے دور
مرتے رہین گے آپ یہ جیتے ہین جب تلک
امید سے اوٹھاتے ہین ہم جور اب تلک

خواہشِ کام دلِ اتنی نہ کراے شوق کہ وہ
گہہ ہم سے خفا وہین گہے اونسے خفا ہم
نے طبع پریشان تھی نہ خاطر متفرق
کیا کرتے ہین کیا سنتے ہین کیا دیکھتے ہین ہاے
ہے آرزوے شربتِ مرگ اب تو شیفتہ
آنکھون سے یون اشارۂ دشمن نہ دیکھتے
شکوہ کرون جفا کا تو کہتے ہین کیا کرون
طوفانِ نوح لانے سے اے چشم فائدہ
یہ کیا کہا کہ بکتے ہو کیون آپ ہی آپ تم
گرمجوشی ہے مگر فرق شرارت مین نہین
عذر اک ہاتھ لگا ہے اونھین بیان آنے مین
کیونکر اوٹھتا ہے خدا رنج قفس
ممکن نہین بن سے ملے نب ہوُن
لیلی کہے سے بگڑ گئے تھے
کہتا ہون جو غیر سے نہ ملیے
ہمدم نہ سہی محبت او سکو
کرم ہے مصاحت ظالم کہ شادی مرگ ہو جاؤن
قلق سے نالہ موزون نکل آئے تو کہتی ہین
ہاے وہ شوق ملاقات عدو مین جاگے
ہم بہی دکھاتے غیر سے اخلاص کا مزا
بوسے کئے قبول تو گنتی بہی چھوڑ دو
افسردہ خاطری وہ بلا ہے کہ شیفتہ
ہم سے جو ہو غبار تو دشمن سے صاف ہو

ڈھونڈھتے ہین چلے جانیکو بہانا شبِ وصل
مدت سے اسیطرح نبھی جاتی ہے باہم
وہ دن بھی عجب تھے کہ ہم اور آپ تھے باہم
اوس شوخ کے جب کھولتے ہین بندِ قبا ہم
لگتی ہے زہر ہم کو شفا اور شفا کو ہم
ہوتے نہ اسقدر جو نگہبانون مین ہم
تم سے وفا کرون کہ عدو سے وفا کرون
دو اشک بھی بہت ہین اگر کچہ اثر کرین
اے ہمنشین مگر وہ مرے روبرو نہین
چھیڑ کس بات مین طعنہ کس اشارت مین نہین
کیون کہا مین نے کہ چلیے مرے غمخانے مین
مر گئے ہم تو کف صبا و مین
بیگانۂ آشنا نما ہوُن
دیوانہ مین جا نکر بنا ہوُن
کہتا ہے کہ کیا مین بیوفا ہوُن
اِس بات پہ کیا اوسے نہ چاہوُن
ستم سے فائدہ جب کام نکلے مہربانی مین
تمھین کیا غم گزرتی ہے تمھاری شوخ خوئی مین
جسکی آنکھون کی تصور مین مجھے خواب نہین
آفت تو یہ بڑی ہے کہ تم بدگمان نہین
ایسا نہ ہو پڑے کہین جھگڑا حساب مین
طاعت مین کچہ مزا ہے نہ لذت گناہ مین
تقصیر ہو کسی سے کسی کی معاف ہو

غیر سے حرف تمنا سے جفا کہتے ہو کس سے کہتے ہو تمہین خیر ہے کیا کہتے ہو
کہتے ہین لاف وفا موت سے پہلے کیسی ہم نہین جانتے تم کسکو وفا کہتے ہو
شیفتہ شکوۂ دشمن سے بس آگے نہ بڑھو دیکھو وہ دوست ہے تم کسکو برا کہتے ہو
ہاے وہ شیفتہ کی بیتابی تھام لینا وہ تیری محمل کو
زنجیر آدھی رات کو کھڑکائی اور کون اے جذب اشتیاق وہ یہان مشکل نہو
دشمن کے افترا سے رہائی محال ہے گھر یار کا جو گھر کے مرے منتقل نہ ہو
پھر دل وہی ہین گرم ہے دلدار شیفتہ ڈرتا ہون مین کہ پھر کہین خواہان دل نہو
کیا مانگتے ہو جان بہت لوگ دے چکے وہ بات ہمسے کہیے کہ حد بشر نہ ہو
اونکا لگاؤ اور بھی کرتا ہے بیقرار وہان کچھ نہ ہو تو جوشش یہان اسقدر نہو
اجل نے کی ہے کسقدر مہربانی کہ جب پہلو مین وہ نامہربان ہے
سحر اونکو ارادہ ہے سفر کا قیامت آنے مین شب درمیان ہے
اور الفت بڑھ گئی اب اوس ستم ایجاد سے اک نئی لذت جو پائی دل نے بیداد سے
دن سے یہان آنے کی تدبیر ہے کیا اثر نالۂ شبگیر سے ہے
ہزار باتین بناؤ ملے ہو غیر سے تم نشان ہم کو ملا گم ہوئی نشانی سے
یہ ہے نصیحت پیران کار افتادہ کہ بلا ہے جوانی ڈرو جوانی سے
جس لب کے غیر بوسے لین اوس لب سی شیفتہ کم بخت گالیان بھی نہین تیرے واسطے
نہ لکھو نامہ نہ بھیجو پیغام عشق کی آپ سے نسبت ہی سہی
کیجیے اغیار سے ملنا موقوف مجھکو الفت نہین غیرت ہی سہی
رشک سے رنگ مین تغیر جو پایا تو کہا تجھسے ڈرتا ہون کہ تو دم مین بدل جاتا ہے
صدقے اس خوش حرکاتی کے سحر چھڑنے کو شب کو سوتے مین مجھے عطر وہ ملجاتا ہے
یہ اچھا ہے تو اچھا غیر کو بھی ستاؤ اور پوچھو کیون غمین ہے
نہ پوچھو شیفتہ کا حال صاحب یہ حالت ہے کہ اپنے مین نہین ہے
کی تمنا ہے کرم مین نے تو فرماتے ہین شیفتہ تیرے لیے جور و ستم بھی بس ہے

ہر چند کہ سب ہے آپ سے ملنے کی تمنا
پر آپ سے ملنے کی تمنا نہین رکھتے

ضد تو دیکھو تشنہ کام شوق مجھکو جان کر
قتل کرتا ہے ستمگر خنجر بے آب سے

کسکی زلف خم بخم پھر لے گئی تاب و قرار
شیفتہ پھر کچھ نظر آتے ہو تم بیتاب سے

گر نہین یہ کہ برتتا ہے وہ ظاہرداری
کیون نگاہ غلط انداز ادھر کرتا ہے

دیکھیے آہ ہماری بھی اثر کرتی ہے
سخن درد شنا ہے کہ اثر کرتا ہے

ایک دن شام ہماری بھی سحر کر دیگا
وہی جو شام کو ہر روز سحر کرتا ہے

بدگمان آپ غلط محرم اسرار سے ہین
دل ہمین راز نہانی کی خبر کرتا ہے

ملنے کا میرے اور ترے چرچا نہ کرینگے
گر دوست ہین اغیار تو رسوا نہ کرینگے

بے عذر وہ کر لیتے ہین وعدہ یہ سمجھکر
یہ اہل مروت ہین تقاضا نکرینگے

مر رہا ہون درد فرقت مین نہین دیتا کوئی
سچ اگر پوچھو تو ہم بھی کم نہین اکسیر سے

وعدہ عدو کا آپ کی تکرار سے کھلا
مین نے یون ہین کہا تھا کہ کیا آتے کیا چلے

وہ شیفتہ کہ دھوم ہے حضرت کے زہد کی
مین کیا کہون کہ رات مجھے کسکے گھر ملے

گردن غیر پہ چلتے نہین دیکھا ہرگز
پیار رکھتے ہین مگر دشنہ و خنجر ہم سے

ایک حالت پر نہین رہتا کوئی
اب وفا ہو بیوفائی ہو چکی

پھر بلا سے کوئی بیٹھے شیفتہ
اوٹھ گئے جب آپ کوئے یار سے

میری خوشی کا اونکو نہایت خیال ہے
کچھ اندنون مین غیر سے شاید ملال ہے

تری خوبیان غیر کیا جانتا ہے
تو جیسا ہے بس جی مرا جانتا ہے

ہوا انس کیون دل کو اوّل نظر مین
کہ وہ مجھکو زود آشنا جانتا ہے

خجل ہون آپ مین بیوقت اونکے آنے سے
تم اور کرتے ہو ہنس ہنس کے شرمسار مجھے

جفا کو ترک کرو تم وفا کو مین چھوڑون
کچھ اشتہار تمھین ہو کچھ اشتہار مجھے

بڑے فساد اوٹھین شیفتہ خدا نکرے
کہ اونکے بزم مین ہو دخل اختیار مجھے

حرف صاد مہملہ

صابر تخلص مرزا قادر بخش خلف مرزا اکرم بخت بہادر ابن مرزا خورم بہادر نبیرہ

مرزا ظہیر الدین جہاندار شاہ پادشاہ دہلی شاگرد عبدالرحمن خان احسان و مولوی امام بخش صہبائی صاحب دیوان ہین تذکرہ گلستان سخن اونکے نام سے مشہور ہے لیکن حقیقت مین تذکرۂ مذکورہ مولوی امام بخش صہبائی مرحوم کا لکھا ہوا ہے

عصیان کے دولت اب تم خجلت سے لہو ہو گئے — اوٹھنا مرے غبار کو دشوار ہو گیا
محفل مین مین تو اوس لب میگونکے سامنے — نام شراب لیکے گنہگار ہو گیا
اونکی گلی مین آن کے کیا کیا اوٹھائی رنج — خاک شفا ملی تو مین بیمار ہو گیا
مثل زر تیری کدورت سے مری رنگت ہے زرد — حکم رکھتا ہے ترے دل کا غبار اکسیر کا
ظالمونکے واسطے کج طینتی بھی حسن ہے — خوبی ترکیب مین داخل ہے خم شمشیر کا
ہماری خاک مین اتنی کہان رسائی ہے — نہ جانین دلمین ترے کسطرح غبار آیا
مرتا ہون قبر مین بھی ابھی خوف سے کہ ہاے — پوشیدہ زیر خاک کہین آسمان نہ ہو
مجھسے ہی چاہتا ہے وہ ہر ہر ستم کی داد — سمجھا ہے اپنے ظلم کا اک قدردان مجھے
مرگ شب وصال کی خوبی ہے ورنہ یار — رکھتا نہ گھر مین تا سحر امیہمان مجھے
ہون مین بھی اپنے شیشۂ دل کی صفا سے تنگ — مشکل ہوا ہے راز کا رکھنا نہان مجھے
تیغ کھینچے ہوئے ابرو ہے مرے سر کے لیے — ہے فقط چشم سخنگو کا اشارہ باقی

صابر تخلص صابر شاہ دہلوی محمد شاہ کے عہد مین تھے

جو ہم بستر نہ ہو ہم سے تو اوسکی کیا شکایت ہے — نظر بھر کے ہمین اک دیکھنا اوسکا کفایت ہے

صابر تخلص احمد مرزا خلف و شاگرد مرزا انس باشندۂ لکھنؤ صاحب دیوان ہین

نزع کا وقت ہے پہلو مین وہ آ بیٹھے ہین — بے خبر ہم ہین وہ کرتے ہین خبرداری دل

صاحب تخلص نواب ظفریاب خان خلف مسٹر شمرو فراسیس باشندۂ دہلی شاگرد خیراتی خان دلسوز علم موسیقی اور مصوری مین اچھا دخل رکھتے تھے شروع جوانی مین رحلت کی

نظر آیا مجھے شب بام پہ پیارا اپنا — بارے اب کچھ ہے بلندی پہ ستارا اپنا
ہے زلف حلقہ زن رخ دلبر کے آس پاس — یا اژدہا ہے فوج سکندر کے آس پاس

صاحب تخلص صاحب علی خان باشندۂ الہ آباد

خار اور خس چھوڑتا ہے اب نہین دامن مرا	اور جنون کو ہے مرے چاک گریبان کی ہوس

صاحب تخلص شیر زمان خان دہلوی نبیرۂ حافظ عبد الرحمن خان احسان شاگرد عبد الرحمن خان احسان و محمد ابراہیم ذوق

شرمندہ ہے ناکامی فرہاد سے اپنا	ہرگز کبھی تیشہ کا سرا دیر نہین ہوتا
کس کس کو مین بتاؤن کہ بار غم فراق	دل پر نہین جگر پہ نہین جان پر نہین
نہ آنکھون مین رکھتا اسکو صاحب	کہین یہ طفل اشک ابتر نہووے

صاحب تخلص مولوی صاحب عالم خلف پیارے صاحب سجادہ نشین مارہرہ ضلع علیگڑہ

ضعف سے حال یہ پہونچا ہے اسیر دلکا ترے	قوت نالہ نہین طاقت فریاد نہین

صاحب تخلص ایک شاعر قدیم صاحب دیوان کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہوا

زور کیفیت مے ہے کہ سبھی جھکتے ہین	جام پر شیشہ جھکا شیشہ پہ میخوار جھکا

صاحب تخلص سنر جو ہانس نصرانی شاگرد میر وزیر علی صبا

دیکھنا توڑکے وحشت مین نکل جاؤن گا	مجھکو پہناتے ہو زنجیر یہ زنجیر عبث

صاحبقران تخلص سید امام علی ولد غلام حسین رضوی بلگرامی معاصر جرأت و انشا ہزل اور فحش سے اشعار انکے مملو ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

اوسکی بھٹنی کو پکڑ مین نہ ٹلا بیٹھ گیا	کھینچی اسطرح وہ چرخ کہ گلا بیٹھ گیا
نخل مومی کیطرح تھا مین کھڑا گلشن مین	گرمی عشق سے پھولا نہ پھلا بیٹھ گیا
مجھکو شہوت ہوئی تیمم سے	تھی مقرر کسی چھنال کی خاک
چتون غضب ہے نتھی کی ہے بے مثال آنکھ	چھوٹے سے سن مین اسکی بڑی ہے چھنال آنکھ

صادق تخلص مرزا صادق بیگ رامپوری

عشق دلبر مین کہون کیا دوستو کیا کیا گیا	دل گیا ایمان گیا راحت گئی ہنسنا گیا

صادق تخلص مرزا احمد اسیر تیموری اولادون مین سے

تیرے ہی سر کی قسم مین اپنے سر کو کاٹ دون	اگر کوئی دیوے سے سر کی قسم پیارے سجن

صادق تخلص میر محمد صادق خلف میر سید محمد باشندۂ لکھنؤ مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ شاگرد مظفر علی ہنر یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

خرابیِ مقدر کے نہ تھا آہ کوئی ساتھ	ہمراہ کسی دوست کو مشکل مین نہ دیکھا
بھلا دل کوچۂ گیسو مین سرگردان ہو کیونکر	یہ وہ راہین ہین جن مین خضر بھی اکثر بھٹکتے ہین
ادھر بزم مین جام چلتے رہے	ادھر اشک آنکھون سے ڈھلتے رہے

صادق تخلص پنڈت دیبی پرشاد متوطن بریلی

کیون نہ برسات مین ہو سبز ڈوپٹے کی بہار	رنگ بہتر نہین دنیا مین کوئی دھانی سے

صادق تخلص دوارکا پرشاد خلف لالہ کنور بہادر وکیل عدالت فرخ آباد

چشم کوکب کھلی ہے کیون یارب	آسمان کسکی راہ تکتا ہے

صادق تخلص محمد عزیز الدین برادر محمد سعید الدین سعید تخلص خلف مولوی اساس الدین متوطن بدایون باشندۂ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب پہلے عزیز تخلص کرتے تھے

رہی تا بعد مردن بھی علامت جذب کی باقی	بنا ناسنگ مقناطیس سے صادق کی مدفن کو
ہم تو ذبح تجھے بھر کے نظر دیکھ تو لین	کاش کے تیز ترا خنجر خونخوار نہ ہو
لیگئی دل اک نگہ مین اوسکی چشم نیمخواب	مست ہم سمجھے تھے اوسکو پر بہت ہشیار ہے

صادق تخلص تہور بیگ متوطن شمس آباد باشندہ دہلی

آوارگان عشق کو مانند گرد باد	یکجا قرار ہو تو کوئی جستجو کرے

صادق تخلص شیخ محمد صادق قریشی باشندۂ دہلی شاگرد نظام الدین ممنون

نے جنگ سے ہے کام نہ کچھ صلح کا ہی ڈھنگ	سامان نہ سود کا ہمین حاصل نہ ساز کا

صادق تخلص میر جعفر علی خان دہلوی مصنف بہارستان جعفری

یون ہین عنبر شراب اور مثال نرگس	ہم رہین دیکھتے ہی ہاتھ مین پیمانہ لیے
شرم سے نام وہ نہین لیتا	پھر ہمارا خطاب ہے کوئی

صادق تخلص صادق علی خان فیلبان مرزا سلیمان شکوہ بہادر عزیز فوجدار خان فیلبان شاہ عالم بادشاہ باشندۂ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد انشاء اللہ خان

صادق اب ادر سرو کا رنہین اوس سے مگر
ایک بوسے کی رکھی ہے دل غمناک ہوس

جسنے دیکھا ہے تری جلوہ گری کا نقشہ
اوسکو بھاتا ہے کب اسے یار پری کا نقشہ

تھی ایک تو کرتی ہے لاسی کی غضب تسیر
ہے آفت جان کا فرانگیا کی یہ سکھڑالی

کچھ اوس سے اشارے مین کہتا ہون تو کہتا ہے
دانتون مین دبا انگلی ہو وا سے یہ رسوا کی

صادق تخلص صادق علی خان عظیم آبادی

وہ ہے عرق سے یار کے چاہ ذقن مین آب
دیکھے تو خضر کے بھی بھر آئے دہن مین آب

کتنا دخل ہم وفا سے پھرین اور جفا سے یار
سو مرتبہ زمانے مین گر انقلاب ہو

صادق تخلص صادق حسین خان ولد نثار علی خان خواہر زادۂ راجہ تاج الدین حسینخان کمبوہ باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک

آتش رنگ حنا ہے باعذاب نار سے
خاک کیکان وری کرتی ہے شیون زیر پا

صادق تخلص حکیم سید محمد صادق عرف صادق مرزا ولد حکیم سید محمد حسن خان نبیرہ روشن علی خان برادر معتمد الدولہ باشندۂ لکھنؤ مقیم کانپور شاگرد ہادی علی بیجود

نگہ بد سے جو اوس گل کی طرف تو دیکھے
پھوٹ جائین تری او نرگس شہلا آنکھین

کثرت آب یم اشک سے مانند حباب
دیکھو لور کھتی ہین آغوش مین دریا آنکھین

صادق تخلص صادق علی جان عرف میان سیتا بیگ لکھنوی شاگرد جرأت

رباعی

کس سے کہون آہ جا کے حالت دلکی
اتنی باقی ہے رہی نہ طاقت دل کی

وہ جان جہان نہ آیا اور جان چلی
افسوس رہی دل ہی مین حسرت دلکی

صالح تخلص مرزا مصلح الدین نواسہ ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد مرزا یار رفعت

نانا یون ہی ہے آپ نے مجھسے جو کچہ کہا
لیکن زبان خلق کی تدبیر کیا کرون

ہمکو تو دل لگی مین اوٹھین ہین حلاوتین
سو دل خدا جو دیوے تو سودا لگائیے

صانع تخلص نظام الدین احمد بلگرامی فارسی شعر نہایت شیرین و نمکین کہتے تھے شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین کلکتہ اور مرشد آباد مین آئے تھے دیوان فارسی انکا نظر سے گزرا

صنم کی آہ مین محبت پرویا تھا جان و دل صانع ۔ نہ تھا معلوم یون ہوجا لگا نامہربان اپنا

صبا تخلص صبا شاہ مغلبچہ آخر ایام مین فقیر ہوکر ایام شاہی فقیرون کے سرگروہ ہوے تھے اور خورجہ شکارپور مین اپنے مرشد کے مزار پر چار ابرو کی صفائی کرکے یاد اللہ مین مشغول تھے

چھوڑ بیٹھا جو تعلق عالم ایجاد کا ۔ سرو چیلا ہوگیا ہے کیا کسی آزاد کا

صبا تخلص احمد حسین خان خلف محمد کاظم خان باشندۂ حسین آباد ضلع مونگیر شاگرد مولوی اولاد علی کاہش

سکندر کو مبارک آئینہ خاتم سلیمان کو ۔ خدا اس دل کو رکھے اور دل پر داغ ہجران کو
لب غنچہ دہن جسدم تکلم مین گل افشان ہو ۔ ہنسی ہوے چمن مین باغبان گلہای خندان کو
کان جید وائے جو اوس نے تو غش آیا مجھکو ۔ بائے مین ہی نے کیا بس تہ و بالا مجھکو

صبا تخلص لالہ کانجی مل متوطن فیروزآباد مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی جوانی مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

مجھے آتا ہے تجھ پر رحم اوس قاتل کے کوچہ مین ۔ لیے جاتا ہے نامہ آج تو اے نامہ بر کس کا
صبا ہم نے تو ہرگز کچھ نہ دیکھا جذب الفت مین ۔ غلط یہ بات تھی یعنی کہ دل کو راہ ہے دل سے

صبا تخلص میر ضیا کے ایک شاگرد کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

تربت صبا کی دیکھی کل رات وو رسحہ جو ۔ آئے نظر مجھے وہان شمع و چراغ کتنے
ق
جا کر جو آج ون کو دیکھا کیا تفحص ۔ اک دل جلے ہے اوسمین حسرت کے داغ کتنے

صبا تخلص راجہ شنکر ناتھ بہادر مختیار نظارت شاہی دہلی ولد راجہ رام ناتھ ہمایون شاگرد سعادت یار خان رنگین

دل جب اوسکی نگہ مست کا مخمور ہوا ۔ سر خوش کیفیت بادۂ انگور ہوا
ہو نہین صدقے ترے بہانے کے ۔ زور ڈھب یاد ہین نہ آنے کے

صبا تخلص میر وزیر علی ولد میر بندہ علی لکھنوی خواہرزادہ میر اشرف علی نامی شاگرد آتش سنہ ١٢٧٢ بارہ سو اکتر ہجری مین گھوڑے سے گرکے انتقال کیا ✦ شعر عاشقانہ اچھے طرز پر اچھا کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا ✦

نہ کیون کیفیت اشراق ہم ستون کو حاصل ہو
بلند و پست عالم ایک ہے چشم حقیقت مین
بگیا خال جبین کوکب بخت خورشید
دکھلائینگے تجھے ہم داغ جگر کا عالم
اللہ رے اونکا غصہ اتنا نہین سمجھتے
آسمان نے مجھے محروم شہادت رکھا
جمشید اپنے وقت کا ہون مین فقیر مست
سبو لیو مین گردش نگہ یار سے پیا
روتے روتے چشم نابینا ہوئی
کیا بنایا ہے بتون نے مجھ کو
اب تو صاحب کی ہوئی خاطر جمع
عروس گل پہ ستی کا گمان ہوتا ہے
ہو گیا مین قتل اونکا نام لیکر پیار سے
لیگیا چھین کے دل وہ بت پرفن کیسا
اوس بادشاہ حسن کا سایہ جو پڑ گیا
جور گلچین عشق گل خوف خزان ایذای خار
دل ہے غذاے رنج جگر ہے غذاے رنج
آدم سے باغ خلد چھٹا مجھسے کوے یار
کسی کے وعدے کا رہ رہ کے دھیان آتا ہے
کھائینگے زہر اونکے خط سبز فام پر
مر رہے پڑے ہین ہجر کے مارے پلنگ پر
کروٹ بدل کے آپ جو سوئے ہین وصل مین
مسافر ہون سراسیمہ ہون مضطر ہون پریشان ہون

مہر اک خم اپنے میخانے مین سینہ ہے فلاطون کا
حصیر فقر ہمپایہ بنا تخت فریدون کا
کس ترقی پہ ترا حسن خداداد آیا
منہ اسطرف کبھی تو اسے آفتاب ہوگا
کیونکر کوئی جیے گا جب یون عتاب ہوگا
تیغ قاتل کے لیے بخت سیہ ڈھال ہوا
جام جہان نما ہے پیالہ سفال کا
تل تیل ہو کے بہ گیا چشم غزال کا
یہ کنوان ٹوٹا تو اندھا ہو گیا
نام رکھا ہے مسلمان میرا
سن چکے حال پریشان میرا
فراق یار مین سنبل دھوان ہے مرگھٹ کا
مجھکو سیفی یار کا اسم جلالی ہو گیا
رنگ اوڑ گئے دیکھ کے منہ شیخ و برہمن کیسا
ہر سرو لنگ باغ مین تیمور ہو گیا
لاکھ آفت مین پھنسی ہے ایک جان غریب
پیدا کیا ہے مجھکو خدا نے براے رنج
وہ ابتداے رنج تھی یہ انتہاے رنج
اٹک اٹک کے نکلتی ہے انتظار مین روح
سر سبز ہونگے حضر علیہ السلام پر
تابوت کا گمان ہے ہمارے پلنگ پر
ہم لگ گئے ہین گور کنارے پلنگ پر
یہ سب کچھ ہو دلے محو خیال روے جانان ہون

مجھے بھی اور اوسے بھی امتحان کا اک بہانا ہے
اوسے تیغ آزمائی ہے مجھے دل آزمانا ہے

بادشاہون کے لب گور سے آتی ہے صدا
مور کو بھی نہ ستائے جو سلیمان ہوجائے

تجربہ دونون کی جانبازیون کا کردم قتل
امتحان غیر کا میرا سر میدان ہو جائے

صبا تخلص خواجہ عبدالرحیم خلف الرشید خواجہ سلیم اللہ والد و برادرزادہ خواجہ علیم اللہ مرحوم رئیس اعظم ڈھاکہ ہر دو زبان مین شعر خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے لیے دیے تھے ۱۲۸۸ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین انتقال کیا

جا بیٹھے آپ اوس گلی مین صبا
ہم یہین سے سلام کرتے ہین

طوفان نوح پھر موجیان ہین جو باندہ دولت
دامان ابر سے مین گریبان کے تار کو

ورد دیدہ اون نگاہون کے مضمون کا فیض ہے
سب کو گمان جو سرقہ کا میرے سخن مین ہے

جو کر دیکھا خواب ہے اور جو سنا افسانہ ہے
اس سے یہ ثابت ہوا دنیا تو ہم خانہ ہے

وہان ہے عذر لغزش مستانہ آنے مین اوسے
اور یہان لبریز اپنی عمر کا پیمانہ کب ہے

دیکھکر کثرت دلونکی تار زلف مین
آئنہ حیرت مین ہے اور کشمکش مین شانہ ہے

یہ تو ہو معشوق وہ عاشق زہے نیرنگ عشق
ایک ہی آتش سے جلتی شمع اور پروانہ ہے

صبا تخلص کریم بخش باشندہ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

عاشق کی بعد مرگ بھی مٹی خراب ہے
خاک مزار کا بھی تو ملتا نشان نہین

صبر تخلص میر محمد علی مرثیہ گو فیض آبادی

غم ہجر صنم مین رات دن کی بیقراری سے
نہ تھی فرصت مجھے وقت سحر تک آہ و زاری سے

صبر تخلص مرزا غلام حسین خان خلف حکیم ابو علی خان شاگرد عزت اللہ خان عشق وطن الیکا کشمیر مولد و مسکن دہلی

کہے مقصد حرم کا ہے سر میخانہ رکھتے ہین
غرض ہم بھی عجب ہی مشرب رندانہ رکھتے ہین

صبر تخلص میر علی حسین شاگرد کیف

لگائے دل کو نہ دنیا مین جو کہ ہو ہشیار
کہ پایدار نہین آہ اس چمن کی بہار

صبر تخلص شیخ محمد رضا شاگرد عبدالرؤف شعور

کام آتی ہے بیٹھتے اوٹھتے
ضعف مین آه چوب دستی سے ہے

خیر ہے کس سے خفا ہو آج کیسا ہے مزاج
زلف کیون بکھری ہے کیون بگڑی ہین تیور بالیے

خط اگر پھاڑا تو پھاڑا قتل کیون اوسکو کیا
جرم کیا قاصد کا تھا کچھ پیغمبر بو لیے

صبر تخلص اجودھیا پرشاد قوم کایتھ مقیم شاه جہان آباد شاگرد منشی بسنت سنگھ نشاط وشاه نصیر دہلوی حکیم مومن خان

ہمین گمان کہ وه آگئے ہمارے قابو مین
اونھین یقین کہ مرے ہاتھ اک شکار آیا

دل لگانے کو بتاتا ہے تو مشکل ناصح
ترے نزدیک چھڑانا مگر آسان ہو گا

زیست کم حسرت بہت کس کس کا شکوه کیجیے
طالع خوابیده کا یا دیدۂ بیدار کا

بدنامیان ہین باعثِ نام آوری یہان
ہم جانتے تھے عشق مین کچھ عز وشان نہین

صبر تخلص اجودھیا پرشاد قوم کایتھ خلف خیراتی لال باشنده سکندره شاگرد حافظ [illegible] سررشتۂ کمسریٹ سے متعلق تھے شعر بہت جلد کہتے ہین انسے ۱۸۵۳ اٹھاره سو ترپن عیسوی مین کلکته مین ملاقات ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

ماربنا ہے مار سر کھاتا ہے سنبل پیچ وتاب
مشک چین نے چین مانی ہے یہ وه گیسوی دوست

گرد کدورت کہین دل سے تری دور ہو
پس کے مین سرمہ بنون جو تجھے منظور ہو

گر بہارِ نکہتِ پیراہن یوسف نہ آے
کب نہالِ آرزوے پیر کنعان سبز ہو

دل مرا فانوس شمع عارضِ جانانہ ہے
طائرِ فکر و تصور صورتِ پروانہ ہے

کسا ہے اوسکی چھاتی پہ یہ سینہ بند زرتارے
کہ گویا چاندی کی ڈبیا پر کھنچی تحریر سونے کی

صبر تخلص میر اسد خلف میر مہدی باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

میرے سر پر ہین شگفتہ مثلِ گل داغ جنون
کیا عجب گر ہو ہجوم بلبلان بالاے سر

صبیح تخلص میر وارث علی لکھنوی

سیر منظور ہے جب میرے تڑپنے کی اونھین
پوچھتے ہین دلِ بیتاب تمھارا ٹھہرا

فرقتِ یار مین کب اشک تھمے اپنے صبیح
کس نے دیکھا ہے کہ بہتا ہوا دریا ٹھہرا

صحبت تخلص مرزا بخشش علیخان خلف نوروز علی خان بن امیر الدولہ حیدر بیگ خان

باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

ہوگیا ہم کو جنون ٹکڑے گریبان کو کیا — رکھ لیا اوسنے دم رقص جو دامان سر پر
اون تپلی انکھڑیون کا جو تصور ہے مدام — دیدہ ہاے زخم کے مانند ہے خونبار آنکھ
جبسے آنکھین لڑی تھین جھپک اونھین سے جا کر کر — ہم سے او بیدرد اب ہرگز نہ اپنی ار آنکھ

صحت تخلص محمد حسنخان ولد حکیم غلام عباس نبیسہ محمد یار خان وکیل باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

محفل مین رہ گئے کف افسوس ملکے ہم — پردے مین یار نے جو چھپا رے دکھا کے ہاتھ

صدر تخلص میر صدر الدین مرحوم ولد میر بدر الدین نبیسۂ خواجۂ باسط باشندۂ لکھنؤ شاگرد آتش صاحب دیوان گزرے

آندھیان آئے ہین آہ ہوسے ہمارے اکثر — اوٹھا طوفان اگر رونے پہ آئین آنکھین

صدر تخلص محمد صدر الدین علوی شاعری و سکار سے بہت شوق رکھتے تھے

کرتا نہین ہے تو جو ادھر شانہ تو زلف نے — کیا جانیئے کہ کان مین کیا کہدیا ترے

صدق تخلص شیخ محمد اشارت علی بن شیخ نوازش علی نبیرۂ نواب ابو محمد خان کمبوہ باشندۂ میرٹھ شاگرد مظفر خان گرم تاریخ گوئی مین اچھا دخل رکھتے تھے

اے صدق ضعف سے مری آواز بند ہے — اوس بدگمان کو وہم کہ مغرور ہو گیا
ہیہات شمع رویون کو مری تربت سے نفرت ہے — کہ گل ہووے چراغ و شمع گر آوے مرے گھر مین

صدق تخلص ایک شاعر حیدرآبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

بوقت اشک اب نکلے ہے شاید — ہوا آنکھون مین اب لخت جگر بند
کہان نکلے ہے تار زلف سے دل — کرے پرواز کیونکر مرغ پر بند

صریر تخلص محمد نظیر باشندۂ بلگرام شاگرد شرف

یار کے آگے شب وصل مین مرجاؤنگا مین — نہ دکھائے مجھے اللہ سحر کی صورت

صریر تخلص محمد میر خان شاگرد امداد حسین صفیر

اپنے ہاتھون سے رقیب اپنا بنایا ہمنے — آئنہ اوس بت خود بین کے مقابل کرکے
وعدۂ وصل تو ہر روز ہوا کرتا ہے — آج دے ڈالیے اک بوسہ کڑا دل کرکے

صغیر تخلص میان نجم الدین خلف شاہ نصیر دہلوی

گریہ اے پردہ نشین چھپکے کیا کرتے ہین
غم دوری مین بھی ہم پاس وفا کرتے ہین

آہ صحبت ہوئی کیا شبنم و گل کے باہم
جتنا روتا ہون وہ اوتنا ہی ہنسا کرتے ہین

صغیر دیکھ تو دریا یہ بھی نصیب ہے شرط
پیاس سے لب ساحل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

صغیر تخلص شیخ حیدر علی ولد شیخ وہومن لکھنوی شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

سیاہی تیلیون کی یہ بھی اک پردہ ہے ظاہر کا
بھرا کرتی ہے تیری سرمئی افسون آنکھون مین

مسیحائی ملی ہونٹون کو یا سحر باتون نے
کرشمہ ہے بھوؤن مین اور ہے اعجاز آنکھون مین

صفا تخلص بیرن شاہ دہلوی خلف رتن شاہ مرحوم شاگرد ذوق

مین نے بوسہ طلب کیا تو کہا
یہ خرابی ہے منہ لگانے مین

چپ رہیے خدا کے لیے اے حضرت ناصح
اسوقت خدا جانے مرا دھیان کہان ہے

صفا تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

محتسب جھوٹ ہے مَے کسنے بھری شیشے مین
رہ گئی ہے مرے آنسو کی تری شیشے مین

صفا تخلص لالہ منو لال لکھنوی قوم کایتھ ولد راے پورن چند اخبار نویس شاگرد میر تقی صاحب دیوان گزرے بعض صاحب تذکرہ نے انکو مصحفی کا شاگرد لکھا ہے

خوبصورت جو بہت حور کو سمجھا ہے صفا
تو نے دیکھا نہین اوس رشک پری کا نقشہ کیا

چرخ کو کب یہ سلیقہ تھا ستمگاری مین
کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری مین

اس شعر کو بعض صاحب تذکرہ نے حسرت کے نام مین لکھا ہے

مرے منہ مین تو اوسکے نام سے پانی بھر آتا ہے
مزا ایسا ہے کیا اوس بوسۂ جانبخش مین

مرے رونے سے دل اوسکا تو کچھ مائل بہ رقت ہے
مرے حق مین مرا رونا تو یہ باران رحمت ہے

صفا تخلص حافظ محمد حسین باشندہ میرٹھ شاگرد غلام مولا قلق

تو شکے کیونکہ حیا تک اوٹھا گر اثر نہ تھا
واعظا یہ میرا نالہ ہے شور اذان نہین

صفا تخلص مرزا اسعید الدین دہلوی عرف مرزا ننھے برادر و شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

گھر مین بیٹھے ہین اور اتنا نہین کہتے منہ سے
کون ٹکراے ہے دیوار سے سر دیکھو تو

صفت تخلص مغل جان نظام الملک آصف جاہ کے قرابت متوسلون مین تھے
بعضے صاحب تذکرہ نے انکا صنعت تخلص لکھا ہی

سینے مین آہ دل مین طپش اشک چشم مین ۔ شہرہ ہے عاشقی کا مرے جا بجا ہوا

صفدر تخلص میر صفدر علی باشندہ سونی پت

نجر سوختۂ شمع سے جب گل نکلے ۔ چاہیے بیضۂ فولاد سے بلبل نکلے

صفدر تخلص میر فرزند حیدر خلف میر امیر حیدر فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

دنیا کے دن پھرین جو وہ یوسف سوار ہو ۔ ہو جاے صاف ابلق ایام چار دانت
وہان رنگ پان سے در دندان ہین لال لال ۔ یہان خون لب سے سرخ ہین صفدر کی یاد دانت
ہوتے ٹھوکر سے ہزارون گل و بلبل پامال ۔ تیرا گلگون چمنستان مین جو لیتا ناخن
منہ دیکھے کی ایجان محبت نہین اچھی ۔ رہنے دو تم اپنی یہ عنایت نہین اچھی
دیوانے بنے ملکے ہم اوس شوخ پری سے ۔ سچ کہتے ہین ناجنس کی صحبت نہین اچھی

صفدر تخلص صفدر بیگ خلف حیدر بیگ باشندہ کرنال مقیم دہلی

بوسہ مانگا تو وہ کہنے لگے صفدر افسوس ۔ اب تلک تو مری عادت سی خبردار نہین
آرام تھا گلی مین ترے نقش پا کی طرح ۔ ظالم اوٹھا کے کیون مری مٹی خراب کی
اسطرح سمجھا مجھے ناصح کہ دل سمجھے مرا ۔ پند کرنا اور ہے اور سر پھرانا اور ہے

صفدری تخلص میر صادق علی دہلوی کہین برادر و شاگرد میر نظام الدین ممنون
جوانی مین ایک کافر بے پیر کے ہاتھ سے مارے گئے

نہین معلوم ٹرپایا ہے نگارین کس کا ۔ چھپا ہٹ ہے حنا کی سی گل قالین پر
نہین معلوم دل مین صفدری کی درد کیسا ہے ۔ کہ ہر دم ہاتھ سینے پر وہ بے تابانہ رکھتے ہین
صفدری قد کو کہین اوسکے کہا تھا گل سرو ۔ سیدھی اوس شوخ نے کیا کیا نہ سنائی مجھکو
چھیک کا ستمگر ترے ابرو پہ ہے سبز داغ ۔ یا قبضۂ شمشیر مین چھلّی یہ جڑی ہے

صفی تخلص محمد صفی اللہ باشندہ دہلی

اللہ ہر اک دل سے ہے احوال سے آگاہ ۔ گر نالہ فلک رس نہین اپنا تو نہ ہووے

صفیر تخلص نور خان شاگرد میر حسین تسکین و غلام مولی قلق باشندۂ میرٹھہ

ترے چالون سے فتنۂ عالم
اپنا خنجر ذرا بچائیے گا
سرگشتہ روز و شب نہ رہے کسطرح مدام
کچھ صبح ہجر صبح قیامت سے کم نہین

روز رہتا ہے روز محشر کا
دھیان سودائی کو نہین سر کا
اپنا ہی دود آہ ہے یہ آسمان نہین
کم صور کے فغان سے صدائے اذان نہین

صفیر تخلص میان خان باشندۂ دہلی شاگرد مومن

لب شیرین کے جو بوسے سے ہوئے لب بند
نہ تم سے ترک جفا اور نہ ہم سے ترک وفا
کہتے ہو جان جائے تری اور تمھین ہو جان
ہوا ہو سہو تو پھر خوب یاد کر لیجے

ہمسے ہرگز بھی ترا راز نہ پنہان ہوتا
نہ اختیار تمھارا نہ اختیار اپنا
ہے ہے خدانخواستہ یہ تمنے کیا کیا
کہ رہ نہ جائے کوئی حور امتحان کے لیے

صفیر تخلص شیخ امداد حسین خلف شیخ واحد بخش فرخ آبادی شاگرد امداد علی بحر

دشمن کو بھی نصیب نہ ہون یہ برالجیان
ہاتھون سے اوسکے رنگ اوڑایا غضب کیا

رسوا ہوئے ذلیل ہوے دل لگا کے ہم
قائل ہین سحر سازی دزد حنا کے ہم

صفیر تخلص سید فرزند احمد خلف سید احمد احمد تخلص داروغۂ آبکاری ضلع مونگیر باشندۂ بلگرام مقیم ضلع شاہ آباد اردو مین محمد مہدی خبر بلگرامی و امان علی سحر سے اور فارسی مین مرزا نوشہ غالب سے اور مرثیہ مین مرزا دبیر سے اصلاح لیتے تھے صاحب دیوان اردو و قصۂ بوستان خیال و مثنوی اعجاز کلیم مین شعر اچھا کہتے ہین راقم کے احباب مین ہین راقم نے اس تذکرہ کے لیے اونسے کچھ اشعار طلب کیے تھے اوسکے جواب مین اونھون نے نامۂ منظوم و اشعار مندرجہ ذیل بھیجے تھے

بس اے سرشک جوش تراسی نہ ناگوار
اک شور ہے جہان مین تیرے چڑھاؤ کا
عالم کو تونے عالم آب ایسا کر دیا
ہرچند تیرا جوش ہے صدمو سے ہجر کے

ایک ایک قطرے سے ترے پیدا ہوئے سحاب
نکلا انبساط سے ہے ترا پاؤن ایک بار
موقوف رہ گیا ہے زمانے کا کاروبار
مجھ پر بھی رحم کر کہ ہوئی آنکھ اشکبار

چھپرہ کے واسطے جو ہوا دل مرا نڈھال
اتنا ہی چاہتا نہ تھا اہل اشک مہربان
تو جانتا ہے مجھکو ہے چھپرہ کا اشتیاق
کچھ بے طرح ہے شوق مجھے اونکی دید کا
مانند موج آب ہے اب دل کو پیچ و تاب
اک موج بیچ چھپرہ کی جانب بصد شتاب
جس وقت سیر آب کو آئے وہ نامجو
اے بحر فیض ابر کرم منبع وفا
دانندۂ رموز سخن واقف عروض
بعد از نیاز و عرض سلام اپنا اشتیاق
ہر دم تڑپ رہا ہے دل اشتیاق مند
ہفتہ ہوا کہ آرہ سے اک نامہ نظم مین
پٹنہ مین اتفاق سے پہنچا ہون آج کل
مسکن مرا ہے آرہ یہ امید ہے مجھے
محروم مین نہ نامہ و پیغام سے رہون
محظوظ دل کیا کرین اپنے کلام سے
اس نامہ کا جواب جو آئے تو آرہ مین
پہونچیگا میرے پاس بہر حال ہر جگہہ
اپنا کلام تحفہ مین کیا بھیجون آپ کو
لیکن نہین پسند کہ خالی ہی جائے خط
نامہ دعا یہ کرتا ہون ختم اور یہ دعا

آنکھون کو میرے حال پہ جوش آیا ایکبار
جس سے زیادہ طول ہو فرقت کا کاروبار
عبد الغفور خان نے کیا ہے وہان قرار
ہوتا نہ جوش آب تو بیڑا نہ ہوتا پار
تو ہے مری مدد کو پہونچ اے وفا شعار
جا کر وہ زیر قصر معلی کرے قرار
میری زبان سے بولے لب موج ایکبار
اے کان علم و حلم و سخن فہم روزگار
کشاف سر شعر دقیق دنکو شعار
کیونکر کرون بیان کہ نہین اسکا انحصار
لیکن وہ نور آپ نے روکا سجال زار
بھیجا ہے ڈاک پر جو بڑہا دل کا اضطرار
دو چار روز اور مگر ہے یہان قرار
جب تک ہون آنکھین دید کے قابل بصد وقار
بھیجا کرین حضور بھی خط مجھکو بار بار
مضمون نغز دل کو مرے لطف دے ہزار
حاصل کو بھی ملے تو نہین کچھ برا یہ کار
در اصل میرا قصبہ آرہ مین ہے قرار
کیا بلدہ کو بسائیگا اک موتیا کا ہار
خالی ہے اک غزل ہی کہ وہان پائے اعتبار
جب تک نہ بھیجون ورد زبان یہان ہو بار بار

یارب مقیم چھپرہ ہون عبد الغفور خان صحبت مین اونکی ہو یہ مظفر وفا شعار	

اشعار

تاثیر محبت کا اوسوقت مزا ہوتا
جو دیکھ لیگا سگ یار پھاڑ کھائیگا
مزرع فکر نہ پامال ہو کیونکر اے شوخ
بے سبب میری بغل مین یہ مچلنا کیا تھا
پاس اوسکی نزاکت نے کیا خوب ہمارا
قتیل تیغ الفت کی پریشانی نہین جاتی
بس کرو کثرت افشان سے چھپاؤ نہ اسے
سب دیکھتے ہین اودھر کہین جاتے نہین ہم
تجھسے بھی شب ہجر مین کچھ کام نہ نکلا
یہ ذائقہ پاؤگے نہ اغیار کے منہ مین
کیا کیا لب شیرین پہ ٹپکتی ہے مری رال
کھُلا نہین کہ کھلتے ہین کیا اوس پہ نصیب
جرم نظارہ پہ دربانون نے ہمین رسوا کرین
ہم بغل غیر سے تو وہ گل شاداب نہین
وے وہ اک بوسہ خوشی سے اپنی
دے پریخوان وہ پری شیشے مین اوترا بھی تو کیا
ہین کہ ڈھتا ہین ہمین وہ تا ہون مین دیتا ہون جو کہ
ہین مین کسطرح بھلا حال سناؤن اونکو
تکلم تیرے ہونٹون کا جو سمجھین طوطیان سمجھین
... چکے ہین دلبرون کو
مژگان سے تے ہین رشتہ دل گرم
منہ مین اوسکے وصل مین دیکر زبان

وہ آپ منالیتے مین جب کہ خفا ہوتا
ہما ہما تو مرے استخوان بہت اچھا
تری رفتار کا مضمون ہے چلتا پھرتا
خواب مین غیر کے پہلو مین تو رسونا کیا تھا
چھٹتا نہین اوس شوخ سے مکتوب ہمارا
بگولا جنگلون مین ہے تن بے سر لیے پھرتا
اک یہی خال تو اے جان ہے جان عارض
ہین مردم دیدہ کیطرح خانہ نشین ہم
اے موت مگر مرنے کے قابل بھی نہین ہم
دیکھو تو زبان دے کے نکلوا اسکے منہ مین
جی چاہتا ہے دے دون زبان یار کے منہ مین
جو عاشق دہن ہوا کچھ بولتا نہین
مہر ہے وہ آپ دیکھین روزن در سے ہمین
آج آنکھون مین ہماری اثر خواب نہین
اچھا تم میری خوشی جائیے مرو
جانتا ہے بند محرم کی کشش تسخیر کو
کیا کام مرے حال پریشان سے کسیکو
دل بیتاب وہ محفل مین ادھر دیکھین تو
اشارہ تیری آنکھون کا اگر جانے ہرن جانے
اب دل پہ نگاہ ہے ہماری
آتش تر نگاہ ہے ہماری
ان بتون کو بے وصرم کہا کیجیے

گم کیا دل مین جو اونکے تیر نے	وہ لگے میرا کلیجا چیرنے
کیسے کیسے غیر سے اسوقت کیا مذکور تھا	دیکھکر مجھکو زبان اپنی لگی کیون دابنے
باتون سے ترے کیا ہے بیمار	کیا ہونٹھ مری دوا کرین گے
وہ وہان سے چلے ہین ہم یہان سے	مضمون کیا صلح کا لڑا ہے
دیسے گزرتے ہی نظر اوس رشک ماہ کی	بوتل تراشتی ہے سروہی نگاہ کی
ساقی دعائین مانگ تو زلفون کو کھولکر	رندون کو احتیاج ہے ابر سیاہ کی
کل جو اوٹھے تھے بٹھانے کے لیے	آج بیٹھے ہین اوٹھانے کے لیے

صمیم تخلص تلشی داس دہلوی طبع ہندی وستار نوازی مین کمال رکھتے تھے

بھولی بھولی تری صورت سے یہی تھی توقع	تو تو عیارون کا عیار ستمگر نکلا

صنعت تخلص کریم الدین زرگر مرادآبادی بیشتر اپنی اوقات عزیز کو عبادت مین صرف کرتا تھا اور وضع آزادانہ رکھتا تھا

یہ مانا کہ ہین آپ دلبر ولیکن	ہمارا ہی دل لے کے دلدار ٹھہرے

صولت تخلص نواب محمد تقی خان لکھنوی خلف نواب حسین علی خان اثر شاگرد ناسخ شعر خوب کہتے ہین انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

گھل گیا پیری مین فرط غم سے ایسا جسم زار	پوست ڈھیلا ہو کے آخر جامۂ تن ہو گیا
جو دیکھی فال مین نے بہر دیدار	تو قرآن مین بھی نکلا لن ترانی

صولت تخلص قاسم علی خان بن کاظم علی خان حیران نبیرہ قائم خان بنداری باشندہ بنارس

تربت مین آنکھین بعد فنا بھی کھلی رہین	تھا زیست مین مزہ جو مجھے انتظار کا
ملتے ہو رقیبون سے مرے گھر نہین آتی	اللہ تمھین اتنی بھی فرصت نہین ملتی

صید تخلص اخوی راقم مولوی عبدالباری مرحوم شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت مدرسۂ عالیہ کلکتہ مین زبان انگریزی کے مدرس معین تھے ہر دو زبان مین شعر اچھا کہتے تھے مگر کلام انکا ضائع ہو گیا سنہ بارہ سو چوہتر ہجری مین عین شباب مین وطن یعنی فریدپور مین جاکر انتقال کیا راقم نے انکے ارتحال کی یہ تاریخ کہی ہے

چون مرد برادرمن عبد الباری
بنوشت خرد سال وصال او باے

در دیدهٔ من تیره جهان غندناگاه
صد حیف شکست بازوے مهجور آه

۱۲۸۷ھ

ولہ

ہے غم سخت موے مولوی عبد الباری
ایسی حالت مین ہوئی مجھکو جو تاریخ کی فکر
سوجہ صرصر بنا ہے خنجر شمر لعین

تنگ ہو گئے چرخ کے بس ہاتھون سے
دل یہ بولا کہ قضا کی ہے مری بھائی نے
صحن گلشن ہے خزان مین کربلا مو عندلیب

۱۲۸۷ھ

حرف ضاد معجمہ

ضابط تخلص مہر علی متوطن دہلی

نام کی تو شرم کر ضابط خدا کے واسطے
یہ ترا گریہ تجھے آخر بہا لیجائے گا

ضاحک تخلص درویش صاف باطن شیخ مراد بخش خیاط باشندۂ دہلی

جا کے جگر کے سینے مین ٹوٹا ہزار بار
ضاحک یہ رشتہ بھی کہین ہمیان بار ہے

ضاحک تخلص میر غلام حسین ولد میر عزیز اللہ دہلوی مرزا رفیع سودا کی ہجو خوب کہی ہے اور بہت برا کہتے تھے میر حسن اونکے بیٹے نے اپنے تذکرہ مین لکھا ہے کہ ایسے ظریف تھے کہ کوئی غزل انکی ہزل سے خالی نہین

کیا دست بجیب اصلاح خدائی کو ولیکن
جیب سے اوس طفل پری رو نے نکھپ کر چھپائین اڑا

کافی تھا ترا حسن اگر راہ نہ ہوتا
بس مر گئے نہ جلا رو کے سمجھائین نگہبین

ضامن تخلص شیخ ضامن علی لکھنوی خلف شیخ ابو تراب شاگرد اسیر

مردے کو پھینک دیگی لحد سے اوچھال کر
شاید وہ نکلین گھر سے بس اتنی امید پر

میرے گنہ کا بوجھ اوٹھے گا زمین سے کب
کوچے مین اونکے بیٹھ رہے ہم تمام شب

ضامن تخلص حکیم محمد ضامن باشندۂ اکبر آباد مقیم حیدر آباد و شاگرد شاہ نصیر دہلوی

خاطر مین دو نون جا ہو لسے جا ہوا و سکو لو
تم کو کیا کیا وفا کے دعوے ہین

جب ان آپ کی ہر دل بھی مریجان تمام آپ کا
تیر کہیے مجھے یقین آیا

ضائع تخلص میر خیر الدین باشندۂ ناگور مقیم دہلی

ضائع کا اے عزیز دیکھ ڈھنگ ہی نرالا	تا صبح روتے رہتا تا شام خوار پھرتا

ضبط تخلص کنھیا لال سررشتہ دار کلکٹری فرخ آباد خلف موہن لال مرادآبادی

وہ کوٹھے پر چڑھے ہے جو چشم بد دور	اوتارا چاند کو سب کی نظر سے

ضبط تخلص نوازش علی خان خلف مقصود علی خان دوپٹے باز باشندۂ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

شرمندہ لعل لب سے ہو یاقوت و برگ گل	صاف آئینہ خجل ہو جو دیکھے صفائی رخ

ضبط تخلص سید حسن شاہ برادر سید شاہ حسین حقیقت شاگرد جرأت مرآت حیدری اور کئی رسالے منظوم جفر اور رمل مین انسے یادگار ہین

نقد دل وحشت مین کھو کر اک جنون پیدا کیا	ہم نے بازار محبت مین یہ کیا سودا کیا
ایسا نہ ہو کہ پاؤن تلک آ رہے کہین	آئی لٹک کے زلف گرہگیر دوش پر
طفلی مین بھی خیال یہ آتا تھا مجھکو ضبط	رہنے نہ دیگا یہ فلک پیر دوش پر

ضبط تخلص سید آغا جان ولد سید علی خان برادر نواب معتمد الدولہ باشندۂ لکھنؤ شاگرد ہادی علی بیخود

تو مرا یا چمن حسن ہے ای رشک بہار	رخ ہے گل سرو ہے قد نرگس شہلا آنکھین

ضیا تخلص مولوی غلام رسول خلف شیخ محمد پناہ ساکن قصبۂ ملانوان پرگنۂ سندیلہ شاگرد نواب عاشور علی خان

مد نظر ہو مین ہین نشیلی وہ انکھڑیان	مانند رند مست نہ کیون لڑکھڑا اے دل
ڈر ہے ضیا نہ گل کہین شمع حیات ہو	ان روز ون تڑپ چلی ہے نہایت ہوا ے دل
کوچے سے یار کے انھین الفت کمال ہے	کیونکر لحد مین ٹھہر ینگے مجھ خستہ تن کے پاؤن
غیرت مہر وہ عارض جو نمایان ہو جاے	داغ دل اپنا یقین ہے مہ تابان ہو جاے

ضرغام تخلص مرزا بہادر بیگ دہلوی

اے ستمگر سبب خاطر ناشاد نہ پوچھ	ہم سے مغموم مزاجون کو نہ کر یاد نہ پوچھ

خاک ضرغام کا کوسون نہین لگتا ہے پتا	تیری شوخی نے کیا کیا اوسے برباد نہ پوچھ

ضرورت تخلص محمد جمیل باشندۂ پانی پت دہلی مین معلمی کرتے تھے

تاثیر آہ و نالہ معلوم ہے جو کچھ ہے	کیا لوگے اے ضرورت گر پھر پکار کروگے

ضعف تخلص عابد حسین باشندۂ دہلی

ایسا نہ ہو کہ دست نگارین سے گم ہو دل	اے شوخ خوفناک ہین دزد حنا سے ہم
افتادہ رہگزار مین ہین اسلیے کہ گاہ	کچھ رہروون کا راز نہین نقش پا سے ہم

ضعف تخلص شیخ غلام عباس آئینہ ساز ولد شیخ غلام محی الدین لکھنوی شاگرد امیر احمد امیر

کیون نہ کھٹکین دل عاشق مین ستمگر پلکین	ہین رگ جان کے لیے صورت نشتر پلکین

ضعیف تخلص شجاعت علی باشندۂ دہلی اپنے آخر وقت مین آزادانہ زیست کرتی تھی

ہم بھی گویا نقش پا ہین ضعیف	جس جگہہ بیٹھے پھر وہین کے ہوئے

ضمان تخلص میر محمد کامل باشندۂ دہلی

مٹلا دیا ہے ضعف نے گو جسم زار کو	پر پھرتی ہے لیے مری وحشت غبار کو
نہ پہونچی اوسکی دامن تک مری خاک	مجھے شکوہ رہا باد صبا سے

ضمیر تخلص سید ہدایت علی خان دہلوی صوبہ دار عظیم آباد قرابت دار علی وردیخان مہابت جنگ حسین آباد مین فوت کی

نہین صہبا کی یہ ہے جلوہ گری شیشے مین	کی ہے ساقی نے فسون پڑھ کے پری شیشے مین

ضمیر تخلص گنگا داس رمال شاگرد شاہ نصیر باشندۂ دہلی

رو کش ابر بہاری کیا یہ چشم زار ہے	خندہ زن گل پر بھی زخم سینۂ افگار ہے
مین بتاتا ہون ضمیر اب کچھ تجھے بھی ہے خیال	چشم خواب آلود اوسکی فتنۂ بیدار ہے

ضمیر تخلص شیخ مداری اکبرآبادی شاگرد نظیر اکبرآبادی

وہ ابھی ہے نو گل آرزو وہ ہنوز تازہ بہار ہی	نہ کچھ آئینہ سے اوسے خبر نہ حیا سے کچھ سروکار ہی

ضمیر تخلص میر مظفر حسین مرثیہ گو خلف میر قادر علی باشندۂ لکھنو شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

گاہ پہلو مین گاہ یار کے پاس	دیکھیو تو کہان کہان ہے دل
دیکھنا عاشقون کی ارزانی	ایک بوسے پہ بھی گران ہے دل

ضمیر تخلص راے بلونت سنگھ باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

ہوگا ہمارا ضبط کسی کو کہان نصیب	جلتے ہین مثل شمع زبان پر فغان نہین

ضمیری تخلص مرزا مظہر تاجدار باشندۂ بنارس درویش وارستہ مزاج تھے روم وشام تک کی سیاحت کی تھی دہلی مین انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے

یون عادتون کو تیری کیا کیا نہ جانتے تھے	لیکن تجھے ستمگر ایسا نہ جانتے تھے

ضو تخلص منشی کمال الدین باشندۂ الہ آباد مقیم دہلی

دیکھنا ہے تو دیکھلو ضو کو	آگے کیا جانیے کہ کیا ہو جاے
عشاق تفتہ جان پہ کبھی اک نگاہ ہے	اے برق منتظر ہے یہ منت گیاہ بھی
مشکل نہین ہے ربط کسی کا کسی کے ساتھ	پر اوسکے ساتھ شرط ہے کچھ اک نباہ بھی

ضیا تخلص میر ضیاء الدین دہلوی عظیم آباد مین سکونت اختیار کی تھی ۱۱۹۴ھ گیارہ سو چورانوے ہجری مین فوت کی اور بعض صاحب تذکرہ نے لکھا ہے کہ وہ ۱۱۹۶ھ گیارہ سو چھیانوے ہجری مین عظیم آباد مین بقید حیات تھے

صاف تھا جبتک تو ہمکو بھی جواب صاف تھا	اب جو خط آنے لگا شاید کہ خط آنے لگا
کل کی رسوائی تجھے یہ ابتدا تھی اے ننگ خلق	اوسکے کوچے مین ضیا تو آج پھر جانے لگا
پلا دے آب خنجر ہم کو قاتل تشنہ جاتے ہین	جو کوئی مرتا ہے اوسکے حلق مین پانی چواتے ہین
نے دل جلا ہون آہ نہ ہین سینہ تفتہ ہون	مین داغ یاس وحسرت یاران رفتہ ہون
کسی دشمن کی بھی یارب نہ گزری شب جدائی کی	کہ جیسا اوس سے میرے وصل کا یہ دن گزرتا ہے

ضیا تخلص مرزا ضیاء بخت دہلوی فرزند مرزا فرخندہ بخت خاندان تیموریہ سے ہین

نہ شب کو خواب نہ دن کو قرار رہتا ہے	مجھے کسی کا اگر انتظار رہتا ہے
چھڑا کے کون گیا ہاتھ سے ضیا دامن	بندھا جو اشک کا تا جیب تار رہتا ہے

ضیا تخلص ضیاء الدین مدام نشۂ شراب مین سرمست رہتے تھے

جون حنا رسجانہ بھولے ہین نہ پھل لانے ہین ہم	جب مراد اپنی کو پہنچے ہین تو جل جاتے ہین ہم

ضیا تخلص مرزا سخاوت علی خلف مرزا حاتم علی مہر مقیم اکبر آباد

مزا قند مکرر کا ہے لب مین *	نہ ہو بوسون مین پھر مکرار کیونکر

ضیا تخلص غلام جیلانی باشندۂ دہلی شاگرد امراو مرزا انور

وہان ناز وہ کہ در تلک آیا نہ جائے گا	یہان ضعف یہ کہ جان سے جایا نجائیگا
مرجائینگے پر اونکو بلایا نہ جائے گا	احسان دوستون کا اوٹھایا نہ جائیگا

ضیا تخلص سید محمد میر خلف میر محمد تقی لکھنوی شاگرد دلنب مرثیہ گو

پڑا ہے عربدہ جو سے معاملہ دل کا	بھڑا سے جاکے کہان بل بے حوصلہ دل کا

ضیا تخلص شیخ ولی اللہ اکبر آبادی

رہیگی یون ہی اگر دل کو بیقراری رات	خدا ہی جانے کہ کیونکر کٹے ہماری رات
نہین امید کہ تا صبح اپنی جان بچے	یون ہی رہا جو رگ وپی مین درد ساری رات

ضیا تخلص حسن جان شاگرد وخلف سید علی جان درخشان باشندۂ لکھنؤ مقیم مٹیابرج متعلق کلکتہ یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

خبر کیا ہے بتان شمع رو کو	خدا ابر حال ہے روشن ہمارا
دل مرا داغ مرا سینہ مرا اشک مرا	گل ہوا غنچہ ہوا باغ ہوا تال ہوا
صنم بے دہن ہنسے ہم کو	یہ بھی گویا خدا کی قدرت ہے

ضیا تخلص منشی وارث علی باشندۂ ڈھاکہ معلمی کرتے ہین تھوڑی سی غزلین اور ایک مثنوی کے بعض بعض داستان راقم کو دکھلائے تھے طبیعت انکی علم شعر سے نہایت مناسبت رکھتی ہے صاحب دیوان ہین

بات میری بھی نہین سنتا ہے صحبت کا اثر	دل مرا عشق بتان مین سخت بدخو ہوگیا
شکر اوس قاتل کا کرتا ہے اشارے سے ادا	ہر دہان زخم اک چشم سخنگو ہوگیا
لکھتے ہین آج وصف دو ابروے یار ہم	حاسد کے سر پہ کھینچتے ہین ذوالفقار ہم

ضیائی تخلص سیدبرالدین دہلوی علم فارسی مین اچھا دخل رکھتے تھے

ضبط آہ و نالہ مدت سے کیا کرتے تھے لیک
اب وہ رازِ دلِ ہمارا آشکارا ہو گیا

پاس اپنے کیا دھرا تھا ای فلک جز نقد دل
وہ بھی اے ظالم نیازِ نازِ خوبان ہو گیا

ضیغم تخلص جناب حافظ اکرام احمد خلف حافظ قطب الدین مرحوم باشندۂ رامپور۔ داماد و نکے شاگرد شاہ رؤف احمد رافت سرہندی پیرزادے ہین پہلے حشمت تخلص کرتے تھے + عروض و قوافی و صنائع و بدائع شعری مین فی زمانا تابل مثل ہین + جمیع اصناف سخن پر قادر ہین + شعر پرمضمون اور عاشقانہ فرماتے ہین + ہزل اور ریختی اور مرثیہ مین مہمان تخلص کرتے ہین + بہت سے ملکون کی سیر کی ہے + بہت سی زبانون سے واقف ہین + طب یونانی اور ہندی و ڈاکٹری اور بیشتر فنون و ہنر مین کامل ہین + چودہ پندرہ برس تک کلکتہ مین تھے سات آٹھ برس سے ڈھاکہ مین تشریف فرماتے تھے کہ ماگر مشہور ہین ۱۲۸۶ھ بارہ سو چھیاسی مین انتقال کیا

ہون شاہ کشور سخن دلپذیر کا
کرسی عرش پایہ ہے اپنی سریر کا

دیتا ہے قلب کاخ کو ترجیح کاخ پر
سمجھا جو مدعا ہے نقوش حصیر کا

یہ ذکر سلسلے مین ہمارے مدام ہے
اوس زلف سے خیال بندھا ہے اسیر کا

کھینچا ہے دل کو زلف سی مچھلی نے کان کی
ماہی کو سحر یاد ہے کیا مارگیر کا

ہو حسن بتان مین منعکس جلوہ خدائی کا
نمایان کفر سے ہے استفادہ رہنمائی کا

قفس مین بند ہو کر طوطی جان شاد ہے ایسی
کسی کو قید ہونے کا ہے غم اسکو رہائی کا

مرغ جان کیون قفس تن سے نہ پرواز کرے
ہر پر تیر ستمگار ہے شہپر اپنا

کسی عنوان نہین جاتا جو خیال خط غیر
ہوش اوڑا دیتا ہے ہر ایک کبوتر اپنا

رعف کا وصل وہی سے مجھے دینا ہی ضرور
شب مہتاب ہے اور آیا ہے دلبر اپنا

اپنے سینے مین وہی عشق نہان ہے کہ جو تھا
کعبۂ دل مین وہی ذکر بتان ہے کہ جو تھا

تیر انداز وہی آفت جان ہے کہ جو تھا
کشتۂ ناز و ادا پیر و جوان ہے کہ جو تھا

آپ تشریف جو یہان لائیے اے بندہ نواز
دیدہ و دل وہی صاحب کا مکان ہے کہ جو تھا

آہ و نالہ ہے وہی اور وہی رونا ضیغم
پر اثر نالہ و افغان مین کہان ہے کہ جو تھا

ہو گیا افشا سے راز عشق آہ سرد سے
آنا جانا بند کب ہے ہو اجاسوس کا

جو گیا ہدہد کبوتر بلبل اوس گل کا بشا
دلِ نہ کیون ہو آشیانہ طائرِ افسوس کا

اونکے جوڑے مین رہا کرتا ہی جوڑا سانپ کا
اور یہان ہر پیچ مین پی کے توڑا سانپ کا

زلف جاناں کا دم تحریر لازم ہے خیال
تا سمندِ طبع کے خاطر ہو کوڑا سانپ کا

نظم کو جادو بنایا یاد نرگس نے تمام
فکر سنبل نے ذرا مضمون نہ چھوڑا سانپ کا

زلفین آپس مین سدا ہو جاتے ہین زیر و زبر
سانپ کے ہے واسطے موضوع گھوڑا سانپ کا

شانۂ مشاطہ نے سلجہا کے کب گوندھی ہی جعد
توڑ کر زیور لے نے ہر اک جوڑ جوڑا سانپ کا

مدتون دل مین رہا جو مار کاکل کا خیال
رفتہ رفتہ ہو گیا آخر وہ مہوڑا سانپ کا

تیری آنکھون مین نہین ہے سرمۂ دنبالہ دار
سر نکالے ہے پٹاری سے یہ جوڑا سانپ کا

دھکدھکی کے دُر مین اولجھے دونون زلفون کے سر
ایک مین پر لڑ رہا ہے آج جوڑا سانپ کا

مانگ پر اونکی بندھی تعویذ سونے کے نہین
نیّر گردون کی سواری مین ہے گھوڑا سانپ کا

عشق گیسو مین سبق گر ہے تو یا حیّ کا ہے
آج کل منتر کیا ہے یاد تھوڑا سانپ کا

دھیان رہتا ہے جو ابروئے بُت بے پیر کا
اور طے کہتے ہین جسکو میان ہے شمشیر کا

جذبۂ الفت نے کھینچا دل بت بے پیر کا
آج قائل ہون ہین مقناطیس کی تاثیر کا

رخ مین ہے گرمی غضب ۔ ہی قہر اوسکی ہر ادا
دیکھیے گر نقشہ تو ہووے رنگ فق تصویر کا

جھوٹ مین کہتا نہین ہر بات مین اعجاز ہے
دلِ نہ کیونکر چھین لے وہ عاشق دلگیر کا

حسن ہے جلوہ نما زلفِ چلیپا ہے بلا
ابروون مین اوسکے عالم صاف ہی شمشیر کا

خط ابھی نکلا نہین رخ کا عجب انداز ہے
دم ہے آنکھون پر نکلتا لعبت کشمیر کا

ہجر مین تیرے صنم ہر دم ہون پیتا اپنا خون
کٹ گیا ہر ایک بازو طائرِ تدبیر کا

تا بلب آیا ہی دم جینا ہی اب مجھہ پر زبون
غم سے قائل ہون رہا کر لطف ہو شمشیر کا

رہتا ہے درد و الم احوال دل کس سے کہون
خلق دربان ہی نہین رکھتا بت بے پیر کا

جب سے تو آتا نہین غم مونس و دمساز ہے
حال ہے ابتر بہت اپنے دلِ دلگیر کا

آٹھ شعر مرقومۂ بالا صنعت توشیح مین ہین کہ دو دو مصرع ثانی کو سلسلے کے ساتھ

ملانے سے ایک ایک مطلع نکلتا ہے یعنی

دیکھے گر نقشہ تو ہووے رنگ فق تصویر کا	دل نہ کیونکر چھین لے وہ عاشق دلگیر کا
ابروون مین اوسکے عالم صاف ہے شمشیر کا	دم ہے آنکھون پر نکلتا لعبت کشمیر کا
کٹ گیا ہر ایک بازو طائر تدبیر کا	غم سے قاتل ہون رہا گر لطف ہو شمشیر کا
خلق در بان بھی نہین رکھتا بت بے پیر کا	حال ہے ابتر بہت اپنے دل دلگیر کا

دوسری صنعت یہ ہے کہ اول مصرعون سے دو شعر مرقومۂ ذیل ذوبحرین یعنی بحر رمل مثمن مقصور و محذوف اور بحر منسرح مثمن مطوی موقوف یا مکفوف مین نکلتے ہین

رخ مین ہے گرمی غضب جھوٹ مین کہتا نہین	حسن ہے جلوہ نما خط ابھی نکلا نہین
ہجر مین تیرے صنم تا بلب آیا ہے دم	رہتا ہے درد و الم جب سے تو آتا نہین

اور دو شعر مرقومۂ ذیل بحر رجز مثمن سالم مین بھی نکلتے ہین یعنی

ہے قہر اوسکی ہر ادا ہر بات مین اعجاز ہے	زلف چلیپا ہے بلا رخ کا عجب انداز ہے
ہر دم ہون پیتا اپنا خون جینا ہے اب مجھپر زبون	احوال دل کس سے کہون غم مونس و دمساز ہے

اور پانچ شعر مرقومۂ ذیل بھی بحر رمل مثمن مقصور و محذوف مین نکلتے ہین یعنی

رخ مین ہے گرمی غضب ہر بات مین اعجاز ہے	حسن ہے جلوہ نما رخ کا عجب انداز ہے
ہجر مین تیرے صنم جینا ہے اب مجھپر زبون	رہتا ہے درد و الم غم مونس و دمساز ہے
جھوٹ مین کہتا نہین ہے قہر اوسکی ہر ادا	خط ابھی نکلا نہین زلف چلیپا ہے بلا
ہجر مین تیرے صنم ہر دم ہون پیتا اپنا خون	تا بلب آیا ہے دم جینا ہے اب مجھپر زبون
جب سے تو آتا نہین غم مونس و دمساز ہے	رہتا ہے درد و الم احوال دل کس سے کہون

اشعار مرقومۂ بالا کو قلب کرنے سے اور بھی کئی شعر نکلتے ہین اصحاب طبع پر چھپا نرہیگا

جلد ہر صحبت کا ہوتا ہے اے غیغم اثر	آج کل رتبہ بڑا ابر جیس سے ہے غیر کا
رونق بزم طرب ہے آج شمع روی دوست	آتی ہے گلہای نخل آرزو سے بوی دوست
سرد آہین بھرنے بھرتے مین یہان ٹھنڈا ہوا	گرمی دشمن سے وہان خالی نہین پہلوی دوست
چشم بھی ناصح کی اب پتلی سکندر کی بنی	مین نے کیون اوس دشمن جان کو دکھایا روی دوست

لوٹتا ہے کون اِن روزون بہار رُوے دوست
خندہ زن اوس دست مین شانہ یدِ بیضا یہ ہے
شب کو اونکے بام پر ہمنے لگائی جو کمند
آتی جاتی دمبدم مثلِ نفس ہے مرگ و زیست
دنبالہ دار سرمہ نہین چشمِ یار مین
زنجیر کی سُنکر ترے محبوس کی جھنکار
ہین چوڑیان اوس ساعدِ نازک مین قیامت
کھوئی تمھاری ساق نے توقیر پاے شمع
ہر شئی کی عمر گھٹتی ہے دنیا مین دمبدم
تعریف ساق یار مرے دِسے پوچھیے
آنکھون مین کیا تنبیک کی چربی ہے چھا گئی
گالیان غیرونکو اے غیرتِ شیرین نہ سُنا
چھاتی گدرائی ہوئی چھوتے ہی آفت آئی
مہر و مہ خدمتِ عالی مین سدا رہتے ہین
حور کے غم سے غلمان کے صدمے ضیغم
یار کی باتون مین کچھ آجاتی ہے بوے وفا
آئی سحر نشان شب اصلا کہین نہین
عریانی آئی جب سے یہ جھگڑا ہے مٹگیا
جان تیرے غم مین ہی دی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
غیرون سے ڈرتا ہے کیا کوچے مین اونکے تو جا
روٹھے گا ہمسے تو گر تیشے سے پھوڑینگے سر
شکوہ ہے لب پر تیرے روز و شب اے میر دل
وہان ہے تو خوش میری جان دم میری لب پر ہے یہان

کسکے ناخن ہین کلیدِ قفلِ عقدِ موے دوست
غیرتِ ثعبان موسی کیون نہو گیسوے دوست
گر پڑے چڑھ چڑھکے مثلِ شانہ گیسوے دوست
کھیل مین مصروف ہین جب سے لب و ابروے دوست
نکلے ہے عین مستی مین ضیغم ہرن کی شاخ
مجنون نے کہا ہے عجب افسوس کی جھنکار
کیون جان نہ لے عاشقِ مایوس کی جھنکار
اِس غم سے موج اشک ہے زنجیر پاے شمع
یہ ہے زبان حال سے تقریر پاے شمع
پروانے کچھ سمجھتے ہین توقیر پاے شمع
لیتا ہے بوسئے شمع کی گلگیر پاے شمع
تلخ ہو جاے نہ تیرا کہین دشنام سے کام
ہوگیا سخت خراب اِس طمعِ خام سے کام
صبح سے ایک کیا کرتا ہے اک شام سے کام
بعد مردن بھی رہا ہمکو نہ آرام سے کام
کیا عجب ہے گر لپٹ کر کان سونگھے ناک مین
پر آپ کی گئی نہین اب تک نہین نہین
کل جیب تھی کلی نہ تھی آج آستین نہین
شوخی یہ ہم نے بھی کی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
کہتا ہے مجھسے یہ جی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
ٹھانی ہے دلمین بھی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
ہونٹھون کو اپنے تو سی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
کہدے یہ اوس سے کوئی اب تو جو کچھ ہو سو ہو

ساقی ہے مینا ہے اور گل کی بھی آئی ہے فصل	بادہ بھی تھوڑا سا پی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
غیر دلسے ملتا ہے تو کوئی بت اوی میری جان	لائینگے ضد سے تیری اب تو جو کچھ ہو سو ہو
جیسے یہ جامہ ہے شوق ویسے ہی دل ہو میرا	چیرینگے سینے کو بھی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
ملنے مین خوبونکے ضیغم کوئی بچتا ہے جی	سر پہ یہ جو کہون ہے لی اب تو جو کچھ ہو سو ہو

غزل مرقومہ بالا بہت سے بحور و اوزان مختلفہ مین موزون ہے اور پڑھی جاتی ہے اور یہ بہت بڑی اور مشکل صنعت ہے کہ آج تک کسی شاعر عرب و عجم کا کوئی شعر چھہ سات بحر سے زاید بحرون مین موزون ہو نظر آیا نہین اسلیے غزل مذکور کے ایک ایک مصرع کو چند بحور جداگانہ مین تقطیع کرکے لکھا جاتا ہے

بحر مدید مثمن سالم ارکان فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن
تقطیع جان تری غم فاعلاتن مین سہے دی فاعلن اب تو جو کچھ فاعلاتن ہو سو ہو فاعلن

بحر مدید مثمن مخبون + ارکان فاعلاتن فعِلن فاعلاتن فعِلن
تقطیع شوخی یہ ہم فاعلاتن نے بھی کی فعِلن اب تو جو کچھ فاعلاتن ہو سو ہو فعِلن

بحر بسیط مثمن سالم ارکان مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن
تقطیع غیرون سے ڈر مستفعلن تا ہے کیا فاعلن کوچے مین اوس مستفعلن کی تو جا فاعلن

بحر بسیط مثمن مخبون ارکان مستفعلن فعِلن مستفعلن فعِلن
تقطیع کہتا ہے مجھ مستفعلن سے یہ جی فعلن اب تو جو کچھ مستفعلن ہو سو ہو فعلن

بحر بسیط مثمن مطوی۔ ارکان مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن
تقطیع روٹھے گا ہم مفتعلن سے اگر فاعلن تیغ سے ہو مفتعلن ٹوٹینگے سر فاعلن

بحر کامل مسدس مضمر مقطوع مرفل یا مذال ارکان مستفعلن فعلاتن متفاعلاتن تقطیع
شکوہ ہے لب مستفعلن یہ ترے رو فعلاتن ز روشب اے مرے دل متفاعلاتن
بحر مضارع مثمن اخرب ارکان مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن تقطیع ہونٹھون کو مفعول
اپنے توسی فاعلاتن اب تو جو مفعول کچھ ہو سو ہو فاعلاتن
بحر رجز مثمن مقطوع مخبون ارکان مستفعلن فعولن مستفعلن فعولن تقطیع وہان ہے
تو خوش مستفعلن مری جان فعولن دم میرے لب مستفعلن پہ ہے یہان فعولن
بحر رمل مثمن مخبون مقطوع ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن تقطیع کہدے یہ اوس
فاعلاتن سے کوئی اب فعلاتن تو جو کچھ ہو فعلاتن سو ہو فعلن
بحر منسرح مثمن مطوی موقوف یا مکشوف ارکان مفتعلن فاعلن یا فاعلات مفتعلن
فاعلن یا فاعلات تقطیع ساقی ہے مے مفتعلن نا ہے اور فاعلات گل کی بھی
مفتعلن لئے ہے فصل فاعلات
بحر متقارب اثرم ابتر شانزدہ رکنی ارکان فعلن فعلن فعلن فع فعلن فعلن فعلن
فع تقطیع بادہ فعلن بھی تھو فعلن ڑا سا فعلن پی فع اب تو فعلن جو کچھ فعلن ہو سو
فعلن ہو فع
بحر مشاکل مثمن مجبوب ارکان فاعلاتن مفاعیلن فاعلاتن فعل تقطیع غیرون سے
مل فاعلاتن تا ہے تو کو مفاعیلن نئی بت اہم مو فاعلاتن رہی جان فعل
بحر مقتضب مطوی مکشوف ارکان فاعلن مفتعلن فاعلن مفتعلن تقطیع لائینگے فاعلن
ضد سے ترے مفتعلن ابتو جو فاعلن کچھ ہو سو ہو مفتعلن
بحر وافر مثمن اغصب معصوب ارکان مفتعلن مفعولن مفتعلن مفعولن تقطیع جیسے یہ جا
مفتعلن مہ ہے شق مفعولن ویسے ہے دل مفتعلن ہے میرا مفعولن
بحر مجتث مثمن مقطوع ارکان مفعولن فاعلاتن مفعولن فاعلاتن تقطیع چیرینگے مفعولن سینے
کو بھی فاعلاتن ابتو جو مفعولن کچھ ہو سو ہو فاعلاتن
بحر منسرح مثمن مطوی مخبون مکشوف ارکان مفتعلن فعولن مفتعلن فعولن

تقطیع ملنے مین تو مستفعلن ہونگے صنی فعولن غم کوئی بچ مستفعلن تا ہے جی فعولن

بحر مقتضب مثمن مکشوف ارکان مفعولن مستفعلن مفعولن مستفعلن تقطیع سر پہ یہ مفعولن جو کہون ہے لی مستفعلن اب تو جو مفعولن کچہ ہو سو ہو مستفعلن

بحر خفیف مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعولن فاعلاتن فعولن تقطیع جان ترے غم فاعلاتن مین ہے دی فعولن ابتو جو کچہ فاعلاتن ہو سو ہو فعولن

بحر عمیق مثمن سالم یا مسبغ ارکان فاعلن فاعلاتن فاعلن فاعلاتن یا فاعلیان تقطیع جان ترے فاعلن غم مین ہے دی فاعلاتن ابتو جو فاعلن کچہ ہو سو ہو فاعلان اس غزل کے شعر سوائے بحور مذکورۂ بالا کے اور اور بحر مین بھی موزون ہوتی ہین عروض دانون پر چھپا نرہے گا

ہمنے کب پہونچا کر ہاتہ اوس لف کی لٹ چہوڑ دی	ہان جو دیکھی اک ہے کالی ناگنی جھٹ چھوڑ دی
تو جو مژگان کو جھپک لیتا ہے عیاری سے	چیرتا دل کو ہے اے جان کوی آری سے
اسقدر بوسے لیئے ہم نے ہجوم شوق مین	مٹتے مٹتے یار کی تصویر آدھی رہ گئی
پیوند خاک ہوکے بھی جنبش بدن مین ہے	کیا رشتۂ حیات ہماری کفن مین ہے
بنکے جوانی گھٹا جھوم پڑی اور بھی	بھیگ کے اونکی مسین ہونگی کڑی اور بھی
ساقی شفق کو دیکھ کے کہتا ہے ناز سے	صہبائے سرخ شیشۂ چرخ کہن مین ہے
پہاہا ہٹے تو گرمی داغ جگر دکھاؤن	اے مہربان ابھی تو یہ سورج گہن مین ہے

صیغم تخلص نواب حیدر حسین خان عرف اچھے صاحب خلف نواب امداد حسین خان

اوس جو ان کی کبھی الفت کو نہین چھوڑونگا	مجھ پہ کرتا ہے ستم اے فلک پیر عبث

صیغم تخلص مولوی محمد غضنفر مرحوم شاگرد محمد رضا برق

جب سے پیش نظر وہ صورت ہے	آئینہ کو کمال حیرت ہے
کسکے رخ پر پڑی ہے اوسکی نگاہ	جو سفید آئینہ کی رنگت ہے

حرف طاء مہملہ

طالب تخلص طالب حسین بن محمد عسکری نالان شاگرد انشا وطن انکا کشمیر مولد دہلی

وحشت مین آہ شہر بار جو طالب نے بھی | ایک شعلہ گیا خاشاک بیابان سے لپٹ
مجھ سے جب آنکھ وہ ملاتا ہے | دل ہی سینے مین لوٹ جاتا ہے
مژدہ اے قیس میری وادی مین | ناقہ لیلے کا آج آتا ہے

طالب تخلص میر طالب علی خلف سید الشعرا میر غالب علیخان سید تخلص

مضطرب ہو کے مین شب اوٹھا پر باہر نہ آیا | گھر سے تری گلی مین تا بام تو نہ آیا

طالب تخلص عاشور بیگ خلف دولت بیگ خان شاگرد میر تقی و ثنار اللہ خان فراق وطن انکا توران مولد ہندوستان

رقص بسمل سے ہے ہمیشہ ہائے دل | تو بھی آ دیکھ تماشائے دل

طالب تخلص امام الدین دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد نصیر دہلوی مرید شاہ مولانا عبد العزیز قدس سرہ انکا رسالہ تقویت الشعرا نظر سے گزرا

نہ کہا تھا تجھے اے دل نہ لگانا دل کو | اپنی چھاتی پہ نہ رکھ لینا کبھی اس سل کو

طالب تخلص طالب علی خان نقشہ نویس عدالت فرخ آباد ولد دلاور علی خان باشندۂ آنولہ ضلع بانس بریلی صاحب دیوان ہین

بوسہ لیا جو رخ کا وہ طالب خفا ہوئے | مصحف کو چوم کر مین گنہگار ہو گیا
میرے اوسکے نہ ہوا وصل مین بھی رفع حجاب | دل مین تھا شوق ملاقات حیا آنکھون مین
جلائے وصل سے یا ہجر سے کرے مجھے قتل | حیات و موت مری اوسکے اختیار مین ہے

طالب تخلص محمد عباس ولد داروغہ عدالت نظام احمد خان لکھنوی شاگرد مظفر علی اسیر

رونے نے مری مجھکو کیا عشق مین بدنام | اوٹھتی ہے مرے آنسوون کے جوش پر انگشت

طالب تخلص حافظ شبراتی نابینا رامپوری شاگرد مولوی قدرت اللہ شوق علوم عربی و فارسی مین اچھا دخل رکھتے تھے علم معما مین لاثانی تھے صاحب دیوان گزرے، صاحب تذکرہ گلشن بیخار و گلستان سخن نے جو انکا نام حافظ طالب لکھا ہے غلطی کی ہے

گریہ مین چشم تر سے دن رات چاہتا ہون	بویا ہے تخم الفت برسات چاہتا ہون
جیسے پئے نسیلنے کو شوق کیجے دل دلگیر کو	ہین یہی دو جاے اور کیا کھا گیا مین تیر کو
کبھی آنسو سے کبھی لخت جگر سے برسے	میری آنکھون سے تو کچھ لعل و گہر سے برسے
رات بھر نالے کیے ہم نے تو دن بھر روے	جسقدر شام سے گرجے تھے سحر سے برسے
اشک اڈا ہے مرا ابر سے کہہ دو جا کر	آبرو چاہے تو ہٹ کر مرے گھر سے برسے

طالب تخلص شیر محمد خان دہلوی شاگرد عبدالرحمن خان احسان

مجھ سے تمھارے بزم مین جایا نہ جائیگا	جب تک رقیب وہان سے اوٹھایا نہ جائیگا
بہر عیادت آئین تو اوسوقت آئینگے	جسوقت مجھسے لب بھی ہلایا نہ جاے گا

طالب تخلص الایچی رام باشندۂ جلال آباد ضلع امرت سر ولد سوبی رام برہمن سارست کچھ دنون سنہ اٹھارہ سو اکسٹھ عیسوی مین باقر گنج عرف بریسال مین وارد ہو کر راقم سے اصلاح لی تھی طبع سلیم رکھتے ہین

مجھ پر وہ ظلم یار نہ اغیار نے کیا	جو کچھ کہ بخت و چرخ ستمگار نے کیا
آیا نہ رحم یار دل صیاد دام مین	نالہ ہزار مرغ گرفتار نے کیا
ذرا ادہر کو بھی تشریف لاؤگے کہ نہین	مرا بھی خانۂ ویران بساؤگے کہ نہین
سنجی سے سوم بھلا ہے کہ دو جواب شتاب	اجی تم آنا تو فرماو آوٗگے کہ نہین
بیگنا ہون کو قتل کرتا ہے	روز محشر کا تجھکو ڈر ہی نہین
ہم تو مرتے ہین ایک مدت سے	واہ جی تم کو کچھ خبر ہی نہین

طالب تخلص مرزا سعید الدین خان دہلوی برادر خورد نواب شہاب الدین احمد خان ثاقب شاگرد مرزا غالب راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے لیے دیے تھے

طالب کی خبر لو کہ وہ بیمار ناتوان	دنیا مین کوئی دم کے لیے میہمان ہے اب
قفس صیاد نے گلشن مین رکھا ہے زہی قسمت	اگرچہ ہم ہین زندان مین پہ رہتے ہین گلستان مین
رسا وسے نکلتے ہین اب آنسو کیا سبب اسکا	مگر اٹکے ہین لخت دل ہماری چشم گریان مین

وہ جب کرتے ہین طالب وعدہ رہتا ہی بیان جگرا	ہمیشہ آس مین اور یاس مین اور شوق وحرمان مین
ڈرسے اوسکے اوٹھی اوٹھائے ہوئے	ناتوانی ذرا سنبھال ہمین

طالب تخلص پنڈت کشن لال کشمیری باشندۂ دہلی اکونٹنٹ محکمۂ نہر جمن دہلی شاگرد مولوی محمد حسین آزاد و نواب مرزا ظہیر انسے دہلی مین ملاقات ہوئی تہی۔

محفل سے گر عدو کو اوٹھایا نہ جائے گا	تو ہم سے گہر مین دوست کے جایا نجائیگا
مین جاؤن اس جہان سے دیا جان تن سے جائے	پر ہائے کوئے یار سے جایا نہ جائے گا

طالب تخلص قاضی محمد یعقوب خلف قاضی فیض اللہ مقیم دہلی شاگرد قطب الدین مشیر

گہبرا کے مرے گہر وہ گل اندام نہ آیا	یہ جذبۂ الفت بہی کسی کام نہ آیا
دل لیتے ہی وہ بات رہی اوسکی نہ طالب	ہے اور مزاج اوس بت عیار کا ابتو

طالع تخلص شمس الدین لکھنوی معاصر سودا

ناز و کرشمہ غمزہ و عشوہ و خرام	یہ سب ہے ان بتون مین پہ اک دلبری نہین
زبس معمور ہے سینہ مرا الفت کے داغون سے	شگاف سینہ کو اپنے در گلزار کہتے ہین

طاہر تخلص مرزا بندہ حسین باشندۂ فتحپور ہنسوا شاگرد نواب عاشور علیخان

سالہا سال رہے بادیہ پیما طاہر	ایک مدت سے نہین دیکھی ہے گہر کی صورت
نہ دیکھا اوسکو تو رویا مثال ابر بہار	کھلین جو عالم رویا مین ایک بار آنکھین

طاہر تخلص طاہر علی خلف سید اطہر علی فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

دل آپ کے مانند مکدر نہین اپنا	اس آئینہ مین دیکھیے زنگار کہان ہے

طاہر تخلص محمد طاہر قندہاری مقیم دہلی ہندیون کی صحبت مین زبان اردو کو اچھی طرح سے سیکھا تھا

ناز کرتی ہوئی ہم پر جو صبا آتی ہے	کوچۂ زلف سے اوس شوخ کی کیا آئی ہے

طائر تخلص شیخ اکبر آبادی شاگرد نظیر

اسطرح پاتے ہین پیارے ترے اقرار مین کج	جیسے رہتا ہے عیان کاکل دلدار مین کج

طبیب تخلص حکیم محمد حسن خان ولد فتح خان فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

بیدلی کا درد جانے وہ صنم	اے خدا اوسکا کسی پر آئے دل
روز تیرون کا نشانہ کیون بنے	اسقدر چھاتی لہان سے لائے دل
فتنۂ حشر بھی جھک جھک کے قدم لیتا ہے	تم تو دو ہاتھ قیامت سے بھی بڑھکر نکلے

طپان تخلص مرزا احمد بیگ خان مرحوم ولد نواب عطاء اللہ خان باشندۂ دہلی مقیم کلکتہ مختار صدر دیوانی کلکتہ شاگرد مرزا جان طپش اولاد مین نعمتش خان والی دشت قبچاق کے تھے دیوان انکا نظر سے گزرا ۱۸۳۸ء اٹھارہ سو اڑتیس عیسوی مین فوت کی مرزا احمد بیگ اپنا تخلص حرف طاء مہملہ سے لکھتے تھے

رات کو چرخ سے ٹوٹا نہ ستارا ہوگا	آہ سوزان کا مرے کوئی شرارا ہوگا
کیون نہ جھولوگے ہنڈولے مین تم اغیار کیساتھ	میری قسمت کا جو گردش مین ستارا ہوگا
پابند نہین اپنے وہ رتبۂ عالی کا	پڑ جائے جسے چسکا اوس پیارکی گالی کا
طرفین کی الفت سے تکمیل محبت ہے	امکان نہین ہوتا اک ہاتھ سے تالی کا
پڑ گئے داغون سے کیا کیا نہ جگر مین سوراخ	پھول جھڑ جھڑ کے کئے ہم نے سپر مین سوراخ
وہ بولے دیکھکے اس دل کے داغ تازہ و خشک	کہ اس فضا پہ نہین کوئی باغ تازہ و خشک
کیجو دل شوریدہ کو ہرگز نہ میرے ساتھ دفن	کھونیگا زیر خاک بھی ورنہ مرے آرام کو
کون آئینہ رو آج گیا ہے مرے گھر سے	پیدا ہے جو حیرت مرے ہر حلقۂ در سے
دریا سے نکلتے نہین جو مردم آب بے	پنہان ہین مری آہ شرر بار کے ڈر سے
تغییر وعدۂ جانان مین سو سو بار ہوتا ہے	کبھی اقرار ہوتا ہے کبھی انکار ہوتا ہے

طپان تخلص سید قدرت علی دہلوی خلف میر سوز

داغ الفت سے جو مانوس نظر آتا ہے	مرغ دل سینے مین طاوس نظر آتا ہے
جان کھوئی ہوکے عاشق ابروی خمدار کی	کشتی عمر آکے ڈوبی گھاٹ پر تلوار کے

طپش تخلص مرزا محمد اسمعیل عرف مرزا جان ولد مرزا یوسف بیگ سید جلال الدین بخاری کی اولادون مین تھے مولد و مسکن انکا دہلی دہان سے آکر لکھنؤ مین مرزا جہاندار شاہ بہادر کی رفاقت مین رہتے بعد ازان بنگالہ مین آکر مدت تک شہر ڈھاکہ مین نواب

شمس الدولہ بہادر کی رفاقت مین رہے سنسکرت مین اچھا دخل رکھتے تھے کسب سخن حضرت خواجہ میر درد سے کیا تھا شعر اچھا کہتے تھے خصوصاً مقطعات انکے بہت خوب ہوتے ہین کلیات انکا نظر سے گزرا مرزا جان طپش کے ہاتھ کی لکھی ہوئی غزلون مین تخلص اونکا طاء مہملہ سے لکھا تھا اسلیئے مین نے بھی تاے فوقانی سے نہین لکھا

کیون وصل کی دل سے جاے امید — آخر دنیا ہے جاے امید

ایسی کیا کی ہے دلا ہم نے بتونکی چوری — دیکھکر ہم کو جو یہ آنکھ چرا لیتے ہین

جب کہین غنچۂ پژمردہ نظر آتا ہے — دل سمجھکر اوسے چھاتی سے لگا لیتے ہین

نہین ممکن رہائی قید سے اوس لٹ مشکین کے — قلندر ہوکے ہم پیچھے اوسکی پیچھے منڈاتا ہون

ق

کہا جو دل سے چل تجھکو تماشا اک دکھلاؤن — تہ کاکل عرق آلودہ وہ گردن جھلکاتی ہے

لگا کہنے طپش مین گھر سے باہر کسطرح نکلون — اندھیری رات ہے برسات ہے بجلی چمکتی ہے

ق

طپش اب بیچتا ہے دل کو اپنے — بہا اس جنس کی کئی بوسے پر ہے

ہوے ہین خوبرو کتنے خریدار — تمنا سائی مین جن جن کو نظر ہے

کوئی دو بوسے دیتے ہین کوئی چار — ولے اوسکا ارادہ بیشتر ہے

سو یہ ہے عرض خدمت مین تمھارے — کہ لینا آپ کو منظور گر ہے

تو اب اس سے بھی کچھ بڑھیے زیادہ — یہ چرخ نیلگون نیلام گھر ہے

کسکی طرف سے آج طپش تجھکو یاس ہے — سچ کہہ ہمارے سر کی قسم کیون اوداس ہے

ناز سے وہ منہ پھرا کر اسطرف سونے لگے — چپکے چپکے لیکے کروٹ ہم ادھر رونے لگے

نے پیروی قیس نہ فرہاد کرینگے — ہم طرز جنون اور ہی ایجاد کرینگے

ہم خوش ہوئے سوراخ تکے تیر نیسے جگر مین — اب نے کی طرح شوق سے فریاد کرینگے

کبھی تو پانو کے ٹھوکر سے تیرے آشنا ہوتے — اگر خوابیدہ کوچے مین ترے جون نقش پا ہوتے

سرخ اپنے لہو سے ترے دستار کرینگے — آخر کو ہم اک دن ترے سر چڑھکے مرینگے

دیکھینگے جنازے کو روکے گا کوئی کیونکر — اب باندھکے ہم بھی تو یہان سر سے کفن نکلے

طرب تخلص ولایت حسین خان قوم کمبوہ باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین طہور

آبرو والے ہون نہ تردامن — دیکھو روشن ہے حال گوہر کا

طرب تخلص منشی گوپال سہاے بن پنڈت برج لال باشندۂ مین پوری مقیم فتحگڈھ

سوئے نصیب کو نہ جگایا حضور نے — آئے نہ ایک رات مری خوابگاہ مین

طرب تخلص موتی لال کھتری شاگرد شاہ نصیر دہلوی

نہین گوندہی ہے چوٹی دست مشاطہ نے جانان کی — یہ مشکین باندھلی ہین اوسنے دزد دین ایمان کی

طرب تخلص دہومی لال برادرزادۂ راجہ کنول نین قوم کایتھ باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر صاحب دیوان گزرے

مین ہی کیا تنہا ترے کوچے سے سر دیکر اوٹھا — جو بشکل نقش پا بیٹھا ہو وہ مشکل سے اوٹھا
ابر و مینا ہے و می ساقی و مطرب ہی طرب — کیا مزا تھا جو مرے پاس وہ دلبر ہوتا
تیرے مجنون کے گلے مین نالۂ آہن گداز — آن کر اٹکا تو پانی طوق گردن ہوگیا

طرب تخلص مولوی رحیم بخش نواسۂ شیخ نور محمد قادری تھانیسری مقیم دہلی شاگرد عبد الکریم سوز

آتش مزاجیون کا نتیجہ ہے مفلسی — خالی رہے ہے پنجہ ہمیشہ چنار کا
قتل تو کرتا ہے مجھکو پر مین ہون برگشتہ بخت — خوف یہ ہے منہ نہ پھر جاے تری تلوار کا
بہت ہی ملتی ہے اوسکی طرب سے کچھ صورت — ہوا پڑا ہے ترے در پہ اک جوان کیسا
ہوا ہے شوق سے اوڑ کر چمن مین پہونچینگے — نہین سہی ہم اگر بال و پر نہین رکھتے

طرز تخلص گردہاری لال باشندۂ امروہہ شاگرد قایم صاحب سراپا سخن نے جو انکا تخلص طرار لکھا ہے غلطی کی ہے

نہ سلجھا شانے کے ہاتھون سے بھی زلف سے تیری — نپٹ کچھ پیچ پڑا ہے معاملہ دل کا
آہ اوس شوخ نے احوال نہ پوچھا ہرگز — اڑگیا رو تھا جسکا بیٹھ رہا مل دیکھا

طرز تخلص احمد حسین باشندۂ دہلی شاگرد مرزا خدا بخش قیصر

دل کو ترے ستانا چاہا نہ ہم نے ورنہ — نے گریہ بے اثر تھا نے نالہ نارسا تھا
اتنا تو صبر دے ہمین یارب کہ ہجر وصل — جلدی کرین نہ اوس بت دیر آشنا سے ہم

اب کی ملجاسے وہ تو کام نہین — اگلی پچھلی حکایتون سے ہمین

طرز تخلص میر علی حسین لکھنوی شاگرد مرزا وزیر علی صبا راقم کے ملاقاتیون مین ہین

ہم سے جبتک نہ ملی نہ کرے غیبہ — یار تم نے نظر وہ ماری آنکھ
ہو لگی فرقت جدائی ہو چکی — آؤ ملجاؤ لڑائی ہو چکی

طرہ تخلص طرہ باز خان بنارسی

مصور کھینچے گر اوس شوخ ابر و کا عذر — مری صورت بھی ہو زیر قدم تحریر کا غذ پر

طفل تخلص مرزا عبد المقتدر بہادر عرف مرزا اطفل خلف مرزا بابر مرحوم ذخویش
شاہ عالم بادشاہ زہد ورع مین اوقات گزارتے تھے
صاحب دیوان گزرے

رات دن مونس جان وحشت تنہائی ہے — دل ہے میرا کوئی وحشی صحرائی ہے

طوبی تخلص راجہ نہال سنگھ راجہ کپورتھلا شاگرد غلام محی الدین غلامی

مین صدقے اس نزاکت کمر لچکانہ کھاجا کے — چھری باندھی تو باندھی تم نے کیون تلوار گران باندھا

طوبی تخلص سید علی حسین ولد امان علی لکھنوی مقیم حیدرآباد دکھن

چہرہ یار پہ بکھری ہوئی کیا خوب ہے زلف — دستہ سنبل کا گلشن سے منسوب ہے زلف

طور تخلص محمد ضا ظفت مرزا اعظم بیگ قوم افشار باشندہ لکھنو شاگرد برق
صاحب دیوان گزرگے

جب تلک بیٹھا رہا وہ پاس مین بیخود رہا — ہوگیا گویا یار کی دیکھی تھی صورت خواب مین
مین جی جاؤن اجل سے آپ جائین اگر پہلے — یہ پیغام زبانی خط سے کہنا نامہ بر پہلے
عوض بوسے کہ ہم نے گالیان دین یا کہ صاحب — ذرا انصاف تو کیجے نکالا کتنے شر پہلے
مر کے جنت مین کبھی نہ جائین گے — رہنے والے ہین کوے دلبر کے
آسیا کہتی ہے ہر صبح باواز بلند — زرق سے بھرتا ہے رزاق دہن پتھر کے
ہر انگوٹھی پہ عقیق شجری کی ہے بہار — تمنے ہاتھون پہ دکھائے ہین چمن پتھر کے
چراغ طور مرے گھر مین طور جلتا ہے — خیال عارض روشن سے ہے روشنی گل کا

طوفان تخلص میر نوازش علی خلف میر نظر علی باشندۂ قصبۂ اسیون توابع لکھنو شاگرد رشک

ابر برسات مین ایسا نہ برستا ہو گا　　ایسی روتی ہین بہا دیتی ہین دریا آنکھین

طوفان تخلص میر حسین ولد میر عبد اللہ عرف میر عبو لکھنوی شاگرد برق صاحب دیوان ہین

دیکھکر چاند کو حیران سا رہجاتا ہے　　شیفتہ ہے یہ ترے چاند سی رخسار کا دل

طوماس تخلص ایک فرنگی زادہ مشہور بجانصاحب باشندۂ دہلی شاگرد نصیر دہلوی کا ہے

سودا ہے زلف یوسف ثانی کا اسقدر　　روتے ہین ہم کھڑے سر بازار زار زار

طپش تخلص رحمن علی خلف منشی سبحان علی باشندۂ دہلی شاگرد احمد جان عرف منشی ... کلکتہ مین حافظ اکرام احمد ضیغم کے شاگرد ہوے تھے راقم کے ملاقاتیون مین ہین

آنکھین غماز ہو گئین ہین طپش　　راز افشا ہوا ہے محرم سے

حرف ظاء معجمہ

ظالم تخلص ظالم سنگہ برہمن باشندۂ دہلی فارسی بھی کہتے تھے معلمی کرتے تھے

دن تو رو پیٹ کے کٹے لیکن　　ہجر کی شب پہاڑ آتی ہے

ظاہر تخلص رام پرشاد کھتری شاگرد مرزا رحیم الدین ایجاد باشندۂ دہلی

مین خاک ہون ہوئی شاید مجھے کو راہ دہان　　یہ لوگ کہتے ہین دل مین ترے غبار آیا
بیچے دل اوس بت بیداد گر سے کیا ظاہر　　کہ سادگی یہ وہ عیار ہے زمانے کا
صیاد تیرے ڈر سے ہون خاموش ورنہ یان　　ہین اور بھی دلے گھر ہی بھر فغان مجھے

ظاہر تخلص حکیم میر محمدی دہلوی مقیم اکبرآباد

یہ تو سب جور و جفا ہو گئے خوگر ہم کو　　چاہیئے اب ستم نو کوئی ایجاد کرو

ظاہر تخلص خواجہ محمد جان دہلوی شاگرد مرزا مظہر محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین قضا کی

اے آہ اس قدر تو گر بے اثر نہ ہوتی　　ممکن نہ تھا کہ اوسکے دل کو خبر ہوتی

ظریف تخلص لالہ بنی پرشاد ولد ... لال برادر خورد ... لال حریف باشندہ

لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان ہین

تیرے عشق مین اے بت یاہ لقا گئی مفت مین سیاہ بختی ز / رہا مور و درد و الم ہی سدا ہوئی شاد کبھی نہ طبیعت دل

ظریف تخلص میر امان اللہ لاہوری آخر ایام مین لکھنؤ مین سکونت کی تھی

وعدۂ وصل تلک کیون نہ جیئے صد افسوس / مر گئے ہم ایسے پشیمان ہین کہ جی جاتا ہے

ظفر تخلص شیخ فتح علی باشندۂ الہ آباد مختاری کرتے تھے

اوسنے کھینچا تھا مرا زائچۂ حال سیاہ / اے خدا کیون نہ ہوا قرعۂ رمال سیاہ

ظفر تخلص میر ظفر خان

شب نظر آیا لب بام پہ پیارا اپنا / بارے اب کچھ ہے بلندی پہ ستارا اپنا

ظفر تخلص میان ظفر علی ولد مولوی کرامت علی تاجر لکھنوی شاگرد مظفر علی اسیر

بدنام کیا جوش مئے ناب نے ساقی / اوٹھنے لگی رندان قدح نوش پہ انگشت

ہم اک صنم کے روز ازل سے مرید ہین / اپنا تو سلسلہ نہین کوئی سوائے زلف

کشتہ ہون ابرؤن کا جو باور نہ ہو تمھین / کہہ دو ن مین رکھکے تیغ کے قبضے پہ یار ہاتھ

ظفر تخلص نواب نصیر الدولہ تجمل حسین خان بہادر ولد نواب ناصر جنگ مسند آرائے فرخ آباد

اچھا نہین ہے دامن تحتہ کا پھیلنا / چھوڑو نہ پایئے دم رفتار ہاتھ سے

ظفر تخلص ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ پادشاہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی و محمد ابراہیم ذوق بعد غدر نوّے برس کی عمر مین ۱۲۷۹ بارہ سوا ناسی ہجری مین رنگون مین انتقال کیا اکثر خطوط کو اچھی طرح سے لکھتے تھے شعر نہایت شیرین و نمکین کہتے تھے چار دیوان انکے نظر سے گزرے

سر تلک دست ستم جون ہی ترا قاتل پہنچا / خون جسم ناتوان تل تل گھٹا تل تل بڑھا

تن گلگون رو ۂ عاشق کو جو کفنا ئیے گا / تھان اچھا کوئی گلکاری کا منگوائیگا

بوسہ جو طلب کیا شب اوس سے / بولا وہ رشک ماہ کیا خوب

کیا کئے بخیہ مین نہ کیون عقل رفوگر حیکر / چاک دل [illegible] رفو بھی ہے رفو در جگر

ہم [illegible] شب کو نادان بس دیدار [illegible] / [illegible]

ہاتھا پائی مین جو کل ٹوٹ گیا ہار اونکا
ہمیشہ باندھے ہین شاعر شراب کو آتش
جگر برشتہ و جان خستہ دلفگار دریغ
ہمیشہ وعدہ خلافی شعار یار افسوس
غم محبت و درد فراق و رشک رقیب
صد آرزوے وصال و حیات نیم نفس
ہزار خنجر الماس و یک دل صد چاک
یون تو مدت سے ہی الطاف و عنایات مین فرق
جو کچھ وہ پوچھے تو رک جائیو نہ اے قاصد
کبھی تو آو ہمارے گھر مین سنو ہماری بھی چار باتین
لینے بوسہ خال لب جو پاس ہم اونکی جاتے ہین
کیا بوسہ طلب جبکہ ہم تو وہ جھنجلا کے یہ بولے
ہم بتون کے دل کو جذب دل سے کھینچے جائینگے
نہین ستارونسے یہ چرخ پیر کے جھونے
نہ بھیجا کوئی اپنے پاس بھیجا جبکہ وقت اپنا
بدن پہ بال ہین یون اس ملول کو کانٹے
تم لاکھ کرو حضرت دل نالہ و فریاد
کیا کان بھر دیئے ہین خدا جانے غیر نے
ظالم ترے جیب رشتے کا عقدہ نہین کھلتا
لپکا مجھے بوسے کا اونھین عادت دشنام
دوستو جی کیونکر اپنا اوسکے جی مین ڈالدون
ہمیشہ رہتے ہین اونکی مصاحبت مین وہی
کسیکے دل کے پرے کرتے ہو مونھ پہ وہ گلین

اسقدر میرے گلے کے وہ ہوئے ہار کہ بس
بڑے ہی جھوٹے ہین کہتے ہین آب کو آتش
ہزار حسرت و صد حیف و صد ہزار دریغ
ہمیشہ جانب در چشم انتظار دریغ
ہجوم آفت و اک جان بیقرار دریغ
نفس شماری و اندوہ بے شمار دریغ
ظفر دریغ دریغ آہ صد ہزار دریغ
لیکن ایسا نہ ہوا جا ہی ملاقات مین فرق
تجھے خدا کی قسم کہیو تو تڑاق پڑاق
عجب ہے شکوہ رقیب کا بیان ہزار رنگ مین ہزار رنگ
بوسے تو وہ دیتے نہین پر گالی تل چبوتی ہین
نہ بیہودہ بکو تم یہانسے بس جاؤ ہوا کھاؤ
یہ بڑے بھاری پتھر ہین یہ مشکل سے کھینچے جائینگے
بھری ہی ہر کوٹ یون ہی اس فقیر کی جھولی
اجل کو آفرین ہے وقت پہ پہنچی تو یہ پہنچی
کہ ہون درخت مین جیسے ببول کے کانٹے
چاہو کہ ہو کچھ اوسکو اثر ہو نہین سکتا
غصہ مین جو بھرے ہے وہ کیا فریب سے ابھرا
کیا جانے کہ ہے دل مین ترے کیا نہین کھلتا
کیا سخت ہے مشکل کہ نہ یہان ضبط نہ وہان ضبط
جو عداوت دشمنون کی دوستی مین ڈالدون
ظفر ملاتے ہین جو ہان سے ہان نہین سے نہین
نہین یہ چھپالیا چلمن کی تم اندر کرتے ہو

ہاتھ اوٹھانے کو نہین زلف دوتا سے کچھ ہو
خط اوسے جلدی مین لکھتا ہون قلم برداشتہ
ہمکو کیا کام ہے ہم کون شکایت والے
قیمت جنس دل اپنی مین کہون کیا تم سے
تھے تو ہم صوفیو نکے یار یہ اب ہین مشہور
اشک کے قطرے لیے جاتے ہین بھر بھر کر سبو
وہ کھا گئے سو بار مرے آگے قسم جھوٹ
ہون جو ٹیڑھے ترچھے دکھلا وکے اپنا بانکپن
محفل سے اوٹھا غیر کو اور اسکے عوض تو
سب اونکے ناپسند مضامین دوستی
نہ کیونکہ ہمکو ہو خوبان پر جفا کا خوف
دل وجان بوسہ بغیر ای بت بیباک نہ دون
بل بے نفرت کہ ہمین دیکھ کے خوبان فرنگ
ناصح مجھے کیون عشق سے مانع ہے اوسی کیا
نہ آیا خواب رہا رات بھر یہی کھٹکا
زبان شمع کو کاٹا جو تونے خوب کیا
گالیان دے چکے اب نالہ وزاری تو سنو
لے دونگا اپنی جان تلک بیچکر تمھین
ہوگیا اور زیادہ وہ کشیدہ ہم سے
ساغر مین حباب مے گلرنگ ہے ساقی
نہ چوکو آج گر ہے کچھ ارادہ ہاتھا پائی کا
تل داغ مین چیچک کے جو اوسنے بنایا ہے
کعبہ کی سمت ہمنے کیا منہ لیے نماز

ہو چکے ہم تو سیہ بخت بلا سے کچھ ہو
جائیو اے نامہ بر تو بھی قدم برداشتہ
کچھ کہین یا نہ کہین آپ کی صحبت والے
پوچھو کیا دیتے ہین بازار محبت والے
اے شرابی تری صحبت مین شرابی والے
جوشش گریہ نے مرے آنکھو نکو سنکھٹ کر دیا
اور پھر ہے یہ دعوی کہ نہین ٹوٹتے ہم جھوٹ
ہم ہین سیدھے سادھے ہمسے نہ بات کیجیے کج
رکھدے مری چھاتی پہ کوئی سنگ گران اور
اور اوس مین دشمنونکی شکایت علی الخصوص
یہ کافر ایسے ہین انکو نہین خدا کا خوف
دون ملا خاک مین لیکن تجھے مین خاک نہ دون
جلد جلد اوبھی سبھی کو سوا ہانکتے ہین
ہوان رنج ومصیبت مین گرفتار تو مین ہون
کہ در پہ یار کے زنجیر ہل گئی تھی کیون
یہ شکوہ غم مین گلگیر بل گئی تھی کیون
اپنی سب کہہ چکے تھوڑی سی ہماری تو سنو
اے نالو ہاتھ آئے بقیمت اثر تو لو
دوستو کیا کشش دل کا اثر پوچھتے ہو
یا دختر رز کے ہے یہ محرم کا نمونہ
کہ اوسنے دست وپا مین اپنے مہندی لگائی ہے
معلوم کیا ہمنے کچھ ڈال مین کالا ہے
برگشتہ نیت اپنی سو دیر ہو گئی

بجا ہے ظفر دوستی سے اس دل کی
جو ہو یہ دوست تو حاجت نہیں عدو کی مجھے

واہ تم صبح کو پہلے آئے
دن چڑھے کہہ کے دن ڈھلے آئے

پاس اونکے رقیب آ پہنچا
ہائے دشمن قریب آ پہنچا

دل ہوا ناوک مژگان کا نشانا سچ سچ
آگیا تم کو تو ہان تیر لگانا سچ سچ

تیرا مریض مر سے گیا تین دن کے بعد
اچھا اثر دوا نے کیا تین دن کے بعد

چھ چھ آپس میں کیوں ہو نامہ بر دونوں طرف
لوگ کچھ کہتے ہیں لگاتے آن کر دونوں طرف

اب تو خط میں سے لکھا تمکو ہوئی مجھسے خطا
پھر نہیں لکھنے کا کہیئے تو مچلکا لکھ دوں

سکھائی کس نے چوری چشم تر تشکو نکے لڑکو نکے
ہوئے یہ چور ایسے آنکھ کا کاجل چراتے ہیں

مرے مژگان سے آنسو اسطرح برسوں برستے ہیں
کہ جوں برسات کی موسم میں منہ چھاجوں برستے ہیں

قتل عالم کو کرو تم اے قضا کا نام لو
اسے بتو تہمت نہ لو دیکھو خدا کا نام لو

تیری چشم مست کو جو دیکھے ہو جاے خراب
خواہ صوفی خواہ ہو میخوار اسمیں کوئی ہو

نہ یہاں تک آپ آتے ہو نہ تم ہمکو بلاتے ہو
کہینگے بے مروت ہم بھلا مانو برا مانو

بتوں پر زاہد اگر ہم فدا ہونگے تو ہونے دو
تمہیں پھر کیا گنہگار خدا ہونگے تو ہونے دو

میں کروں توبہ کے سے جھوٹ نہ بول
توبہ کر زاہد اعوذ معاذ اللہ

نہ دیا بوسہ نہ منہ تم نے لگایا منہ سے
آپ کہتے رہے یوں ہی ہیں کیا کیا منہ سے

ہاتھوں سے ترے نرگس بیمار کے نالاں
میں آگئے مسیحا کے مسیحا مرے آگے

خدا کے واسطے زاہد اوٹھا پردہ نہ کعبہ کا
کہیں ایسا نہ ہو یہاں بھی وہی کافر صنم نکلے

تمو باندھے ہیں گھر میں جھوٹ موٹ ہے
آتی جان یہ جھولوں کے قد تو رلے ہیں ہے

سوئیں تجھ بن چین سے کیا زیر سر ہم رکھکے ہاتھ
تار بخیہ [illegible] ہیں آتش کا [illegible]

ناز و غمزہ [illegible] فراد اکا جو رہے
دل چرا لے اپنے کو [illegible] اک [illegible]

[illegible] قبول کھنچا ہے
[illegible] کھینچے ہیں [illegible]

کبھی اسکے [illegible] یہاں بیٹھے پھر نہ کے
تو دے کر ہو سے گالیاں [illegible]

ادا کو [illegible] سمجھتے ہیں [illegible]
لے جو [illegible]

سخن شعرا

بوسہ لیا جو منہ سے بڑا منہ چڑاق سے ۔۔۔ تھے جب حیا سے بول رہے وہ نفاق سے

اوس مصحف رخ کا تو ہم دھیان نہ چھوڑینگے ۔۔۔ ایمان ہے وہ اپنا ایمان نہ چھوڑینگے

مین جو کہتا ہون بیوفا ہے رقیب ۔۔۔ وہ مجھے کہتے ہین کہ تو کیا ہے

دین کے ستون ہین پنجتن و چار یار پاک ۔۔۔ قربان ہین ہم تو دل سے ظفر چار پانچ کے

ظہور تخلص مولوی ظہور علی خلف مولوی فتح علی باشندہ ہریانہ مقیم دہلی شاگرد عبد الرحمن خان احسان و شاہ نصیر و مومن خان اولاد مین محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کے تھے

تو ستم سے پہلے ہی بیان دم نکل گیا ۔۔۔ نکلی نہ ہائے اوس ستم ایجاد کی ہوس

گردش ہے مجھے چشم کے مانند ہمیشہ ۔۔۔ آوارہ مین گھر مین ہون مسافر ہون وطن مین

سامنے اوسکے نکلنے کی نہین بات ظہور ۔۔۔ گھر مین تم بیٹھ کے باتین ہی بنا جانتے ہو

ظہور تخلص احمد جان باشندہ مرشد آباد دہلی مین تحصیل علم مین مصروف تھے

ہم خاک ہو کے اوسکی گلی مین رہے تو کیا ۔۔۔ باد صبا کو ضد ہے ہمارے غبار سے

ظہور تخلص لالہ شیو سنگھ دہلوی شاگرد انعام اللہ خان یقین

ہوا اس بے ہوا کا کیا بھلا ہو ۔۔۔ اگر قاتل یہ جسکا خون بہا ہو

چشم گریان حسن سے معمور رہے ۔۔۔ چاندنی برسات کی مشہور رہے

ظہور تخلص حافظ ظہور اللہ بیگ وطن انکا توران مولد و مسکن دہلی

باتون پہ تیری بھولے ہوئے تھے پر اب یہ لوگ ۔۔۔ حالت کو میری دیکھ کے ہشیار ہو گئے

ایسا نہ ہو قاصد کہ مرا کام نہ ہووے ۔۔۔ گم نامہ حال اپنا گم نام نہ ہووے

ظہور تخلص حافظ امداد حسین نبیرہ غلام محی الدین متخلص بہ عشق دہلوی شاگرد مرزا رحیم بیگ رحیم باشندہ میرٹھ

جب سا غیر ہون ترسے در پہ ۔۔۔ ہے یہ لکھا مرے مقدر کا

گر آرزو نہ تنگ دہانون سے بات کی ۔۔۔ سب جانتے ہین غنچہ کے منہ مین زبان نہین

ظہور تخلص منشی شیخ ظہور محمد ولد منشی اسمعیل عرف منشی نسا ابن حافظ محمد صالح

شاگرد مصحفی تاریخ تولد انکے نام سے نکلتی ہے اِنکے دیوان اور مثنوی ظہور عشق یادگار ہیں

مرا ایسا ملا بوسے کا مجھکو *		رہا مین مرتے دم تک چاٹتا لب

ظہیر تخلص سید ظہیر الدین حسین عرف نواب مرزا ہی دہلوی خلف میر جلال الدین خوشنویس استاد محمد بہادر شاہ شاگرد شیخ ابراہیم ذوق راقم نے انکو دہلی کے مشاعرہ مین دیکھا ہے

مانا کہ تم سے دل نہین ملتا نہین ملے		کیا مجھ سے خاک مین بھی ملایا نہ جائے گا
ہیان یہ نیاز ہے کہ سراپا نیاز ہون		وہان ناز وہ کہ ناز اوٹھایا نہ جائے گا
ہے میری خستگی مری صورت سے آشکار		کچھ داغ دل نہین کہ دکھایا نہ جائے گا
جانے کو خیر جائیے اوس بزم مین ظہیر		حضرت سلامت آپ سے آیا نہ جائیگا
کوے دشمن سے گزرنا کیا لطف		اے وہ رفتار قیامت ہی سہی

ظہیر تخلص سید محمد جان خلف و شاگرد میر یحیی ناظم باشندہ دہلی

بیان حرف موفاؤن کا تھا بسبیل ذکر		ہم نے خدانخواستہ تم کو کہا نہین *
اک دلربا کے کہنے یہ اتنا خفا ہوئے		کچھ جنگجو کہا نہین بد خو کہا نہین
وہ بھی کیا ملک عدم ہے اے ظہیر		ازنفس گلی مین جو گیا آیا نہین

ظہیر تخلص منشی ظہیر الدین بلگرامی خلف محمد حسن صاحب دیوان واسرار کربلا ہین

عادت یہی ہے تیری کیا کر نہین نہین		رہتے ہین یار لوگ تری اس نہین سے کب

ظہیر تخلص شیخ علی بخش خلف شیخ عباد اللہ بلگرامی

بوسہ لیا ہے دزدہ گیسو لگا کے		ہون جرم کا مقر نہین حاجت گواہ کی

ظہیر تخلص حافظ مولی بخش نابینا باشندہ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

کیا گلہ چرخ سفلہ پرور کا		بخت وارون ہے اہل جوہر کا

حرف عین مہملہ

عابد تخلص میر عابد علی کمیدان پلٹن ذوالفقار حیدری ولد میر مہدی باشندۂ

لکھنؤ شیخ امان علی سحر اور میر انیس مرثیہ گو دونون انکو اپنا شاگرد بتلاتے ہین ؎

معلوم تم کو بھی ہو کسی پر جو آئے دل
ناحق ستایا کرتے ہو صاحب برائے دل

مٹی ہوا ہوا پامال ہو گیا
کیا پوچھتے ہو خاک کہون ماجرائے دل

عابد تخلص مرزا زین العابدین ولد مرزا غلام علی بیگ اکبرآبادی

اے صبح شب وصل یہ اندھیر کیا کیا
تو آئی اور اوس مہ سے جدا کر دیا ہمکو

عاجز تخلص سید کاظم علی شاگرد شوق

جان لیکر غم و اندوہ والم نے چھوڑا
مر کے عاجز نظر آئی ہے مفر کی صورت

عاجز تخلص سید اکرام علی تحصیلدار فیروزآباد بن سبحان علی باشندۂ فتحپور ہنسوا

لخت دل سینے سے آنکھون تک ہو بیکار رہگیا
نخل مژگان کے تلے ٹھہرا مسافر دور کا

عاجز تخلص پیرجی شرف الحق کوتوال دہلی

ترے ہجر کا اب علاج اے مسیحا
اگر دیکھتے ہین تو ہم دیکھتے ہین

مدت سے چھوڑ بیٹھا اس جسم ناتوان کو
دم تیرے دیکھنے کو آنکھون مین آرہا ہے

عاجز تخلص مرزا عبداللہ بیگ دہلوی خلف مرزا احمد بیگ شاگرد قادربخش صابر

اللہ اللہ رے نزاکت تری رخ کی ظالم
کسنے دیکھا کہ نشان اوس پہ نظر کا نہ ہوا

روتا ہون تو ہنستے ہین وہ کم ظرف سمجھکر
کرتے ہین خجل مجھکو مرے دیدۂ تر اور

لخت دل صدپارہ ہے ہر نوک مژہ پر
ہے آج تو کچھ رنگ ہے ای دیدۂ تر اور

عاجز تخلص لالہ موہن رام دہلوی

عاجز کچھ احتیاج نہین ہے شراب کی
پر ہے ہمارا خون جگر سے ایاغ دل

عاجز تخلص عارف علی خان اکبرآبادی صاحب دیوان گزرے

ترے برگشتہ مژگان کا خیال آتا ہے یون کہ
کہ دکھنی فوج جون بھالے لیے میدان مین آئے

عاجز تخلص الف خان افغان باشندۂ خورجہ

کیا ہوا اگر چشم ترسے خون ٹپک کر رہگیا
بادۂ گلگون کا ساغر تھا چھلک کر رہگیا

عاجز تخلص میر غلام حیدر دہلوی شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرت مقیم عظیم آباد

سوزش داغ کی میرے جو خبر گرم ہوئی | مہر سر کھولے ہوئے مارے جلن کے نکلا

عاجز زورآور سنگھ کھتری باشندہ دہلی نبیرۂ نندرام مخلص شاگرد نصیر الدین غریب

عاشقون کو ترے اک جا نہین آرام کہین | دن کہین رات کہین صبح کہین شام کہین
شب مہتاب کس کم بخت کو ہجران کی بھاتی ہے | کہ اس سے گرمی روز قیامت یاد آتی ہے

عادل تخلص میر عنایت حسین ولد میر نوروز علی لکھنوی مقیم کلکتہ برادر خورشید محل زوجہ واجد علی بادشاہ شاگرد مرزا محسب علی طوبی یہ شعر اس تذکرہ کو لیے بھیجے تھے

زہے شوق شہادت قلب مشتاق اتنا کہتا ہے | کمان کو تیر کو سوفار کو چلّے کو پیکان کو
الٰہی شکر اتنی تو ہوئی تاثیر آہون مین | کلیجہ تھام لیتے ہین وہ شکر شور و افغان کو
ہمارا آفتاب داغ سوزش پر جو آ جائے | بنا دے رشک تابستان ابھی فصل زمستان کو

عارف تخلص محمد عارف رفوگر کشمیری دہلوی شاگرد نجم الدین ابرو صاحب دیوان گذرا

اس ابر مین بے ساقی و مے جی یہ بنی ہے | ہر بوند کا کھانا مجھے ہیرے کی کنی ہے
دخت [illegible] سے کہہ کر جا کے ملے | ورنہ عارف افیم کھاتا ہے
ہمیشہ دل میں خیال نگار گزرے ہے | ابھی خیال مین لیل و نہار گزرے ہے

عارف تخلص محمد عارف لکھنوی

اوس نور کی مجھکو جستجو ہے | جسکا جلوہ یہ چار سو ہے

عارف تخلص میر عارف علی باشندہ امروہہ شاگرد مصحفی عروض و قوافی مین اچھا دخل رکھتے تھے آخر ایام مین مرادآباد مین سکونت اختیار کی تھی اور شعرگوئی ترک کرکے وعظ و نصائح سے خلق اللہ کو ہدایت کرتے تھے

رات ساری مجھے دونون کی تسلی مین کٹی | ہاتھ دل پر سے اوٹھایا تو جگر پر رکھا
وہ ہوا گرد سے جب وقت سحر آلودہ | تیر خاکی سے نہ مژگان غبار آلودہ

عارف تخلص نواب زین العابدین خان دہلوی خلف نواب غلام حسین خان متخلص بہ مسرور شاگرد شاہ نصیر و اسد اللہ خان غالب سنہ ۱۲۶۸ بارہ سو اٹھسٹھ ہجری مین انتقال کیا شعر انکے اچھے ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا

کیون نہ غیرت سے مرون مین کہ مجھے پردہ نشین
نہ خداوند کو گر پاک منزہ سمجھون
ہماری خاک سے اوسکو کدورت کب تھی یا رب
کہان سے آگئی اسمین تری رفتار کی تیزی
رسوا ہوا تو اہل وفا مین ہوا عزیز
شوخی وہ بھری ہے کہ ذرا حیا نہین باقی
بیٹھکر کس فکر مین تم نے مروڑا دیر تک
سخت شرمائے مین آنا نہ سمجھتا تھا انھین
دیوانگی مین غیر کو دون خاک گالیان
مفلسون کو تو ہے مرنا بھی جدائی مین محال
ابھی انداز پہ ٹھہری جو قیامت آنی
اے پری تیری زبان کی نہین فہمید ہمین
امتحانا وہ مرض کا مرے کرتے ہین علاج
دے چکا ہے ترے بیمار کو عیسیٰ تو جواب
غصے مین اونکو کچھ نہ رہا تن بدن کا ہوش
مجھکو اور آپ کو عالم مین نہ رسوا کیجے
اے غم عشق وہ دل جسکو بغل مین پالا
ہم تو دیوانے ہین مجنون کے کہے جائینگے
نہ تو روزن کوئی سینے مین نہ پہلو مین شگاف
آج کچھ شکل ہے کل اور ہے صورت اپنی
جمع جب تک نہ کیے حرف مقطع ہم نے
بیکسی مین مجھے ہوتی ہے غنیمت وہ بھی
کس تعجب سے اوسے غور سے ہم سنتے ہین

عالم الغیب سے ممکن نہین پنہان کرنا
کب گوارا ہو مجھے تجھ پہ نگہبان کرنا
سکھایا ہے اوسے چلنا اوٹھا کر جسنے دامانکا
کہ چلنا قتل کرتا ہے ہمین شمشیر بران کا
اچھا ہوا وہ حق مین مرے جو برا ہوا
دشوار ہے آنا تری آنکھون مین حیا کا
جا بجا جو آپ کے بند قبا مین بل پڑا
چھیڑنا تھا تو کوئی شکوہ بجا کرنا
اب مانتا ہے کون بڑا میری بات کا
کھائینگے کیا نہ اگر زہر میسر ہوگا
ہے خدا کو بھی کہین کیا تری رنجش پسند
اس سبب اوٹھتی ذرا لذت دشنام نہین
یہ بھی سب ہے فضل خدا جو مجھے آرام نہین
لب جان بخش ترے دیکھیے کیا کہتے ہین
کیا لطف ہے ہمنے شب کو اوٹھائے عتاب مین
آپ ہو رہیے مرے یا مجھے اپنا کیجے
پیوین اوسکا یہ لہو کیون کہ گوارا کیجے
ہین حسین آپ طرفداری لیلی کیجے
دل سے ارمان مرے نکلے تو کیونکر نکلے
عاجز آجائے نہ کیونکر ترا دربان ہم سے
خط مین لکھا نہ گیا حال پریشان ہم سے
کوئی جس وقت مرے سر پہ بلا آتی ہے
کہین آپس مین اگر ذکر وفا آتا ہے

عارف تخلص سید محمد علی ولد سید محمد مجتہد لکھنوی مقیم کلکتہ شاگرد میر نواب مونس یہ شعر اس تذکرہ کے واسطے بھیجے تھے

شوخیٔ دیدۂ محبوب پہ میں مرتا ہوں
سبزۂ گور چراگاہ غزالان ہوگا

عرق ٹپکا جو وقت قتل اونکے روے روشن سے
ہوا دینے لگا ہر زخم تن قاتل کو دامن سے

کبھی اک دم نہ اسنے روشنی تربت پہ انپے دی
ہوا کو کس قدر ہے لاگ میری شمع مدفن سے

عارف تخلص میر جمال الدین خلف میر بدر الدین نواسہ خواجہ باسط شاگرد خواجہ حیدر علی آتش صاحب دیوان گزرے

بہار آئی گلستان میں ہوا پیدا جنون سر مین
چلو صحرا کو دیوانو دم اکتا تا ہے اب گھر مین

مری وحشت کا باعث ان جنونون کی ہے اے آئینہ رُو
وہان زلفین سنورتی ہین جنون بڑھتا ہے یہان سر مین

عاشق تخلص مولوی جلال الدین شعراے قدیم سے ہین

یہ کس کے نوک مژگان سے پڑا ناسور سینے مین
کہ بند ہنے بھی نہ پایا زخم کا انگور سینے مین

عاشق تخلص سید محمود حیدر آبادی

مردمک کھاتے ہے نت خون جگر مین غوطہ
آہ مارے نہ کبھی بحر اثر مین غوطہ

اونکے دانتون کی صفا سے نہ مقابل ہو کے
مارے الماس اگر آب گہر مین غوطہ

عاشق تخلص مرزا محمد رضا خان عرف مرزا بھجو خلف نوازش علی خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد مہدی علی خان کوثر

وصل کی شب ہے مہیا ہین سبھی سامان عیش
آج ساقی بادۂ گلگون بھی ہونا چاہیے

نرگسی آنکھین ہین معشوقون کی اور جادو نگاہ
جنبش لب مین مگر افسون بھی ہونا چاہیے

نازمعشوقانہ سے ہنستا ہے گر اے شوخ تو
غمزدون کے حال پر محزون بھی ہونا چاہیے

عاشق تخلص عاشق بہار ساکن سیالکوٹ

کچھ یاد ہے تمھین کہ وہ سب بھول ہی گئے
جو جو ہوئے تھے میرے تمھارے کلام شب

محفل مین آپ ہنستے رہے دشمنون کے ساتھ
گریان برنگ شمع رہے ہم تمام شب

عاشق تخلص بختی بھولا ناتھ پنڈت فرزند راجہ گوپی ناتھ دیوان سرکار مجد الدولہ

قیس ناداں سراسر نظر آیا مجھکو	جا بیٹھے دشت مین کیون کوچۂ دلدار کو چھوڑ
غیرون کی بغل مین تو مری جان رہا گرم	اس رشک سے آنکھون سے مری خون بہا گرم

عاشق تخلص رام سکھ کھتری شاگرد غلام حسن تجلی ونصیر دہلوی باشندۂ دہلی

حیرت زدہ مین دیکھون ہون یون اوسکو ہر گھڑی	تصویر جیسے دیکھے ہے تصویر کی طرف

عاشق تخلص مہدی علی خان دہلوی نبیرۂ نواب علی مردان خان مرحوم انسے تین دیوان ریختہ مین اور دو دیوان فارسی مین اور چند مثنویان یادگار ہین اشعار اونکے قریب دو لکھہ کے ہونگے

ابر آتا ہے آفتاب چھپا	ساقیا مت شراب ناب چھپا
گو آہ مین اپنی نہین تاثیر سرِ دست	پر ہے یہ بساط اپنی مین اک تیر سرِ دست
دن تو جون تون کے کٹا رات پھر آئی سر پر	آفتِ تازہ خدائی تری لائی سر پر

عاشق تخلص شیخ نبی بخش ولد محمد صالح اکبرآبادی شاگرد نظیر

دام مین لاکر ہمین صیاد پچھتایا بہت	استخوان آیا نظر جب بال اور پر گر گئے
اب اپنا دیکھے سے چبھتے ہین ہو خار ندامت سینے مین	اوس گل کو جو وقت رخصت چھاتی سے لگانا بھول گئے

عاشق تخلص منشی عجائب رائے

جسکی غیرون سے لڑ رہی ہے لگاہ	ہمین اوسکی کٹار نے مارا

عاشق تخلص علی اعظم خان خلف خواجۂ محمدی خان مرید شاہ گھسیٹا عشق آخر ایام مین ترک دنیا کرکے فقیر ہوگئے تھے

روز وشب یار سے ملا کیجے	چین اسپر نہ ہو تو کیا کیجے

عاشق تخلص میر یحیی عرف عاشق علی خان دکھنی

آنکھہ کیون تو نے بھلا ہمسے ملائی پیار سے	بجھہ گئی تھی سو پھر اب آگ لگائی پیار سے

عاشق تخلص میر برہان الدین شاگرد حسن

ہو چکے نہ پاس ہم کبھو اوس گلعذار کے	دام وقفس مین جاتے رہے دن بہار کے

عاشق تخلص منشیر الدولہ محمد علی خان ولد رحمت اللہ خان باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنو

شاگرد میر حیدری مرثیہ گو صاحب دیوان ہین

سر کے تعویذون پہ تیرے مین کہون ہیتی ہی
خوشۂ پروین ہے یہ اے مہربان بالائی سر

عاشق تخلص سید ہدایت علی خان دہلوی احمد شاہ درانی کے سبب جب دہلی مین انقلاب ہوا یہ مرشدآباد مین مقیم ہوئے تھے صاحب دیوان ریختہ و فارسی گزرے

بے دیکھے ترے ایسی ہہین متصل آنکھین
بے نور ہوئین نور نظر تجھسے ملا نہین

عاشق تخلص سدا سکھ

شام سے تا صبح عاشق بس بقول میر آہ
تجھکو بالین پر نہ دیکھا کھو! سو سو بار چشم

عاشق تخلص سید عاشق علی ولد بخشش علی باشندۂ اٹاوہ

کون سلجھائیگا وہ زلف دوتا میرے بعد
کسکو اولجھائیگی یہ کالی بلا میرے بعد

عاشق تخلص محمد عاشق حسین خان بن محمد مشتاق حسین خان باشندۂ آگرہ شاگرد غالب

شور سنکر وہ دریچی سے نظر کرتے ہین
آج نالے مرے ممنون اثر کرتے ہین

عاشق تخلص پنڈت دیارام سابق صدر الصدور بنارس خلف پنڈت رتنچند متوطن دہلی

عاشق اگرچہ یار نہین تجھسے بولتا
بول اوس سے جسطرح سے بنے چھیڑ چھاڑ کر

عاشق تخلص پنڈت شام نراین بن پنڈت رام نراین متوطن دہلی

جو بات بات پہ روٹھے علاج کیا اوسکا
کہان تلک اوسے ہر روز ہم منائینگے

عاشق تخلص منشی بانکے سنگھ مقیم فرخ آباد شاگرد مولوی غیاث الدین رامپوری

لگی ہے جب سے کہ تاک اپنی دختر رز پر
مدام میکدہ کا ہم خیال کرتے ہین

عاشق تخلص عاشق علی

آپ بیٹھے ہین تو کچھ باتین کیا وہ بناتے ہین
پر غور سے جب دیکھو اوپر ہی کی باتین ہین

عاشق تخلص مرزا نظام الدین بن مرزا ولی الدین نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا عالی بخت عالی ستار اچھا بجاتے تھے

روز فراق و جور بتان نالہائے شب
کن کن مصیبتون مین خدایا نہین ہون مین

اوس گل کے گر باغ مین آنے کی خبر ہے   ہر غنچہ لیے ہاتھ مین اک مشت جو زر ہے

عاشق تخلص شیخ محمد جان شاگرد احمد علی کامل وطن انکا فیض آباد مسکن دیومی پرگنہ کوڑا ضلع فتح پور ہنسوا

ہر عضو بدن یار کا ہے کان ملاحت   ہیرے کی کلائی ہے تو بلور کی گردن

عاشق تخلص مرزا رحمت بخش عرف منجھلے مرزا نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

منجھلے نہ دل بتون کا نہ دل غیر کا جلے   نالون کی اب اثر وہ خدا جانے کیا ہوے

عاشق تخلص اقبال حسین خلف منشی نور الدین باشندۂ دہلی شاگرد مرزا غالب

مر کے پردہ رہ گیا عاشق کا یہ اچھا ہوا   دربدر کوچہ بکوچہ مدتون سے خوار تھا
توبہ تو کر چکا ہون مگر کچھ اندنون   دیتی ہے دم بہار کی آب و ہوا مجھے
گر ہماری بندگی ہے نا قبول   تو بتون کی ہی خدائی ہو چکی

عاشق تخلص [illegible] لیان سنگھ ولد راجہ شتاب راے ناظم عظیم آباد صاحب دیوان گزرے

مچایا ہے جگر نے حشر کا سا شور پہلو مین   مگر دیکھا ہے یہ حال دل رنجور پہلو مین

عاشق تخلص نواب والاجاہ عرف چھوٹے صاحب خلف دلیر الدولہ مرزا محمد علیخان عرف آغا حیدر نیشاپوری فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد سرفراز علی قادر

گل مراد کھلا ہے خزان کے جانے سے   چمن چمن ہے شگفتہ مری بہار مین روح
جلد آئیو جواب کا یہان انتظار ہے   آکر یہین پہ کھولیو اسے نامہ بر کمر
بلا چاہ ذقن مین زہر خط مین سم بآفت مین   صفا رخسار مین اعجاز لب مین ناز آنکھون مین
یار در خانہ و ما گرد جہان مے گردیم   عرش و کرسی مین نہ پایا اوسے پایا دل مین
گرم رو ایسا ہوا ہون مین دیوانہ آتش قدم   بنگیا ہر دانہ زنجیر اخگر پاؤن مین

عاشقی تخلص آغا حسین قلی خان خلف آغا علی خان مقیم لکھنؤ وطن انکا خراسان مولد عظیم آباد سکندر آباد مین تحصیلدار تھے

جس سے کہ مین پوچھون ہون مزا عشق کا کیا ہے ـــ رو رو کے یہ کہتا ہے کہ کچہ کہہ نہین سکتا

عاشور علی خان بہادر لکھنوی بن نواب محمد علی خان بن شجاع الدولہ بہادر انکا کوئی شعر سوائے ایک غزل کے جو سراپا سخن مین مندرج ہے سنا نہین گیا اور لکھنؤ کے بہت سے معتمد شاعرون سے سنا کہ یہ خود شعر کہتے نہ تھے صرف اپنے شاگردون کے غزلین بنا دیتے تھے

کعبۂ صدق و صفا مشرقِ انوارِ دل ـــ عالمِ علمِ خفی مخزنِ اسرارِ دل
خضر طریق وفا عیسی معجز نما ـــ برقِ تجلی طور طالب دیدار دل
خاکی و قدسی سرشت نو گل باغ بہشت ـــ آئینۂ حق نما شمع شبِ تار دل
نالۂ قلب سقیم گوہر اشک یتیم ـــ کشتۂ گلگون قبا بزم عزا دار دل

عاصم تخلص صمصام الدولہ خان دوران خان خواجۂ عاصم خلف خواجۂ قاسم ساکن اکبرآباد امراے فرخ سیر بادشاہ مین تھے سنہ گیارہ سو اسی ہجری مین انتقال کیا

نزدیک ہے خزان کا ہووے گزر چمن مین ـــ تو شور کرلے بلبل آوے جو تیرے مین مین

عاصمی تخلص خواجۂ برہان الدین دہلوی خواجۂ عبید اللہ احرار کی اولاد مین سے تھے

چمن کی تخت پر جسدم شہِ گل کا تجمل تھا ـــ ق ـــ ہزارون بلبلون کا شور تھا فریاد تھی غل تھا
خزان کے دن گئے تو کچہ نہ تھا جز خار گلشن مین ـــ بتاتا باغبان رو رو یہان غنچہ یہان گل تھا
صاف دل ہونا بہت دشوار ہے ـــ آئینہ بہی عکس سے خالی نہین

عاصی تخلص منشی امداد حسین خلف سبحان علی خان شاگرد ناسخ

اے عاصی کوچہ گرد تو ہے ـــ دیوانون مین انتخاب نکلا
مین کس کس شعلہ رو کو سینہ صد چاک دکھلاؤن ـــ رہا تھا ایک دل سو جلگیا کیا خاک دکھلاؤن

عاصی تخلص ایک شخص رامپوری کا ہے جسکا کچہ حال معلوم نہ ہوا

کمھلائے ہے گرمی سے نگہ کی وہ گل اندام ـــ اللہ یہ کیا لطف کی نازک بدنی ہے

عاصی تخلص شیخ بنگالی باشندۂ ڈھاکہ

بھلا مین تو برا ہون پر تجھے کچہ پاس ہے ظالم ـــ قسم کا قول کا اقرار کا وعدہ کا پیمان کا

عاصی تخلص نور محمد باشندہ برہان پور دکھن

سمجھے ہین ہم کہ اب کہین تم نے بھی دل دیا
بیٹھے کہین ہو بات کہین اور نظر کہین

عاصی تخلص منشی صدر الدین اکبرآبادی

ہین ترک عشق کرون دے کے جان کو کیونکر
نہ بس مین دل ہے مرا اور نہ اختیار مین روح
جہان مین یہ ملی کیمیا ہمین عاصی
کہ خاک بن کے رہی اپنی کوئے یار مین روح

عاصی تخلص لالہ سالگرام ناظر عدالت فوجداری لکھنؤ

ہنسا کیے وہ رقیبون سے اور مین شب بھر
بسان شمع رہا اشکبار صحبت مین

عاصی تخلص منشی جمعیت رائے نائب سررشتہ دار عدالت فوجداری فرخ آباد خلف لالہ کیسری داس باشندہ اودگر پور

پابند رنج رشک نہ کیونکر ہو دل مرا
کھلوائے بند غیر سے تم نے نقاب کے

عاصی تخلص گھنشام رائے کایتھ مقیم دلی شاگرد نصیر صاحب دیوان گزرے

آپ ہی ٹک اپنے ابروئے پرخم کو دیکھیے
تیغ دو دم کو دیکھیے اور ہم کو دیکھیے
فوارہ کا سا حوصلہ اتنا نہ کیجیے تنگ
چلو بھرے ہی پانی مین گر پھر اچھل پڑے

عاقل تخلص لالہ لچھمن لال عملہ عدالت کلکٹری ضلع الہ آباد

بے نشانی اس چمن مین ہے نشان عندلیب
شہپر عنقا ہے چوب آستان عندلیب
ہے گلستان جہان مین عاقل شیرین سخن
ہمصفیر و ہمنوا ہم داستان عندلیب

عاقل تخلص عاقل شاہ دہلوی آزادانہ وضع رکھتے تھے

صید بھی یہان کچھ نہین اور چھوٹ بھی سکتے نہین
واہ وا اس دام کو اور آفرین صیاد کو

عالم تخلص صاحبزادہ محمد شاہ عالم خلف شاہزادہ غلام محمد ابن ٹیپو سلطان باشندہ ٹالی گنج متعلق کلکتہ شاگرد مولوی نجم الدین حسین نادر

یار کے گویا دہان تنگ مین دندان ہین یہ
غنچۂ گل مین مسلسل دانۂ شبنم نہین
کیا عجب گر نیر آتش بار شاخ گل کی طرح
ہاتھ مین تیرے جو آئے [illegible] [illegible]

عالی تخلص خواجہ عبداللہ عرف عجوجی خلف عبدالشکور شاگرد خواجہ آتش وطن انکا

کشمیر مولد و مسکن لکھنؤ

واہ رے پاس ادب کو سون پھرا ہون دور دور
تا نہ آئے سایۂ دیوار دلبر زیر پا

مذرق اپنا آسیا سا سخت گردش مین ہے
ہے لکھا شاید مرا خطِ مقدر زیر پا

عالی تخلص مرزا عالی بخت بہادر نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا معزالدین ثابت و عبدالرحمن خان احسان

حاضر ہوا جو یار تو قسمت کا پھیر دیکھ
معدوم وہ کمر ہوئی غائب دہن ہوا

آب دم شمشیر کا کسکے ہے بیان ذکر
پانی جو بھر آیا ہے لب زخم جگر مین

عالی تخلص شاہ ابوالمعالی مغفور خلف حضرت شاہ اجمل اجمل صاحب دائرہ الہ آباد ہر دو زبان فارسی و ریختہ مین شعر کہتے تھے

نور تجلی یہ نہین موسی طور پہ ایسا جلوہ کہان ہے
آکے ہمارے نور نظر نے برسے مین کھلائین انکھین

خانہ خراب ہوا اس چاہت کا دن کو چین نہ خواب ہے شب کو
آنکھ لگی اک پل نہ ہماری جب سے تمنے لگائین انکھین

عالی جاہ خلف ارشد نظام الملک کا تخلص ہے نام انکا معلوم نہ ہوا

رات دن اشک سے آنکھون مین تری رہتی ہے
شاخ نرگس اسی پانی سے ہری رہتی ہے

عبادت تخلص مرزا عابد علی بیگ ولد مرزا بخش اللہ بیگ لکھنوی شاگرد امانت

کرتے ہین خون مرزادہ حنائی دکھا کے ہاتھ
ہین قہر کے ستم کے غضب کے بلا کے ہاتھ

مشک ختن کہا تری زلفون کو کر معاف
پڑتا ہون پانون باندھ نہ مجھ پنچ پا کے ہاتھ

عباس تخلص میر عباس تھانہ دار لکھنؤ ولد میر امام الدین لکھنوی شاگرد وزیر صاحب دیوان گزرے

اوتارے قبر مین مجھکو اگر وہ رشک چمن
خوشی سے پھولی سمائی نہ پھر مزار مین روح

محتاج ہین غنی بھی فقیرون کی طرح سے
پھیلے ہین تیرے سامنے شاہ و گدا کے ہاتھ

تصویر نے جو میری کیا چاک پیرہن
بہزاد شرمسار ہوا کیا بنا کے ہاتھ

عبد تخلص عبداللہ دکھنی مصنف مثنوی در المجالس معاصر میر و مرزا

کہون مین کس سے یہ دکھ یار کی جدائی کا
دوا پذیر نہین درد آشنائی کا

عبید تخلص غلام ربانی ہوگلوی اندنون کلکتے مین سکونت اختیار کی ہے راقم کی ملاقاتی ہین

شوخی رنگ حنا مین یہ اثر ہوتا نہین — خون عاشق سے وہ پنجہ رشک حنا ہو گیا
خنجر خونخوار قاتل سے ہم آغوشی ہوئی — کیا مبارک ہمکو ماہ عید قربان ہو گیا

عبرت تخلص میر ضیاء الدین باشندۂ دہلی مقیم رامپور شاگرد نواب محبت خان پدلوت کی مثنوی قریب نصف کے انکی تالیف سے نظر آئی صاحب دیوان گزرے

بیتاب کوئی شے نہین سیماب کے مانند — پر وہ بھی نہین اس دل بیتاب کے مانند
مین مثل کتان چاک کرون جامۂ تن کو — آئے جو سر بام تو مہتاب کے مانند

عبرت تخلص نواب حسن علی خان لکھنوی عرف بڑے مرزا خلف نواب محمد علی خان بن شجاع الدولہ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

تکیے مین دفن مین ہون وہ ہے کوئے یار مین — میرا الگ مزار جدا ہے مزار دل
گرد کدورت آئینہ رو کی مٹی نہ ہاے — ہر چند آب گریہ سے دھویا غبار دل

عبرت تخلص دولت رام خلف راے ہیرالال کایتھ باشندۂ دہلی شاگرد شیخ ابراہیم ذوق

روسیاہی گو اوٹھائی عشق مین ہم نے بہت — لیک مانند نگین نام اپنا روشن ہو گیا
ہر دم صبا سے ہے طلب بوئے زلف یار — لڑتے ہین بات بات مین اتنی ہوا سے ہم

عبری تخلص اسحاق یہودی کلکتہ مین رہتے ہین راقم کے ملاقاتیون مین ہین

اشک سے شیشۂ جگر چشم سے پیمانہ بنے — دیکھیے اب ہمہ تن غیرت میخانہ ہوا

عرش تخلص میر حسن عسکری عرف میر کلو ولد میر محمد تقی میر باشندۂ لکھنؤ پہلے زار تخلص کرتے تھے مشہور ہے کہ انہون نے سرقہ کے بہت سے مضامین ناسخ کے دیوان سے نکالے ہین صاحب دیوان ہین صاحب سراپا سخن محسن علی محسن شاگرد خواجہ وزیر شاگرد ناسخ نے انکو ناسخ کا شاگرد لکھا ہے حالانکہ انکو ناسخ کی شاگردی سے انکار ہے

ٹکڑے ہوتا ہے سر شوریدہ اپنا سنگ سے — بندھتی ہین دستار کی جا پٹیان بالاے سر
حیران ہے چشم جوہر شمشیر دوش پر — تلوار ہے کھنچی ہوئی تصویر دوش پر

کیا وصف فرہ کرتے ہین تاثیر گلے ہین | اڑ جاتے ہین کانٹے دمِ تقریر گلے ہین
گلگیر نے کاٹ کر سر شمع | پروانے سے شب چلی کٹی کی
دنیا مین تلخ زبان ہے عدم مین عذاب ہے | ہر طرح سے غریب کی مٹی خراب ہے

عرشی تخلص منشی عبد الحی ولد منشی رسول بخش مرحوم باشندۂ کاکوری اشعار اردو فارسی انکے نہایت مرغوب ومطبوع ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے واسطے دیے تھے

عذر قتل بےگنہ فرمائین کیا | شرم آتی ہے اونھین شرمائین کیا
زخم خندان کا تو رونا ہی رہا | چارہ گر مرہم کو ہم ہنسوائین کیا
ایک عکس روے رنگین سو بہار | پھول تیرے ہاتھ مین کمہلائین کیا
قبر عاشق محفل دشمن نہین | بیچا بانہ لحد پر آئین کیا
شکایت یون تو لاکھون ہین جفا کی | دوا کیا ہے ستمگر تیری کیا کی
مجھے یاد آگئی صبح شب وصل | بہت کچھ دھوم سنے روز جزا کی
مرے ناخن کو زخم دل سے ہے ربط | عدو کھولین گرہ بند قبا کی
نگاہ ناز دشمن واسے قسمت | غضب الٹی چھری ہم پر چلا کی
تبسم سے تمہارے بلبلون پر | ہنسی ہونے لگی آخر چمن کی
فراست طبعی سے سودا ہوا کی | تجھے کیسی وحشت رہی عاقلون سے

عرفان تخلص مولوی [illegible] سید قربان علی متوطن بریلی مقیم شمس آباد

نہ کیون سرسبز ہو سودا [illegible] الفت کا | نہال عشق سینچا ہمنے آب چشم گریان سے

عرفان تخلص سید عباس [illegible] تھے

تیر برسا [illegible] | [illegible] شاید یہان بالا ہی سر
یہ خال نہین [illegible] | [illegible] لالی سے تلوار کے نیچے
لب جانان کی جنبش صاف اعجاز [illegible] | [illegible] اوسکا غنچہ تصویر گویا ہے
صفاے تن سے یہ عالم ہے [illegible] | [illegible] سے یہ چادر مہتاب میلی ہے

عروج تخلص احمد حسن خان خلف منشی محمد حسن خان شاگرد رشک وطن انکا قصبہ اسیون مسکن کانپور

لپٹا جو شب وصل مین سینے سے تمھارے	کیا پھوٹ کے رویا یہ پھپھولا مرے دل کا
کیون توڑتے ہو تم خلش داغ محبت	اتنا بھی ترے چھوٹا نہین کانٹا مرے دل کا
لو نام خدا شعر بھی کرنے لگے موزون	اب اور بھی پہلو نہ بچے گا مرے دل کا
راز اشارون مین ہی سمجھاتی ہین کیا کیا آنکھین	لب تقریر مین اوس شوخ کی گویا آنکھین

عزت تخلص نواب نیاز علی خان باشندہ دکھن شاگرد حافظ ضیغم کلکتہ مین رہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین

حسن دو روزہ یہ نازان ہی عبث اے گلرو	ایک دن ہوگی خزان تیری بہار آپسے آپ

عزلت تخلص سید عبد الولی خلف شاہ سعد اللہ سورتی بڑے فاضل تھے دہلی و لکھنؤ کی سیر کی تھی عالمگیر بادشاہ انسے بہت اعتقاد رکھتا تھا اور علی وردی خان مہابت جنگ کے مرنے کے بعد یہ حیدرآباد کو گئے تھے صاحب دیوان گزرے

بجز رفاقت تنہائی آسرا نہ رہا	سوائے بیکسی کوئی بھی اب مرا نہ رہا
بہار آئی چمن مین غل ہے بلبل کے صفیرونکا	جدا ہے ہر گلی مین شور زنجیر اب اسیرونکا
پھر آئی فصل گل اے یار دیکھیے کیا ہو	جنون کا دل مین چھپا خار دیکھیے کیا ہو
شانہ اوس زلف مین پھرتے یہ سچا کہتا تھا	بات کہتے ہی شب وصل چلی جاتی ہے
تجھ پر فدا ہین سارے حسن و جمال والے	کیا خط و خال والے کیا صاف گال والے
تنہا جو مین چلا طرف وادی جنون	زنجیر پاؤن پڑکے مرے ساتھ ہو گئی

عزیز تخلص بھکھاری لال دہلوی شاگرد خواجہ میر درد سنہ ۱۱۶۶ گیارہ سو چھیاسٹھ ہجری مین الہ آباد مین تھے

ایسا ہے لعل لب کا ترے یار رنگ سرخ	یاقوت جسکے آگے لگے ایک سنگ سرخ
کرے نہ یار اگر دل کو صاف کینے سے	عزیز موت بھلی پھر تو ایسے جینے سے
ملین کیونکر بھلا اوس شوخ طفل لاابالی سے	کہ سوتے سوتے جو چونکے ہے تصویر نہالی سے

جو دم کہ ادلتا ہے وہ ہے تیر ہوائی | جو سانس کہ پلٹے ہے سو برچھی کی انی ہے

عزیز تخلص عزیز اللہ دکھنی شعرائے قدیم سے ہین

ایسے بیدرو سے کیون دل کو لگایا ہمنے | عشق مین جسکے کبھو چین نہ پایا ہمنے

عزیز تخلص شیونا تھہ مہاجن دہلوی

لیا دل اک نگہ مین دلربائی اسکو کہتے ہین | کیا بیگانہ سب سے آشنائی اسکو کہتے ہین

عزیز تخلص نواب عبد العزیز خان خلف نواب محمد سعادت یار خان نبیرۂ حافظ الملک حافظ رحمت خان بہادر والی روہیلکھنڈ عدالت دیوانی فرخ آباد مین وکالت کرتے ہین شعر خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

نظارۂ جمال سے سرشار ہو گیا | مجھکو شراب شربت دیدار ہو گیا
فرقت مین جان بھی نہ بدن سے نکل سکی | یہ سہل کام ضعف سے دشوار ہو گیا
نام رکھینگے وہ ہم لینگے اگر نام جفا | بات شکوہ کی کہینگے تو شکایت ہوگی
آمد یار سے خوش ہے دل ناتجربہ کار | نہین واقف کہ قیامت دم رخصت ہوگی
کرین سوال نکیرین کس سے بعد فنا | بدن مزار مین ہے روح کوے یار مین ہے
عجب مزے سے گذرتی ہے میکشون کی عزیز | پیالہ ہاتھ مین مینا ہے کنار مین ہے

عزیز تخلص لالہ دیبی پرشاد بن لالہ لکھن لال باشندۂ شاہجہانپور مقیم فتحگڈھ

آتا ہے یہ بھی شام جدائی مین اپنے کام | ہر داغ دل چراغ ہے شبہاے تار کا

عزیز تخلص راجہ یوسف علی خان رسالہ دار مخاطب بہ اعتماد الدولہ ولد غلام رضا خان ہمشیرہ زادہ سعید الدولہ علی محمد خان شاہ اودھ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے تھے وطن انکا دہلی مولد ومسکن لکھنؤ صاحب سراپا سخن نے انکو مولوی محمد بخش شہید کا شاگرد لکھا ہے لیکن انھون نے راقم سے آتش کا شاگرد رہنا بیان کیا تھا واللہ اعلم بالصدق والصواب

بعد رسوائیون کے یار نے پوچھا تو کیا | ساری دنیا سے برا ہو کے مین اچھا ٹھہرا

نکیلی و ضمون کا پھر دم بھرے مگر پہلے
جوانی سخت دلونکے مزے سے خالی ہے
ثمر گانون پہ بن جاتے ہین گل لخت دل آکر
باغ مین فصل بہار آئی خوشی ہے تو یہ ہے
دن مین سو مرتبہ بے وجہ رلا دیتے ہین
سیر گردون تجھے دکھلائے وہ ملکی ہستی
مرتے ہین تنگ دہانی پہ کسی گلرو کے
کاندھا دینا ہے پڑا لاشہء عاشق کو ضرور
حشر ہو جائے پلٹ جائے بلا سے دنیا

کرے ہمارا سا پیدا دل وجگر رگ سنگ
بہار مین بھی نہ ہو زیر نیشتر رگ سنگ
پلکون کو بنا دیتی ہے پھولون کی چھڑی ہم
عاشق گل ہون تمنا جو مری ہے تو یہ ہے
اور تو کچھ نہین بس انکو ہنسی ہے تو یہ ہے
آزمائے فلک پیر مری ہے تو یہ ہے
کیا بتائین سبب کم سخنی ہے تو یہ ہے
پہلی آفت مرے نادان پہ پڑی ہو تو یہ ہے
تم کسی طرح سے آجاؤ اجی ہو تو یہ ہے

عزیز تخلص منشی عبد العزیز رائطیر ہلمتہ آفیس شہر کلکتہ ولد منشی کرامت اللہ شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ وطن انکا جس مولد و مسکن و جاے تربیت کلکتہ طبیعت انکی شعر گوئی سے نہایت مناسب ہے شعر اچھا کہتے ہین عرصہ قلیل سے شعر گوئی شروع کی ہے صاحب دیوان ہین

پیا ہے جسنے پانی یار کے چاہ زنخدان کا
نہین ہے خط عذار آتشین پر شمع رویون کی
گمان شمع میرے خون کے خوارے یہ ہوتا ہے
دل مقید ہو گیا زنجیر زلف یار کا
دونون رخسارون کا تیرے نور جیسے ماہ و شمس
اوس شوخ پر جفا پہ کسی کا جو آئے دل
چاہ غم مین دل ڈبو بیٹھے ہین ہم
یارب کٹینگی ہجر کی راتین یہ کس طرح
ذرہء افشان نہین ہین زلف عنبر فام مین
وہ شوخ فتنہ خواو لٹے چہرے سے نقاب اجی

خضر ہوئے وہ کب محتاج تیری آب حیوان کا
سمندر اب ہے پروانہ چراغ مہر تابان کا
بنے پروانہ ہر جوہر تری شمشیر بران کا
طوق گردن مین پڑا ہے ابرو خمدار کا
ماہ کامل ایک ہے مہر منور دوسرا
صدمے ہزار لاکھ جفائین اوٹھائے دل
زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے ہین ہم
پہلو مین جلوہ گر جو وہ رشک قمر نہین
تارے چھٹکے ہین مقرر یہ سواد شام مین
ستم ہو قہر ہو محشر بپا ہوا ور قیامت ہو

رہون مین سایہ داماں پاک لطف احمد مین — سوا نیزے پہ جسدن یا خدا مہر قیامت ہو
زلف سیہ نہ روے مصفا پہ چھوڑ دے — شام خزان نہ کیجیے صبح بہار کو
کرتے ہین یون مریض محبت کا وہ علاج — دیتے ہین زہر گھول کے مجھکو دوا کے ساتھ
مثل پروانہ نہ کیونکر رشک سے ہم جل بجھین — حیف وہ مہر چراغ خانۂ بیگانہ ہے
خواب مین ہمکنار دلبر تھا — مجھکو ہے نیند سے جگا دیا کس نے
تعجب سب کو ہے اس فکر مین سارا زمانا ہے — مہ نو ابر مین ہے یا کہ ان زلفون مین شانا ہے
وہ گنج حسن آیا ہے عزیز اب اپنے قبضے مین — مرے پیش نظر گویا مال قارون کا خزانا ہے
آج سر خنجر براں سے جدا ہوتا ہے — مجھپہ قاتل کا جو حق تھا وہ ادا ہوتا ہے

عزیز تخلص مولوی محمد عبد العزیز خلف مولوی امام بخش صہبائی مرحوم مقیم دہلی

نہین ہے رحم و مروت جو تجھ مین خیر ہو — ذرا خدا ہی کا کچھ تیرے دل مین ڈر ہوتا
خدا نخواستہ کیا اوس سے ہو گیا انکار — عزیز کعبہ اگر کوچۂ بتان ہوتا
یک قلم کیونکہ تمنا کو مٹا دون ظالم — اک خدا ٹھہر گیا مین کوئی بندا نہ ہوا
کج فہمیون سے خلق کے دکھا کہ کیا ہوا — منصور کو حریف نہ ہونا تھا ترانہ کا
ہم عاصیون کا بار گنہ سے جھکے ہے سر — اور خلق کو گمان ہے ہم پر نماز کا
وہ نہین لطف وہ وفا ہی نہین — تو تو گویا کہ آشنا ہی نہین
تیری اس شوخی رفتار سے نکلی باہر — خاک ہو کر جو تھی اک دل مین تمنا باقی

عزیز تخلص مرزا عزیز الدین شاگرد عبد الرحمن خان احسان شاہ عالم بادشاہ کی اولاد مین تھے

تو جو تیغہ کو ادھر قاتل اوٹھا کر رہ گیا — مین ادھر حسرت سے سر اپنا جھکا کر رہ گیا
مین یہ حیران ہون عزیز واہ یہ کیا ہو گیا — بیٹھے بیٹھے عشق کا آزار کیسا ہو گیا

عزیز تخلص مولوی عزیز الدین باشندۂ فریدآباد دہلی مین نشو نما پائی تھی

یا سمجھتے تھے کبھی گھر کو ترے گھر اپنا — یا گذار نہین ہوتا ترے در پر اپنا
عالم مین اسے عزیز نسیم و صبا کے ہاتھ — کیا کیا اوڑی نہ خاک ہمارے غبار کی

عزیز تخلص نواب یوسف علی خان

اب خاک گل خون سے کرون ارتباط و عشق — وہ دل نہین وہ دماغ نہین وہ جگر نہین
نے تو رفو کی جا ہے نہ مرہم کا ہے مقام — کوئی علاج زخم دل اے بخیہ گر نہین

عزیز تخلص مہاراج سنگھ قوم کایتھہ باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر دہلوی انھون نے دیوان نصیر دہلوی کو جمع کیا ہے

جام مے گلرنگ سے واقف نہین ساقی — غنچہ کی طرح پیتے ہین خون جگر اپنا
پہلے ہی کشتہ تھے ہم اوس نرگس مخمور کے — بس یہ کافر اور یہ سرمہ کا دنبالہ بنا
بیچئے نقد دل کبھی جو ایک بوسے بھی نہ دے — اے عزیز اوس جنس برسے کس طرح سودا بنے

عزیز تخلص مرزا یوسف علی خان باشندۂ بنارس شاگرد مرزا نوشہ غالب دہلی کے اسکول مین معلم ہین انسے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی انیس و دبیر کے مرثیون مین بہت سی غلطیان نکالی ہین اور اونکے بہت سے مرثیون کا جواب لکھا ہے

بدطالعی سے نیک نہو گا مآل کار — بگڑے مین کوئی کام بنایا نہ جائے گا
ناصح کی ناتوانی مین ہم سنکے کیا کرین — سر اونکے آستان سے اوٹھایا نہ جائیگا
ہم یہ کہ اپنی مرگ کو تم بن طلب کرین — تم وہ کہ ہمکو تم سے بلایا نہ جائے گا

عزیز تخلص شیخ محمد علی ولد شیخ عاشور علی حضرت سلیم چشتی کی اولاد مین تھے

گردش نے جام چشم کے بدمست کر دیا — ساقی ہمارے پاس سے مینا اوٹھائیو

عسس تخلص بدرالدین دہلوی انکا سارا کلام اسی انداز کا ہے

کیون بے اوتقے چلاتھا کیا یہ جھگڑ رات کو — کسلیے آیا تھا تیرے گھر وہ مکڑ رات کو

عسکر تخلص عسکر علی خان بنگالی

روئے نرہا نام کو نم چشمون مین — آبرو کیونکہ رہے گی مری ہم چشمون مین

عسکری محمد حسن کہین برادر و شاگرد نادر حسین ہاشمی مقیم کالپی

چھوٹا نہ عسکری کبھی دل اوسکے دام سے — زلف اوسکی اک نمونہ ہے قید فرنگ کا
بیٹھے ہین چپ کچھ آپ کا اسمین ضرر نہین — نالہ نہین فغان نہین کچھ شور و شر نہین

عسکری نے لی جنون مین جانہ دلبر کی راہ	ایسے مطلب کی نہ سوجھے گی کسی ہشیار کو
آمدِ گل ہے طرب ساز صبا پھرتی ہے	بلبلو مژدہ کہ گلشن کی ہوا پھرتی ہے

عشاق تخلص ایک ہندو شاعر قدیم کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

سر سبز خط سے اور ہوا حسن یار کا	آخر خزان نے کچھ نہ اوکھاڑا بہار کا

عشرت تخلص میر غلام علی باشندہ بریلی شاگرد مرزا علی لطف انھون نے بہادرت کی مثنوی کو جو عبرت سے رہگئی تھی ۱۲۱۱ بارہ سو گیارہ ہجری مین باتمام پہونچایا صاحب دیوان گزرے

بسانِ جام خالی پھوڑ ڈالون چشم پرخون کو	نہ دیکھون گر صراحی دار اوس مخمور کی گردن
غیرون سے ہنسا وہ جو مرے سامنے عشرت	کچھ بس نہ چلا دیکھ کے آنسو نکل آئے
شبِ وصال مین دل پر قلق ابھی سے ہے	سحر ہے دور مرا رنگ فق ابھی سے ہے
ہنوز دفن ہوا بھی نہین ترا بسمل	کہ زلزلہ مین زمین کا طبق ابھی سے ہے

عشرت تخلص مرزا اکبر علی لکھنوی صاحب دیوان ہین

لخت دل کو ملکے تلوون سے کہا قاتل نے یون	لعل کا پیدا ہوا ہے اپنے معدن زیر پا

عشرت تخلص مرزا کلن دہلوی خلف مرزا حیدر شکوہ داماد و شاگرد مرزا پیارے رفعت

خاک ہونا بھی ہوا حق مین ہمارے کیمیا	ورنہ دامن تک پہونچنا اوس فلک دشوار تھا
کر دیا آسان بس تیری نگاہِ قہر نے	ورنہ مرنا سخت جانی سے بہت دشوار تھا
تن سے بھی اوتر کر نہ گرا یون پڑا و سکے	کیا کیجئے قسمت ہی بُری ہے مرے سر کی

عشق تخلص حضرت شاہ رکن الدین دہلوی عرف شاہ گھسیٹا نبیرۂ شاہ فرہاد معاصر سودا عظیم آباد مین سکونت اختیار کی تھی صاحب کمال تھے صاحب دیوان گزرے

تیر کے نام پر تڑپتا ہے	اسطرح کا کہین جگر دیکھا
دیدۂ دل جو کر کے وا دیکھا	حرم و دیر مین خدا دیکھا
اوسکے دامن تلک نہ پہونچے ہم	خاک مین آپ کو ملا دیکھا
دشت تجھکو قسم ہے مجنون کی	عشق سا بھی برہنہ پا دیکھا

خانمان کر چکا ہون مین برباد
تو بھی وہ میرے گھر نہین آیا

مہربانی کرو تو عیب نہین
کام تو اب پیام سے گزرا

ہنسنے تو خاک بھی دیکھا نہ اثر رونے مین
عمر کیون کھوتے ہو اے دیدۂ تر رونے مین

کیا کیا جفائین ظالم ہم نے تری سہی ہین
لیکن شکایتون سے لب آشنا نہین ہے

عشق تخلص شاہ غلام علی خلف شاد لخان متوطن و مقیم فرخ آباد

عشق تم نے تو بہت عشق مین غوطہ کہائے
کہین ڈوبے کہین اوچھلے کہین جا کر نکلے

عشق تخلص میر محمد علی حیدر آبادی

بسان مردمک چشم جو ہین اہل نظر
قدم کو رکھتے ہین کب اپنے گھر سے وہ باہر

جو صاف طبع ہین وہ ہرزہ گرد کب ہوون
کہین جگہ سے بھی جنبش کرے ہے آب گہر

عشق تخلص حکیم عزت اللہ خان دہلوی خلف حکیم میر قدرت اللہ خان قاسم شاگرد حکیم ثناء اللہ خان فراق صاحب دیوان گزرے

نہ پوچھو ضعف سے تار نگہ مین اے مردم
ہر ایک اشک کا منکا ہے ہم کو سومن کا

ترا اے صانع تقدیر ہم نے کیا بگاڑا تھا
کہ اوس نازک بدن کا دل بنایا سنگ خارا سا

لیا جو ایک مین بوسہ تو کیا اے یار ہوا
خفا نہ ہو ترے صدقے گیا نثار ہوا

زنجیر بپا دست بسر داغ بدل ہاے
اے شوخ یہ ہے تیرے گنہگار کی صورت

کیونکر آوے نہ مجھے اب کمر یار پسند
فکر باریک ہے اور معنی دشوار پسند

چشم پر خون مین ہے لخت دل بیتاب ہنوز
ایک جا جمع ہین یہان آتش و سیماب ہنوز

دل بیتاب تو لے جائے ہین زلف یار
لیوینگے بال بال کا تجھسے حساب ہم

سبز خط کی دل سے الفت ہم اوٹھا سکتے نہین
جو خدا نے لکھدیا اوسکو مٹا سکتے نہین

تم غیر کے گھر بیٹھ کے دل شاد کروگے
ہم کون ہین صاحب کہ ہمین یاد کروگے

عشق تخلص شیخ غلام محی الدین ساکن میرٹھ مبتلا بھی تخلص کرتے تھے صاحب دیوان گزرے

پھر اگئین کہین اپنی تو آئینہ دار چشم
قسمت مین کسکی ہے ترا دیدار دیکھنا

وان بر سر فساد ہین رندان بادہ نوش
اے محتسب نہ جائیو میخانہ کی طرف

تجھے اے کافر بدکیش ظالم کچھ نہ رحم آیا
ستمگر نا مسلمان سنگدل سب کچھ کہا ہمنے

دل کا تختہ ہے مرا جون گل کاغذ کا چمن
یہان بہار ایک ہی جھٹکے مین خزان ہوتی ہے

عشق تخلص سید حسین مرزا مرثیہ گو عرف آغا سید خلف و شاگرد محمد مرزا انس باشندۂ لکھنو صاحب دیوان ہین

آرزو یہ ہے کہ ترے تیغ کا چلنا دیکھین
داغ سودا ہوئے ہین خشم تمنا سر پر

تڑپ رہا ہے دل بیقرار پہلو مین
کہ برق کوندتی ہے بار بار پہلو مین

عشق تخلص آغا رضا ولد مرزا مہر علی لکھنوی شاگرد آتش

آنکھونسے یون لگاتا ہون اوس گلبدن کے پاؤن
جسطرح کہ پوجتے ہین برہمن سکے پاؤن

عشقی تخلص ایک شخص مرادآبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کوئی پوچھے گلچہرہ کوئی سرو روان ہے
دیکھا تو یہان ایک نہ ایک آفت جان ہے

عشقی تخلص شیخ الہی بخش ولد شیخ محمد بخش باشندۂ کانپور شاگرد رشک

بال بکھرے نہین اے جان تمہاری سر پر
آتش حسن جبین سکے ہین شرارے سر پر

وحشی چشم سیہ جا ٹکینگے صحرا کو اگر
ہرن آنکھون پہ جگہ دینگے چکارے سر پر

عشقی کی غرض مانیئے انہین برائی کیا
اچھا نہین داغ یہ اچھا نہین داغ

جسنے دیکھا صورت سنبل پریشان ہوگیا
اوڑگئی جمعیت دل واہ رے تاثیر زلف

عصمت تخلص امجد علی خان ریختی گو خلف حسین علی خان باشندۂ لکھنو شاگرد محمد علی خان

لله الحمد ہوا مرکے عزیز دلہا
دوش احباب پہ جاتا ہے جنازہ میرا

عطا تخلص محمد عطا حسین معاصر شہیدی ایک مثنوی انسے یادگار ہے

لب سے نکلے نہ کیون سخن شیرین
شہد ہین اوسکے زبان پر ہاکی سے ہے

ہنس رہے ہین کہڑے جو تربت پر
اونہین پر ہمنے جان فدا کی ہے

عطش تخلص شیخ احمد جان ولد شیخ محمد بخش باشندۂ ڈہاکہ شاگرد میر امیر علی آشنا و غلام حیدر مجیب راقم کے ملاقاتی ہین

قریب اوج کی گردش یہان پستی دکھاتی ہے
رہا زیر فلک جو کوئی بالاے زمین آیا

پھونک دی ہی ٹھنڈی آہون نے سراپا تن مین آگ
لگ گئی دود چراغ کشتہ سے دامن مین آگ

بڑھاتا ہے فلک ادنی کو اعلی کو گھٹاتا ہے
ترقی ہے مہ نو کو تنزل ماہ کامل کو

کہان آسودگی دل کو ہوئی دیدار قاتل سے
دہان زخم مرنے پر بھی وا ہین چشم بسمل سے

جھک گیا ہون ضعف سے آوارہ بی تاثیر ہے
اے عطش بے پر ہے جو اپنی کمان کا تیر ہے

کہتے ہے موج بحر عطش زور شور سے
پنہان ہر اک حباب کے دریا بغل مین ہے

عریان ہے تیغ دیکھیے کسکی کھلین نصیب
وہ کہنیون تک آستین اپنی چڑھا چلے

عظمت تخلص میر عظمت اللہ باشندۂ بریلی خلف میر عزت اللہ جذب شاگرد مومن خان اپنے والد ماجد کے ساتھ بہت سے ملکون کی سیاحت کرکے دہلی مین سکونت اختیار کی تھی

نام عظمت ہے نہ شوکت نہ شکوہ
کیا ہی اس نام سے گھبراتا ہون

عظیم تخلص مرزا عظیم بیگ متوطن توران باشندۂ دہلی شاگرد حاتم و سودا ۱۲۲۱ بارہ سو اکیس ہجری مین رحلت کی صاحب دیوان گزرے

گل چشم خونفشان سے گلزار پیرہن تھا
دامن کا تھا جو تختہ اک تختۂ چمن تھا

شب جو بزم غیر و یان مین ہوا اوس مہ کا گذر
جون چراغ خانۂ مفلس ہر اک خاموش تھا

تقریر سرگذشت نہ پوچھو کہ خامہ وار
آتا ہے گریہ ہر سر حرف بیان پر

فوارسان بلند ہے جنکا کہ حوصلہ
دریا دلون کو مارے ہین تنگی مین دھار پر

بھڑکا ہے دیا آہ نے دامان شفق کو
اے چرخ سنبھلنا کہ لگی متصل آتش

روشن دلون کو کور سوادون سے ہو نہ ربط
کیا آئینہ کو دیدۂ تصویر سے غرض

حاجت شرح و بیان رکھتے نہین رمز فہمید
واقف ہر نیک و بد ہے گو ہے خاموش آئینہ

مین کیونکہ تجھسے کہون حال دل کہ مثل تفنگ
صدا نکلنے کے آگے دہن مین آگ لگی

سرخ یہ کیا ہے یارب یا ستارۂ آتشین
یا کسی عاشق کا خون اوسکے گریبان گیر ہے

کس نگاہ مست کا زخمی ہون یارب مین کہ اب
جاے خون ہر زخم سے جاری شراب ناب ہے

جلتی ہے شمع سوز سے میرے زبان کلک
ہر دم ملی ہے لی جو سیاہی دوات سے

عظیم تخلص مرزا علی

تجھسا کوئی دنیا میں جفاکار نہیں ہے
بیرحم و جفا پیشہ و خونخوار نہیں ہے

عظیم تخلص ایک شخص کا ہے جنکا حال معلوم نہوا

کچھ تنگ میں نہیں آتا ہے بجز جلوۂ یار
جب کہ ہم دل میں عظیم اپنے نظر کرتے ہیں

عقیل تخلص مرزا وزیر حیدر عرف آغا مرزا ابن مرزا احمد علی بیگ باشندۂ فرخ آباد

غصہ ایسا اوسے سنکر مرے فریاد آیا
کہ چھری لیکے وہیں ذبح کو جلاد آیا

علوی تخلص مولوی عبد اللہ خان مرحوم دہلوی مصنف انشاے صفیر بلبل و صحبت نامہ علوی وغیرہ کتب کثیرہ نظم و نثر شمس آباد میں ۱۲۶۳ بارہ سو ترسٹھ ہجری میں انتقال کیا زبان فارسی میں کمال رکھتے تھے احیاناً کبھی اردو شعر کہتے تھے

مضمون کا فکر کیا کریں اوسکے سخن میں ہم
گم ہیں خیال تنگی کنج دہن میں ہم
کیا دم تھا کل جو دے گئی یار بسیم صبح
غنچہ کی طرح پھول گئے پیرہن میں ہم
دل غم سے تنگ سینہ سراپا الم سے خون
لائے ہیں بخت غنچہ مگر اس چمن میں ہم

علی تخلص مرزا علی قلی دہلوی شاگرد سرب سنگہ دیوانہ صاحب دیوان گزرے

جدائی میں تری ہم کیا کہیں کسطرح جلتے ہیں
بجائے مو بدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں

علی تخلص علی محمد خان وطن انکا افغانستان مولد و مسکن مرادآباد

وہیان میں لاتے ہیں جب اوبھری کسیکی گات ہم
مارتے ہیں تب وہیں چھاتی پہ دونوں ہات ہم

علی تخلص مرزا محمد علی خان ولد مرزا احمد بیگ معروف مرزا جان طپان دہلوی انکا مولد و جاے تربیت کلکتہ اپنے والد ماجد سے کسب سخن کیا تھا لیکن لکھنو میں جاکر خواجہ وزیر وزیر سے بھی دو چار غزلوں میں اصلاح لی تھی راقم کے دیکھتوں میں ہیں ۱۲۷۶ بارہ سو چھہتر ہجری میں مدینۂ منورہ کو ہجرت کر گئے شعر اچھا کہتے ہیں صاحب دیوان ہیں یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

ناکامی ہی باعث ہے مری ناموری کا
پیدا وہ ہنر میں نے کیا بے ہنری کا
شدت نہ ہو وحشت کی اگر دیکھ لیں تجھ کو
پردہ ترا باعث ہے صنم پردہ دری کا
شیوۂ مہر کبھی عادت ایام نہیں
اس سے امید وفا جز طمع خام نہیں

حرکت گر نہین اللہ کو عاشق کی پسند — جاری دیوانون پہ کیون شرع کے احکام نہین

سمجھے غنیمت علی آدمی وجود کو — دل سے کرے در گزر رفت کو اور بود کو

تو مجھ سے صاف ہے تو مرا دل ہے آئینہ — لے دیکھ آئینہ کے مقابل ہے آئینہ

کیونکر نہ اکتساب سے ہو قلب ماہیت — دیکھو جلا سے ہوتی ہی سبل ہے آئینہ

خاک پاے بتان سے ہین تن — کم نہین ہے الوپ انجن سے

طلاطم مین ہمیشہ کشتی عمر روان دیکھی — حباب ہے قلزم طوفان کنار گور ساحل ہے

زمانہ وہ گیا گزرا نہ وہ تم ہو نہ وہ ہم ہین — نہ وہ سن ہے نہ وہ دن ہے نہ وہ تاب طاقت دل کی

اے علی کیون نہ ہوا امید قوی بخشش کی — کہ نبی اپنا کریم اور خدا عادل ہے

علی تخلص حکیم حیدر علی ولد حکیم میر قربان علی باشندۂ ڈھاکہ شاگرد راقم بڑے ذہین تھے انسے ایک چھوٹا سا رسالہ مونثات سماعی کے بیان مین یادگار ہے

دم توڑتے ہین اپنا شب ہجر مین ہمدم — رہ رہ کے جو دہیان آتا ہے اوس عہد شکن کا

کرلیتے ہین تکلیف بھی غربت کی گوارا — یاد آتا ہے جو ظلم ہمین اہل وطن کا

کیونکر نہ علی طفل کو ہو پیاس مین تسکین — شیرین ہے عسل سے بھی لعاب اوسکے دہن کا

علی تخلص میر ولایت علی مرثیہ گو ابن میر قربان باشندۂ فرخ آباد

زلف پیچان اون کی بل کھاتی رہی — عاشقون پر اک بلا لاتی رہی

علی تخلص مولوی امانت علی بیشتر فارسی کہتے تھے مدتون سیاحت کی تھی

یون تو سب کچھ لکھا پڑھا تھا وے — ہم ترے عشق مین بھلا بیٹھے

علی تخلص میر قطب علی بن میر امیر علی باشندۂ دہلی شاگرد عبد الکریم سوز

آخر آخر ترے رونے سے اوٹھینگے طوفان — اسکا انجام نہین دیدۂ پرنم اچھا

کل تو علی کا حال بہت ہی تباہ تھا — کیا گذری آج اوسپہ خدا جانے کیا ہوا

دل تنگ کیے دیتی ہے اول تو اسیری — اور اوس پہ قفس تنگ ہے صیاد غضب ہے

علی تخلص حکیم محمد علی تاجر ولد حکیم غلام حیدر لکھنوی شاگرد جرأت راہ مدینہ منورہ مین راہی ملک عدم ہوئے

آمد آمد جو سنی تیرے نظر بازون نے — شوق مین دید کے باہر نکل آئین آنکھین

علی تخلص حافظ نواب علی بہادر رئیس باندا ولد نواب ذوالفقار الدولہ شاگرد شیخ امام بخش ناسخ

منیر صاحب دیوان و مثنوی مہر و ماہ مین

خیال زلف مین ہے رخ بحساب مین روح — بلا مین ہے دل آشفتہ پیچ و تاب مین روح

ہمین سمجھتے ہین اس رنگ سرخ کیسے ہو کو — عتاب چہرے سے ظاہر ہے پیار ہے دل مین

بغیر ابر کے برسے نہ جائیگی گرمی — رولاؤ شوق سے مجھکو بخار ہے دل مین

علی احمد تخلص مولوی محمد علی احمد خان خلف مولوی غوث علی خان مرحوم نامی زمیندار

و تاجر فیل ضلع سلہٹ راقم کے دوستون مین ہین احیاناً فکر شعر کرتے ہین اور کلام اپنا

راقم الحروف کو دکھلاتے ہین

پھرون ہوتا نہین زانو سے جدا سر اپنا — دہیان آتا ہے جو ایجان ترے زانو کا

چین آتا نہین جو تجھکو علی احمد آج — یاد مژگان ہے کہ کانٹا ہے ترے پہلو کا

ہووے جبتک کہ نہ برباد غبار عاشق — دامن پاک صنم تک ہے رسائی مشکل

علیل تخلص شیخ نصیر الدین دہلوی

ابکی اچھے نہین ہونے کے علیل — سخت بیمار ہو ہم جانتے ہین

علیم تخلص میر فضل حسین ولد میر جعفر علی باشندۂ لکھنؤ مقیم مٹیا برج شاگرد مظفر علی

ہنر یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

اے مسیحا مجھے اب کون بھلا پوچھے گا — موت کو جس سے ہو پرہیز وہ بیمار ہون مین

بار عصیان سے اوٹھے گا نہ مرا سر اصلا — مجھسے تقصیر بھلا پیش خدا کیا ہو گی

بیٹھے بٹھلائے لیا زلف کا سودا سر پر — اب کوئی اور بلا اسکے سوا کیا ہوگی

جان دینے کو ہون تیار تری الفت مین — اس سے ایجان جہان بڑھکے وفا کیا ہوگی

علیم تخلص شیخ علیم الدین بن امام الدین باشندۂ راجگیر ضلع فرخ آباد

عمر عصیان مین کاٹی اپنی علیم — عاقبت کی ہمین خبر نہ ہوئی

عمدہ تخلص لالہ اختیار رام کشمیری برادر راجہ دیارام پنڈت مقیم دہلی شاگرد

انعام اللہ خان یقین

مرے تابوت پر حاجت نہین پھولونکی چادر کی — کہ میری نعش پر وہ سرو گل اندام پہنچے گا
خراب مجھکو نہ کر جان آشنا کہکر — برا کرے ہر کسو سے کوئی بھلا کہکر

عمر تخلص معتبر خان دکھنی شاگرد ولی منصب داران شاہی مین تھے

قطعہ

بس کرو زلف کو لپیٹ رکھو — کیا اسیرون کو مار ڈالو گے
ایک رسوا بہت ہے شہرت کو — جمع کر کیا اجاڑ ڈالو گے

عمر تخلص منشی لیٹن انگریزی محمد عمر خان باشندۂ جالندھر مقیم میرٹھ بیشتر فارسی کہتے ہیں

جور سنگین دلان سے ہون مین شہید — میرا مرقد ہو سنگ مرمر کا

عنایت تخلص عنایت علی خان برادر خورد عباس علی خان بیتاب تخلص اپنے فارسی شعر امام بخش صہبائی کو اور اردو اشعار میر حسین تسکین کو دکھلاتے تھے

ہین اوسکے دوش سے محفل مین لگ لپٹ گیا — تو یہ بھی دیکھ کے اغیار بے حیا نہ اوٹھے

عندلیب تخلص لالہ گوبند سنگھ دہلوی مصنف قصۂ نغمۂ عندلیب شاگرد امیر حسن خان بسمل اندنون کلکتہ مین رہتے ہین نسخہ نغمہ عندلیب نظر سے گزرا

عرش سے فرش تلک فرش سے افلاک تلک — جسطرف جاے نظر جلوہ ہے اوسکا پیدا

عیار تخلص سید تراب علی باشندۂ پرگنہ مہ الہ آباد مین منصفی کرتے تھے

سر کون ہے کہ تیغ ستم سے قلم نہین — وہ دل ہے کونسا کہ ترا جسمین غم نہین

عیاش تخلص میر یعقوب علی لکھنوی بیشتر مرثیہ کہتے تھے

خنجر بیداد کو سنگ فسان پر تیز کر — وقت قتل اتنا ترحم مجھ پہ ای خونریز کر
پیر میخانہ یہی کہتا ہے ہر اک رند کو — صحبت زاہد سے جتنا ہو سکے پرہیز کر

عیاش تخلص خیالی رام کایتھ دہلوی شاگرد نصیر

جام ہے ہاتھ مین اور شیشہ مے زیر بغل — نہین عیاش کو اب بزم خرابات سی چھوٹ

عیاش تخلص غلام جیلانی خان فرزند غازی الدین خان بہادر شاگرد جرات

اُمڈا ہے ابر زور زمین سبزہ زار ہے | ساقی جو تو ہی آئے تو کیا ہی بہار ہے
گنتا ہوں دم فراق میں تیری مرے لیئے | ہر رات تیرے ہجر کی روز شمار ہے

عیاش تخلص سید محمد جعفر شاگرد خلیل

جل گیئے خاک ہوئے اپنا یہ نقشا ٹھہرا | شعلہ طور جو اون کا رخ زیبا ٹھہرا
زہر کھاؤ گے شب ہجر کہ کاٹو گے گلا | ہمسے کہہ دو جو ہو عیاش ارادہ ٹھہرا
کسدن ہوا نہ آگ پیام وصال پر | چنگاریاں جھڑین نہ رخ آتشین سے کب

عیاش تخلص شیخ مدار بخش زمیندار موضع مناج پور ضلع الہ آباد

دن کو آتا ہے نظر وہ مہ خوبی عیاش | کہوں کیونکر اثر نالہ شبگیر نہین

عیاش تخلص نواب شہریار مرزا خلف نواب سلطان مرزا عرف مرزا سید نیتیا پوری مقیم لکھنؤ شاگرد میر وزیر صبا

لے چلے ہم ہوس عشرت دنیا دل مین | رہ گئی یار کے ملنے کی تمنا دل مین
کعبہ دل کو نہ ڈھاؤ نہ یہ آفت توڑو | اے بتو کچھ تو کرو خوف خدا کا دل مین

عیاش تخلص مرزا کلب علی خان بہادر ڈپوٹی کلکٹر ضلع پرتاب گڑھ بن مرزا کلب حسین خان بہادر نادر تخلص اِنسے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

مروہ بنا گئی مجھے ناحق جلا کے آپ | کیا کر گئے یہ قبر کو ٹھوکر لگا کے آپ
دل لیگیئے مرا رخ روشن دکھا کے آپ | ہے ظلم جو ری کرتے ہین مشعل جلا کے اب

عیان تخلص غالب علی خان فارسی بیشتر کہتے تھے

چمن مین جب کبھو مین نالہ و فریاد کرتا تھا | مری کس کسطرح سے دلبری صیاد کرتا تھا

عیان تخلص مرزا ہاشم علی ولد مرزا کاظم علی جوان مقیم کلکتہ

خوش ادائون کے ہمیشہ ناز اوٹھایا چاہیے | جب وہ روٹھین پاؤن پڑ پڑ کے منایا چاہیے

عیش تخلص مرزا محمد عسکری خلف مرزا علی نقی شہر امین جہانگیر نگر عرف ڈھاکہ باشندۂ دہلی مقیم مرشد آباد شاگرد قدرت اللہ قدرت جس صاحب تذکرہ نے اِنکا تخلص عسکری لکھا ہے غلطی کی ہے

جو خوش طالع کہ شادی مرگ تیرے وصل مین ہوئے | نہین وہ روز محشر کو بھی تا مقدور اوٹھینگا

عیش تخلص خدا بخش

جب سے دیکھا ہے تمہارے چہرۂ پر نور کو | کر کہ شب تاب سمجھا ہون چراغ طور کو

عیش تخلص مرزا حسین رضا لکھنوی شاگرد میر سوز

وہ اگر آئے پشت بام کہین | مین بھی کر لون اوسے سلام کہین
کیا ہے یہ قطرہ قطرہ دے ساقی | ایک باری تو بھر کے جام کہین

عیش تخلص سید علی حسین لکھنوی خلف سید محمد علی سید تخلص شاگرد دااماد خواجہ وزیر

فرہاد و قیس لیلی و شیرین کو بھول جائین | دے دون اگر مین یار کی تصویر ہاتھ مین
تیغ نگاہ ناز سے کیجے مجھے شہید | کیون آپ لے کے آئے ہین شمشیر ہاتھ مین

عیش تخلص حکیم آغا جان باشندۂ دہلی

مانا کہ ستم کرتے ہین معشوق مگر آپ | جو مجھ پہ روا رکھتے ہین ایسا نہین ہوتا
کہتا ہے کوئی شعلۂ جوالہ کوئی برق | اس دل پہ گمان لوگون کا کیا کیا نہین ہوتا
اک زلف کا بل ہو تو کہون سیکڑون بل ہین | پیشانی سے ابرو تلک ابرو سے کمر تک
افشائے راز عشق کے باعث تمھین تو ہو | سو بیحجابیان ہین تمھارے حجاب مین

عیش تخلص راے عزت سنگہ منشی دفتر خانہ خالصہ شریفہ باشندۂ دہلی شاگرد مولوی امام بخش صہبائی و شاہ نصیر دہلوی

رہے جب تک کہ نیچے تھا زمین پر شور محشر کا | بنی گی کیا فلک پر اب نگاہ یار اونچی ہے
نہ ہو پست و بلند دہر سے غافل تو اے منعم | کہین نیچے کہین یہ راہ ناہموار اونچی ہے

عیش تخلص نواب محمد مرزا خلف شوکۃ الدولہ علی مرزا بہادر نیشاپوری باشندۂ لکھنو شاگرد میر دوست علی خلیل

ساتھ سونے کی ہے مدت سے تمنا دل مین | کہہ دیا ہنسنے مری جان جو کچھ تھا دل مین
مشک نافہ مین بھلا تل کو ترے کیا کہتا | بات پہلے ہی سمجھ لیتے ہین دانا دل مین

عیش تخلص شیخ ابو محمد فاروقی ولد شیخ نور اللہ اقرابت دار قاضی امین اللہ جاجموی شاگرد رشک صاحب دیوان گزرے

ہرگز نہین ہے پاس سخن اوسکو آج کل — کیا فائدہ ہے دیوین جو ہم ہاتھ ہاتھ مین
ڈوہالے ہین سانچے مین صانع نے تمہارے ہاتھ پاؤن — ہین خوش اسلوب اور نازک واہ وا رے ہاتھ و پاؤن

عیش تخلص حافظ الٰہی بخش خلف سیف اللہ دہلوی مقیم میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

خود بخود دل ہے چاک چاک اپنا — عشق ہے اوسکو کسکے خنجر کا
شب فرقت شب مصیبت ہے — روز ہجران ہے روز محشر کا

عیش تخلص مرزا اسیتا خلف مرزا امداد حسین باشندہ گڑھی میر نعیم خان متعلق لکھنؤ مقیم مٹیابرج متعلق کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے شعر اچھا کہتے ہین

شمع سان رکھتے ہین ہم عشق مین اے یار قدم — سر بھی کٹجاے تو ہٹتے نہین زنہار قدم
وہم عارض سے گلون کو ہین بچا کر چلتے — باغ مین رکھتے ہین ہم پھونک کے ہر بار قدم
یون ترا زار ہے ہر گام پہ آہین بھرتا — رکھتے ہین جیسے عصا ٹیک کے بیمار قدم
کشاکش یاد گیسو مین عیان تھی ہر رگ تن سے — بتاؤن کیا شب ہجران کٹی ہے کیسی الجھن سے
نظر آتے ہین صحراے جنون کے رنگ گلشن سے — عجب وحشت نمایان ہے گلون کے چاک دامن سے
اثر سوز جنون کا کوئی مانی سے ذرا پوچھے — چراغ آسا مری تصویر جل اوٹھتی ہے روغن سے
دکھا دو تم جو حسن کعبہ رخ دیر مین جاکر — صدا تکبیر کی پیدا ہو نا قوس برہمن سے
عیان ظلم خزان ہے بولتا ہے خون بلبل کا — صدائین ہاے گل کی آرہی ہین صحن گلشن سے

عیش تخلص جوالا پرشاد عملہ پولیس فرخ آباد بن لالہ کالکا پرشاد

کچھ دور نہین غیر سے چھپکر جو وہ آئین — بیباک ہین حیالاک ہین کیا کر نہین آتا
کسکی قسمت کا خدا جانے ستارا چمکا — ٹھہرو آپ کہان رات کو مہمان رہے
سلسلہ گیسوے جانان کا جنون مین چھٹا — ہتکڑی ہاتھ مین ہے پاؤن مین زنجیر بھی ہے

عیشی تخلص طالب علی خان ولد علی بخش خان لکھنوی شاگرد مرزا قتیل بعضے تذکرہ والون نے انکو مصحفی کا شاگرد بھی لکھا ہے انسے دیوان فارسی و ریختہ و مجموعہ نثر و سرو چراغان یادگار ہین شعر انکے اچھے ہوتے ہین

کون پابند جنون فصل بہاران مین نہ تھا	اس برس تنگ جوانی تھا جو زندان مین نہ تھا
دل گرفتہ ہون کرو نکا ہو کے مین آزاد کیا	مجھ کو یکسان ہے چمن کیا خانۂ صیاد کیا
زخم کاری جسم پر کشتون کے جان تازہ ہے	آب حیوان مین بجھا ہے خنجر جلاد کیا
کیا کہون آتش عنانی اوسکے گھوڑے کی بگو	برق جا ہی نعل رکھتا ہے وہ توسن زیر پا
بوئین اونگلیان کس نگینہ کے خون مین تو نئے	کہ جبکا رنگ ہے رشک گل شاداب ناخن پر
سخن اوسکے عجائب لطف لکنت مین دکھاتے ہین	نزاکت سے زبان پر حرف کیا کیا لڑکھڑاتے ہین
تن تنہا مبادا منزل ہستی مین رہ جاؤ	اوٹھو عیسیٰ عدم کو قافلے یارون کے جاتے ہین
مین نے عیسیٰ سے جو پوچھا دل پرخون کا حال	اک صراحی مے گلگون کی بھری دکھلائی

حرف غین معجمہ

غازی تخلص ایک شخص دکھنی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

ہمین مژدہ ہے دیوانو مقرر سیر بہار آئی	کہ بوئے گل سحر دوش ہوا پر ہو سوار آئی

غافل تخلص میر سید محمد خوشنویس صاحب مفتاح اللغات و ترجمہ لیلاوتی مدرسہ دہلی مین اردو اور ناگری کے مدرس تھے

کھانے کو غم جہان مین باقی نہین رہا	پینے کو ایک قطرۂ خون جگر نہین

غافل تخلص میر محمد علی دکھنی شاگرد قدرت اللہ قدرت

چشم کو تجھ بن عجب کچھ رات بیخوابی رہی	اک قلق جی کو رہا اور دل کو بیتابی رہی
جب تلک جیتے رہے جاری رہے انکھون سے اشک	بعد مرنیکے بھی مدت تک یہ سیلابی رہی

غافل تخلص مولوی عبد الرحیم ولد نور محمد باشندہ بیرووال ضلع امرت سر

مضطر تو کوئی شے نہین بسمل کے برابر	پر اوسمین تڑپ کب ہے مرے دل کی برابر

غافل تخلص مرزا مغل لکھنوی

یہان مرگ ہے جینا ہے یہان دہر درمان گے	عاشق ترا سنت کش کب ہووے مسیحا کا
بلبل چمن مین کہتی ہے سر اپنا مار کے	پل مارنے مین جاتے رہے دن بہار کے

غافل تخلص راے سنگھ باشندۂ دہلی حساب مین اچھی مہارت رکھتے تھے

وصف کرتا ہے اون لبون کا جب ۔۔ غافل اوسوقت لعل اوگلتا ہے

غافل تخلص بختاورسنگھ مرادآبادی

بیمارِ عشق کی نہ دوا ہو طبیب سے ۔۔ مرجائے یا جیئے کوئی اپنے نصیب ہے

غافل تخلص منورخان مرحوم باشندۂ لکھنو ولد صلابت خان رفیق فقیر محمد خان گویا شاگرد غلام ہمدانی مصحفی صاحب دیوان گزری

کام آیا نہ بُرے وقت کوئی اے غافل ۔۔ نہین معلوم یہ اپنے ہین کہ بیگانے ہین
نواسنجِ چمن دیتے نہ تکلیفِ فغان مجھکو ۔۔ برنگِ شعلہ گرہ جانتے آتش زبان مجھکو
یادگیسو مین اولجھتا ہے سرِشام سے دل ۔۔ رات کیا آتی ہے اک سر یہ بلا آتی ہے
دیدنی کارگاہ صنعت ہے ۔۔ بت ہے جو یہان خدا کی قدرت ہے

غالب تخلص مخدوم اعظم نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ معروف بہ میرزا نوشہ خلف عبد اللہ بیگ خان اولاد مین افراسیاب کے ہین مولد انکا اکبرآباد مسکن دہلی طبیعت انکی بہت دشوار پسند ہے اشعار فارسی انکی اشعار ظہوری ترشیزی و میرزا عبد القادر بیدل کے ہم پہلو ہوتے ہین اشعار اردو مین بھی ہی انداز ہے اوائل مین اردو غزلون مین اسد تخلص کرتے تھے بڑا عرصہ گزرا کہ کلکتہ مین بہی آئے تھے راقم کو دہلی مین رہنے کے ہنگام مین انکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا کلیات انکا نظر سے گزرا ۱۲۸۵ بارہ سو پچاسی ہجری مین انتقال کیا

کہتے ہو نہ دینگے ہم دل اگر پڑا پایا ۔۔ دل کہان کہ گم کیجے ہم نے مدعا پایا
شور پند ناصح نے زخم پر نمک چھڑکا ۔۔ آپ سے کوئی تمنے پوچھے کیا مزا پایا
بوے گل نالۂ دل دودِ چراغِ محفل ۔۔ جو تری بزم سے نکلا سو پریشان نکلا
مین نے چاہا تھا کہ اندوہ وفا سے چھوٹون ۔۔ وہ ستمگر مرے مرنے پہ بھی راضی نہ ہوا
مرگیا صدمۂ یک جنبش لب سے غالب ۔۔ ناتوانی سے حریفِ دمِ عیسیٰ نہ ہوا
گو نہ سمجھون اوسکی باتین گو نپاؤن اوسکا بھید ۔۔ پہ یہ کیا کم ہے کہ مجھ سے وہ پری پیکر کھلا

منہ نہ کھلنے پر ہے وہ عالم کہ دیکھا ہی نہین
درپہ رہنے کو کہا اور کہہ کے کیسا پھر گیا
کی مرے قتل کے بعد اوسنے جفا سے توبہ
حیف اوس چارگرہ کپڑے کی قسمت غالب
تیرے وعدے پہ جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب
تجاہل پیشگی سے مدعا کیا
تھی خبر گرم کہ غالب کے اوڑینگے پرزے
لے تو لون سوتے مین اوسکے پاؤنکا بوسہ مگر
واے گر میرا ترا انصاف محشر مین نہ ہو
جمع کرتے ہو کیون رقیبون کو
ہے خبر گرم اونکے آنے کی
مین اور بزم مے سے یون تشنہ کام آؤن
ہوا جب غم سے یون بیحس تو غم کیا سر کے کٹنے کا
ہوئی مدت کہ غالب مرگیا پر یاد آتا ہے
دل دیا جانکے کیون اوسکو وفادار اسد
ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا
پکڑے جاتے ہین فرشتون کے لکھے پر ناحق
رشک کہتا ہے کہ اوسکا غیر سے اخلاص حیف
ذکر اوس پریوش کا اور پھر بیان اپنا
مے وہ کیون بہت پیتے بزم غیر مین یارب
تا کرے نہ غمازی کر لیا ہے دشمن کو
ہم کہان کے دانا تھے کس ہنر مین یکتا تھے

زلف سے بڑھکر نقاب اوس شوخ کے منہ پر کھلا
جتنے عرصہ مین مرا لپٹا ہوا بستر کھلا
ہاے اوس زود پشیمان کا پشیمان ہونا
جسکی قسمت مین ہو عاشق کا گریبان ہونا
کہ خوشی سے مرنجاتے اگر اعتبار ہوتا
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا
کہان تک اے سراپا ناز کیا کیا
دیکھنے ہم بھی گئے تھے پہ تماشا نہ ہوا
ایسی باتون سے وہ کافر بدگمان ہوجائیگا
اب تلک تو یہ توقع ہے کہ وہان ہوجائیگا
اک تماشا ہوا گلا نہ ہوا
آج ہی گھر مین بوریا نہ ہوا
گر مین نے کی تھی توبہ ساقی کو کیا ہوا تھا
نہ ہوتا گر جدا تن سے تو زانو پر دھرا ہوتا
وہ ہر اک بات پر کہنا کہ یون ہوتا تو کیا ہوتا
غلطی کی کہ جو کافر کو مسلمان سمجھا
آپ آتے تھے مگر کوئی عنان گیر بھی تھا
آدمی کوئی ہمارا دم تحریر بھی تھا
عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کسکا آشنا
بنگیا رقیب آخر تھا جو رازدان اپنا
آج ہی ہوا منظور اونکو امتحان اپنا
دوست کی شکایت مین ہمنے ہمزبان اپنا
بے سبب ہوا غالب دشمن آسمان اپنا

جور سے باز آئے پر باز آئین کیا
لاگ ہو تو اوسکو ہم سمجھین لگاؤ
پوچھتے ہین وہ کہ غالب کون ہے
تو ہم مریض عشق کے بیمار دار ہین
غم سے مرتا ہون کہ اتنا نہین دنیا مین کوئی
وہ آرہا مرے ہمسایہ مین تو سایہ سے
یارب وہ سمجھے ہین نہ سمجھین گے مری بات
مرتا ہون اس آواز پہ ہر چند سر اوڑ جاے
اسد بسمل ہے کس انداز کا قاتل سے کہتا ہے
جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملین گے
دل سے نکلا پہ نہ نکلا دل سے
مر گیا پھوڑ کے سر غالب وحشی ہے ہے
ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
لون وام بخت خفتہ سے اک خواب خوش ولے
کی وفا ہم سے تو غیر اوسکو جفا کہتے ہین
اگلے وقتون کے ہین یہ لوگ انھین کچھ نہ کہو
مہربان ہو کے بلا لو مجھے چاہو جس وقت
ضعف مین طعنۂ اغیار کا شکوہ کیا ہے
زہر ملتا ہی نہین مجھکو ستمگر ورنہ
دھول دھپا اوس سراپا ناز کا شیوہ نہین
ہم کو ستم عزیز ستمگر کو ہم عزیز
مت مردمک دیدہ مین سمجھو یہ نگاہین
راز معشوق نہ رسوا ہو جاے

کہتے ہین ہم تجھکو منھ دکھلائین کیا
جب نہ ہو کچھ بھی تو دھوکا کھائین کیا
کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائین کیا
اچھا اگر نہ ہو تو مسیحا کا کیا علاج
کہ کرے تعزیت مہر و وفا میرے بعد
فدا ہوئے در و دیوار پر در و دیوار
دے اور دل اونکو جو نہ دے مجھکو زبان اور
جلاد کو لیکن وہ کہے جائین کہ ہان اور
کر مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر
کیا خوب قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور
ہے ترے تیر کا پیکان عزیز
بیٹھنا اوسکا وہ آکر تری دیوار کے پاس
خاک ہو جائینگے ہم تمکو خبر ہونے تک
غالب یہ خوف ہے کہ کہان سے ادا کرون
ہوتی آئی ہے کہ اچھون کو برا کہتے ہین
جو مے و نغمہ کو اندوہ ربا کہتے ہین
مین گیا وقت نہین ہون کہ پھر آ بھی نہ سکون
بات کچھ سر تو نہین ہے کہ اوٹھا بھی نہ سکون
کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کھا بھی نہ سکون
ہم ہی کر بیٹھے تھے غالب پیش دستی ایکدن
نامہربان نہین ہے اگر مہربان نہین
ہین جمع سویدائے دل چشم مین آہین
ورنہ مر جانے مین کچھ بھید نہین

کہتے ہین جیتے ہین امید پہ لوگ
مجہ تک کب اونکے بزم مین آتا تہا دور جام
لاکہون لگاو ایک چرانا نگاہ کا
غالب چہٹی شراب پر اب بہی کبہی کبہی
جانا پڑا رقیب کے در پر ہزار بار
ہے کیا جو کس کے باندہیے میری بلا ڈرے
ذکر میرا بہ بدی بہی اوسے منظور نہین
مین جو کہتا ہون کہ ہم لینگے قیامت مین تمہین
عشق و مزدوری عشرت گہ خسرو کیا خوب
کیون گردش مدام سے گہبرا نہ جاے دل
یارب زمانہ مجہ کو مٹاتا ہے کس لیے
نیند اوسکی ہے دماغ اوسکا ہے راتین اوسکی ہین
رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹجاتا ہے رنج
ملنا ترا اگر نہین آسان تو سہل ہے
شوریدگی کے ہاتہ سے ہے سر وبال دوش
اس سادگی پہ کون نہ مرجاے اے خدا
دل ہے تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بہر نہ آئے کیون
حسن اور اوسپہ حسن ظن رہگئی بوالہوس کی شرم
ہان وہ نہین خدا پرست جاؤ وہ بیوفا سہی
مین نے کہا کہ بزم ناز چاہیے غیر سے تہی
شب کو کسیکے خواب مین آیا نہ ہو کہین
وہان اوسکو ہول دل ہے تو یہان مین ہون شرمسار
جانکر کیجے تغافل کہ کچہ امید بہی ہو

ہمکو جینے کی بہی امید نہین
ساقی نے کچہ ملا نہ دیا ہو شراب مین
لاکہون بناو ایک بگڑنا عتاب مین
پیتا ہون روز ابر و شب ماہتاب مین
اے کاش جانتا نہ تری رہگذر کو مین
کیا جانتا نہین ہون تمہاری کمر کو مین
غیر کی بات بگڑ جاے تو کچہ دور نہین
کس رعونت سے وہ کہتے ہین کہ ہم حور نہین
ہم کو تسلیم نکونامی فرہاد نہین
انسان ہون پیالہ و ساغر نہین ہون مین
لوح جہان پہ حرف مکرر نہین ہون مین
تیری زلفین جسکے بازو پر پریشان ہوگئین
مشکلین مجہ پر پڑین اتنی کہ آسان ہوگئین
دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بہی نہین
صحرا مین اے خدا کوئی دیوار بہی نہین
لڑتے ہین اور ہاتہ مین تلوار بہی نہین
روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستاے کیون
اپنے پہ اعتماد ہے غیر کو آزماے کیون
جسکو ہو دین و دل عزیز اوسکی گلی مین جاے کیون
سنکے ستم ظریف نے مجہکو اوٹہا دیا کہ یون
دیکہتے ہین آج اوس بت نازک بدن کے پانون
پہنچی یہ میری آہ کی تاثیر سے نہ ہو
یہ لگاوٹ غلط انداز تو سم ہے ہمکو

جب میکدہ چھٹا تو پھر اب کیا جگہ کی قید
کہا تم نے کہ کیون ہو غیر کے ملنے مین رسوائی
غلط ہے جذب دل کا شکوہ دیکھو جرم کسکا ہے
می سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو
مرے دلمین ہے غالب شوق وصل و شکوۂ ہجران
غالب ترا احوال سُنا دینگے ہم اون کو
کیا خوب تم نے غیر کو بوسہ نہین دیا
لیتا نہین میرے دل آوارہ کی خبر
قطع کیجے نہ تعلق ہم سے
ہم بھی تسلیم کی خو ڈالینگے
صحبت مین غیر کی نہ پڑی ہو کہین یہ خو
ضد کی ہے اور بات مگر خو بری نہین
غیر کو یارب وہ کیونکر منع گستاخی کرے
نقش کو اوسکے مصور پر بھی کیا کیا ناز ہے
گرچہ ہے کس کس برائی سے ولی با اینہمہ
بار از ملنے نے اسد اللہ خان تمھین
ہوچکین غالب بلائین سب تمام
کعبہ کس منہ سے جاؤگے غالب
ہمکو اونسے وفا کی ہے امید
مین نے مانا کہ کچھ نہین غالب
اپنا نہین وہ شیوہ کہ آرام سے بیٹھین
کی ہمنفسون نے اثر گریہ مین تقریر
اوس انجمن ناز کی کیا بات ہے غالب

مسجد ہو مدرسہ ہو کوئی خانقاہ ہو
بجا کہتے ہو سچ کہتے پھر کہیو کہ ہان کیون ہو
کھینچو گر تم اپنے کو کشاکش درمیان کیون ہو
یک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہیے
خدا وہ دن کرے جو اوس سے مین ہی کیون نہ ہو
وہ سنکے بلالین یہ اجارا نہین کرتے
بس چپ رہو ہمارے بھی منہ مین زبان ہے
ابتک وہ جانتا ہے کہ میرے ہی پاس ہے
کچھ نہین ہے تو عداوت ہی سہی
بے نیازی تری عادت ہی سہی
دینے لگا ہے بوسہ بغیر التجا کیے
بھولے سے اوسنے سیکڑون وعدہ وفا کیے
گر حیا بھی اوسکو آتی ہے تو شرما جائی ہے
کھینچتا ہے جسقدر اوتنا ہی کھنچتا جائے ہے
ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اوس محفل مین ہے
وہ ولولے کہان وہ جوانی کدھر گئی
ایک مرگ ناگہانی اور ہے
شرم تم کو مگر نہین آتی
جو نہین جانتے وفا کیا ہے
مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے
اوس در پہ نہین بار تو کعبہ ہی کو ہو آئے
اچھے رہے آپ اوس سے مگر مجھکو ڈبو آئے
ہم بھی گئے وہان اور تری تقدیر کو رو آئے

یون ہی دکھ کسی کو دینا نہین خوب ورنہ کہتا
بوسہ دیتے نہین اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ
ہمکو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق
ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
ہوا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا
قہر ہو یا بلا ہو جو کچھ ہو
عشق نے غالب نکما کر دیا
کب وہ سنتا ہے کہانی میری
قدر سنگ سر رہ رکھتا ہون
دہن اوسکا جو نہ معلوم ہوا
کر دیا ضعف نے عاجز غالب
اچھا ہے سر انگشت حنائی کا تصور
اوس لب سے مل ہی جائیگا بوسہ کبھی تو ہان
چاہیے اچھون کو جتنا چاہیے
منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید
چاہتے ہین خوبرویون کو اسد
غیر پھرتا ہے لیے یون ترے خط کو کہ اگر
اس نزاکت کا برا ہو وہ بھلے ہین تو کیا
بوجھ وہ سر سے گرا ہے کہ اوٹھائے نہ اوٹھے
پلا دے اوک سے ساقی جو ہمسے نفرت ہے
اسد خوشی سے مرے ہاتھ پاؤن پھول گئے
در پردہ اونھین غیر سے ہے ربط نہانی

کہ مرے عدو کو یارب ملے میری زندگانی
جی مین کہتے ہین کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے
دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے
نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی
تمھین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے
وگرنہ شہر مین غالب کی آبرو کیا ہے
کاشکے تم مرے لیئے ہوتے
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے
اور پھر وہ بھی زبانی میری
سخت ارزان ہے گرانی میری
کھل گئی ہیچمدانی میری
ننگ پیری ہے جوانی میری
دل مین نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی
شوق فضول و جرأت رندانہ چاہیے
یہ اگر چاہین تو پھر کیا چاہیے
ناامیدی اوسکی دیکھا چاہیے
آپ کی صورت تو دیکھا چاہیے
کوئی پوچھے کہ یہ کیا ہے تو چھپائے نہ بنے
ہاتھ آوین تو اونھین ہاتھ لگائے نہ بنے
کام وہ آن پڑا ہے کہ بنائے نہ بنے
پیالہ گر نہین دیتا نہ دے شراب تو دے
کہا جو اوسنے ذرا میرے پاؤن داب تو دے
ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ پردہ نہین کرتے

دیا ہے دل اگر اوسکو بشر ہے کیا کہیے
ہوا رقیب تو ہو نامہ بر ہے کیا کہیے

یہ ضد کہ آج نہ اوے اور آے بن نرہے
قضا سے شکوہ ہمین کسقدر ہے کیا کہیے

سمجھ کے کرتے ہین بازار مین وہ پرسش حال
کہ یہ کہے کہ سر رہگذر ہے کیا کہیے

خدایا جذبۂ دل کی مگر تاثیر اولٹی ہے
کہ جتنا کھینچتا ہون اور کھنچتا جاے ہے مجھسے

قیامت ہے کہ ہووے مدعی کا ہمسفر غالب
وہ کافر جو خدا کو بھی نہ سونپا جاے ہے مجھسے

کیا تعجب ہے کہ اوسکو دیکھکر آجاے رحم
وہان تلک کوئی کسی حیلے سے پہنچا دے مجھے

گو ہاتھ کو جنبش نہین آنکھون مین تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

نہ کہیو طعن سے پھر تم کہ ہم ستمگر ہین
مجھے تو خو ہے کہ جو کچھ کہو بجا کہیے

رونے سے اور عشق مین بیباک ہو گئے
دھوئے گئے ہم اتنے کہ بس پاک ہو گئے

اس رنگ سے اوٹھائی کل اوسنے اسد کی نعش
دشمن بھی جسکو دیکھکے غمناک ہو گئے

بک رہا ہون جنون مین کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

تمھاری طرز روش جانتے ہین ہم کیا ہے
رقیب پر ہے اگر لطف تو ستم کیا ہے

کہان میخانہ کا دروازہ غالب اور کہان واعظ
پر اتنا جانتے ہین کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے

ناکردہ گناہون کی بھی حسرت کی ملے داد
یارب اگر ان کردہ گناہون کی سزا ہے

بیگانگی خلق سے بیدل نہ ہو غالب
کوئی نہین تیرا تو مری جان خدا ہے

اک خونچکان کفن مین کروڑون بناؤ ہین
پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدون پہ حور کی

واعظ نہ تم پیو نہ کسیکو پلا سکو
کیا بات ہے تمھارے شراب طہور کی

کیا فرض ہے کہ سبکو ملے ایک سا جواب
آؤ نہ ہم بھی سیر کرین کوہ طور کی

ہوگا کوئی ایسا بھی کہ غالب کو نہ جانے
شاعر تو وہ اچھا ہے پہ بدنام بہت ہے

وہ زندہ ہم ہین کہ ہین روشناس خلق اے خضر
نہ تم کہ چور بنے عمر جاودان کیلیے

گدا سمجھ کے وہ چپ تھا مری جو شامت آے
اوٹھا اور اوٹھکے قدم مین نے پاسبان کے لیے

ہے ہے خدا نخواستہ وہ اور دشمنی
اے شوق منفعل یہ تجھے کیا خیال ہے

تم اپنے شکوہ کی باتین نہ کھود کھود کے پوچھو
حذر کرو مرے دل سے کہ اسمین آگ دبی ہے

رحم کر ظالم کہ کیا بود چراغ کشتہ ہے	نبض بیمار وفا دود چراغ کشتہ ہے
دی مجھکو شکایت کی اجازت کہ ستمگر	کچھ تجھ کو مزا بھی مرے آزار مین آوے
زندگی مین تو وہ محفل سے اوٹھا دیتے تھے	دیکھون اب مر گئے پر کون اوٹھاتا ہے مجھے

غالب تخلص نواب اسد اللہ خان دہلوی مہابت جنگ کے عہد مین مرشد آباد مین سکونت کی تھی

عجب کیا ہے اگر اخگر گرے اب میری آنکھون سے	کہ روتا ہے دل پر سوز آتش بار پہلو مین

غالب تخلص انور علی ملازم نواب فیض محمد خان والی جھجر

کام تو سو طرح نکل آئے	کوئی جانے جو مدعائے دل

غالب تخلص مکرم الدولہ بہادر بیگ خان خلف نیاز بیگ خان متوطن توران باشندۂ دہلی شاگرد ہدایت اللہ خان ہدایت شعر فارسی بھی کہتے تھے ۱۲۱۸ بارہ سو اٹھارہ ہجری مین انتقال کیا

رہتے ہین آئینہ سے ہمیشہ دو چار آپ	تنہا ہی لوٹتے ہین یہ ساری بہار آپ
اے آہ ذرا خدا سے ڈر کر	دل مین تو بتون کے ٹک اثر کر
بجلی کے چمکنے سے ہے احسان	شب چھاتی سے لگ گئے وہ ڈر کر
خیمہ کے بند وا کر ساغر کو تو پیا کر	عالم شباب کا ہے اور بے حجابیان ہین
قصۂ درد و غم اپنا جو سنایا ہم نے	یہان تلک روئے کہ اوسکو بھی رلایا ہم نے

غالب تخلص غالب علی خان نبیرۂ دوندی خان باشندۂ دہلی تبر زور آور تھے

جان بلب ہین تری اس چشم کے بیمار بہت	تیر مژگان سے ہوئے ہین جگر افگار بہت

غالب تخلص مرزا امان علی خان عظیم آبادی مؤلف اردو قصۂ امیر حمزہ شاگرد قتیل مدت تک ڈپٹی کلکٹر تھے بہت دنون سے کلکتہ مین سکونت اختیار کی ہے شعر فارسی بھی کہتے ہین پہلے قوم ہنود سے تھے پھر مشرف باسلام ہوئے انسے چندر رنگ عرف فرانسڈ انکا مین ملاقات ہوئی تھی انکا قصۂ امیر حمزہ نظر سے گزرا

آئینہ مین آپ نے دیکھا جو روئے آتشین	پڑ گئین چنگاریان گویا سراسر آب مین

بن گئے لعل و گہر اشک دل افگار و سکے — دیدۂ زار خزانے ہوئے فواروں کے

خنجر مژگان کی دکھلا آج برانی مجھے — آئینہ تجھکو مبارک چشم حیرانی مجھے

سلطنت سے ہے کہین غالب میسر ہو اگر — آستان سرور عالم کی دربانی مجھے

غبار تخلص سید علی نقی بن سید نیاز علی ڈپوٹی کلکٹر مراد آباد شاگرد محمد عسکری انکے

وہ کرتے ہے تھے شکایت یہ کل رقیبون سے — کیا زمانے مین رسوا غبار نے ہم کو

غبار تخلص منشی کنہیالال ابن منشی مشتاق رائے باشندۂ ضلع بلندشہر

دیکھیئے کیا آفت تازہ ہمارے سر پہ آئے — رات بھر عشق و جنون مین مشورہ باہم ہوا

غربت تخلص حکیم غلام نبی رامپوری شاگرد حضرت رافت صاحب دیوان گذرے

پس از پیام اجل یار کا پیام آیا — سلامتی گئی اپنی تو جب سلام آیا

عکس رخ اوسکا سمجھ کر آئینہ پر آئینہ — توڑتا ہے آئینہ گر آئینہ پر آئینہ

عہد مین تیرے اگر ہوتا تو اے قم آئینہ رو — بھیجتا تجھکو سکندر آئینہ پر آئینہ

غربت تخلص ایک شخص مراد آبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

گھر چھٹا شہر چھٹا لیک نہ چھوٹا غم عشق — ہم تو غربت کے اسی بات کے دیوانے ہوے

غریب تخلص شیخ نصیر الدین احمد وطن انکا کشمیر مولد دہلی فارسی بیشتر کہتے تھے

حال دل شوریدہ کہون کس سے غریب آہ — وہ درد نہین جسکے طبیبون سے دوا ہو

غریب تخلص میر محمد تقی دہلوی ملازم نواب میر محمد قاسم خان

الٰہی مت کسیکو پیش درد انتظار آوے — ہمارا دیکھیے کیا حال ہو جبتک کہ یار آوے

غریب تخلص محمد زمان

تیرے بغل مین دل یہ جو یہ داغ ہی غریب — حسرت چمن کی کاہے کو یہ باغ ہی غریب

غریب تخلص غریب اللہ باشندۂ شاہ آباد شاگرد مومن خان انگریزی پلٹن کے منشی تھے

انکو دل دیکے کوئی کیا خوش ہو — دلربا دلبری نہین کرتے

خضر و عیسے و جام آب حیات — لب سے کچھ ہمسری نہین کرتے

غضنفر تخلص سید ابن حید رخلف مولوی ولی حیدر باشندۂ فرخ آباد

وصل کی رات لبون تک جو مری جام آئے	میرے دل کو بھی سرور اوی بت خودکام آئے

غضنفر تخلص غضنفر علی خان لکھنوی ولد غلام حسین خان کڑوڑا شاگرد جرأت شعر انکے اچھے ہوتے ہین

کہتا تھا اس مریض کو کل وہ سُنا سُنا	کردے معاف کوئی کسی کا کہا سُنا
تھی زبان بیمار کی تیرے جو وقت نزع بند	تو دم مردن کچہ آنکھون مین اشارا کرگیا
تا دم زیست نہ اوس شوخ کا در چھوڑونگا	آخر اک روز مین اپنا اوسے کرچھوڑونگا
جھانکا کسی نے در سے جو گردن نکال کر	ششدر سا رہگیا مین کلیجا سنبھال کر
تصور مین ہو اوس سے دو بدو ہم	کیا کرتے ہین پہرون گفتگو ہم
کھنچی دیکھی جو کل تصویر مجنون	تو گویا بیٹھے ہین بس ہُو بہُو ہم
دن کو فرصت نہین تو آئے بیاری شب کو	ہم تو آسکتے نہین غیر کے مارے شب کو
لایا یوسف کا مصوّر جو دکھانے نقشہ	لگے اوس نقشہ سے اپنا وہ ملانے نقشہ
وائے اے بلبل نالان کہ چمن چھوٹے ہے	ہائے اے مرغ گلستان کہ وطن چھوٹے ہے
جان تجھکو بھی جدائی مری آسان نہین	جی کو سختی ہے کہ جسوقت وطن چھوٹے ہے

غفلت تخلص و نام اخوند غفلت رام پوری شاگرد حافظ شیرازی طالب و خواہرزادہ کرم خان شعر اچھا کہتے تھے صاحب دیوان گزرے انکے بیشتر اشعار مین مرنے کا مضمون ہوتا ہی

کرتا تھا یہی تیشہ فرہاد کئی دن سے	ق	لو سور ہو جاگے ہو فرہاد کئی دن سے
سکندر آسے زمین ناپنے جو تالب گور		صدا یہ کان مین آئی دہان تربت سے
بس اب نہ کیجیے گام درسن سے پیمایش		بیان کی ہو گی مساحت جریب قامت سے

غفور تخلص محمد غفور کشمیری کبھی دہلی اور کبھی لکھنؤ مین رہتے تھے

آجائے غفور کچہ نہ آفت	تم گھر سے جلد گھر سدھارو

غلام تخلص راجۂ گوپال ناتھ خلف مرزا راجہ رام ناتھ دہلوی متخلص بہ ذرہ

شاہ عالم بادشاہ کے مقربون مین تھے

جو ہمبستر کبھو ہم ہون غلام اوس صنم بصورت کے	نہ لین و اللہ تا روز قیامت دوسرا کروٹ
خط دے کہ نہ دے گوش برآواز ہین تھا	مژدہ تو ہمین یار کے آنے کا سنا دے

غلامی تخلص شاہ غلام محمد معاصر حاتم باشندۂ دہلی

کل جسکی نظر تیر سی گزری مرے دل سے	پھر آج وہی دور سے قاتل نظر آیا

غلامی تخلص غلام محی الدین دہلوی استاد راجہ کیور تھلہ راجہ نہال سنگہ طوبی تخلص

گورا غلامی مکھڑا نہ دیکھا جو مین نے آج	سن لیجیئے گا گور مین ہے اجل گیا

غلطان تخلص کریم بخش باشندۂ موضع کرانہ شاگرد محمد ابراہیم ذوق

جب نکلتے ہین طفل اشک تو پھر	سر پہ رورو کے گھر اوٹھاتے ہین
آج تک مجھکو رہی آنے کی کل پر تیرا سے	اک قیامت ہے ترا وعدۂ فردا کیا ہے

غم تخلص الف خان خلف محمد بخش خان رسالہ دار باشندۂ عرب سرائے مقیم علیگڈھ کول بعض تذکرہ والے نے انکے والد کا نام اصالت خان رسالدار لکھا ہے

زلف سے لاکھ پریشانی ہو پیدا کیا ہے	سر سلامت ہو تو اندیشۂ سودا کیا ہے
غم ترے اتنے تغافل سے مزا جاتا ہے	تو اگر آئے تو اسمین ترا جاتا کیا ہے

غم تخلص میر محمد اسمعیل مرشد آبادی

مین ہا ہون اور نالۂ شبگیر ہے اللہ اللہ	سنگدل کا فر بے پیر ہے اللہ اللہ

غم تخلص علی خان ترک سوار ولد عبد اللہ خان باشندۂ کانپور شاگرد مولوی وحید الدین خان فرد

جوش مے گلرنگ سے مخمور رہین آنکھین	اے نرگس شہلا تری مخمور ہین آنکھین

غم تخلص مہتاب سنگہ کایتھ شاگرد شاہ نصیر باشندۂ دہلی پنجاب مین فوت کی

اک قطرہ مے مین ہم سے ساقی ہو درگذر	ورنہ بھرا کے کو تو نے سبو کے سبو دیے
صیاد بیخبر ہی رہا اور قفس مین ہاے	ٹکرا کے سر کو بلبل ناشاد مرگئی

غمخوار تخلص مرزا محمد علی بیگ لکھنوی

رسوا ہوا ہوں جیسے میں اوس کجکلاہ کا	لیتا نہیں ہے نام کوئی اوسکی چاہ کا
وصل کی شب گزر گئی پل میں	رنگ فق ہو گیا سحر کو دیکھ

غمگین تخلص میر سید علی خلف سید محمد دہلوی برادر شاہ نظام الدین احمد قادری ناظم صوبۂ دہلی شاگرد سعادت یار خان رنگین

مضطرب تھا دل اپنا جون پارا	آخر اوس شوخ نے جلا مارا
تونے صیاد نیا ظلم یہ ایجاد کیا	بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا
مہربان کوئی مرا جز غم دلدار نہیں	جنس کا شعلہ کے سوا کوئی خریدار نہیں
یہ داغ عشق نہ ہو دور اپنے سینے سے	کہیں مٹا ہے کندہ حرف بھی نگینے سے
گو سیہ بخت ہوں پر سرمۂ بینائی ہوں	جو کہ دیکھے ہے سو آنکھوں سے لگاتا ہے مجھے

غمگین تخلص مولوی عبد القادر خان بہادر متوطن رامپور صدر الصدور مرادآباد فاضل بے بدل تھے گاہ گاہ فکر شعر کرتے تھے بعض تذکرہ والوں نے انکا قادر تخلص لکھا ہے

جو مے رہی نہ تو شیشہ جھکا کے ساقی نے	کہا یہ رندوں سے لیجے سلام شیشے کا
بندے کو طلب ہو وہی تو سرکار میں آوے	خلوت میں نہ ہو حکم تو دربار میں آوے

غمگین تخلص میر عبد اللہ دہلوی خلف میر حسین تسکین رامپور میں انتقال کیا

وہ خبر ہی جانگزا تھی جسکو سنکر مر گیا	ورنہ اک تیشہ سے ہوتا کام کیا فرہاد کا
آتے ذرا نہ اور تو مر ہی چلے تھے ہم	تمنے تو کہہ دیا کہ ہمیں کچھ خبر نہیں
کمی کریں جگر و دل تو کیا کروں یارب	کچھ اور دے مجھے مژگان خونفشاں کے لیے

غنا تخلص غلام محمد خان ابن بہادر خان متوطن اورنگ آباد ضلع بلند شہر

مسی مالیدہ لب غنا اوس کا	برگ سوسن نہیں تو پھر کیا ہے

غنی تخلص شیخ عبد الغنی سہارنپوری

پڑتی ہے نظر جس پہ دم چشم پریدن	یہاں پہنچے پر کاہ بھی بیکار نہ پایا

غنی تخلص عبد الغنی ولد شیخ عبد الصمد کانپوری شاگرد مولوی ہادی علی اشک

جنت مین نہین ایسے کسی حور کے تلوے	اللہ نے بنائے ہین ترے نور کے تلوے
مین ایڑیان اوسوقت رگڑتا ہون زمین پر	یاد آتے ہین جب خواب مین اک حور کے تلوے

غنی تخلص مرزا عباس ولد مرزا احسن لکھنوی شاگرد مرزا محمد حسین شیدا

لیگیا رنج بڑا عاشق شیدا دل مین	رہ گئی یار کے ملنے کی تمنا دل مین
کوچۂ یار مین تاراج ہوئی دولت دل	لٹ گیا مین محل بادشہ عادل مین
کشتی مے سے مرا پار لگادے بیڑا	آئے یارب یہ دل ساقی دریا دل مین

غنی تخلص غنی احمد جان جموئی باشندۂ کانپور ولد ابو محمد عیش خویش مولوی عباس علی عاشق شاگرد میر علی اوسط رشک و شوکت

شوکت کے فیض سے ہوئی فکر غنی رسا	موزون کیئے ہین شعر بہت حسب حال اب
چھوٹے ہی گالیون یہ تری کسقدر زبان	چھوٹے سے منہ مین ہے یہ بڑی فتنہ گر زبان
پریون کو بھی ملی نہین یہ نازنین جبین	ابرو نہین ہے ہلال ہین ماہ مبین جبین

غنیم تخلص ایک شخص باشندۂ شکوہ آباد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

اگر کچھ زندگانی مین مزا ہے	تو ایام جوانی مین مزا ہے

غواص تخلص ایک شخص دکھنی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

ترا منہ دیکھ بلبل پھول سے بیزار ہوجائے	اگر گل تجھ تلک پہونچے گلے کا ہار ہوجائے

حرف فا

فاخر تخلص مرزا جھنگا قوم مغل باشندۂ دہلی

دشت الفت مین خضر کا کیا کام	کوئی دیوانہ رہنما ہوتا
اب شکایت سے فائدہ فاخر	دیکھکر تم نے دل دیا ہوتا
تمنا دلمین بوسہ سوتے مین لیجے یہ کہان	سوئے نصیب یہ کہ وہ بیدار ہوگیا
آجاؤ تم وگرنہ تھمیگا نہ مجھسے دل	جاتی رہی ہے بات مرے اختیار سے
نہ کھلا غنچۂ دل باغ جہان مین فاخر	رہگیا ایک صبا سے بھی یہ عقدا باقی

فارغ تخلص میر احمد خان دہلوی شاگرد و خلف اعظم الدولہ میر محمد خان سرور

خط لکھے نہ اوس سے جو مرے نامہ بر آئے	یہان شرم سے آتے نہین اور اپنے گھر آئے
کیا چین سے جا قبر مین آرام کرونگا	دم بھر بھی اگر موت سے وہ پیشتر آئے
اپنے دیوانے کا تو شوق گرفتاری تو دیکھ	پاؤن مر کر بھی نہ نکلے حلقۂ زنجیر سے

فارغ تخلص شاہ فارغ باشندۂ بریلی مقیم خورجہ صاحب کمال تھے

ممکن نہین کہ حرف قضا ہو جبین سے دور	جب نقش ہو چکا نہین ہوتا نگین سے دور

فارغ تخلص مکند لال دہلوی شاگرد شاہ حاتم دین اسلام کو قبول کیا تھا بریلی مین رہتے تھے صاحب دیوان گزرے

جلا ہے سینے مین دل شمع وار ساری رات	بہا ہے آنکھون سے اشکون کا تار ساری رات
دور سے دیکھ مجھے چین بہ جبین ہوتا ہے	تا کہ کچھ کہہ سکون بل بے رکھائی تیری

فارغ تخلص میر علی حسین ولد میر نوروز علی باشندۂ لکھنؤ مقیم موچی کھولا شاگرد محب علی طوبے برادر عینی جمشید بیگم ممتوعۂ واجد علی بادشاہ یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

بلبل نہ بھول آشنا گلہاے بوستان پر	دو دن کے بعد ہونگے نالے ترے باز پر
آزاد کر قفس سے بلبل کو فصل گل ہے	کیون ظلم کر رہا ہے صیاد بے زبان پر
ڈرکین سے ہے مجھکو عشق اے بت خوبرو کو	مچل جاتا تھا اچھی دیکھکر تصویر بیٹی کی

فارغ تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

قطرۂ اشک جو نکلا سو وہ گوہر نکلا	بعد مدت کے مری چشم کا جوہر نکلا

فاطر تخلص پیر بخش لکھنوی مخاطب بہ حمید الدولہ کوکۂ محمد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ شاگرد محمد حسن مرثیہ گو مذنب تخلص

ہم سمجھے تھے محبت مین بہل جائیگا دل	یہ نہ معلوم تھا رنگ اور ہی کچھ لائیگا دل

فایز تخلص کریم بخش محرر عدالت دیوانی میرٹھ ولد شیخ فتح علی ساکن اترولی توابع علیگڈھ شاگرد ہدایت علی اسیر

دیکھے جب بہزاد نے وہ دست و پا لاجواب — تھر تھرائے اوسکے چار و ناچار ہاتھ پاؤن

فائز تخلص منشی بخاور سنگہ خلف دھرم داس متوطن دہلی سررشتہ دار فوجداری فتح آباد

کیون نہ اے فائز ہو قسمت کا ستارا اوج پر — وصل کا اوس مہ لقا نے رات کو وعدہ کیا

ہزار قامتِ رعنا کی پائی شکل اوسنے — مگر یہ چال کہان سرو جو یبار مین ہے

فائز تخلص محمد عابد خان باشندۂ لکھنؤ مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ یہ شعر اِس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

کس غضب کی چال ہے آمد کا عالم دیکھنا — کیا قیامت ہے لیا جاتا ہے عالم دیکھنا

قاصدا نازک فراجی کا رہی اوسکی چال — دے نہ دینا خط مرا جسوقت برہم دیکھنا

فائز تخلص ایک بزرگ ساکن کول خلف نظام الدین متوطن سبزوار کا ہے نام انکا معلوم نہ ہوا

کیا خطر ہے تابشِ خورشید محشر سے مجھے — آہ سوزان کا دہوان اک سائبان ہو جائیگا

خیر ہے فائز کہو تو کیا ہوا کیا حال ہے — کوبکو کسواسطے پھرتے ہو دیوانے سے آج

فائز تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

کل ملیگا وہ گلے غیر دن سے یہ آیا جو دھیان — بس ہلالِ عید ہم کو نیش عقرب ہو گیا

فائق تخلص مرزا عبد القادر بیگ دہلوی خلف مرزا احمد بیگ قوم مغل اصفہانی ملازم نواب بہادر جنگ والی بہادر گڈھ

مینا سے مے جو محفل زندان مین تو پیجیے — ہم ہن اگر پیجیے تو ہمارا لہو پیجیے

فخر تخلص محمد فخر الدین باشندۂ شاہجہان پور

بیخودی سے غرض کون ہے مے کا حجاب — چشم ساقی تو ہے گو ساغرِ صہبا نہ ہوا

فخر تخلص محمد فخر الدین کہین برادر و شاگرد محمد احسان اللہ مخیر باشندۂ دہلی مقیم میرٹھ

کفر و دین کو تہ و بالا رخ کا کل نے کیا — بیچ سے اونکے نہ کافر نہ مسلمان نکلا

فخر تخلص میر فخر الدین ولد اشرف علیخان تذکرہ نویس شاگرد میرزا سودا ۱۱۹۶ گیارہ سو چھیانوے ہجری مین لکھنؤ مین تھے

گزرینگے دن جو یون ہی دو چار رو کے روتے	گر گر پڑینگے سقف و دیوار روتے روتے
بات کیجے غیر سے اور ہم سے منہ کو موڑئے	ٹک خدا سے ڈرتے اِن وضعوں کی عادت چھوڑیے

فخر تخلص میر فخر الدین لکھنوی خلف میر محمد علی سید تخلص شاگرد خواجہ وزیر

یہ ضعف ہے نہ سخن اتنا گوش تک پہونچے	کوئی شفیق اگر رکھدے کان ہونٹھون پہ
ہمارے سوز جگر کی کہی کہانی کیا	پڑے ہین چھالے جو اے قصہ خوان ہونٹھون پہ

فدا تخلص مرزا بلند بخت دہلوی خلف شہزادہ مکرم بخت بہادر شاگرد مولوی صہبائی

حشر مین پرسش مری پہلے ہو یا رب زمین	جب تلک چپکا رہونگا جی مرا گھبرائے گا
مجھسے ملجائے جو وہ غنچہ دہن آکے فدا	اپنے جامے مین وہ پھولون کہ سما بھی شگفتن

فدا تخلص مرزا اسکندر بخت خلف مرزا منور بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا پیارے رفعت

مجھ ناتوان کو سانس بھی لینا محال ہے	پہنچے گی خاک میری دعا آسمان تلک
تمھین آؤ تو آؤ ورنہ ہم تو	اوٹھا سکتے نہین بالین سے سر کو

فدا تخلص خواجہ نجم الدین لکھنوی

عقدہ کھلا نہ ہم پہ فدا زلف یار کا	کیا کیا اولجھ اولجھ کے رکا دم تمام شب

فدا تخلص سید محمد علی عرف فدا شاہ سہارنپوری آخر ایام مین طبیعت انکی ہزل کی طرف مائل ہوگئی تھی

اوس سے ہین اور مجھسے وہ باہم رہا	ایک مدت تک یہی عالم رہا

فدا تخلص میر عبد الصمد دہلوی فرید آباد مین معلمی کرتے تھے صاحب دیوان گزرے فارسی بھی کہتے تھے

جو درد دل کا لکھون یار کو مین لے کاغذ	تو آتش بیان تک اوڑے کہ یہہ جلے کاغذ

فدا تخلص فدا حسین خان خلف ضیاء الدین حسین خان عرف آغا مرزا قوم مغل شاگرد ممنون و مصحفی باشندۂ لکھنؤ

غیر کی تمنے کی خوشی اور ہمین خفا کیا	خوب کیا بھلا کیا خیر بہت بجا کیا
تیری جو نگاہ مین سبک ہین	ہر ایک کے جی پہ بار ہین ہم

تو ہی کیا سر جھکا کے ہووے ذلیل	ہاتھ تیرا کبھی اوٹھا ہی نہین
نہین کھاتا وہ قسم غیر کے گھر جانے کی	سچ جو پوچھو تو یہی بات ہے مرجانے کی
وہان ہمکنار غیر سے وہ رشک ماہ ہے	نہان کنج غم مین شکوہ بخت سیاہ ہے
خفا ہم آپ ہین اس سے کہ دم رہے نہ رہے	ترے فراق مین اے یار ہم رہے نہ رہے

فدا تخلص فدا حسین باشندہ مرشد آباد شاگرد فصیح العالم فصیح

چشم آہوے چین خال جبین مشک خطا	رو صبح طرف زلف سیہ شام بلا
گل ایسا بدن باغ و بہار ایسی ادا	خنجر نگہ چشم ہے لب آب لقا

فدا تخلص امام الدین فرید آبادی شاگرد مرتضی قلی خان فراق علی وردی خان کے عہد مین بنگالہ مین آکر سکونت اختیار کی تھی

آپ جائین کہان تری گلی سے	جون نقش قدم یہین رہے ہم
تو بات بات مین ہوتا ہے مجھسے آزردہ	یہی تو کچھ نہین اے دلربا تری باتین
مین ہون قربان اوسکے کہنے کے	تو نہ بولا کرا ے فدا ہم سے

فدا تخلص مرزا محمد خلف مرزا اسمعیل بیگ الہ آباد مین تحصیلداری کرتے تھے

ہے رنگ نرالا گل و گلزار مین پیارے	اک نوک نکلتی ہے ہر اک خار مین پیارے

فدا تخلص لچھمی رام دہلوی شاگرد سودا

کہا جو اوسنے کہ نہین دل تو کرچکا ہون فدا	تو ہنسکے بولے ابھی تیری جان باقی ہے

فدا تخلص عاقبت محمود خان بہادر دہلوی صدر الصدور تھے بعض صاحب تذکرہ نے انکا نام محمد اسمعیل لکھا ہے

جون شمع ضبط نالہ تو مین نے کیا فدا	پر بس چلا نہ گریہ بے اختیار سے

فدا تخلص شیخ فدا حسین خان خلف شیخ کریم اللہ باشندہ قصبہ دیبائی ضلع بلندشہر شاگرد نواب مصطفی خان شیفتہ صاحب دیوان ہین

ہے یقین ہوگا ہجوم بلبلان بالاے سر	تو نہ کھلنا مثل اوغنچہ دہان بالاے سر
کیون نہ ہو ہر عضو تیرا ابروے بحر حسن	ہین اگر تو سے بصدف قد مین گوہر کی لڑیان

ایڑیاں ہم نے رگڑ رگڑ کر زیست اپنی کی بسر — جب سے دیکھیں اے فدا اوس فتنہ گر کی ایڑیاں

فدا تخلص سید فدا حسین باشندہ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

قتل پر مستعد ہے وہ قاتل — آج جوہر کھلے گا خنجر کا

فدائی تخلص مرزا عظیم بیگ تاجر دہلوی

یار گوشے مین ہے اور عیش سے مایوسی ہے — نقش پا تک بھی مرے در پئے جاسوسی ہے

فدوی تخلص لکھپت لال لاہوری مقیم دہلی ملازم نواب ضابطہ خان شاگرد صابر علی صابر اپنے مذہب کو ترک کرکے دین اسلام کو قبول کیا تھا باپ اسکا بقال تھا سودا نے اوسکی ہجو رکیک کہی ہے اور بعض صاحب تذکرہ نے لکھا ہے کہ وہ قوم مغل سے تھا فدائی بیگ نام غرض اشعار اوسکے اچھے ہوتے ہین مرادآباد مین فوت کی

گر تیغ نگہ سے تو کرے وار فلک پر — چل جاے فرشتون مین بھی تلوار فلک پر

بعد مرنے کے بھٹکتا ہون تہ خاک ہنوز — ساتھ پھرتی ہے مرے گردش افلاک ہنوز

آوارہ و سرگشتہ نہ دیوار نہ در کے — سایہ کی طرح ہم نہ ادھر کے نہ اودھر کے

آنسو نہین ہین دیدۂ تر مین بھرے ہوئے — موتی ہین آبدار صدف مین بھرے ہوئے

ابرو کے تیغ سے ترے سورج ڈرے ہوئے — پھرتا ہے اپنے منہ پہ سپر کو دھرے ہوئے

چشم پرآب ہے اور تپش سے یہ جگر جلتا ہے — کیا قیامت ہے کہ برسات مین گھر جلتا ہے

یہ سرو نہین باغ مین ہے آہ کسو کے — نرگس نہین تکتا ہے چمن راہ کسو کی

فدوی تخلص محمد حسن لاہوری مقیم دہلی شاگرد شاہ مبارک آبرو ستار خوب بجاتے تھے آزادانہ زندگی کرتے تھے صاحب دیوان گزرے ہے

واہ اور مجھکو یاد کرین مین نہ مانونگا — اس نام کے بہت ہین کوئی اور ہووےگا

یار ہم سے جو سدا چین بہ جبین رہتا ہے — نہین معلوم بلا کونسی پیش آئی ہے

فدوی تخلص مرزا محمد علی عرف مرزا بھچو مقیم عظیم آباد شاگرد شاہ گھسیٹا عشق احمد شاہ بادشاہ کو وقائع نگار تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

تجھ سے ہوتے ہین دردمند جدا	گو کرے کوئی بند بند جدا
ہر طرح ہم اوسکے ہین دل جانسے فدوی	وہ خواہ ہمین یاد کرے خواہ فراموش
عاشق کی کچھ نہین ہے دل و جان سوا بساط	اے دوست امتحان نہ کر اسکی کیا بساط
گیا وہ زمانہ ہوا اور عالم	نہ وہ دن نہ وہ دل نہ وہ تو نہ وہ ہم
غلط ہے دیدۂ تر سے جو ہم چشمی کرے شبنم	مرا رونا اگر دیکھے ابھی پانی بھرے شبنم
چشم بد دور عجب آنکھین ہین	قتل کرتے ہین غضب آنکھین ہین
وہ دن گئے تپاک کے ہیہات اب کہان	وہ بات اب کہان وہ ملاقات اب کہان
کچھ خوش آتا نہین بغیر ترے	زندگانی عذاب ہے تجھ بن
حیران سحر سامری ہے اوسکے روبرو	جادو وہ یاد ہے تری کافر نگاہ کی
یار ہو غیرونکے گھر مین اپنے گھر سیلاب ہو	تو نے بھی بدلی نظر اے ابر رحمت واہ واہ
اپنے فدوی کو ستانا بے سبب کچھ خوب ہے	کیا اسی کا نام ہے پیارے محبت واہ واہ
ٹک ساتھ ہو حسرت دل مغموم سے نکلے	عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے
دزدیدہ نگہ نے تری بندہ کیا مجھ کو	اس آن کے اس ڈھب کی اس انداز کے صدقے
دل ہے ازل سے تختۂ مشق ستمگران	تقدیر کے لکھے کو کوئی کب مٹا سکے

فدوی تخلص لالہ سیوک رام وکیل عدالت دیوانی شہر پٹنہ

جی کو نہ چین ہووے نہ آرام پائے دل	پھر کس امید پر کوئی تم سے لگائے دل
اوڑھکر دھانی ڈوپٹہ بھی اجی آؤ کبھی	ایک دن تو کشت امید غریبان سبز ہو

فدوی تخلص میر فضل علی دہلوی مرشدآباد مین آکر انتقال کیا

ابر مین روئیے پیا تنک جام کو	تم نہین آنکھون مین ساقی نام کو

فراسو تخلص فراسو صاحب قوم انگریز نسباے بیگم سمرو مقیم دہلی شاگرد خیراتی خان دلسوز

قمری کے مانند وہ پہنے محبت کا طوق	باغ مین گر قد ترا سرو کو دکھلائی

فراغ تخلص محمد فراغ دہلوی تعلیم کرتے تھے

آتی ہے مرے اشک سے بوے عرق گل	ہے بسکہ نظر مین گل رخسار کسی کا
روتا ہے فراغ آج ترے کوچے مین پیارے	دل توڑیے اسطرح نہ زنہار کسی کا

فراغ تخلص میر مہدی حسن ولد میر طالب علی لکھنوی استاد مرزا رفیع الدین حیدر عرف منا جان

محو نظارہ ہے اے گل کیا فقط نرگس کی آنکھ	چشم بد دور آپ پر پڑتی نہین کس کسکی آنکھ

فراغ تخلص یسین بیگ باشندۂ میرٹھ شاگرد شیخ ابراہیم ذوق و نواب مرزا داغ و غلام مولی قلق

دم مین کیون اوسکے آگیا قاصد	یہان بھروسا نہین ہے دم بھر کا
ہے سراپا کا کسکے ہمکو خیال	پاؤن کا دھیان ہے نہ کچھ سر کا

فراق تخلص کیقباد جنگ دکھنی اسیرون مین تھے

اوس شوخ رنگیلے کی کمان قوس قزح ہے	ہو بو قلمون تیر بر رنگ پر طاؤس

فراق تخلص اکرام الدولہ مرزا حسین علی خان لکھنوی

آج بہی ہاے غضب تجھسے نہ ملنا ٹھہرا	عید کا چاند محرم کا مہینا ٹھہرا

فراق تخلص میر مرتضی قلی خان دہلوی معاصر سودا محمد شاہ کے عہد مین توپخانہ شاہی سے تعلق رکھتے تھے علی وردی خان مہابت جنگ کے عہد مین مرشد آباد مین سکونت اختیار کی تھی آخر بسبب باقی رہنے خراج سرکاری کے راجہ شتاب راے کی قید مین انتقال کیا

گو دروسر اے ناصح ہے گردش پیمانہ	برہم کو تو صندل ہے خاک در میخانہ
اسیر و نکی قسم تجھکو صبا سچ کہنہ کہ گلشن مین	کوئی اون ہمنواؤن سے مجھے بہی یاد کرتا ہے

فراق تخلص حکیم ثناء اللہ خان مرحوم دہلوی برادرزادہ ہدایت اللہ خان ہدایت کسب سخن و کسب باطن حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ سے کرتے تھے شعر عاشقانہ خوب کہتے تھے صاحب دیوان گزرے

خبر دیتا تھا کسکے وصل سے شوق ہم آغوشی	کہ میر ارات کو کچھ خود بخود باز و پھڑکتا تھا

یون ریگ رواں خانہ نشین ہون مین ازل سے — نہ قصد وطن کا نہ ارادہ ہے سفر کا
دل تھا مثا کہ چشم یہ کرتا تری نگاہ — ساغر کو دیکھتا کہ مین شیشہ سنبھالتا
صاف دل کو کیا اور داغ جگر کو دھویا — کام کیا کیا نہ مرے دیدۂ تر سے نکلا
غم ہے ساغر و مینا مجھے کہ میرے بعد — ذرا بھی تمکو کوئی منہ نہین لگانے کا
یہان تلک ہون سبک رو رہِ عدم مین فراق — قدم جو رکھون تو نقش قدم نہین ہوتا
زمین ہم اور رہا ہے آئینہ تری لوٹی بہار — حیف بخت افسوس قسمت وای طالع یا نصیب
نوبت آتی ہین پائون کی تری ٹھوکرین ظالم — سر کو کبھو قدمون سے اوٹھاؤگی نہین ہم
آنا یہ ہچکیون کا مجھے بے سبب نہین — بھولے سے اوسنے یاد کیا ہو عجب نہین
ترے گل تکیونکے خاطر تو ای حسرت جان — یہ مناسب ہے کہ ہو شمس و قمر کا تکیہ
رہتا ہے عاشقون کا از بس ہجوم در پر — ہوجائیگا گھر اوسکا بازار رفتہ رفتہ
سن مرا حال یہ کہتا ہے نہ بک سونے دے — نیند تو اوڑ گئی کم بخت سرک سونے دے
دامن تلک گیا تھا کہین اوسکو دست ہم — اللہ رے نازکی وہین چولی مسک گئی
گالیان جو دو تو مین جھکی بھی کیا نہ لون — پیارے کسیکا ہاتھ کیسیکی زبان سے چلے
آنکھون مین پھر رہا ہے ای سرو نازنین تک — دامن اوٹھاکے چلنا تیرا انکھڑون سے

فراق تخلص میر حیات اللہ باشندہ کوڑا وتھی دہلی مین تحصیل علم مین مصروف تھے

جان بھی باقی نہین کیا بیجئے اب دبیر شاہ — مرتے دم آگئے کیا اور پشیمان مجھکو

فراق تخلص خواجہ بہادر حسین خلف مرزا جان الگی باشندہ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

جس روز سے کہ تو مرے آغوش مین نہین — رکھتا ہون اے صنم تری تصویر دوش پر
شب کو اسطرح سے اوٹھینگے فراق ہم — تصویر یار ہاتھ مین زنجیر دوش پر

فراقی تخلص پریم کشور نبیرہ راجہ جگل کشور بادہ فروش ترک علاق کرکے سیاحت کرتے تھے

ہوئین انکھین گلابی روتے روتے — گلابی کی نہ دیکھی تم نے یا افسوس

فرحت تخلص خواجہ فیض اللہ عظیم آبادی شاگرد غلام علی راسخ

جب کوئی منظور نظر ہو گیا دیدہ و دل اپنا ادھر ہو گیا

فرحت تخلص اسد علی دہلوی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق مقیم لکھنو

نہ تنہا کان کا بالا بلا ہے قیامت ہے ترے قامت سی پیارے
بلا جسکو تلوؤن سے نرگس سمجھکر سنا تمنے وہ چشم ترچھی کسو کی

فرحت تخلص لالہ نتانند وکیل عدالت منصفی الہ آباد

پھولا ہے لالہ گلشن سینہ مین داغ سے افسوس اس بہار مین وہ مہ جبین نہین

فرحت تخلص شیخ فرحت اللہ رفیق بہادر علی خان داروغہ نواب ناظم بنگالہ شاگرد سراج الدین علی خان آرزو وطن انکا ماورا النہر مولد فرخ آباد سنہ ۱۱۹۱ گیارہ سو اکانوے ہجری مین مرشد آباد مین فوت کی صاحب دیوان گزرے

تری مژگان کو کب ہوتا ہے غم عشاق کو کھانا نہین ہے خنجر قصاب کو کچھ درد بسمل کا
جو سبب ہے گلشن مین وہ خدا جانے دہان یار سے غنچے سے کیا سوال کیا
زندگی مین تو رہے صدمے دل غمناک پر بعد میرے دیکھیے کیا ہو قیامت خاک پر
خط کے آتے ہی ہوئی گم خال کی خوبی تمام آگے طوطی کے کہان سر سبز ہو سکتا ہے زاغ
سینے نہ ترے ہر دم اس طرح سے ہوتی ہے ہو وصل ترا اب کی یہ بار ہے کہ اب مین ہو
رفتہ رفتہ مین ہوا عشق مین جان کا دشمن دل ہے پہلو مین مرے ہاے کہان دشمن
مرنے کے بعد مجھپر کیا کیا ستم نہ ہونگے دیکھینگے غیر تجھکو اور ملے ہم نہ ہونگے

فرحت تخلص پنڈت کدار ناتھ عرف ناتھن پرشاد ولد بستی رام دکھنی باشندہ لکھنو شاگرد امانت

لوٹے مزے وصال مین پستان یار کے کچھ بچا ولا کمان سے کمان مین دبا کر ہاتھ

فرحت تخلص محمود علی خان دہلوی خلف حکیم نصر اللہ خان وصال تخلص

اوسنے تو نامہ بر کو کیا قتل اور مجھے ہر لحظہ انتظار ہے خط کے جواب کا
لے جلد تو خبر کہ کچھ اب شام ہی سے آج ہے حال بیطرح ترے خانہ خراب کا

عاشق تو سبھی ہوتے ہین دنیا مین عزیز
پر میری طرح سے کوئی رسوا نہین ہوتا

فرحت تخلص بشن پرشاد کایتھ خلف گوبند پرشاد نبیرہ راجہ کنول نین باشندہ دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

یارو جب تک جواب خط آوے
اور دو چار خط لکھو بیٹھے

فرحت تخلص شیخ حسین علی شاگرد مرزا نیاز علی بیگ نکہت تخلص

جب سے دیکھا ہے قد بالاے یار
سرو کو خاطر مین کب لاتے ہین ہم

فرخ تخلص جوسبے بدری داس خلف جوبے گنج لال شاگرد اندرمن فقیر

گوشہ گیری نے زمانہ مین مرا نام کیا
باعث شہرت عالم ہوا عنقا ہو کر

فرخ تخلص کرامت اللہ خان ولد حفیظ اللہ خان باشندہ لکھنو شاگرد ناسخ

تا ز و ادا و زلف و رخ و چشم ہین ستم
اتنی بلاؤن سے کوئی کیونکر بچائے دل

قتل عالم کرتے ہین بیرحم کیونکر زہر زر
ہم تو یارا بھی نہ مارین کیمیا کے واسطے

فرخ تخلص میر فرخ علی دہلوی

اسقدر مجھ سے ہو کیون اے مہوشان نا آشنا
مین بھی تو آخر کسی دن تھا تمہارا آشنا

چشم سے نور گیا تن سے توان دل سے صبر
ہجر مین تیرے جدا مجھسے ہوا کیا کیا کچھ

فرد تخلص شاہ ابو الحسن نعمتی سجادہ نشین پھلواری صاحب باطن تھے بیشتر فارسی کہتے دیوان فارسی الکا نظر سے گزرا

نگاہ مست تیری کسقدر خونریز عالم ہے
عبث آنکھون کو تیری نرگس بیمار کہتے ہین

عشق نے رسوا کیا یہان تک مجھے
نام سے میرے حیا کو ننگ ہے

فرد تخلص مولوی وحید الدین خان عرف خدا بخش خان ولد محسن خان قوم یوسف زئی باشندہ دربھنگا ضلع مظفرپور مقیم کانپور شاگرد مصحفی صاحب دیوان ہین شعر اچھا کہتے ہین

بند انگیا کے نہ بندھوائے کبھی
عمر بھر بندہ تو نامحرم رہا

سطح سینہ پر ترے اے بت نوخیز کیا
ابھرا ابھرا نظر آتا ہے کچھ اوٹھا اوٹھا

کبھی کعبہ کبھی بتخانہ ہے مسکن اپنا
دین و مذہب کہون کیا شیخ و برہمن اپنا

دل ٹکڑے ٹکڑے یار کے رخسار نے کیا	اوس گل نے جو کیا نہ کسی خار نے کیا
وہان چھاتی ہے گدرائی نہ ہو کیونکر یہان کھٹکا	درخت بارور مین باندھتا ہے باغبان کھٹکا
کیون عشق مین ہو نام نہ موسی مرے دل کا	ہر داغ بنا ہے ید بیضا مرے دل کا
اے نوک مژہ تجھسے خجل نشتر و سوزن	لیکن نہ نکالا کبھی کانٹا مرے دل کا
ان گلرخون کا مجھکو تو باور نہین نہین	ہان ہان بھرے ہین دلمین اور لب پر نہین نہین
بیتاب ہون مین تشنگی نزع سے قاتل	ٹپکا دے تو آب دم شمشیر گلے مین
آسیب پری ہوتا ہے جب سیمبرون کو	تعویذ ہین کرتے تری تصویر گلے مین
ہر عاشق و معشوق اسیر آئے نظر فرد	یہان پاؤن مین بیڑی وہان زنجیر گلے مین
فیض کیا وصف لب سرخ بتان کا مین لکھون	لعل ہو جاتے ہین جو لیتا ہون پتھر ہاتھ مین

فرصت تخلص مرزا الف بیگ لکھنؤ مین وفات پائی

اک عمر خاک کوے بتان سجدہ گاہ کی	تب رفتہ رفتہ اوس بت کافر سے راہ کی
کمان سے بھی پری یہ آہ پر تاثیر پہنچی ہے	پرندہ پر نہ مارے اوس جگہ یہ تیر پہنچی ہے
اوسکو طرز جفا خوش آتی ہے	مفت مین اپنی جان جاتی ہے

فرقت تخلص عطاء اللہ خان دہلوی

شعلہ آہ کا کسکے ہے اثر پتھر مین	کہ ہے اسطرح سے پوشیدہ شرر پتھر مین
ایک دل اوسکا ہے یارو کہ نہین اوسکو اثر	ورنہ آہ اپنی کا ہوتا ہے اثر پتھر مین

فرقت تخلص دیبی پرشاد ولد ٹھاکر پرشاد عرف خشادہ پرشاد پنڈت کشمیری باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

مہندی سے چھلے نقرئی سونے کے ہو گئے	اے سیمتن عجب ہین ترے کیمیا کے ہاتھ

فرحتی تخلص وزیر علی عظیم آبادی شاگرد امیر جان عبرتی راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے فارسی بھی کہتے ہین

کیا پوچھتے ہو ہمنفسو ماجرائے دل	کانٹا سا کچھ کھٹکتا ہے پہلو مین ہائے دل
سنکے ہے جب سے یار نے اٹھکھیلیونکی چال	آتی ہے ہر قدم پہ صدا ہائے ہائے دل

فروغ تخلص میر روشن علیخان خلف اکبر علیخان شاگرد ممنون باشندۂ دہلی

تاریک کلبہ ایسا گیا ہو فروغ روشن
گھر مین کبھی ہمارے وہ شمع رو نہ آیا

فروغ تخلص میر اکبر علی شاگرد شمس الدین فقیر طب اور نجوم مین اچھا دخل رکھتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

ایسا نالان ہوا شب کو دل بیمار کہ بس
تھکے ہمسائے پکارے پس دیوار کہ بس
گرچہ مخمور سیہ مست ہین تیری آنکھین
لیکن ایسی ہین وہ دل لینے مین ہشیار کہ بس

فروغ تخلص خواجہ غلام مصطفے ولد خواجہ محمد یحیے باشندۂ لکھنؤ شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان ہین

خیال ہے ترے آب رواں کی تحرم کا
نہین ہے تن مین ہمارے یہی حباب مین دم
اوس پری کا میرے پہلو سے جو سرکا پہلو
تیغ غم سے ہوا مجروح جگر کا پہلو
تجھ سے پھرتی ہے یار سب کی آنکھ
چشم بد دور ہے غضب کی آنکھ
لاغر ہوا ہون ہائے مین اوس درجہ ہجر مین
ہلنے کی بھی ولا مجھے طاقت نہین رہی
کیسا ملال وصل ہوا شب کو یار سے
دل صاف ہو گیا وہ کدورت نہین رہی
الفت کا حرف صفحۂ ہستی سے مٹ گیا
بھائی کو بھائی سے بھی محبت نہین رہی

فروغ تخلص محمد عمر سلطان دہلوی خلف مرزا آقا نجف ہما تخلص

دیا ہو جھوٹ ہی گو نامہ بر نے مژدہ وصل
مرا تو سن کے کہنے سے دل کو تو یک قرار آیا
کیا ہو آپ نے گر سچ ہی وعدہ آنیکا
یہ سوچیے تو کہ مجھ کو کب اعتبار آیا
لیکے آتے ہو ساتھ غیرون کو
باز آیا مین اس عنایت سے

فروغ تخلص خواجہ نور الدین خان بہادر معروف بہ مانڈلے صاحب برادر خرد نواب انور الدولہ شفق تخلص باشندۂ کالپی

قید ہستی مین پھنسے یاد وطن بھول گئے
دام کچھ ایسا خوش آیا کہ چمن بھول گئے
خیال غیر سے ہمراہ جانان
تصور مین بھی تنہائی کہان ہے

فروغ تخلص عنایت علی خان ولد نادر علی خان عظیم آبادی مقیم کانپور شاگرد

احمد علی کامل تخلص

مجھ سے شب وصال بھی انکار ہے اوسے — کہتا ہے میرے پانون سے تو رکھ کنارہ ہاتھ

فروغ تخلص حافظ خدا بخش ساکن میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور تخلص

جز ذکر حسن و عشق دل حسن دوست کو — طفلی سے دلپسند کوئی داستان نہین

فرہاد تخلص میر علی فیض آبادی شاگرد میر حسن دہلوی

مرے حیا ہے سے وہ بت رام کیا ہے — خدا کا گرنہ فرہاد جا [illegible]

فرہاد تخلص شاہ الفت حسین موسوی باشندہ عظیم آباد شاگرد راجہ پیارے لال الفتی [illegible] تون سے کلکتہ مین رہتے ہین بیشتر فارسی کہتے ہین اپنی شاعری کا بہت غرور رکھتے ہین یہ شعر راقم کے سامنے پڑھے تھے انکی بعض بعض تصنیفات [illegible] گذری

اے وا اے جذب عشق [illegible] — [illegible] مین [illegible] گیا
قفس کو نالہ دل سے اسیر درد کرتے ہین — صبا کے پانون مین زنجیر بوی گل سے بھر گئی

فرہاد تخلص مرزا مغل بیگ مرحوم ولد مرزا [illegible] بیگ لکھنوی مرثیہ مین شاگرد انیس اور غزل مین شاگرد مصحفی و ناسخ کے [illegible] مین رجسٹری کے سررشتہ دار تھے صاحب دیوان گزرے

[illegible] اور روئے کتابا پہ [illegible] ن دیکھنا — [illegible] دیکھ
[illegible] مین رند [illegible] کہ [illegible] — [illegible] اسے خود پیر مغان بالا سے

فرہاد تخلص لالہ صاحب رائے [illegible] کایتھ لکھنوی شاگرد میر موز

[illegible] — [illegible] آغوش مادر ہو گیا
[illegible] — [illegible] گنہگار [illegible] کا

فرہاد تخلص [illegible] احتشام الدین [illegible] باشندہ مراد آباد

[illegible] — [illegible] بیا ابھی سے ہے

قسوت [illegible] بہادر شاہ بادشاہ دہلی

[illegible] — [illegible] تمہارا

کیون دوست اوٹھالائے تجھے کوچہ سے اوسکی — گو جان پہ ستم تھا مگر آرام وہین تھا
اچھا ہوا کہ حشر کے ہنگامے سے نہ بچے — ہونا جو تھا ہمین وہم رفتار ہو گیا

فصاد تخلص بیوجہام باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر دہلوی

بادہ کے ہمین پینے سے کیا کام ہے ساقی — مے خون جگر آبلہ ہے جام ہمارا

فصیح تخلص پنڈت سکھن لال خلف بیچے لال فرخ آبادی شاگرد امراو حسین صفیر تخلص

سمجھے نہ یار عاشق زلف دوتا مجھے — دنیا مین اس بلا سے بچائے خدا مجھے

فصیح تخلص مرزا جعفر علی مرثیہ گو ولد مرزا ہادی لکھنوی شاگرد ناسخ بیت اللہ کو ہجرت کر گئے ہین

یہ تو قسمت مین کہان تھا کہ کرون کسب کمال — بے کمالی مین بھی افسوس کہ کامل ہوا
دیکھے گا پھنس کے زلف مین جب پیچ و تاب دل — پچتائیگا بہت ہی یہ خانہ خراب دل
مجھ مین اک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہون مین — تم مین دو وصف ہین بدخو بھی ہو مغرور بھی ہو

فصیح تخلص حکیم فصیح العالم خلف و شاگرد مولوی صبیح العالم خان دہلوی مرشدآباد مین نشو و نما پائی تھی وہین انتقال کیا

تحفۂ نسخۂ تپ ہجران کے لیے رو و دہن — قرص گل یہ ہے تو وہ شربت عناب بنا
رکھ جنتری مین چشم کی کھینچا نگہ کا تار — اوس شوخ کا نظارہ عجب سادہ کار ہے

فضا تخلص گونبد پرشاد ولد دیبی پرشاد لکھنوی شاگرد منشی مینڈو لال زار

گر یون فضا کو آپ لگانے نہ دینگے ہاتھ — چھو لیگا ایک روز وہ دیوانہ بن کے پاؤن

فضا تخلص میرزا محمد جعفر عرف منجھے مرزا ولد مرزا بندہ حسین لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

اللہ اللہ یہ دیدار کا تھا شوق مجھے — تکتے تکتے رہ بت بن گئین پتھر آنکھین

فضل تخلص فضل معلیٰ خان لکھنوی نواب مرشدآباد کی مصاحبت مین تھے جوانی مین فوت کی انمین ایک بڑا عیب تھا کہ دوسرون کے شعرون کو اپنے نام سے پڑھتے تھے دہلی کو بھی گئے تھے کلکتے مین بھی آئے تھے

دل خیال زلف سے ازبس مرا معمور ہے — صبح محشر بھی مجھے شام شب دیجور ہے

(۱۱۱)

اور ہی مستی وہ اوسکے کہ مینے یہ حرف ہی | لب وہ کہ لعل کے بھی نگینے یہ حرف ہے

مفضل تخلص فضل الرحمن خلف شیخ حامد علی ابن قاضی احمد متوطن مین باشندۂ قصبہ مہم ضلع رہتک شاگرد محمد رفیع الدین و محمد حیات خان حیات

حاجت دام نہین عاشق بیدل کو لیوا | گیسوئے یار ہے کافی ہے سلاسل کے لیے

فضلی تخلص و نام شاہ فضل علی دہلوی معاصر شاہ نجم الدین آبرو

ذوق سے سلسلے کے طالب کو | پیچ و تکیہ مرید کرتے ہین

فطرت تخلص ایک شخص کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کیونکر نہ آسمان پہ ہو اوسکا داغ دل | روشن ہو جسکے سینے کے اندر چراغ دل

فغان تخلص اشرف علیخان دہلوی کوکہ احمد شاہ بادشاہ غازی ابن مرزا علیخان مقیم عظیم آباد شاگرد علی قلی خان ندیم ١١٨٦ھ گیارہ سو چھیاسی ہجری مین انتقال کیا بڑے ظریف تھے بعضے صاحب تذکرہ نے جو انکو قزلباش خان امید کا شاگرد لکھا ہے غلطی کی ہے دیوان انکا نظر سے گزرا

دل بستگی قفس کی یہان تک ہوئی مجھے | گویا مرا چمن مین کبھی آشیان نہ تھا
سر کو فدائے خنجر بیداد کر چکا | پہونچا مین اپنی داد کو فریاد کر چکا
ابھی مٹا نہین دعوے ستم رسیدون کا | کفن ہوا نہین میلا ترے شہیدون کا
کیا تو شب فراق مین جیتا رہا فغان | یہان تک گمان نہ تھا ترے صبر و قرار کا
بے سبب شمع کب جلے ہے فغان | لطف سوز و گداز مین پایا
ممکن نہین کہ غیر نہ ہووے رکاب مین | تجھکو خدا نہ لائے ہمارے مزار پہ
پانون چلتے ہوئے دیکھے تو بیابان کیطرف | ہاتھ اوٹھتے نظر آئے تو گریبان کیطرف
کہتا ہے یہ بہشت مین ستون کی جا نہین | زاہد کا کیا خدا ہے ہمارا خدا نہین
خط دیجیو چھپا کے ملے وہ اگر کہین | لینا نہ میرے نام کو اے نامہ بر کہین
مجھ مبتلا کی چشم کہان تک پر آب ہو | اے دل خدا کرے ترا خانہ خراب ہو
بک گیا اب تو یہ دل کافر خونخوار کے ہاتھ | بندھ گئے رشتۂ الفت سے گنہگار کے ہاتھ

قاصد جو نا امید پھرا کوے یار سے	خفت مجھے ہوئی دل امیدوار سے
ضعیف سے ہے دل بیمار اس قرینے سے	اٹک کے آہ نکلتی ہے میرے سینے سے
ذکر کیون غیر کا کرتے ہو فغان کی آگے	انھین باتون سے یہ کم بخت خفا ہوتا ہے
دیکھکر دل کو مڑ گئے مژگان	تیر خالی پڑا نشانے سے
دل مین اوس شوخ کے ہو پاس وفا سو معلوم	کہنے سننے کے لیے بات بنا رکھا ہے

فغان تخلص میر شمس الدین دہلوی

پردۂ غفلت مین سیری یاس گر آتا ہے خواب	دیکھ میری چشم تر کو روکے پھر جاتا ہے خواب

فغان تخلص ظریف خان رامپوری شاگرد حافظ ضیغم

ہے شکن چین جبین سے ابروے خمدار مین	آگیا بل اندنون قاتل تری تلوار مین

فغان تخلص سید عباس علی خان

اگر زبان کہے نہ سوال وصال پر	مہلت ملی زبان کو تیری نہین سے کب
نقش قدم کی شکل ہین پائمال ہین	یہ ناز تیری چال کی اوٹھی زمین سے کب

فغفور تخلص منشی قادر بخش ولد منشی رحمن بخش تاجر باشندہ کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ

ہون مین دیوانہ کسی رشک قمر کا ہنوز	طوق گردن چاہیے بن جاے ہالہ ماہ کا
یار ساقی ہے باغ ہے گل ہے	خم ہے شیشہ ہے جام ہے مل ہے

فقیر تخلص علاء الدولہ یمین الملک سید محی الدین خان دہلوی خلف نواب اعظم الدولہ
دیوان انکا نظر سے گزرا

ہو آج کے دن آن کے مہمان ہمارا	اتنا کہا مان لے اے جان ہمارا
ایک بوسہ فقیر کو دیجیے	رد نہ کیجے سوال سائل کا
گنج جو جانتے ہین کنج قناعت کو فقیر	سامنے اونکے ہین کیا مال یہ دولت والے

فقیر تخلص میر فقیر اللہ دہلوی شعراے پایتخت شاہ عالم بادشاہ مین تھے کبت و دوہرہ سے بھی واقف تھے احیاناً شعر اردو کہتے تھے

میرے سحاب چشم کو نیسان پہ ہے شرف	ہے کونسی گھڑی کہ یہ گوہرفشان نہین

صافی دلون کی دید کو مانع نہین حجاب   عینک سے ہے دو چند ضیاء بصر مجھے

فقیر تخلص میر شمس الدین دہلوی فارسی کو عروض و قوافی و زبان دری مین خوب دخل رکھتے تھے چنانچہ چند رسالے اسی باب مین لکھے ہین سنہ گیارہ سو ستر ہجری مین بعد حصول زیارت حرم شریف وقت مراجعت انتقال کیا بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گزرین

خال تیرے بیاض گردن پر   نقطۂ انتخاب ہے گویا
گم ہے آواز ترے کوچے کے باشندونکی   نالہ کرنے سے گرا ونکے گلے بیٹھ گئے
ہے غرض دید سے یان کام تکلف نہین   خواہ ادھر بیٹھ گئے خواہ اودھر بیٹھ گئے

فقیر تخلص عنایت اللہ ولد نور اللہ ساکن کرتارپور ضلع جلندر

مہندی کے باندھنے کی کشاکش یہ کون اٹھائے   فرمایا میرے خون سے آلودہ کر کے ہاتھ

فقیر تخلص مولوی فتح علی خان خلف خیرات علی خان فرخ آبادی اولاد مین نواب ہادی داد خان بہادر کی

اے عشق کس مکان مین وہ جان جہان نہ تھا   چشم و دل و دماغ و جگر مین کہان نہ تھا
مسجد مین میکدہ مین حرم مین کنشت مین   وہ خود نما جہان مین کہیے کہان نہ تھا

فقیر تخلص حکیم علی محمد عظیم آبادی خلف حکیم احمد حسین حکیم تخلص مقیم کلکتہ راقم کے ملاقاتیون مین ہین

دیر و مسجد کو کرین گبر و مسلمان آباد   مین نہ کرنے کا بجز کوچۂ جانان آباد
ایسی آنکھین نہ دیدہین نہ شنید   منتخب ہین ہزار آنکھون مین

فکری تخلص مرزا ممن نبیرہ شاہ عالم بادشاہ

جون نکہت گل گردش تقدیر سے فکری   ہم خانہ بدوش آوارہ ہے اپنے وطن مین
ہم گنہگارون کی قسمت مین کہان ہے ہرچند   کوچۂ یار مین جنت کی ہوا آتی ہے

فگار تخلص مرزا قطب علی بیگ دہلوی

مت پوچھو فگار اب تو مرا مسکن و ماوا   مانند بگولے کے سدا بیوطنی ہے

فگار تخلص سید حسین دہلوی نبیرۂ میر فقیر اللہ فقیر شاگرد میر نظام الدین ممنون بعض صاحب تذکرہ نے انکو مرزا غالب کا شاگرد لکھا ہے

دیکھ آئینہ کو اوسنے کیا اسلیے ٹکڑے — یعنی مجھے کسواسطے مجھسا نظر آیا
کرتا ہے غنچہ تیرے دہن کی برابری — شاید یہ اپنے بھول گیا ہے دہن کی بو

فلک تخلص میر بہادر علی عرف میر نصاحب خلف میر اکبر علی لکھنوی شاگرد برق

صورتِ برگ خزان خشک ہوا جاتا ہوں — دیکھتا جاکے نہین کاشتِ بہار عارض

فنا تخلص شیخ باقر باشندۂ کالپی حافظ ضیغم و مولوی عبد الکریم خان آشنا و مولوی محمد مظہر وصل وغیرہ بہت سے شاعرون سے اصلاح لی تھی کلکتہ مین تجارت کرتے ہین ریختی بھی کہتے ہین راقم کے ملاقاتیون مین ہین *

ریختی

بار گوہر سے لچکتی ہے کلائی بار بار — وہ دُرِ نایاب پہنے ہے جو سمرن آج کل
کل روپئے سونا کو منگوا کر دیے ٹکسال سے — اشرفی خانم کھونگی جاکے کندن لال سے

فنا تخلص شیخ بیر مرحوم بیلیت خلف شیخ طاہر لکھنوی

ہو خجل شامِ اودھ اور بنارس کی سحر — کبھی دیکھے جو وہ گیسو وہ بہارِ عارض

فوق تخلص میر ولد حسن خلف میر مولو وعلی فرخ آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان ہین

سنتا نہین ہزار کی فصلِ بہار مین — پہونچا ہے عرش پر ترا اسے باغبان دماغ
وہ صفا اب مجھے حاصل ہے کہ یہ صورت ہے — دیکھ لیتا ہون رخِ یار کا جلوا دل مین
در و دیوار سے زندان کی سر اپنا ٹپکتے ہین — خیال اسے فوق آتا ہے جو صحرا کا کبھی ہمکو
سیے یار سیکدے مین نہ بستر لگائیے — ٹھوکر سبو کو جام کو پتھر لگائیے

فوق تخلص شیخ عبد الصمد باشندۂ میرٹھ شاگرد مظفر خان گرم تخلص

دلِ مضطر نہین ہے قابو مین — ڈھنگ سیکھا ہے اوس ستمگر کا
شورِ محشر سے بھی نہ اوٹھتے ہم — کام تھا یہ تمھارے ٹھوکر کا

دہوکے مین آکے کرتا ہون نا حق تمیز	میری ہی آہ کا ہے دہوان آسمان نہین
نالے اگر یہی ہین ہمارے تو دیکھنا	یا ایک روز ہم نہین یا آسمان نہین

فوق تخلص نظیر احمد مرشدآبادی شاگرد حیرت

ضبط کا ڈہنگ کچہ ایسا دل ناشاد رہے	آنکھ مین اشک نہ لب پر کبھی فریاد رہے

فوق تخلص میر بادشاہ باشندۂ دہلی شاگرد و قرابت دار مولوی سید احمد خان صدر الصدور علیگڈھ تخلص ہر آہے

مین تو رہتا ہون گریزان ہی سدا اوس سے مگر	چھوڑتا کب ہے ترا طرۂ طرار مجھے

فہم تخلص وارث علیخان

دوری مین اوس مسیح کی اولٹی ہوئی ہر سانس	مہلت ملی ہے ہمکو دم واپسین سے کب
اوس حور کے جو وصل سے ٹھنڈا ہوا نہ دل	غسخانہ ہوگیا ہے جہنم تمام شب

فہم تخلص پنڈت سندر لال ولد پنڈت بدری ناتھ لکھنوی مقیم کانپور شاگرد محمد اسمعیل حسین منیر تخلص

زنجیر توڑ ہی پنجۂ شل نے غضب کیا	شانے سے اوس پری کے ہوئی تار تار زلف

فہمی تخلص شیخ ویانت حسین مدرس زبان فارسی و اردو ماڈل اسکول موضع بڑہیا ضلع مونگیر خلف شیخ ہدایت علی باشندۂ بہار مونگیر مین رہنے کے ہنگام مین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتے ہین

ستم سے کم نہین الطاف یار اے فہمی	ہے برق جان حزین طور مسکرانے کا
آئینہ کو نہ مقابل رکھین	پہروں حیران رہا کیجیے گا
نالۂ افغان سے فہمے	کیا کہین حشر بپا کیجیے گا
نہ وہ مین ہون نہ وہ زمانہ رہا	دل لگانے کا اب مزا نہ رہا
مدعی سے بگڑ گئی ورنہ	دل مین کیون کچہ بہی مدعا نہ رہا
کی یہ اشک و حیا نے پردہ دری	راز میرا ترا چھپا نہ رہا

بتون کے جور و جفا نے کیا ہمین گمراہ
چلے ہین دیر سے گھبرا کے خانقاہ کو ہم

ادہر ہو جل کے جگر خاک ادہر نہ ہو تا ثیر
ملا ئین خاک مین فہمی بس ایسی آہ کو ہم

کہتے ہین مجکو دیکھ کے اللہ رے فریب
گر تم نہین صحیح تو بیمار بہی نہین

چشمان نیم وا تری اے مست خواب ناز
گر خواب مین نہین ہین تو ہشیار بہی نہین

تمام عمر تو کسب کمال مین کاٹی
کیا کمال جو حاصل تو دل لگانے مین

آپ کے غم مین مر گیا ہون مین
اور کسطرح سے بنا ہون مین

عشق مین عقل و فہم کو کھو کر
فہمی اب نام کو رہا ہون مین

بے فائدہ گر عرش پہ پہنچے بہی تو حاصل
اے نالو ذرا کان تک اوس یار کی پہنچو

ہرگز نہ دم یار جفا کوش مین آؤ
اے حضرت دل خیر ہے کچھ ہوش مین آؤ

جو اونسے پوچھیے غیرون پہ کیون ہے لطف و کرم
تو ہنسکے کہتے ہین بس تیرے ہی جلانے کو

ہوش کی اپنے دوا کیجیے کچھ خیر ہی ہے
آئے ہین حضرت ناصح مجھے سمجھانے کو

حورون ہی سے لگا ئینگے دل کو کسیطرح
کوچہ تمہارا اگر نہین خلد برین تو ہے

مجھکو سوال بوسہ سے مطلب جواب ہے
گر ہان نہین زبان پر اونکے نہین تو ہے

وہ بگڑی ہے ہوا اے شہر الفت
جسے دیکھو وہ غم مین مبتلا ہے

وہ شکوہ اپنا میرے منہ سے سنکر
لگے کہنے کہ ہان کہیئے بجا ہے

جنازہ دیکھکر میرا کہا حیف
رہی دل ہی مین سب حسرت جفا کی

اللہ یہ اپنی بیکسی ہے
رونے کو وہ سمجھے ہین ہنسی ہے

چہرے کی بلائین لے رہی ہے
کاکل تری میری مدعی ہے

سر پہ ہے کھڑی قضا بہی وہ بہی
جان ایک عذاب مین پڑی ہے

مرتا ہے دراز کاکلون پر
فہمی کی حیات بڑھگئی ہے

فیاض تخلص حکیم سعید الدین علیخان سررشتہ دار کچہری راجہ راج سنتھر بن حکیم ابو سعید خان مقیم اٹاوہ

فتنۂ عزا بیدہ چونک اوٹھینگے یار
ساتھ غیرون کو سلانا چھوڑ دیجیے

جب

فیاض تخلص شیخ فیض الحسن خلف شیخ نظام الدین نظام باشندۂ قصبۂ دیبائی ضلع بلندشہر

افسون کا ہو عمل زعمل کا ہو کچھ اثر	میرا رقیب یار کا ہمراز ہو گیا

فیض تخلص حکیم منور حسین صاحب مثنوی نیر لبن و مثنوی عمدۃ الاعجاز و جواہر الحکمت وصحیفۃ الاسرار وکیل عدالت دیوانی ضلع مونگیر خلف سید فضل حسین شاگرد مہدی علی زکی باشندۂ امروہہ کبھی حکیم بھی تخلص کرتے ہین اشعار عربی و فارسی و اردو انکے اچھے ہوتے ہین راقم کے احباب مین ہین انکی مثنوی سلسبیل و مثنوی صاعقہ و کنایات منوری نظر سے گزری

فرقت قاتل مین گو تڑپا کرون بسمل نمط	تا قیامت بھی نہ نکلے دم بآسانی مرا
نجد تک مجنون نے ڈھونڈا کوہ تک فرہاد نے	اے جنون لیکن نہ ہاتھ آیا کوئی ثانی مرا
کیونکہ چھوڑون واعظا اوسکو کہ ہے وہ گلبدن	دل مرا دلبر مرا جانان مرا جانی مرا
دولت کی طلب زر کی تمنا نہین کرتے	دیندار کبھی خواہش دنیا نہین کرتے
سنتا ہون کہ غیرون سے اونھین رہتی ہی صحبت	کہدو کوئی جاکر کہ یہ اچھا نہین کرتے
کیون کہتے ہین سب لوگ تمھین رشک مسیحا	ہم مرتے ہین مدت سے تم اچھا نہین کرتے
چہرے سے ذرا برقع زرین کو اوٹھا دو	ایجان شب وصل مین پردہ نہین کرتے
جب کہتے ہین آجاتی ہین گھر فیض حزین کے	سچے ہین وہ جھوٹا کبھی وعدہ نہین کرتے

فیض تخلص مولوی فیض الحسن باشندۂ سہارنپور مقیم دہلی صاحب شواہد تفسیر وشواہد خمسہ و تذکرۂ صحابہ و مثنوی روضۂ فیض و مثنوی چشمۂ فیض وغیرہ کتب کثیرہ عربی و فارسی

عجب کچھ طور تھا شب فیض کا کیا جانے کیا تھا	کوئی وحشت سی وحشت تھی کوئی سودا سا سودا تھا
غنیمت ہے کہ بعد از مرگ عاشق اتنا کہتی ہین	برا تھا یا بھلا تھا خیر جیسا تھا وہ اپنا تھا

فیض تخلص علی بخش شاگرد وحید الدین فرد

پاس اوس گلرو کے جب جاتے ہین ہم	داغ دل پر تازہ لے آتے ہین ہم

فیض تخلص پنڈت کرپا کشن کشمیری مقیم لکھنو

لوٹتے خون مین تہِ خاک سے بسمل آکر — دیکھتا میرے تڑپنے کو جو قاتل آکر

فیض تخلص میر فیض علی خلف میر تقی میر مقیم لکھنؤ

کہہ دیا سب سے جو کہ تھا معلوم — دل ترا حوصلہ ہوا معلوم
شوق مین تیرے کنار و بوس کے اے حجبِ نازِ — موج کے مانند ہو جاتے ہین سب آغوش ہم
یہ ترک چشم تری مست ہین جوان دونون — کہ سو رہے ہین تلے سر کے رکھ کمان دونون

فیض تخلص نواب جعفر حسن خان خلف نواب محمد علی خان رئیس عظیم آباد شاگرد مصحفی

آسمان پر اشک کو لیجائیگی تحریک آہ — یہ ہوا اوٹھتی ہے دریا موج خون ہو جائیگا
فیض اب اوسکو ندامت ہی نکیا شی سے — تیرے زخمون نے عبث اوس پہ شکر خند کیا
رشتۂ تسبیح اپنا ہو گیا تار نفس — ذکر ہو موقوف تیرا گر یہ دم بھر ٹوٹ جائے
کیسی پابندی ہمین زندان کی اور زنجیر کی — وہ جنون کا زور ہے سد سکندر ٹوٹ جائے
مے پینے کی تہمت تو دے سکتا نہیں لیکن — آنکھون مین گلابی سا ڈورا نظر آتا ہے

فیض تخلص ظفر یاب الدولہ میر احسان علی خان بہادر باشندۂ لکھنؤ ولد سید محمد تقی خان بن میر زین العابدین خان رفیق میان الماس خواجہ سرا شاگرد آتش صاحب دیوان ہین

کب اوٹھانے سے ترے خاک نشین اوٹھتے ہیں — درد بھی ضعف کے باعث نہ اوٹھا دل مین

حرف قاف

قابل تخلص مرزا علی بخش شاگرد محمد ابراہیم ذوق امیر تیمور کے دودمان سے ہین

سامنے میرے غیر سے تو ملے — ستم اس سے زیادہ کیا ہو گا
کیا جو قتل مجھے تو نے آپ خوب کیا — کہ مین عذاب سے چھوٹا تجھے ثواب ہوا
تم جو کہتے ہو جاؤ تم یہان سے — ایسے جائینگے پھر نہ آئین گے
مر ہی جانا ہے عشق مین بہتر — نہ جئین گے نہ رنج اوٹھائین گے
لکھا تھا وہ ہی کہ جو تھا نصیب کا لکھا — بلا سے خط کا جواب اوسنے کچھ دیا تو سہی

قادر تخلص مولوی عبد القادر خلف مفتی سید کرامت علی باشندۂ الہ آباد

چشم کے چشمہ سے طوفان نوح کا ہوگا روان	ہو ویگا آخر کو یہ دریا روان بالا سے سر

قادر تخلص مرزا قادر بخش حکیت متوطن دہلی باشندۂ عظیم آباد مقیم کلکتہ شاگرد مولوی عبد الکریم خان کے شناراقم کی ملاقاتی ہین

مانگ بالون مین نہین اوسکی عیان بالای سر	نہر حیوان کی ہے ظلمت مین روان بالای سر

قادر تخلص مرزا سرفراز علی ولد مرزا ہنیگا باشندۂ لکھنؤ شاگرد طالب علی خان عیشی صاحب دیوان ہین

دل چھین لو چرالو جو عشاق یون نہ دین	وہ انتظام رخ کا ہے یہ بند وبست لف

قادر تخلص مرزا قادر شکوہ خلف مرزا عباس شکوہ نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ مقیم لکھنؤ شاگرد ضمیر مرثیہ گو

ایسا مین سمجھتا تو نہ ملتا کبھی ناصح	دل مفت مین لیجائیگا یہ کسکو یقین تھا
پی گیا مقتل مین وہ خون شہید ناز کو	تو تو تھا ہی پر ترا خنجر غضب خونخوار تھا

قادر تخلص سید قادر بخش خلف سید عبد الحقانی متوطن سنبھل مقیم فرخ آباد

ہے وقت نزع وصل کی خاک آرزو کرین	ہم آپ گم ہین یار کی کیا جستجو کرین

قادر تخلص شیخ قادر بخش لکھنوی

اوس ماہرو کے وصل کی اللہ ری خوشی	ہم نے لٹائے داغ کے درہم تمام شب

قاری تخلص قاری علی احمد باشندۂ دہلی علم قرائت سے بخوبی آگاہی حاصل کی تھی

چین ابرو نے خوب رد کر دیا	تھا مین کہنے کو مدعا اپنا
سچ بھی کہیئے تو جھوٹ سمجھے ہے	کہیئے کیا خاک ماجرا اپنا

قاسم تخلص آغا محمد

سیکڑون اغم ایک جان زار ہے	ابر ہے شب ہے دل بیمار ہے

قاسم تخلص قاسم علی خان ولد امیر علی خان باشندۂ فرخ آباد

ہے عیان معنی والشمس رخ انور سے	جلوہ گر عالم واللیل ہے موی سر سے

قاسم تخلص میر قاسم علی خلف میر طالب علی باشندۂ بارہہ مذہب تشیع سے

دلگرفتہ ہوکر مولوی محمد اسمعیل کی خدمت مین توبہ کی اور راہ تسنن کو اختیار کرکے مولوی صاحب موصوف کے ساتھ پنجاب کے معرکہ مین شہید ہوئے

تھی بات ہنسی کی یہ نبی جان پہ قاسم
لب اوسکے نمکریز ہوئے زخم نہان پر

قاسم تخلص سید قاسم علی خان خلف سید حیدر علی خان لاہوری متخلص بہ حیدر باشندۂ لکھنؤ موسیقی مین اچھی مہارت رکھتے ہین بہت روزتک عہدۂ تحصیلداری پر مامور رہے تھے

بسر کن خوبیون سے زیست کرکے اوٹھگیا قاسم
ہزار افسوس وہ بھی کیا بشر تھا کتنا بی شر تھا

ایک ہی حسن کا جلوہ ہے کہ ہر دم مجھ پر
دل کو لیتا ہے کہین رنگ کہین بو ہوکر

ایک بوسے کے عوض دین و دنیا لا کھون لیا
بشیر لذت ملی تقصیر سے تعزیر مین

رخ دکھا دیجے کوئی بات نشا دیجے کہ ہین
کان مشتاق سخن طالب دیدار آنکھین

سیکڑون دریا بھرے ہین چشم گریان مین مری
پھر بھی یہ کم بخت ہر دم تشنۂ دیدار مین

نہین آواز بھی منہ سے نکلتی نا توانون کے
اسیر و کنا تمھارے نالہ بھی محبوس زندان مین ہے

مری صداع کو صندل سے فائدہ معلوم
علاج اسکا کسی سنگ آستان مین ہے

جو ملاپ ہوئی تو جینگے نہین تو جان گئی
ہماری زیست و مرگ آپ کی زبان مین ہے

شمع و پروانہ سے سمجھے اتحاد حسن و عشق
ایک آتش تھی کہ جسمین دونون جلکر رہ گئی

قاسم تخلص قاسم علی لکھنؤی ١٢٤٣ھ سنہ ١٨٢٧ء عیسوی مین کلکتہ مین تھے انکی مثنوی حیرت افزا نظر سے گزری

نہین انکار دینے مین فدا ہی جان یہ تم پر
اگر اس قول پر جا ہو تو قاسم سے قسم لیلو

مدت سے انتظار ہے تشریف لایئے
آنے مین اپنے ورنہ مطلق لگا لیجے

قاسم تخلص شہزادہ ابو القاسم اولاد مین امیر تیمور کی تھے کلکتہ مین بھی آئے تھے

بکھری ہوئی ہین زلفین تری اس جاند سے منہ پر
قاسم کو دکھاتی ہین سمان جاند گہن کا

قاسم تخلص شیخ قاسم علی لکھنؤی شاگرد آتش شروع جوانی مین انتقال کیا

گردش تقدیر سے ہون سخت حیران ای فلک
رزق بے منت کے قابل آسیا تھی نہ بنا

بازپرس حشر کا بھی خوف ہے اے دل ضرور
کون مانے گا کہ تقدیر خدا تھی مین نہ تھا

سنکے دستک کی صدا نکلے نہ تم اچھا کیا
خیر گزری رات کچھ اسمین دغا تھی مین نہ تھا

قاسم تخلص میر قاسم علی باشندۂ بریلی

یقین ہے کہ العطش گویان دم آخر مرونگا مین
پیاسا ہون ترے آب دم شمشیر بران کا

قاسم تخلص حکیم میر قدرت اللہ خان دہلوی شاگرد ہدایت اللہ خان ہدایت حضرت مولانا فخر الدین قدس سرہ کے مریدون مین تھے ۱۲۴۶ بارہ سو چھیالیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے انکا تذکرہ شعراء ریختہ نظر سے گزرا .

ہم نہ کہتے تھے نہ دیکھ آئینہ حیران ہوئیگا
زلف کو شانہ نکر کافر پریشان ہووے گا

قرار و صبر و تاب سے طاقت نہون سیاہ فر تو کیا کرین پھر یار
پیام آیا نہ نامہ آیا نہ قاصد آیا نہ یار آیا

خط پشت لب جانان کو تو نے دیکھا تو یا ہم
سواد چشمۂ حیوان مین کیا سبزہ لہکتا تھا

یہ کہئے اب کہ بھول پڑے آپ کسطرف
اسطرف بارے آپ کا کیونکر گزر ہوا

دل کی نہ پوچھو کچھ کہ یہ ہمدم ازل سے ہے
آفت نصیب و قہر نصیب و بلا نصیب

کرین ہم تجھسے اب کچھ اور ڈھب کی بات کیا طاقت
ترے پاؤن تلک پہنچے ہمارا ہاتھ کیا طاقت

قسم ہے ہم کو سر زلف یار کی قاسم
کہ شب تھی کاکل جانان سے مو بمو گستاخ

سر بسر قول ترا اے بت خودکام غلط
دن غلط رات غلط صبح غلط شام غلط

کرشمہ عشوہ تغافل نگہ حیا چشمک
سبہے دل کو کیا ہی یہ دوچار چشم یار سے غلط

ہین روسیہ و خستہ جگر مثل نگین ہم
اے وائے کہ تسپر بھی نہین خانہ نشین ہم

اے سادہ رو یہ صاف ستم ہے کہ آئینہ
لوٹے بہار اور رہین نامراد ہم

غم و رنج محنت آفت ستم جفا ست
فرقت مین تیرے دیکھے بندہ نواز سہا تون

کہا مان قاسم نہ روک آنسوؤن کو
یہ لڑکے ہین ناحق گلوگیر ہونگے

مسلما تو او سے روا ہو کیا احیائے عاشق کے
وہ نصرانی بچہ عیسی نفس تو ہی یہ کافر ہے

قاصر تخلص مرزا ابر علی بیگ تاجر ولد مرزا رستم علی بیگ سمرقندی باشندۂ دہلی شاگرد ثناء اللہ فراق و مصحفی کلکتہ مین بھی آئے تھے صاحب دیوان گزرے

میرے آگے نہ کسی غیر کا تو دل رکھنا	سنگ اچھا نہین شیشے کے مقابل رکھنا
تیرے ابرو سے مہ عید نے سیکھی ہے یہ طرز	نیم نظارہ یہ اک خلق کو مائل رکھنا
عالم کے مرقع مین اگر پھر ہو وہ پیدا	یوسف کے مقابل تری تصویر کرین
صبا چمن مین شہیدان یار دفن ہین کیا	ہر ایک غنچے سے آتی ہے مجھکو بو دل کی
جرم خسرو کا نہ تقصیر اسمین کچھ شیرین کی ہے	موت لکھی تھی تری فرہاد تیری ہاتھ سے

قاطع تخلص سید خوب اللہ باشندۂ یحیی پور متعلق الہ آباد

مین بصدق دل سے بندہ اوس صنم کا ہون مرام	یہ ایمان ہے یہ ایمان ہے یہ ایمان ہے

قاصر تخلص شیخ مقصود علی باشندۂ غازی پور

اک ہم ہی تیری چال سے پستے نہین صنم	پامال کبک بھی تو ہوی کوہسار مین

قاضی تخلص شیخ قادر بخش ساکن کانپور شاگرد مولوی احمد علی کامل

عشق گیسو مین ہون مجبور گرانجانی سے	روز کٹتی ہے شب ہجر پریشانی سے

قاضی تخلص قاضی عبد الفتاح باشندۂ قصبۂ سنبھل

دنیا مین تو کچھ نہ ہم نے حاصل دیکھا	دیکھا جو نہ دیکھنے کے قابل دیکھا
جب چشم کھلی تو چشمۂ خضر کو بھی	مانند سراب مین ساحل دیکھا

قائل تخلص سید علی خان ولد میر فضل علی خان عرف میر بڈھن عظیم آبادی مقیم کانپور شاگرد رشک راہ کربلا مین گوشہ نشین گور ہوئے صاحب دیوان گزرے

نالے کیے ہین دیکھ کے تل تیرے ہونٹھ کے	لکھی بنا تفنگ کی ایک ایک خال لب
دیکھتے ہی اوسے وہ شوخ مٹا دیتا ہے	کودکان مشق جو کرتے ہین مری نام کی حرف
نام گل مشق یہان تک کئے ماشاء اللہ	خط گلزار ہوئے اوس ثبت کلغام کی حرف

قائل تخلص مولوی فصیح اللہ باشندۂ الہ آباد برادر مولوی امیر اللہ شاغل.

خاک و اکسیر کی ہے قدر برابر مجھ کو	کر دیا فقر کی دولت نے تونگر مجھ کو

قایم تخلص مرزا قائم علی باشندہ اٹاوہ

روز و شب پھرتے ہین کوچے مین ترے دلدار ہم	ہو کہین قسمت کہ دیکھین اک نظر دیدار ہم

قائم تخلص محمد قیام الدین باشندہ چاند پور متعلقہ سنبھل مراد آباد مقیم دہلی شاگرد میر درد و سودا شعر خوب کہتے تھے سنہ ۱۲۱۰ بارہ سو دس ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گذرا ایک تذکرہ شعرا بھی انسے یادگار ہے

جہان مین شہرہ ہین مجنون کی ذلتین قائم
کیون چھوڑتے ہو درد تہ جام میکشو
تا بفلک نالہ تو پہونچا ہمارا رات
غیر سے ملنا تمہارا سن گے گو ہم چپ رہے
ٹوٹتا جو کعبہ کونسی یہ جائے غم ہے شیخ
لیگیا خاک مین ہمراہ دل اپنا قائم
نہ وعدہ اوسکے ساتھ نہ پیغام کیا کہون
کچھ طرفہ مرض ہے زندگی بھی
گر زیست ہے تجھ تلک تو پھر کیا
دو جان بھی لے تو بس ہے ہمین
جب کہا عہد کیا کیا تھا رات
مے کے توبہ کو تو مدت ہوئی قائم لیکن
کہتا ہے آئینہ کہ ہے تجھسا ہی ایک اور
قائم یہ جی مین ہے کہ تقید سے شیخ کے
سنگ کو آب کرین پل مین ہماری باتین
وہ بھی تو آدمی ہین کہ جنسے تمھین ہی ربط
مین جاتا ہون کعبے سے اب دیر کو
کس دل پہ داغ غم نے نہ تیرے بہار کی
بتون کی دید مین جاتا ہون دیر قائم
نے نالہ مین تاثیر ہے نے آہ مین ہے درد

سو بارے عہد مین تیرے وہ نیک نام ہوا
ذرہ ہے یہ بھی آخر اوسی آفتاب کا
مین ہی کچھ اللہ کا ڈر کر گیا
یہ سنا ہوگا کہ تمکو اک جہان نے کیا کہا
کچھ قصر دل نہین کہ بنا یا نہ جائے گا
شاید اس جنس کا یہان کوئی خریدار نہ تھا
پوچھے کوئی سبب جو مرے انتظار کا
اس سے جو کوئی جیا سو مر کر
صدقے ترے مر ہی جائینگے ہم
یہان کچھ اتنی تو احتیاج نہین
سنکے کہنے لگے کہ یاد نہین
بے طلب اب بھی جو ملجاے تو انکار نہین
باور نہ ہو تو لا مین ترے روبرو کرون
اب کی جو مین نماز کرون بے وضو کرون
لیکن افسوس یہی ہے کہ کہان سنتے ہو
کیا شکوہ تم سے رو دیے اپنے نصیب کو
بھلا یہ بھی دیکھون خدا کیا کرے
اللہ رے دھوم اب کی برس لالہ زار کی
تجھے کچھ اور ارادہ نہین خدا نکرے
معلوم ہوا کسطرح تجھے چاہ کسی کی

سخن شعر

گو بظاہر تو گلے لگتا نہین میرے تو کیا / ہے تصور سے ترے ہر دم ہم آغوشی مجھے

دہن کو تیرے سے پایا بات کہتے / ہماری جزرسی ہین کیا سخن ہے

قبول تخلص مرزا مہدی علیخان لکھنوی مخاطب بہ مقبول الدولہ مصاحب و داروغہ توپخانہ واجد علیشاہ بادشاہ لکھنؤ خلف مولوی محمد مرزا شاگرد ناسخ شاہ اودہ کے ہمراہ کلکتے مین آئے تھے شعر صاف اور عاشقانہ اچھا کہتے تھے انھون نے شمشیر خانی کو نظم اردو مین ترجمہ کیا ہے دیوان انکا نظر سے گزرا ۱۲۷۶ھ بارہ سو چھہتر ہجری مین لکھنؤ مین جاکر وفات پائی راقم نے اونکے انتقال کی یہ تاریخ کہی ہے

قطعۂ تاریخ

میرزا مہدی علیخان مر گئے افسوس حیف / دوستون کو کر گئے مغموم و محزون و ملول

مصرع تاریخ ناسخ حزین نے یہ کہا / واے ہے ہے مر گیا مہدی علیخان قبول

۱۲۷۶ ہجری

کرتے ہین سرسبز چوب خشک کو جانباز عشق / کسقدر منصور سے شہرہ ہوا ہے دار کا

قرب بد سے پاک طینت کو نہین ہوتی گزند / دامن گل نے کبھی صدمہ نہ دیکھا خار کا

وفاداری مین ہم ثابت قدم ہین بعد مردن بھی / سبنے گا اسے پر پرد تیرے کوچے مین غبار اپنا

مانگا جو ایک بوسہ تو دین لاکھ گالیان / میرا سوال دیکھئے اور یار کا جواب

پرتو رخسار تابان سے ہے زبس کو سون تلک / شمع روشن ہے ہر اک سنگ نشان کوچۂ دوست

برگ کیونکر نہ ہو خاموش گلون کی آگے / نہین زیبا ہے تہی دست کو زردار سے بحث

یہ سرخ پوش مرے قتل کی خوشی سی ہے / نہ جانیو کہ لہو سے ہے تیغ قاتل سرخ

قبول تخلص عبد الغنی بیگ کشمیری معاصر سودا بیشتر فارسی کہتے تھے

دل یون خیال زلف مین پھرتا ہے نعرہ زن / تاریک شب مین جیسے کوئی پاسبان پھرے

قدر تخلص محمد قدر دہلوی معاصر محمد شاہ بادشاہ رندانہ وضع رکھتے تھے

آج آئے ہو تو رہجاؤ صنم رات کی رات / لیلة القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات

قدر تخلص سید غلام حسنین خلف سید خلف علی بلگرامی شاگرد مرزا نوشہ غالب و اسداللہ علی بحر مگر کوئی شعر انکا دہلویون کے انداز کا نظر آیا نہین انکی مثنوی قضا و قدر نظر سے گزری

یہ ضبط عشق ہے کہ نہ نکلے گی منہ سے آہ		ایسے جلین گے ہم کہ نہوگا دہوان بلند

قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ شاگرد نثار اللہ خان فراق باشندۂ دہلی

زلفون مین اگر دل یہ گرفتار نہ ہوتا		یون روز مرا آہ شب تار نہ ہوتا

قدرت تخلص شیخ قدرت اللہ شاگرد محمد عارف رفوگر

قاصد شتاب جاکے خبر لا تو یار کی		حالت بہت بری ہے دل بیقرار کی

قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ رامپوری شاگرد قائم چاندپوری ریختہ گویون کا ایک تذکرہ انسے یادگار ہے

لاکھون جلائے مردۂ صد سالہ آن مین		فیض دم مسیح ہے اوسکی زبان مین
انصاف بھی ضرور ہے یہ ظلم تا کجا		کتنونکے جی تو جاتے رہے امتحان مین

قدرت تخلص شیخ محمد قدرت اللہ سوپرنٹنڈنٹ اسٹامپ ریاست بھوپال خلف شیخ محمد باب اللہ بنارسی دیوان انکا نظر سے گزرا کوئی غزل انکی نواب سکندر بیگم کی مدح سے خالی نہین

مین کہا مرتا ہون تجھپر وہ لگا کہنے کہ جھوٹ	ق	جب تو ہم جانین دکھادے ہم کو مرکے سامنے
جب وہین مین مرگیا اوسنے کہا سچا ہے یہ		اسکا اب مرقد بنادو میرے گھر کے سامنے

قدرت تخلص شاہ قدرت اللہ برادر خورد میر شمس الدین باشندۂ دہلی مقیم مرشدآباد شاگرد مرزا مظہر جانجانان و جعفر علی حسرت عزیزون مین شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ کے تھے شعرگوئی مین اچھی قدرت رکھتے تھے سنہ ۱۲۰۵ بارہ سو پانچ ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گزرا

ہنگامۂ پرہیز و ورع اب بسر آیا		اے بادہ کشو مژدہ کہ پھر ابر تر آیا
پیمانہ کب کرے ہے دفع خمار قدرت		منہ سے لگادے اوسکے ساقی تو نہ سبو
ہوا ہے اوسکے گلے مین گرہ دم اعجاز		ترے لبون نے مسیحا سے کیا سوال کیا
جہان نظر پڑے پاؤن تلے ملے کاغذ		سمجھ کے نامہ مرا ہاتھ مین نہ لے کاغذ
اوڑائی زبس خاک ماتم مین دل کی		کیا ہمنے آخر زمین آسمان کو

حسرت اے صبح چمن ہم سے چمن چھوٹی ہے		فسردہ اے شام غریبی کہ وطن چھوٹے ہے
نوح کشتی سے خبردار کہ یہان بیٹھے سے		مرہم تازۂ ناسور کہن چھوٹے ہے
سینہ اوسکا ہے دل اوسکا ہے جگر اوسکا ہے		تیر بیداد جدہر رخ کرے گھر اوسکا ہے
لب جان بخش کی اوسکے جو پڑی ہر اک دھوم		لب عیسی نے مگر چیری زبان چوسی ہے
کسکی نیرنگی یہ برق خاطر مانوس ہے		جوش رز دل سے اوٹھے سو جلوۂ طاؤس ہے
حسن کو اپنے ہوا دارونسے کاوش ہے مدام		ہر تپش یہان شمع کی برق دل فانوس ہے
ایک ہی پردے کی گر سمجھو تو یہ ہین سب الاپ		گر صدائے جنگ ہے یا نغمۂ ناقوس ہے
صبر و طاقت تو کبھی کی کوچ یہانسے کر گئے	ق	اب وداع ننگ ہے اور رخصت ناموس ہے
کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے		کیا ہی ملک روم ہے کیا سرزمین روس ہے
گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی		اسطرف آواز طبل ادھر صدای کوس ہے
صبح سے تا شام چلتا ہووے گلگون کا دور		شب ہوئی تو ماہرویون سے کنار و بوس ہے
سنتے ہی عبرت یہ بولی اک تماشا مین تجھے	ق	چل دکھاؤن کیا تو اپنی آز کا محبوس ہے
لیگئی اکبارگی گور غریبان کی طرف		جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے
مرقدین دو تین دکھلا کر لگی کہنے مجھے		یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے
پوچھ تو انسے کہ مال و حشمت دنیا سے آج		کچھ بھی انکے ساتھ غیر از حسرت و افسوس ہے
کل تو قدرت پاسے خم رکھتے تھے تسبیح ریا		آج رہن جام مے یہ خرقۂ سالوس ہے

قدس تخلص سید محمد رضا ولد سید علی مرزا داماد نواب ناصر الدولہ سید اسد علیخان باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنو شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

ہے محبت مسیح اگر طایر حنا		طوطی کی طرح سے کرے تقریر ہاتھ مین

قدسی تخلص سید محمد اکبر عرف محمد جان ولد شاہ علی جعفر دختر زادۂ حضرت شاہ اجمل الہ آبادی سیر الکھنؤ مین جا کر آتش کے شاگرد ہوئے تھے صاحب دیوان گزرے

یاد آتی ہین کافر جو ملاقات کی راتین		کٹتی کسی عنوان نہین برسات کی راتین
تری بلائین نہ لین یاؤن بھی نہین دابے		یہ ہم سمجھتے ہین بیکار ہے بدن مین ہاتھ

قدسی تخلص آقا علی خلف مرزا مہدی کوفہ باشندۂ لکھنؤ مقیم ٹیابرج یہ شعر اِس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

کیونکر پسین نہ مثل حنا عاشقون کے دل — زانو بدل بدل کے وہ نازک کمر اوٹھا
لکھا ازل مین قلم نے جو حال زار مرا — جھکا کے سر کو تاسف کیا مقدر پر
بیچ مین آتو چکے اور بلا کیا ہوگی — اور برگشتہ تری زلف رسا کیا ہوگی
بتکدہ اِس سے بنے گا کہ بنے کی مسجد — دیکھیے خاک مری بعد فنا کیا ہوگی

قدیر تخلص احمد علی شاگرد محمد زکی

شور عاشق نہ روانی مین سنا لیلی نے — کتنا مجنون نے کہا ناقہ کو ٹھہرا ٹھہرا
اے قدیر اوس بت ترسا سے یہ کہدو کوئی — اپنے دیدار کے طالب کو نہ ترسا بہت

قرار تخلص شیخ جان محمد نقیب سرکار وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر شاگرد شاہ شرف الدین متخلص بہ الہام دہلوی

حمد مین ہے یہ ارادہ اِس دل آگاہ کا — ہو سر دیوان یہ مصرع تو بسم اللہ کا
ترا وہ ناخن پا دیکھکر ترا شیدہ — چھپا ہے ابر کی جا اب ہلال پردے مین

قرار تخلص میر حسین علی شاگرد محمد نصیر رنج

کب سے آنکھین بچھین لگین ذوق جراحت میں اودہر — ہاے حسرت اوٹھتے اوٹھتے دست قاتل رہ گیا
کسطرح قرار اوس سے کرون درد دل اظہار — سنتا ہی نہین وہ بُت مغرور کسی کی

قرار تخلص میر محمد حسن ولد میر معصوم علی لکھنوی شاگرد مرزا علی بہار تخلص

سن لے اگر وہ دل سے کہین گفتگوے دل — بر آئے ایک عمر کی سب آرزوے دل
ہم پر تو کن آنکھیون سے ہی غصہ کی نظر ہے — پڑتی ہین رقیبون کی طرف پیار کی آنکھین

قرار تخلص بندہ علی خان ولد محمد علی خان لکھنوی برادر زادہ تفضل حسین خان وبرادر نسبتی فتح الدولہ برق شاگرد میر کلو عرش

بار کفن اوتارا سبکدوش کر دیا — سر پر ہمارے قبر مین وزر کفن کے پاؤن

قربان تخلص میر محمدی دہلوی خلف میر کلو حقیر شاگرد ثناء اللہ خان فراق

دیکھنے کا نہیں ہون تجھے بوسہ یہ نہ ٹالو	مجھسے تو کیا آپ نے اقرار ہی کچھ اور
کیون نہ اک ٹھوکر سے وہان اکیا صد جان ہوا	دست بستہ معجز عیسے جہان استادہ ہو
کشتی برگشتہ نگہ کا ہون مین بیمار کہ آہ	یہان مسیحا کی ہوئی جاتی ہے تدبیر الٹی

قربان تخلص میر جیون شاگرد سودا سپاہی پیشہ تھے فوج کمپنی سے فیض آباد مین دلاورانہ لڑکر شہید ہوئے

یون بند قبا کھل گئے جو آن مین گل کے	کیا پھونک دیا تونے صبا کان مین گل کے

قربان تخلص میر قربان علی عظیم آبادی

نکالون دل سے کیونکر اوس کمان ابرو کی پیکان کو	کہ آزردہ نہین کرتا ہر کوئی اپنے مہمان کو

قرین تخلص حسرت کے ایک شاگرد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

پیارے بیوفا یا باوفا ہو	غرض تم دل کے لینے مین بلا ہو

قسمت تخلص نواب شمس الدولہ خلف نواب بارگاہ قلی خان دہلوی مقیم لکھنو شاگرد جعفر علی حسرت مرزا جہاندار شاہ کی سرکار مین اقتدار و اعتبار رکھتے تھے

امید وار بوسہ لب ہی کھڑا کوئی	دیتا ہے تجھکو دیر سے پیارے دعا کوئی
پھر مجھکو کیا جو غیر کے تم جا کے گھر رہے	میرے تو ساتھ وعدہ شام و سحر رہے
الہی یا تو میرے دامن دلدار ہاتھ آئے	نہین تو ہاتھ کی اوسکے کوئی تلوار ہاتھ آئے

قلق تخلص خواجہ اسد اللہ مخاطب بہ آفتاب الدولہ ولد خواجہ بہادر حسین فراق باشندہ لکھنو شاگرد وہ خسر زادہ خواجہ وزیر واجد علی شاہ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے تھے صاحب دیوان ہین شعر اپنے طرز پر اچھا کہتے ہین انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی انکی مثنوی طلسم الفت انہین کی زبانی کلکتہ مین سنی تھی

ادا سے دیکھلو جاتا رہے گلہ دل کا	بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا
الٰہی خیر ہو کچھ آج رنگ بیڈھب ہے	تپک رہا ہے کئی دن سے آبلہ دل کا
وہ رند ہون کہ مجھے ہتکڑی ہی بیعت ہے	ملا ہے گیسوے جانا سے سلسلہ دل کا
بہار آتے ہی کنج قفس نصیب ہوا	ہزار حیف کہ نکلا نہ حوصلہ دل کا

خدا کے ہاتھ ہے اب اپنا ای قلق انصاف
بتون سے حشر مین ہوگا معاملہ دل کا

ہمنے احسان اسیری کا نہ برباد کیا
مرتے دم منہ طرف خانۂ صیاد کیا

کفر و اسلام کے جھگڑے سے چھٹے خوب ہوا
قید مذہب سے جنون نے ہمین آزاد کیا

حسرت قتل ہے سنیے جان سلے اپنی صد شکر
موت نے ہمکو نہ شرمندۂ جلاد کیا

ابھی چمن مین ہون آنکھین نہ بند کر صیاد
حذر کر آہ سے میری خدا سے ڈر صیاد

قلق نصیب ہو کیا سیر باغ بے کھٹکے
عدو ہے جان سے ادھر باغبان اودھر صیاد

کبھی مجھکو کبھی غیرونکو لگا لیتی ہین
ڈھب سیکھی ہین لگاوٹ کے اشارے آنکھین

ہو سکتا ہی نہین ہے تیر نگاہ
قدر انداز ہے غضب کی آنکھ

ہونٹھون مین دابکر جو گلوری دی یار نے
کیا دانت پیسے غیر نے کیا کیا چبای ہونٹھ

دون کی لے جب کبھی گانے کی فرمایش کرون
ایک اوسکو لنترانی کا ترانہ یاد ہے

چھڑا کر یار سے کیا تفرقہ ڈالا ہی گردون نے
نہ وہ چہرے نہ وہ چہلین نہ وہ جلسے نہ صحبت ہے

اپنے سوا رقیب کی کب دال گلتی ہے
باتین بنائے لاکھ وہ شیخی بگھار کے

کہان تک ایڑیان رگڑین گلا کاٹو گلا کاٹو
اوٹھاتے لیجے نہ خنجر باز آیا اس ترحم سے

اوس پہ مرتے ہین کرے تازہ جو بیداد کوئی
ہم ستم سہتے ہین گر ہو ستم ایجاد کوئی

قلق تخلص حکیم غلام مولا عرف مولا بخش باشندۂ میرٹھ شاگرد مومن

دیرینہ رفیق تھا قلق ہاے
وہ کیا ہے ہوا کہ مر گئے ہم

ہے جان خراش پرسش غمخوار کسقدر
وہ مہربان مجھپہ ہو کہ جو مہربان نہین

قلق تخلص امجد علی ولد محمد علی متوطن دہلی باشندۂ لکھنؤ مقیم کدوراضلع کالپی شاگرد فخر الملک نواب سید منو بیا صاحب دیوان ہین

ہجوم آپ کے در پر ہے داد خواہون کا
ستم تو دیکھیے ان شرمگین گناہون کا

کاہ کی طرح سے کاہیدہ اگرچہ ہے قلق
غم سلامت ہے تو کچھ اور بھی لاغر ہوگا

بسکہ بیہم ٹکڑے دامان و گریبان کے ہوئے
کوستے ہین میری جان کو بخیہ گری اونگلیان

بیہوشی مین کیا اوسکو کہا تھا جو قلق آہ
کہتا ہے کہ بند اب تو رکھو ہوش مین منہ کو

اے ضعف اب تو اتنی بھی طاقت نہین رہی ۔ مانگون خدا سے وصل صنم کو اوٹھا کے ہاتھ

قلق تخلص سلطان خان قوم افغان باشندۂ دہلی شاگرد مولوی امام بخش صہبائی

مرنے بھی اوسکے نظارے کی تمنا نہ گئی ۔ کونسا سبزہ کہ وہ نرگس شہلا نہ ہوا

قلندر تخلص شاہ قلندر شاگرد مرزا مظہر اپنے مذہب کو ترک کرکے مشرف باسلام ہوئے تھے

جی کو سر زندگی نہین ہے ۔ کیا جی کی کہون کہ جی نہین ہے
سمجھے ہی تھے گا اشک ناصح ۔ رونا ہے یہ کچھ ہنسی نہین ہے

قمر تخلص مرزا غلام حسین عظیم آبادی شاگرد قاضی محمد صادق خان اختر

دل پس گئے ہزارون کہ اے غیرت چمن ۔ پاؤن کا تیرے مہندی لگانا غضب ہوا

قمر تخلص مرزا قمرالدین عرف مرزا حاجی مخاطب بہ افتخار الدولہ نائب نواب غازی الدین حیدر بہادر والی لکھنؤ ولد منشی مرزا جعفر لکھنوی اوستاد بیلی صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ شاگرد مرزا قتیل دیوان انکا نظر سے گزرا

جوانی مین اوسے ہم دیکھتے ہین اپنی آنکھون سے ۔ لڑکپن مین فسانہ جو سنا کرتے تھے طوفان کا
صلح کرتے ہوئے آخر وہ بجنگ آہی گیا ۔ عشق کا نام برا ہے اوسے ننگ آہی گیا
بیجا نہین ہے کچھ مرے قاتل کا اضطراب ۔ دیکھا تھا اوسنے کب کسی بسمل کا اضطراب
تجھ بن جو مجھکو نیند نہ آئی تمام شب ۔ صورت اجل نے بھی نہ دکھائی تمام شب
آئی نہ کچھ صدا قمر خستہ کی ہمین ۔ زنجیر اوسکے در کی ہلائی تمام شب
جسنے نہ رکھا سر کو تہ بار محبت ۔ کیا جانے وہ بھید درد گرفتار محبت
ممکن نہین تا حشر قمر ہوش مین آوے ۔ دیکھے کوئی گر اوس بت مخمور کی تصویر
کیا قصد نکلنے کا مین نے زندان سے ۔ قمر لپٹ گئی پاؤن سے غل مچا زنجیر
اپنے قدم سے کیون نہو دریا لہو کا دشت ۔ ہر آبلہ ہے دیدۂ خونبار پاؤن مین
ظاہر مین جو تو چاہے سو حق مین قمر کے کہہ ۔ خلوت مین لیکن اوس سے نکرنا نہین نہین
خال رخ یار نے ہوش مرے کھو دیے ۔ کر دیا بیخود قمر تھوڑے سے تریاک نے

قمر تخلص حافظ قمر الدین خلف حافظ اشرف باشندۂ دہلی

خانۂ دل مین جو روشن ہو چراغ عارض	دھیان پھر خاک رہے لعل بدخشانی کا

قمر تخلص محمد قمر الدین خان اکبرآبادی قوم افغان یوسف زئی

مجھسی کو مرید کر لیا دم مین قمر	یہ خانہ خراب عشق مرشد نکلا
کسکے عشق سے پابند صد رنج و تعب ہین ہم	ہزارون فتنین ہین ایک ہم ہین کچھ عجب ہین ہم

قمر تخلص سید محمد ولی خان خلف نواب محمد علی خان رئیس شمس آباد

بھڑکتی ہے دل کی ایسی بیقراری اندنون	ہر گھڑی کرتا ہون غم مین آہ و زاری اندنون

قمر تخلص میر محمد اسمعیل متوطن لکھنو

حال فرقت جو پڑھا خط مین تو یون کہنے لگا	چار حرفون کے لیے دفتر باطل آیا

قمر تخلص مرزا قمر طالع خلف مرزا ایزد بخش بہادر عرف مرزا نیلے ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

نالان ہے قمر دار غم عشق سے وہ بھی	کب ہرزہ درا اون یہ کھلا راز جرس کا
نہ آتی تاب تو بھی دل کی بیتابی کی ہاتھون سے	قمر پہلو مین وہ رشک قمر ہوتا تو کیا ہوتا
بعد مدت خط لکھا ہے یار نو خط نے مجھے	تو بھی اب تو اے قمر شکوے کے دفتر کھولدے

قمر تخلص مولوی نواب جان ہوگلوی شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت

چہرۂ یار نہین زلف رسا سے پیدا	آج خورشید ہوا دام بلا سے پیدا
تاب نظارہ نہین دیدۂ خورشید کو بھی	یہ وہ روے منور ہے ضیا سے پیدا

قمر تخلص مرزا باقر حسین لکھنوی

آغوش اوسکے شوق مین کب تک رہے کھلا	پھیلائے کب تلک رہون اے انتظار ہاتھ

قمر تخلص شیخ جعفر علی لکھنوی شاگرد نسیم دہلوی

شب فراق کو سینے تڑپ تڑپ کاٹا	نہ پھوٹا جس پہ بھی ظالم یہ آبلہ دل کا

قمر تخلص قمر الدین ولد روشن علی شاگرد خواجہ وزیر باشندۂ لکھنو

اے رشک تجلی اسے دیدار دکھا دے	موسی کی طرح رکھتی ہے شوق ارنی آنکھ

قمر تخلص حکیم قمر الدین خان باشندہ لکھنؤ مقیم بنارس

کھٹکتے ہوں غم ہجران سے جیسے خار پہلو میں — کھو کیونکر رہے اوسکا دل افگار پہلو میں

قمر تخلص رشید الدولہ محمد جعفر علی خان بہادر عرف چھوٹے آغا خلف مظفر الدولہ محمد زکی علی خان بہادر لکھنوی نواسہ محمد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

مرض ہجر مرا خاک ہوا اچھا تم سے — خود مسیحا ہوا جی اور رہیں بیمار آنکھیں
حال کھلتا نہیں کچھ چین بہ چین ہونے کا — کیوں چڑھاتے ہو مجھے دیکھ کے ہر بار برو

قناعت تخلص مرزا محمد بیگ لاہوری ولد مرزا حسن بیگ شاگرد حسرت ۱۱۹۶ھ گیارہ سو چھیانوے ہجری میں لکھنؤ میں تھے

زیست اب مجھ سخت جان کی سب کو لگتی ہے بری — فائدہ یہ کچھ ہوا ہے دل لگانے سے مجھے

قناعت تخلص مرزا غلام نصیر الدین خلف مرزا ولی الدین نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبد الرحمن خان احسان و مرزا قادر بخش صابر صاحب دیوان ہیں

کھویا غم فراق نے دل سے جہان کا غم — غم ہے ہمارے واسطے غمخوار ہو گیا
ہنگام طوف دھیان تیرا بت نکار ہا مجھے — میں کعبہ جا کے اور گنہگار ہو گیا
اوسکے یہ کہنے کے میں صدقے کہ گھبرا کر کہا — سانس الٹی ہاے یہ کیوں نوجوان لینے لگا
جلا سے آئینہ ہوتی ہے خاک سے ناظم — صفا بھی چاہیئے ہو دل میں جب غبار آیا
دل کھنچے جاتے ہیں لاکھوں دیکھکر رفتار کو — نقش پاے یار گویا نقش ہے تسخیر کا
ضعف اپنا یہاں تلک پہنچا کہ ہم — آ نہیں سکتے تمہارے دھیان میں
اسے تو جو جا ہو اب کر او ستم — ہو رہے گی کچھ خدا کے سامنے
بڑھ بڑھ کے پاؤں مجھکو اٹھاتے ہیں جا نشست — پھر ایسے قدردان ملیں گے کہاں مجھے
گھٹ گئے تجھے تم کہاں آئے کہاں سے — کہ ہے مسکی ہوئی چولی قبا کی

قوت تخلص مرزا احمد علی خلف قلندر بخش جرأت

وہ گیا اور مثل نقش قدم — مجھکو حیران خاک پر چھوڑا
قوت چھیڑا اون کیونکہ لگا اب تو میرا دل — اوس شوخ سے بے نظیر ہے ہر فن شریر ہے

گر نہا کر وہ نچوڑے بال اپنے طشت مین ... آتے اسکے طشت تک گوہر نچو اور ٹوٹ جائے

قوس تخلص مرزا محبوب علی متوطن دہلی ولد مرزا ہمایون بخت ابن مرزا زین العابدین شاگرد راقم مولد انکا کانپور مسکن کلکتہ شعر اچھا کہتے ہین پہلے شمس تخلص کرتے تھے صاحب دیوان ہین

گر میان مجھ سے جو کہین اوس شمع رو کی بزم مین ... غیر مارے رشک کے جل جل کے ٹھنڈا ہوگیا
جان کھا جاتا ہے غم آسان سمجھے تھے اسے ... دل لگانا قوس کیا منہ کا نوالا ہوگیا
مرنے پہ بھی جلانا ہے منظور اوسکو قوس ... بنوایا ہے چراغ جو میرے غبار کا
نہ سنورا ایک بھی کام اپنے دل کا تجھسے ای ظالم ... ترے ہاتھون سے ہر کام اپنا ای چرخ کہن بگڑا
خدا دیتا ہے بعد از رنج پھر راحت ضرور ای دل ... وصال اپنا ہوا صدمہ سہا جب درد ہجران کا
نقش پاے یار کے سودے کا یہ دیکھا اثر ... رات بھر ہے چاند گردش مین تو دن بھر آفتاب
جان دی ہے عشق مین اوس گل کے مین نے مضطر ... پھول لا کر کیون نہ تربت پر چڑھائے عندلیب
تل نہین ہے تیغ زن یہ ابروے خمدار پر ... جم گیا ہے خون کا قطرہ تیغ جوہر دار پر
قہر کا آفت لگا سرمہ نگاہ یار مین ... اور دونی ہوگئی ہے آب اس تلوار مین
جو کبوتر اوسنے دیکھا نامہ بر سمجھا مرا ... مار ڈالے ہاے دھوکے مین کبوتر سیکڑون
معجزہ حضرت عیسے کا دکھا دیتے ہین ... بات کی بات مین مردے کو جلا دیتے ہین
جب مین کہتا ہون کہ کب وعدہ وفا کیجے گا ... منہ کے شوخی سے انگوٹھا وہ دکھا دیتے ہین
کیا ادا ہے کہ مین کشتہ ہون اوسکا ای قوس ... لیکے خمیازہ وہ چٹکی جو بجا دیتے ہین
ان حسرتون کو لیکے سماؤن گا کسطرح ... ایجان کچھ ایسی وسعت کنج عدم نہین
سو یا پہلو مین مرے وہ ماہ پیکر رات کو ... مدتون پر ہمنشین جاگا مقدر رات کو
تمہارے حسن نے سب کو بتو گمراہ کر ڈالا ... یہودی کو مجوسی کو نصارے کو مسلمان کو
زانوے دلدار اور تصویر پشت آئینہ ... واہ واری واہ وا تقدیر پشت آئینہ
رات دن رہتا ہے ہم پہلوے دلبر آئینہ ... پا گیا بخت عدو اے دل مقرر آئینہ
زانوے خوبان پہ رہتا ہے برابر آئینہ ... بخت بد رکھتا ہے کیا سید ہا مقدر آئینہ

جو حسین ہے اوسکے دل مین کرتا ہی گھر آینہ
جانتا ہے بس عمل حب کا مقرر آینہ

بخت خفتہ مدتون مین آج جاگا صبحدم
ہم سے مانگا یار نے بیدار ہو کر آینہ

جب طلب بوسہ کیا اوسنے تو منہکر یہ کہا
منہ تو اپنا دیکھیئے صاحب وٹھا کر آینہ

جو بات سچ ہے کہد ون مین منہ یہ ہزار کے
گل تک فریفتہ ہین مرے گلعذار کے

کمر اوس شعلہ رو کی ہے ولیکن
مثال سایۂ احمد نہان ہے

جب نزع مین نہ آے تو مرقد یہ آچکی
وہ شمع گل مزار پہ میرے جلا چکے

ہوئے پامال لاکھون اسِ ادا سے
چلے جو ناز سے دامن اوٹھا کے

شہرہ جیتون مین ہے گر موئے میان یار کا
شوخ چشمی کی غزالان ختن مین دہوم ہے

مے کشی کا ہے اشارہ جلد لا ساقی شراب
جانب قبلہ سے اوٹھی ہے گھٹا برسات کی

چلتا ہے ٹرک ٹرک کے کن انکھیونکی چال سے
خنجر قاتل مین بھی رفتار معشوقانہ ہے

میری صحبت مین نہ آیا کرین غیر
باتون باتون مین ستاتے ہین مجھے

لاش پر آئے منہ چھپائے ہوئے
شرم اب تک بھی مہربان نہ گئی

مجھسے وحشی کو جو سمجھاتے ہین ناصح واللہ
آپ تو مجھکو نظر آتے ہین دیوانے سے

قوس تخلص سید محمد رضا خلف سید علی مرزا ساکن لکھنؤ شاگرد ناسخ

ساقی ترے جو عکس ترے چشم مست کا
جام شراب ہو قدح شیر ہاتھ مین

قیس تخلص میر عباس حسین ابن میر نثار حسین شکوہ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

اے قیس کیا بتاؤن تجھے انتہای عشق
ہو آخر ش جنون یہ ہے ابتداے عشق

قیس تخلص حافظ عبد الحی برادر خورد حافظ عبد الصمد یوسفی باشندۂ کاکوری

ہمزبانی کیون نہ ہو باہم ہمارے اوسکی قیس
ترجمان اپنی ہی وہ ہم ترجمان عندلیب

قیس تخلص محمد عنایت اللہ متوطن بھیکم پور باشندۂ کول شاگرد منشی نبی بخش حقیر تخلص

لیگیا دل کو ساتھ پیکان کے
تیر بھی اوسکا دلربا نکلا

کرتے تھے پتھر کے جو دل مین اثر
آہ وہ نالے مرے کیا ہو گئے

قیس تخلص سید مرزا علی دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر تخلص

ہم سے تو رنج ہجر اوٹھایا نہ جائے گا
اب کیا بنے گی دم جو خدایا نہ جائے گا

قیس تخلص مرزا احمد علی بیگ عرف مدارا بیگ خلف مرزا مراد علی بیگ شاگرد جعفر علی حسرت وطن انکا مشہد مقدس مولد لکھنؤ

نادان ابھی ہوشیار سے جانے بلا تمھاری
کیا خبر ہے محبت اب تم سے کیا کہوں
رہی تن من کی سدھ ہمکو نہ جنکی یادگاری مین
بھلا دین وہ ہمین ٹھہرے ہین بس ایسی یاری مین
جب سے سمند ناز پہ وہ شہسوار ہے
آوارہ و خراب یہ مشت غبار ہے
پھرتا ہون ہر کسی سے مین القاب پوچھتا
خط کے ترے جواب نے رسوا کیا مجھے
آئینہ دیکھ دیکھ کے کہتا تھا کل وہ شوخ
اس عالم شباب نے رسوا کیا مجھے

قیس تخلص محمد صدیق مرحوم ہمشیرہ زادہ و شاگرد شیر محمد خان ایمان

دھیان کرتا ہون جب دانتون کو اوسکے اے قیس
فکر کھاتی ہے مری آب گہر مین غوطے

قیس تخلص نواب ہادی علیخان خلف صمصام الدولہ مرزا محمد خان نیشاپوری باشندہ لکھنؤ

بعد مدت جو مجھے یاد کیا اوس بت نے
آج کیا بارِ خدا اوسکے یہ آیا دل مین

قیس تخلص شیخ کاظم علی قدوائی ولد شیخ وحدت اللہ باشندہ قصبۂ جگور توابع لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

یہ ڈھنگ ہین برے بخدا چھوڑو میری جان
نخوت غرور کبر یہ ہر بار کا دماغ
ہوتا ہے درد سر اوسے صندل کی نام سے
کتنا ضعیف ہے ترے بیمار کا دماغ

قیس تخلص حکیم باقر علی ولد شیخ قاسم علی لکھنوی شاگرد وزیر علی صبا

دم محبت کا مین بھرتا رہا مرتے مرتے
جان کی طرح غم یار کو رکھا دل مین
خیر تھا ہین نہ پوچھا تو نہ پوچھا مجھکو
اپنا بیمار تو سمجھا وہ مسیحا دل مین
مرض عشق کی تکلیف کو کیا پوچھتے ہو
ہے کبھی درد جگر مین کبھی ایذا دل مین

قیصر تخلص مرزا علی حسین اکبر آبادی

اک جام مین طلسم جہان کھل گیا تمام
حاصل تھا ہمکو مرتبۂ جم تمام شب
یارب وہ دن دکھا کہ میسر ہو روز وصل
محرم سے اونکے ہم بھی ہون محرم تمام شب

قیصر تخلص مرزا محمد خورشید قدر بہادر خلف مرزا آسمان قدر بہادر بن مرزا محمد خرم بخت بہادر ابن مرزا جہاندار شاہ بہادر شاگرد گوہر علی شبیر مرثیہ گو شعر بہت کم کہتے ہین

جو بلا عشق مین آئی اوسے روکا سر پر	تیغ قاتل کی جو اوٹھی تو بٹھایا سر پر

قیصر تخلص مرزا احمد بخش نواسہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مومن خان دہلوی

ہوس غیر سے عشق اپنا اوسے یاد آیا	کیا نئی طرح سے ہم دل مین گزر کرتے ہین
تو لطف کرے یا نکرے خوش ہو کہ ناخوش	اس بات پہ مرتا ہون کہ عاشق ہون ترا مین

قیصر تخلص شاہ امین الدین خلف شاہ ابو المظفر نبیرۂ شاہ علیم اللہ باشندۂ دائرۂ الہ آباد

خیال دل کو جو آیا سیاہکاری کا	سفید ہو گئے مثل کفن مزار مین ہم

حرف کاف عربی

کاشف تخلص کاشف علی ولد شیخ محمد علی لکھنوی مقیم کانپور شاگرد چھوٹے مرزا مذنب تخلص

کاشف زیادہ قصد نہ کر موشگافی کا	مضمون کیا بندھے کہ وہ ہی ہیچ از الف

کاشف تخلص سید محمد حسین خان عرف شاہ مرزا نبیرۂ سید مختار الدولہ عمدۃ الملک سید باقر علی خان میر بخشی متوطن مازندران باشندۂ لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

یونہین بسر ہوئی اوقات زاہدا اپنی	لبون پہ ذکر بتان یاد کبریا دل مین

کاظم تخلص کاظم علی شاگرد نصیر و مومن باشندۂ منڈاور

شبنم کج گل پر نہین کاظم سحر کو	چھوٹا ہے کوئی یاس غنا دل کا پھپھولا
اے طفل اشک ہم تجھے آنکھوں مین یون رکھین	اور تو ہمارے راز کو یون برملا کرے

کاظم تخلص سید محمد کاظم خلف سید مہدی حسین بلگرامی

طوق منت کا نہ گردن سے اوترنے پایا	پھر پڑے پاؤن مین ٹیڑی ہوا سودا مجھکو

کافر تخلص سید علی نقی معاصر سودا سپاہی پیشہ تھے آخر ایام مین مرشد آباد مین

سکونت کی تھی

سیرت سے اِن بتوں کے دلمین کدورتین ہین	تھی کی مورتین ہین کافر یہ صورتین ہین
کس کس طرح بتون کی صورت نے رنگ پکڑی	کافران انکھڑیون نے دیکھے ہین کیا جھگڑے

کافی تخلص محمد رضا مرثیہ خوان بن محمد حسین لکھنوی

چھوڑ کر اسکو چلے جائینگے اک دن کافی	قصر عالی امرا کرتے ہین تعمیر عبث

کافی تخلص مولوی کفایت علی مرادآبادی صاحب علم و فضل و زہد و ورع ہین بیشتر اشعار انکے حمد و نعت مین ہوتے ہین

عرش برین ایوان محمد صلی اللہ علیہ وسلم	خلد سرا بستان محمد صلی اللہ علیہ وسلم
آپ کفیل کار امت آپ شفیع روز قیامت	ہین بیحد احسان محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مظہر رحمت مصدر رافت مخزن شفقت عین عنایت	ذات محمد جان محمد صلی اللہ علیہ وسلم
رحمت عالم اوسکا لقب ہے خلقت عالم کا وہ سبب ہے	ہے کیا عالی شان محمد صلی اللہ علیہ وسلم
بہر شفائے درد مصیبت اور برائے رنج و فلاکت	کافی ہے درمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کامل تخلص مرزا ناصر الدین معروف بہ محمد مرزا خلف مرزا ابو سعید نبیرہ عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی شاگرد و برادر عمزاد مرزا رحیم الدین حیا

نوچ کر پر قید سے چھوڑا تو کیا چھوڑا ہمین	تو ہی کہہ اس حال مین جائین کہان صیاد ہم

کامل تخلص شیخ جمال الدین باشندہ آنولہ شاگرد مصحفی

فصل سودے کی پھر آئی ہے خدا خیر کرے	دیکھیے پڑتا ہے کس کس پہ وبال کاکل
فوج غم و الم مین پھنسا شہر یار دل	ہو کون بیکسی کے سوا غمگسار دل

کامل تخلص مولوی غلام کبریا مقیم ڈھاکہ شاگرد مرزا جان طپش

طفل اشکون سے ملے دل کی شہادت کی خبر	خون ناحق تھا یہ قاتل سے چھپایا نگیا

کامل تخلص شیخ احمد علی لکھنوی ولد مولوی عنایت احمد شاگرد عبد الروف شعور اولاد مین حضرت سید محمد علیہ الرحمۃ کی صاحب دیوان ہین

نہین ہوتا ہے جو پردے سے نمایان عارض	اسلیے رہتی ہے مجھکو تب ہجران عارض

نظرِ مہر سے تمنے جو ملائین آنکھین
ہمنے درگا ہون مین چاندی کی چڑہائی آنکھین

کامل تخلص سید احمد جان نبیرہ حضرت شاہ محمد اجمل مرحوم باشندۂ الہ آباد

ظاہر مین پھر گیا وہ ستمگر تو غم نہین
دل سے جو انس تھا اوسے وہ ہمسے کم نہین

کامل تخلص مرزا باقر علی خان دہلوی خلف مرزا زین العابدین خان عارف شاگرد مرزا نوشہ راقم نے انکو دہلی مین دیکھا ہی

اوٹھانے پڑینگے نہ ساقی کے ناز
کہ پیرِ مغان آشنا ہوگیا

یاد آنا کسی کے کاکل کا
تیرہ ساز شب جدائی ہے

کامل تخلص پنڈت ٹھاکر داس کشمیری باشندۂ دہلی وکالت کرتے تھے

پلٹ کر جو دیکھا سرِ راہ اوسنے
لگا تیر اک بازگشتی جگر پر

کامل تخلص مرزا کامل بیگ

ق

مژگان سے گر نہ بچے دل ابرو کرے ہی ٹکڑے
یہ بات اوس سے کہکر جب دار مین بچا ہی

کہنے لگا کہ ترکش جسوقت ہو وے خالی
تلوار پھر نہ کھینچے تو کیا کرے سپاہی

کامل تخلص مولوی محمد مرشد حسن ولد شاہ طالب حسین عظیم آبادی شاگرد خواجہ وزیر اپنی شاعری کا نہایت غرور رکھتے ہین

چھنگلی انگشت حنائی سے بجا کر کہتے ہین
بولتا ہے لال لو دیکھو حنا کے رنگ کا

ایک دو پہر روز بے جرم وخطا ہوتی ہین قتل
چار دن سے شوق ہے سفاک کو جو رنگ کا

نفع اپنون سے نہین ہوتا ہے بتائید غیر
دیکھ سکتی ہے کبھی بے آئینہ رخسار آنکھ

بے حکم جو مجھی لی تری زلف دوتا کی
مشکین مری بند ہوا سیّے ہان ہین خطا کی

کاوش تخلص میر محمد کتاب خان شاگرد اولاد علی کاہش

ایک شب ہاتھ آئینگے وہ گیسوی عنبر فشان
سورۂ واللیل پڑہتا ہون پیے تسخیر زلف

کاہش تخلص مولوی اولاد علی مرحوم جونپوری شاگرد مصحفی پیشکار عدالت صاحب گنج عرف گیا

بیانِ حالِ دل زار ہو نہین سکتا
یہ درد وہ ہے کہ اظہار ہو نہین سکتا

رشک مقتل ہے ترا کوچہ بت کافر گر
گبر تڑپے ہین جدا اکافر جدا ترسا جدا

عاشقون کو گر یہی نیرنگیان دکھلاے گا
آخرش وزرد خدا اک روز باندھا جاے گا

یون حسرت دل کہتی ہے فرہاد سی رو رو
تیشہ کو لگا سر پہ تو پچھتائے گا آخر

بھرگئے زخم جگر جس شب سنی تقریر زلف
مثل مرہم ہوگئی اللہ رے تاثیر زلف

دوہری زنجیرون مین کس پیچ سے جکڑی ہے دل
واہ ری تدبیر کاکل واہ ری تاثیر زلف

کاہش تخلص منشی ہدایت علی واکونگری شاگرد ذوق اسٹایر کی پلٹن مین منشی تھے

جس گلی مین کہ تڑپتے ہین ہزارون بسمل
پاؤن پھیلا کے وہان بیٹھ گئے حضرت دل

ترے پاس سے جب اوٹھ آتا ہے دل
تو آٹھ آٹھ آنسو رولاتا ہے دل

کبیر تخلص حکیم کبیر علی باشندۂ سنبھل مراد آباد دیوان انکا نظر سے گزرا

ایک ہی یار سے ملے جی ناک مین آیا ہے کبیر
زیست معلوم اگر ایسے ہی دو چار ملے

کرامت تخلص کرامت اللہ شاہ آزادانہ زیست کرتے تھے

مقبول حق ہے جو کہ ہوا پنجتن کا دوست
ہے حب اہل بیت وسیلہ نجات کا

کرم تخلص غلام ضامن شاگرد مومن متوطن کوتانہ مدت تک حیدر آباد مین تھے آخر الامر دہلی مین سکونت اختیار کی تھی فارسی بھی کہتے تھے

کیا ہی برہم ہوئی زلف اونسے جو پوچھا ہے
اے کرم کس نے کیا حال پریشان تیرا

ترا ناخوردہ ہمارتنگ سے کیا کیا تڑپا
استخوانون مین مرے دیکھ کے پیکان تیرا

اسیری نے کی پردہ پوشی جنون کی
کیا طوق گردن نے کار گریبان

واے قسمت اور اخفا سے ہوا افشا راز
روکنے سے اشک کے لخت جگر آنے لگے

اوسکو شہرت کی تمنا مجھے رسوائی کی
ہر کوئی آرزوئے نشو و نما رکھتا ہے

مرا نشو و نما ہے اوس خرام لاابالی سے
غبار ناتوان کو سرکشی سے ایمالی سے

کرم تخلص کرم حسین خان خلف منشی سخاوت حسین خان بلگرامی سابق سررشتہ دار کلکٹری فرخ آباد

کونسے گلرو کے آنے کی خبر ہے باغ مین
جو ہے ہر سو قطرہ زن بر بہاری ابر نون

کرم تخلص کرم خان رامپوری صاحب دیوان گزرے

بے بوسۂ لعل لب دلدار نہین زیست ۔۔۔ ہم سانپ نہین ہین کہ جئین چاٹ کر مٹی

کریم تخلص کریم اللہ خان افغان باشندۂ دہلی

نہ تھی قدرت تجھے گر روبرو جانے کی کریم ۔۔۔ زیر دیوار سے جا نالہ سنایا ہوتا

کشتہ تخلص شیخ نبی بخش باشندۂ میرٹھ شاگرد مولا بخش قلق

جیتے جی دامن پکڑنے آئیگا ۔۔۔ مرے پہلو سے تو اگر سرکا

کشش تخلص منیر فدا علی شاگرد اولاد علی کاہش

پریشان تھی صبا آشفتہ سنبل غنچہ حیران تھا ۔۔۔ تجھے وحشت سے ہے دیوانو یہ کیا رنگ گلستان تھا
نمود خط سے تیرے بلبلون کو شیون تھا ۔۔۔ بہار ہوتی تھی رخصت اور اس گلشن تھا

کشن تخلص بابو کشن حیدر گھوس نوۂ راجہ نیکشن بہادر باشندۂ کلکتہ

صدف اپنے گوہر کو بے آب سمجھے ۔۔۔ یہ دندان تمھارے دہن مین جو دیکھے

کشور تخلص مرزا محمد جعفر شاگرد مرزا محمد تقی اختر

جان دیتا ہون ترے ابروی خمدار یہ یار ۔۔۔ کھینچتا ہے تو مرے قتل یہ شمشیر عبث

کفایت تخلص نواب کفایت اللہ خان مرحوم رامپور کے نواب زادون مین تھے

دیوانہ کیا بزم مین شب آکے کسی نے ۔۔۔ بیہوش کیا چہرے کو دکھلاکے کسی نے

کلیم تخلص میر محمد حسین دہلوی معاصر میر تقی صاحب دیوان گزرے فارسی بھی کہتے تھے اکثر رسالے شیخ محی الدین ابن العربی علیہ الرحمہ کے اردو مین ترجمہ کیے ہین

چھپا ہے آ مرے چشم پر آب مین دریا ۔۔۔ کسی نے دیکھا ہے اب تک حباب مین دریا
ہو چکا حشر گئے جنت و دوزخ کو خلق ۔۔۔ رہ گیا مین ترے کوچے مین گرفتار ہنوز
درازی شب ہجران و زلف یار کلیم ۔۔۔ مجھی سے پوچھ کہ کاٹی ہے رات آنکھون مین
تجھے مین آنکھون مین کیونکر رکھون کہ ہر ساعت ۔۔۔ پھر ایسا گھر کہ یہ خانہ خراب ٹپکے ہے

کلیم تخلص شیخ کلیم اللہ باشندۂ سرکوٹ متعلق ضلع مراد آباد

جلوۂ طور رخ یار سے پیدا ہووے ۔۔۔ خجل اعجاز تکلم سے مسیحا ہووے

کمال تخلص شاہ کمال الدین حسین باشندۂ کڑہ مانک پور شاگرد جرأت و قیام الدین قائم لباس درویشی پہنکر سیاحت کرتے تھے دیوان و تذکرہ شعرا انکا نظر سے گزرا

مین بندہ کیون نہون اوسکی ادا کا ۔۔۔ عیان اوس بت مین ہے جلوہ خدا کا
شعلے سے آہ کے یہ دل زار جل بجھا ۔۔۔ کیا بس چلے ہے آتش سوزان سے کاہ کا
جز شکست شیشۂ دل کچھ نہ کیا اور کام ۔۔۔ مرتفع جس روز سے یہ چرخ مینائی ہوا
قد کا ترے نہ آنکھون مین کیونکر بسے خیال ۔۔۔ اکثر ہے یہ کہ سرو لب جو نظر پڑا
مین کود کے دیوار گیا یار کے گھر اور ۔۔۔ بیچارہ گیا مفت مین دربان نکالا
دیکھ رستے مین ہمین دیتے ہو گالی کیا خوب ۔۔۔ جان صاحب سے نئی یہ تو نکالی کیا خوب
گر آنکھ لڑانے کا نہین شوق ہر اک سے ۔۔۔ سو راخ ہین کیون آپ کی دیوار مین صاحب
بگڑے نہ کہین عاشق و معشوق کی صحبت ۔۔۔ یون جھانکے نہ نکلا کرو بازار مین صاحب

کنور تخلص راجہ اپورب کشن بہادر ولد راجہ راجکشن بہادر رئیس کلکتہ دیوان انکا نظر سے گزرا

شہید اہے عشق مین ترے دل شیخ و شاب کا ۔۔۔ غالب یہی ہے یاد مین تیرے حباب کا
نہ پوچھ گزری ہے جو مجھ پہ بیقراری رات ۔۔۔ مثال شمع کٹی روتے روتے ساری رات

کنور تخلص کنور جگر و تی سنگھ باشندۂ اکبر آباد ولد راجہ بلوان سنگھ راجہ تخلص

فریاد بھی کرتے نہین ہم جور بتان سے ۔۔۔ خاموش ہین کچھ کہہ نہین سکتے ہین زبان سے
پریون سے نہ مطلب ہے نہ کچھ حور جنان سے ۔۔۔ شیدائی ہین دیوانے ہین انکو دل و جان سے

کوثر تخلص کمیدان پلٹن شاہی لکھنؤ مرزا مہدی ولد مرزا قطب الدین حیدر لکھنوی متوطن دہلی شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

جب کہ اوس رشک قمر نے مانگ مین بھی افشان ۔۔۔ ہوگیا سب کو ستارون کا گمان بالا سر
مصروف قتل عاشق جانباز ہے وہ ترک ۔۔۔ ترکش کمر مین رکھتا ہے شمشیر دوش پر
ربط کہتے ہین اسے ضبط اسے کہتے ہین ۔۔۔ کبھی پیکان نہ ترے تیر کا کھٹکا دل مین
دم نہ مارے جو ہے خنجر الفت سے لہو ۔۔۔ ہے یہ ہمت بخدا عاشق دریا دل مین

خواب مین شب اوس پری نے شکل دکھلائی ہمین — جاگ اوٹھے بخت خوابیدہ جو نیند آئی ہمین
تیرا تو آسرا تھا جدائی مین یار کی — اے موت تو بھی مجھسے گریزان ہے اندنون
دل پھٹ گیا کدورت طبع نگار سے — حیرت کی جا ہے آینہ ٹوٹا غبار سے
نامہ بر کوچۂ دلبر مین گم ایسا ہو جاے — فی المثل ہووے کبوتر تو وہ عنقا ہو جاے
کیا ہی کشش ہے کوچۂ دلبر کی خاک مین — بیدست و پا بھی ہووے تو شل صبا چلے
بوقت صبح وہ مانند آفتاب آیا — الٰہی شکر شب ہجر کی سحر دیکھی

کوثر تخلص آغا غلام علی معروف بہ آغا جان صاحب زمیندار ... کہ خلف حاجی شمس الدین ولایتی شاگرد حافظ ضیغم ہر دو زبان مین شعر کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے ۱۲۹۸ ہجری مین انتقال کیا۔

سونے کی آرسی نہین انگشت یار مین — سورج مکھی کا پھول یہ شاخ سمن مین ہے
کیا کہون موج غم عشق مین دل کا احوال — تم نے کشتی نہین دیکھی کوئی طوفان مین کبھی
کوچۂ یار جو یاد آئے گا کوثر بس مرگ — دل لگے گا نہ مرا روضۂ رضوان مین کبھی

کوچک تخلص شہزادہ وجیہ الدین دہلوی سفر مین عازم فردوس برین ہوے ہمراہیون نے اونکی نعش کو لیکر دہلی مین حضرت سلطان المشایخ کے مزار کی متصل دفن کیا

یہان تلک پانون مین پھپھولے ہین — کہ قدم بھر چلا نہین جاتا
پرورد کنار محبت ہے لخت دل — یون خاک پر نہ اوفرۂ خون چکان گرا
اوس رشک گل کو دیکھ کے آئی نہ تاب جز — بلبل ادھر گری تو ادھر باغبان گرا

کوکب تخلص مرزا غلام حسین شاگرد محمد صادق خان اختر بیشتر لکھنؤ مین رہتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

صبا اپنا پیام جان مخزون اوس سے کہد ینا — کہ اے بے رحم کر موقوف اب تو امتحان اپنا (ق)
جدائی سے تری دم آرہا ہے اس دم آنکھون مین — جو آنا ہو تو آ ہوتا ہے رخصت میہمان اپنا

کیف تخلص شیخ فضل احمد خلف شیخ اکبر علی کشمیری لکھنوی شاگرد میر وزیر صبا

صاحب دیوان ہین شعر انکے اچھے ہوتے ہین

اک آہ سے تو میری بے چین ہو گئے تم
کہیئے تو میرے دل کو کیا اضطراب ہو گا

یارب سبیل رکھکر پیر مغان پکارے
للہ پیتے جاؤ پیاسو ثواب ہو گا

بیہوش گل اوٹھا کر لائے تھے کیف کو ہم
پھر آج سیکدہ مین خانہ خراب ہو گا

یہ دور کیف ہے ای سیفروش کیا ڈر ہے
جو محتسب سے بہی ٹوٹے تو جام بھر لینا

کیا ہوا دل جو گرا آنکھ سے آنسو ہو کر
بشیشہ جام چھلک جاتا ہے مملو ہو کر

وہ دیو کیا ہوئے وہ پریزاد کیا ہوئے
چونٹی بھی اب نہین ہے سلیمان کے گور پر

کسی نے باغ مین ایسا شگوفہ چھوڑا ہے
کہ آج تک گل و بلبل مین بول چال نہین

بزم مین یار کو پوچھے جو کوئی تبلا دون
شمع کے پاس وہ بیٹھے ہین جلانیوالے

ایسا نہ ہو کہ میری طرح ہو فریفتہ
آئینہ دیکھیے گا ذرا دیکھ بھال کے

کیوان تخلص شیخ بدلی بلگرامی

گو وہ منکر ہو یہ قاتل کو مین پہچانتا ہون
میری نظرون مین چڑھا جسنے اوتاری گردن

ماہ سے صاف ہے خورشید سے نورانی ہے
خوش نصیبی کی نشانی تری پیشانی ہے

کیوان تخلص مرزا علی حسین شاگرد ناسخ آغا توکل کی اولاد مین تھے صاحب دیوان گذرے

لگائیگا جو سرمہ وہ بت طناز آنکھون مین
سیہ زنبور کا ہوجائیگا انداز آنکھون مین

یہ موج زن ہے یم اشک ہجر جانان مین
کہ آسمان ہے شکل حباب آنکھون مین

وہ منہ سے مین ہے تلخ یہ شیرین
برگ گل سے کہین ہے بہتر ہونٹھ

اک بوسے کو ترسا کیا تا زیست نپایا
حسرت کوئی برآئی نہ جانی مرے دل کی

کیوان تخلص مولوی سید فتح علی عرف وحید الدین احمد الہ آبادی الاصل ساکن لسبت وچہار پرگنہ شاگرد راقم و مولوی عصمت اللہ شیخ

کہنے لگے وہ لاشۂ کیوان کو دیکھکر
ارمان ظلم ہاے مرے دل مین رہگیا

حرف گاف فارسی

گرداب تخلص رام حیران

بوسہ دیتا نہیں گرداب شب وصل مین وہ | کھا شاید اُن سے کرتا ہے کنارہ عاشق

گرفتار تخلص منگلے بیگ دہلوی خلف رحیم یار خان شاگرد حاتم

درد ہووے تو کچھ دوا کیجے | دل ہی بے چین ہو تو کیا کیجے

گرم تخلص ناظر مظفر علی خان ولد محمد خان رامپوری شاگرد ذوق مقیم بہ صحبت نواب عبد اللہ خان برادر نواب محمد سعید خان والی رامپور کی رفاقت مین تھے

اٹھیان رگڑین کف افسوس بھی ملتے رہے | ہے جدائی اک بلا وہ کٹنے ہیں یا ہم اُتھہ یا دن
چاہ مین اک بت ہرجائی کے | دربدر ناصبیہ فرسائی کی

گرم تخلص حیدر علی بیگ دہلوی خلف مرزا امیاز علی بیگ شاگرد مصحفی شعر اچھا کہتے تھے دکھن کی طرف جا کر انتقال کیا

پھرتا تھا تو جس وقت کہ گلشن مین خرامان | کیا سرو بھی آگے ترے ناچار ٹھہرتا
شب رخصت ہی رہو تم مری گھر آج کی رات | جان بلب چھوڑ کے جاتے ہو کدہر آج کی رات
حسرت سے دیکھتا ہوں جب یار کیطرف | لگتا ہے تب وہ دیکھنے دیوار کی طرف
لوہو مین بھرے ہیں تری ہاتھہ سچ بتا | تربت پہ کس شہید کی تو آج جائیگا
مین یہان تک اشک پونچھا آستین سے | کہ ہے اک موج دریا ہر شکن مین
تیغ نگاہ کسکی دیکھی ہے ہنسنے یارب | کیون زندگی سے اپنی بیزار اسقدر ہین
سیل گریہ سے ہم تا کمر ڈوب گئے | اسقدر روئے کہ ہمسایونکے گھر ڈوب گئے

گریان تخلص محمد حسین ولد سید حسین علی سوزان نبیرۂ اکبر علی برچھیت باشندہ لکھنؤ

ہم آئے تو چلمن مین لگائے گل نرگس | درپردہ دکھاتا ہے وہ نیشک چمن آنکھہ

گریان تخلص میر حسام الدین عرف بچھو مرثیہ گو

کیا آنے کی کسی کے گریان خبر سنی ہے | جو بیقرار دل ہے پھڑکے ہی آنکھہ بائین

گریان تخلص مرزا علی امجد لکھنوی ولد میر علی اکبر شاگرد قدرت وضیا

مجھے جب دیکھنا تب ہاتھہ سے کھڑا چھپا لینا | قیامت تھا اٹھ جانا وہ شرمیدہ صاحب سلامت کا

گستاخ تخلص مرزا علی لکھنوی

جی لگایا تھا سمجھ ہوئیگی فرحت حاصل ۔ یہ نہ جانا تھا کہ آویگی قیامت لازم

گستاخ تخلص مرزا لطیف باشندۂ ڈھاکہ شاگرد احمد جان عطش

مرجان کا نخل ڈوب گیا بحر شرم مین ۔ مہندی کے رنگ سے جو ہوا دست یار سرخ
عشق بتا ہے دل کو نگاہ دیدۂ مخمور سے ۔ ساقیا کب نشہ ہو مجھکو مئے انگور سے

گلشن تخلص راے دھراج لکھنوی نبیرۂ راجہ لالجی بخشی فوج سلطانی لکھنو

بیخودی مین یہ عجب لطف ملا ہے اونکو ۔ جو ترے مست ہین ہنستی ہین وہ ہشیارون پر

گمان تخلص لطف علیخان دہلوی شاگرد اشرف علی خان فغان مقیم فیض آباد

عبرت ہو ہا تھنا مرا داغ داغ دل ۔ اوس گل کو دیکھتے ہی ہوا باغ باغ دل
واسطے جسکے سبھی مجھکو برا کہتے ہین ۔ وہ جو سنتا ہے تو کہتا ہے بھلا کہتے ہین

گوہر تخلص احمد علی خان ولد الف خان فیض آبادی مقیم فتح پور ہنسوا ملازم نواب باندا شاگرد اسمعیل حسین منیر

ادا و ناز و کرشمہ سے ناک مین دم ہے ۔ غضب مین جان مصیبت مین دل عذاب مین جی

گویا تخلص شیخ حیات اللہ فرخ آبادی سرکار انگریزی مین تعلق رکھتے تھے

جس کلم سخن سے لیجئے تقریر بول اوٹھے ۔ ہے ہم مین وہ کمال کہ تصویر بول اوٹھے

گویا تخلص شیخ ولایت علی ولد شیخ امام بخش ساکن لکھنؤ شاگرد جرأت صاحب دیوان ہین

جانتی ہے خلق جسکو آسمان بالاے سر ۔ ہے یہ گویا میری آہون کا دھوان بالاے سر
دولگا کس وسے جلتی صورت پروانہ شمع ۔ دوستو پروانہ کیا رکھتی اگر پروانہ شمع

گویا تخلص حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان ولد بلند خان قوم آفریدی ساکن گودنا شاگرد خواجہ وزیر لکھنؤ کے امراے نامی مین تھے دیوان انکا نظر سے گذرا شعر صاف و عاشقانہ اچھا کہتے تھے

صندلی رنگ پہ بیتاب مرہی گیا ۔ درد سر کسکا یہان سر ہی گیا
وہ ایسا نہین جیب رہے بات سنکر ۔ کوئی اور ہووے گا گویا نہ ہوگا

جی ابھی نکلا نہ تھا تن سے کہ وہ اہی ہوا
توسن جانان سمند عمر سے چالاک تھا

تھا جو افتادگی شعار اپنا
نہ زمین سے اوٹھا غبار اپنا

اوسکو غفلت پیشہ کہہ آتے ہین ہم
بھول جانا یاد دلواتے ہین ہم

ضعف سے رہتا ہے اب پاؤن پہ سر
آپ اپنی ٹھوکرین کھاتے ہین ہم

دل نہین اوس بت کی الفت چھوڑتا
ناسمجھ کو لاکھ سمجھاتے ہین ہم

ہے جنازہ اسلیے بھاری مرا
حسرتین دل کی لیے جاتے ہین ہم

بار عصیان سر پہ ہے گویا بہت
کیا اوٹھائین سر جھکے جاتے ہین ہم

شب وصال مین کیا یار سے دوچار نہوئین
رہا فراق مین جیتا تو شرمسار ہون مین

پس گیا ہے دل کسی محبوب گندم رنگ پ
گردش اپنے بخت کی کچھ آسیا سے کم نہین

درد پہلو مین رہا کرتا ہے جب سے تو نہین
ہجر مین بھی ایک دم خالی مرا پہلو نہین

وصل اگر منظور تھا پرویز کا گھر کھودتا
کوہکن دیوانہ ہے شیرین تو پتھر مین نہین

زاہد وہ جرم کیا کرتا ہون مین بہر ثواب
دل ہے کعبہ اسے کرتا ہے سیہ پوش مجھے

حال عاشق و معشوق ہے ایک
سنا ہے شمع سوز ان کی زبانی

گہر تخلص کنز الدولہ خورشید علی خان بہادر ولد مجد الدولہ بن ظفر الدولہ کپتان فتح علی خان خزانچی بادشاہ لکھنؤ شاہ لکھنؤ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے ہین انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی

وہ غمگسار میرا ہے مین غمگسار اوسکا
ہے آشنا مرا دل اور مین آشنا دل کا

طوطی کی طرح بند نہ ہو جاے یہ از خود
گر مرغ دل ان مہندیون کے جال مین پھڑکا

نالون سے اپنے عرش تو جنبش مین آگیا
اوس بت کے کان تک نہ گئی پر صدائے دل

دکھلایا جور دست یار کو تسکین ہوئی گھر
آنکھین نظر پڑین مجھے حاجت روائے دل

جانتے ہین ہم محبت آزمائی ہو چکی
آؤ گلے لگ جاؤ بس اب لڑائی ہو چکی

حرف لام

لائق تخلص میر لائق علی لکھنوی شاگرد ناسخ

رباعی

اک دن تہ خاک ہمکو جانا ہوگا | اور تہ مین کفن کے منہ چھپانا ہوگا
ایسے سو دینگے ہم وہان اے لائق | جانا ہوگا کہین نہ آنا ہوگا

لسان میر کلیم اللہ احمد شاہ بادشاہ کے عہد مین انتقال کیا

جدا ہو تجھسے مرا یار یہ خدا نکرے | خدا کسی کے تئین یار سے جدا نہ کرے

لطافت تخلص سید حسن ولد و شاگرد امانت لکھنوی صاحب دیوان ہین

ذبح ہوکر جو کوئی یار مین تڑپا ٹھہرا | رقص بسمل مرے قاتل کا تماشا ٹھہرا
دل عشاق ہین مانند سکندر گمراہ | کوچۂ زلف بھی ظلمات کا رستا ٹھہرا
موذی کو اپنے مال سے کچہ فائدہ نہین | زنبور بہرہ مند ہوئی انگبین سے کب
جگھٹا روز حسینون کا رہا کرتا ہے | اے پریو نہ مرے گھر کو پرستان پہونچے

لطف تخلص مرزا علی استرآبادی شاگرد مرزا رفیع سودا دہلی مین تربیت پائی تھی عظیم آباد کی اطراف مین سکونت کی تھی حیدرآباد کی بھی سیر کی تھی انسے ایک تذکرہ شعراے اردو یادگار رہے صاحب گلشن بیخار نے جو انکو شاگرد میر تقی لکھا ہے غلطی کی ہے

نہ پہونچی ضعف سے لب تک دعا دگر نہ ملا | در قبول تو اس آرزو مین باز رہا
کبھو اوس زلف مین شانا طہ سمجھکر شانہ | لاکھ دل ٹوٹے اگر ایک وہ موتو ٹ گیا
ہو گئی زنجیر پا اپنی وہ زلف پرشکن | ورنہ دل تجھسے کو دیتا کیا کوئی دیوانہ تھا
ساقی لگا دے خم مرے منہ سے کہ بار بار | احسان کون کھینچے سبو اور ایاغ کا
ایک دن حال دل زار نہ دیکھا نہ سنا | سچ تو یہ تجھسا بھی دلدار نہ دیکھا نہ سنا
ہے یہ بھی نئی چھیڑ شب وصل مین سو بار | پوچھے ہے وہ کتنی رہی شب کچہ نہین معلوم
خاموشی ہماری کی تئین سحر ہی جانو | گو ہمکو لگا لینے کا ڈھب کچہ نہین معلوم
اپنا تو بدگمانی سے بس کام ہو گیا | گو اور طرح اوسکی ہو جو لی مسک گئی

لطف تخلص لطف علی خان باشندۂ بریلی انکا دیوان حضرت سرور انبیا

محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین گذرا

اچھا نہ ہو یا رب کبھی بیمار محمد	کم ہو نہ کبھی خواہش دیدار محمد
مومن ہوا جسنے کیا اقرار محمد	کافر ہوا جسنے کیا انکار محمد
ہے سر مین ازل سے سر سودا اے محمد	ہے دل مین خیال رخ زیبا اے محمد
ہے شوق فزائے دل وجان روئے محمد	روئے دل وجان کیون نہ ہی سوئے محمد

لطیف تخلص میر شمس الدین صورتی مقیم لکھنو

ایسی الفت کو لگے آگ پڑے جو لطے مین	جو ہے دلسوز مرا وہی جلاتا ہے مجھے
گھر مین جا بیٹھ رہا اوس پہ خفا ہو تو لطیف	کیا ہی غصہ تری اس بات پہ آتا ہے مجھے

لطیف تخلص میر لطیف علی باشندۂ دہلی شاگرد میر درد جواہرات پہچاننے مین اچھا دخل رکھتے تھے

روتے ہین شیخ و برہمن بھی دلگی یا تھون	گبر نکلا نہ یہ کافر نہ مسلمان نکلا
رہتا ہے درد ورنہ دل ناتوان مین	کیونکر اثر نہ ہووے ہماری زبان پر
دامن کشیدہ جاتے ہو میرے غبار سے	تقصیر ایسی کیا ہوئی اس خاکسار سے

لطیف تخلص حفیظ اللہ باشندۂ دہلی شاگرد محمد ابراہیم ذوق

وہ پڑھ کے سطر کوئی جبین پر جبین ہوا	ہر چند خط مین حرف شکایت کہین نہین

لطیف تخلص دولت سنگھ کھتری باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر دہلوی جو ڈیڑھ برس کا عرصہ ہوا کہ فوت کی

کوئی کہتا تھا قصہ مجنون کا	مین اوسے اپنا ماجرا سمجھا

لطیف تخلص لالہ شیو سہائے خلف لالہ دیبی پرشاد باشندۂ فرخ آباد

دیوانہ عشق کا نہین سنتا کسیکی بات	ناصح کی پند خاک اوسے سود مند ہے

لطیف تخلص منشی عبد الحق خلف منشی شکر اللہ باشندۂ اکبر آباد مدت تک لکھنؤ مین تھے دس بارہ برس ہوئے وہانسے پھر آئے ہین راقم سے دوستی ہے اشعار اِنکے عاشقانہ ہوتے ہین

عدم سے جانب ہستی میں خستہ جان آیا — کہان سے تیری محبت مین مین کہان آیا
لطیف اثر ہے قیامت کا میرے نالون مین — زمین ہل گئی چکر مین آسمان آیا

لکنت تخلص محمد بشیر خان برادر عمزاد و شاگرد مستقیم خان وجعت

کیسی بلا سے بد ہے یہ تاثیر زلف کی — پھرتی ہے اپنی آنکھون مین تصویر زلف کی

لعل تخلص و نام ایک شخص کا ہے کچھ حال معلوم نہ ہوا

ہم سامنے تمھارے ادھر سے ادھر گئے — تم نے نہ پوچھا آئے کہان اور کدھر گئے

لئیق تخلص منشی لالتا پرشاد مقیم کانپور

ہر سحر پیدا جب وہ شد خفا ہو جائے گا — حشر برپا اوس گھڑی پھر جابجا ہو جائیگا

حرف میم

ماہ تخلص مرزا عنایت علی بیگ مصاحب راجہ بلوان سنگہ کہین برادر مرزا حاتم علی مہر تخلص باشندہ لکھنو مقیم اکبرآباد شاگرد خواجہ حیدر علی آتش صاحب دیوان ہین

نہین ہے جبر اوٹھانے یہ اختیار مین روح — شریک جسم نہ دیکھی کبھی قرار مین روح
کیا ہے حسرت بوس وکنار نے آخر — رہیگی تا بقیامت غم فشار مین روح
جب مین کہتا ہون کہ اب جاتے ہو گھر سے جانی — ہاے کس ناز سے کہتا ہے وہ اچھا صاحب
ہر روز نیا وعدہ ہے ہر روز نیا عذر — بن بن کے بگڑتا ہے مقدر مری دانستے

ماہ تخلص نواب امداد اللہ خان خلف نواب کفایت اللہ خان رامپوری انکا شہرۂ آفاق تھا اور بہت سے علوم عجیبہ و فنون غریبہ مین مقبول کہتے تھے

وہ مین جوبن کے جو ہے وہ بیتابیاں خیال — دل ہی لیتا ہے مرے بار
بنی ہیل آنکھین ہین زہرہ و مشتری — قطب سپہر حسن ہے تل تیرے

ماہر تخلص محمد امیر عرف یوسف حسین خلف آغا علی لکھنوی شاگرد

ہے مین لاتے مجھکو یہ اسیر گیسو — اے پری دیکھ تو چہرے سے اڑا کر گیسو

ماہر تخلص فخر الدین خان دہلوی مقیم لکھنو خلف اشرف علی خان فغان شاگرد سودا

نہ اٹھنی بھی ملی فرصت کہ اوٹھکر مانگتے پانی / ہوا اسیر نگہ یون آہ دل ہن کا ہر کس کا
ہوا اوس زلف کا کیون مبتلا دل / بلا سے گر بلا مین پڑگیا دل

ماہر تخلص مرزا جمعیت شاہ دہلوی خلف الصدق مرزا زور آور بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا قادر بخش صابر

ہم بھی ضرور کعبہ کو چلتے پر اب تو شیخ / قسمت سے بتکدہ ہی مین دیدار ہو گیا
ناصح کی بات سننے کا کسکو یہان دماغ / تیرا ہی ذکر تھا کہ مین ناچار ہو گیا
اے ہمنشین وہ حضرت ماہر نہ ہون کہین / اک پارسا سنا ہے کہ میخوار ہو گیا
ملے یہ بھی نہ ہوا ہم سے وہ ستمگر صاف / کہ ڈھنگ یہ بھی ہے اک خاک مین ملانے کا
ترے تو لطف سے بھی جان کانپتی ہے یار / نہین ہے برق سے کم طور مسکرانے کا
جو اشارا تھا حریفون سے سو تیرے قتل کا / ترک چشم یار تھا تو مست پر ہشیار تھا
بیخبر دل اور جگر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے / ان پہ کس کافر کی وزدیدہ نگہ کا وار تھا
خدا ہی جانے اثر تھا یہ کسکی شوخی کا / کہ دل مین ہوتی تھی رہ رہ کے بیقراری رات
کعبہ بیت اللہ ہے اور اوسمین تھا بت کسکو / اہل حق کرتے ہین زاہد بت پرستی دیکھکر
وصل کی رات ہر اک بات پہ منہ پھیر کر وہ / بے مزہ یون ہین کہ گویا انھین منظور نہین
رگڑے ہے اک عالم در پر ترے جبین کو / کعبہ سمجھ لیا ہے گویا اسی زمین کو
جیتے تو آسمان سا دشمن ٹلا نہ سر سے / چھاتی کی سل موئے پر پاتا ہون اب زمین کو
ایسا مٹا دیا ہے فلک نے کہ مثل باد / گر خاک پر چلون تو قدم کا نشان نہ ہو
اوسکے ہنسنے سے کھلی رمز عدم کے ماہر / کسقدر سہل ہوا عقدۂ دشوار مجھے
باقی جو عمر تھی وہ تجسس مین کی تمام / پر عمر رفتہ کا نہ ملا کچھ نشان مجھے
مانا کہ تجھکو اور سے صحبت نہین ولے / رکھتا ہے حسن شوخ ترا بدگمان مجھے
لا کشتی شراب کہ غم کے محیط مین / توبہ ڈبوے دیتی ہے پیر مغان مجھے
کیا لیا آن کے کعبہ مین سوا اسکے کہ ہم / ہوئے شرمندہ و برہمن سے صنم سے چھوٹے

مائل تخلص میر محمدی دہلوی شاگرد قیام الدین قائم شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین

مرشد آباد مین سکونت کی تھی

کیا کہون مین تجھسے دل زار کی ہوس ‏ ‏ مشہور ہے جہان مین بیمار کی ہوس

مائل تخلص صادق علی باشندۂ لکھنؤ مقیم موچی کھولا متعلق کلکتہ شاگرد حسن یار خان افضل یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

دیکھ لینے وہ اثر بھی نالۂ و فریاد کا ‏ ‏ حوصلہ یہ بھی نکل جائے دل ناشاد کا
ہے آہ شرربار مری اون کو تماشا ‏ ‏ خوش ہین جو نکلتے ہین شرارے مری دل سے
پاس میرا بھی ہے اونکو پاس سوائی بھی ہے ‏ ‏ منہ چھپا کر آئے ہین لاشہ اوٹھانیکے لیے

مائل تخلص مرزا اقادر بیگ باشندۂ بریلی

دماغ دوستو جو میرے کج کلاہ کا ہے ‏ ‏ نہ حور کا نہ پری کا نہ بادشاہ کا ہے

مائل تخلص میر ہدایت علی عظیم آبادی ۱۲۰۸ بارہ سو آٹھ ہجری مین انتقال کیا دکھن کی سیر بھی کی تھی

جب تری بندگی مین آتے ہین ‏ ‏ سب خدائی کو بھول جاتے ہین
آتا ہے دمبدم بھی رونا یہان مجھے ‏ ‏ پھینکا فلک نے ہاے کہان سے کہان مجھے

مائل تخلص محمد یار بیگ لکھنوی شاگرد جرأت

کہے گا الحذر خورشید محشر اس سے ای یارو ‏ ‏ اگر چمکا بروز حشر یہ داغ کہن اپنا
پیتا ہون جام مے کے عوض کاسہ بنگ کا ‏ ‏ مائل ہوا ہون جب سے مین اک سبز رنگ کا
یہ وضع تری سادی ای شوخ نرالی ہے ‏ ‏ بالا ہے نہ ہیکل ہے تبندا ہے نہ بالی ہے

مائل تخلص سید کاظم علی خیر آبادی شروع شباب مین انتقال کیا

شب ہجران کی آہ ایک طرف ‏ ‏ لاکھ ابر سیاہ ایک طرف

مائل تخلص لالتا پرشاد ولد ایسری پرشاد لکھنوی شاگرد عبد اللہ خان مہر تخلص

رونے سے تسکین ہوتی ہے ذرا ‏ ‏ جسم بھر مین ہے فقط غمخوار آنکھ

مبارک تخلص سید مبارک علی الہ آبادی شاگرد شاہ غلام اعظم افضل تخلص

عشق سنگین دلون کا ہے ناصح ‏ ‏ اپنا پتھر تلے دبا ہے ہاتھ

مبارک تخلص مبارک حسین خان قوم کمبوہ باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

دل بھرا تجھ سے میرے دلبر کا
تھا یہ لکھا مرے مقدر کا

مبتلا تخلص لالہ جنڈی سہاے باشندۂ پرتاب گڈہ سررشتہ دار سررشتۂ ابکاری الہ آباد

عاشق رخ ہون سر زلف گرہگیر نہین
پاے وحشت کو مرے حاجت زنجیر نہین

اوڑگیا ہے اثر جذب محبت یا رب
یا مرے نالۂ جانکاہ مین تاثیر نہین

مبتلا تخلص میر دائم علیخان خلف نواب محمد علیخان رئیس قدیم غازی پور مقیم بنارس معاصر سودا نواب برہان الملک اور صفدر جنگ کی سرکار مین بڑا اقتدار رکھتے تھے صاحب دیوان تذکرۂ اردو و فارسی گزری

بیطرح جوش پہ ہے دیدۂ گریان میرا
نوح کو آنکھین دکھاتا ہے یہ طوفان میرا

کبھی ہے جب سے کہ اوس مہ کی تاب آنکھون مین
نہین ٹھہرتا ہے کچھ آفتاب آنکھون مین

شیشۂ دل پٹک دیا تو نے
سنگدل آہ کیا کیا تو نے

دل کی تو تیرے داغون سے ابلاگ لگی ہے
جی کیونکہ بچے چارون طرف آگ لگی ہے

مبتلا تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

وہ ترے سایۂ دیوار مین پائے راحت
چاندنی رات کو اے رشک قمر بھول گئے

مبتہج تخلص لالہ ملوک چند

سفر سے چلنے کا جب دل نے اضطراب کیا
نکل کے آنکھون سے آنسو نے پاترا کیا

مبین تخلص حافظ غلام دستگیر دہلوی خلف شاگرد حافظ قطب الدین مشیر انکو دہلی کے مشاعرہ مین دیکھا تھا اور انکے اشعار بھی بہت سے سنے تھے

کیا کہتے ہو کہ کیونکر کٹیگی تمام عمر
کیا ہو گئے تم خفا تو منایا نہ جائے گا

سخت جانی کو مرے کھیل کہین سمجھے ہو
توڑنے آئے ہو کیون خنجر بران اپنا

نکلا صنم نے تو کعبہ گیا
مبین مفت مین پارسا ہو گیا

وہ ادھر آتے ہین ادریا نون ودھر تڑپتا ہے
غیر کے جذبۂ الفت کے اثر کو دیکھو

علاج زخم کیا اچھا مرے قاتل کو آتا ہے
کئے زخمون کے روزن بند پھر ناوک کی پیکانسے

متقی تخلص میر متقی خلف و شاگرد میر جواد علی خان ہادی شناوری اور تیر اندازی میں بھی اچھا دخل رکھتے تھے

کیون نہ اے زلف رہے حال پریشان میرا ۔ دل ہے سودے مین ترے بو السر سامان میرا

متین تخلص مولوی محمد حسین خلف مولوی محمد شائق ابن مولوی محمد مشائخ باشندہ فرنگی محل شہر لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر وزیر دا الطاف حسین الطاف

نامۂ جانان تو لایا تیری عظمت ہے ضرور ۔ اے کبوتر آ بنا لے میرے سر پر آشیان
دل و جان دین و ایمان دست نگر سے لیتے ہین ۔ غضب کی چھینیان بان تزویر کرتے ہین

متین تخلص حافظ بہادر علی خلف سید قطب علی فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

ترک دنیا سے دنی سے سلطنت کرتے ہین ہم ۔ بوریائے فقر ہے اک مسند شاہانہ آج

متین تخلص سید ولایت علی ولد اصغر علی متوطن بریلی شاگرد مولوی غلام نجف

ناز و ادا کرشمہ تکلم ہے بات ہے ۔ شکر خدا کہ اب نظر التفات ہے

مثبت تخلص خواجہ فدا علی مرشد آبادی

کاکلین آپ جو آئینہ مین سلجھاتے ہین ۔ مو بمو پیچ مین خوبان حلب آتے ہین
صدقے ہو جاؤن مین اللہ رے یہ بھولا پن ۔ گالیان دیتے ہین اور آپ ہی شرماتے ہین

مجبور تخلص حق رسا دہلوی شاگرد شاہ نصیر

حلقۂ زلف بتان مین دل عاشق یہ نہین ۔ ہاتھ مین اپنے لیے ہے شب دیجور چراغ
شب غشی سے پانون پھیلا گھر مین تم سو جائیے ۔ ہم پس دیوار بیٹھے صبح کر رو جائیے

مجذوب تخلص مرزا غلام حیدر بیگ دہلوی شاگرد و متبنا ہے سودا مقیم لکھنؤ صاحب دیوان گزرے

مجذوب گل رخون سے لگانا نہ زینہار ۔ خار غم فراق سے ہوگا فگار دل
عداوت سے تمھارے کچھ اگر ہووے تو مین جانون ۔ بھلا تم زہر دے دیکھو اثر ہووے تو مین جانون
آوے مرے بالین پہ مسیحا بھی تو کیا ہو ۔ بیمار یہ ایسا تو نہین جسکو شفا ہو
طوبی کے نیچے بیٹھ کے رو دینگے زار زار ۔ جنت مین تیرے سایۂ دیوار کے لیے

بس اب تیری تاثیر اے آہ دیکھی ۔ نہ آیا وہ کافر بہت راہ دیکھی

مجذوب تخلص لالہ گوری شنکر فرخ آبادی پیشکار تحصیل ہزارہ خلف خیراتی لال

ترش ہو کر دیا بوسہ ذقن کا ۔ ہوئے دانت آج کھٹے اس ثمر سے

مجرد تخلص محمد پناہ دہلوی

مسجد کو تیری شیخ ہمارا اسلام ہے ۔ ہم نے تو آستان بتان سجدہ گاہ کی

مجرم تخلص میر فتح علی دہلوی مہوس تھے

اپنی خواہش پوچھتے ہو تو یہی چاہے ہے دل ۔ چپکے بیٹھے سامنے صورت تمہاری دیکھی

مجرم تخلص رحمت اللہ اکبرآبادی مرید محمدی بیدار اکثر اوقات دہلی مین رہتے تھے فقیرانہ زیست کرتے تھے

نہ پوچھو شور غم سے اس دل بیتاب کی حالت ۔ کہ ہے معلوم سب کو ماہی بے آب کی حالت

کل سے بیکل ہون کسی کل نہ کل آئے مجھکو ۔ وہ کلائی جو نظر آئے کل آئے مجھ کو

شکوہ جو کیا مین نے تو بولے وہ خفا ہو ۔ گر ہم ہین خفا جو تو کسی اور کو جا ہو

مجروح تخلص میر مہدی حسین خلف میر حسین فگار باشندہ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب انکو دہلی کے مشاعرہ مین دیکھا ہے اشعار انکے بامزہ ہوتے ہین

چلے آؤ جلدی سے دیکھےگا کون ۔ مراد ان سے ہے بدتر شب تار سے

کچھ ان بن ہو چلی ہے باغبان سے ۔ بس اب نکلا ہے سمجھو گلستان سے

نہ ہونے سے ترے سب کام بگڑے ۔ تجھے اے صبر مین لاؤن کہان سے

کوئی پیش آنا ہے روز سیاہ ۔ شب ہجر کی جو سحر ہو گئی

تڑپتی کیون نگر بجلی کے دل مین ۔ ہے میرے خار آشیان کی

مجروح تخلص مولوی ... رم باشندہ رام پور برادر خورد و شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت تخلص کلکتہ مین آئے تھے دو تین برس ہوئے وطن مین جاکر انتقال کیا راقم نے دو مشاعرون مین دیکھا تھے ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتے تھے

تلوار سے خون کا مرے وہتا نہین جاتا — یہ لال نشیمن سے اوڑا یا نہین جاتا
خط آنے سے بھی زلف کا سودا نہین جاتا — کالا ترا کاٹے سے بھی کیلا نہین جاتا
ہے آتش یاقوت سے جو پیاس بجھانی — یہان بوسۂ لب کا کبھی لیکا نہین جاتا
جال بجلی کی نہ گور شہدا پہ چلیے — کشتۂ ناز ہر اک قبر مین مضطر ہوگا
وادی شوق مین بتلا دیگا مین خضر کو راہ — دل مرا منزل مقصود کا رہبر ہوگا
چرخ چڑہنے سے نہین داغ غلامی مٹتا — ماہ کس منہ سے ترے چہرے کی ہمسر ہوگا
گردش بخت سے ہے چرخ مجھے — کیا گلا دور آسمانی کا
چشم مردم کہان کہان وہ جمال — ہے بجا شور لن ترانی کا
بوسۂ لب پہ دیتے ہو دشنام — ہمکو لکھا ہے بدزبانی کا
سودا اسے جعد یار کا ہے — سر پر مرے سایۂ ہما ہے
کیا فوج الم سے دغدغہ ہے — جوشن مجھے نقش بوریا ہے
دل مانگنے کے ہین یاد لٹکے — وہ کاکل مشکبو بلا ہے
باقی نہین آہ تک بھی ہمدم — یہان عالم دل مین اب خلا ہے
وابستہ ہے کاکلون کا آزاد — اس دام مین جو رہا رہا ہے
رکھا تہ تیغ ہم نے سر کو — یہ سجدۂ شکر بے ریا ہے
رہتا ہے یہ چرخ مین شب و روز — مجروح فلک کا سر پھرا ہے
منکر روز قیامت ترے کوچہ مین تو آئین — روز ہوتا ہے بپا محشر تری رفتار سے
ٹیکا ہو تیرے ماتھے پہ عکس مہ تابان — بے پردہ شب مہ مین اگر تو نکل آئے
ہر موج بنے مار سیہ زہر الم سے — دریا سے جو تم زلف سنوارے ہوئے آئے
پانی ہو نہ کیونکر کرۂ آب مین پانی — بھر آئے جو اس دیدۂ بیخواب مین پانی
دل صاف جو ہین ان مین کدورت نہین ہوتی — ممکن نہین مخلوط ہو سیماب مین پانی

مجروح تخلص منشی کشن چند کشمیری مقیم لکھنؤ شاگرد مرزا مظہر جانجانان

معشوق ہین زمانے کے سارے جفا پرست — اے واے عاشقون کہ ہین آشنا پرست

مجروح تخلص لالہ درگا پرشاد وکیل خلف چودھری شجاع ورلال متوطن فرخ آباد

ملک الموت بھی کیا سمجھا ہے عاشق مجروح
جو نہیں بھیجا ہے ابتک کوئی پیغام مجھے

مجنون تخلص سید انعام حسین اظہار نویس عدالت دیوانی لکھنو ولد سید احسن باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان ہیں

پہلو میں اس سبب سے نہیں بیقرار دل
صیاد صید گہ میں کرے گا شکار دل

اندوہ و یاس حسرت و حرمان کا ہی ہجوم
آباد اندنوں ہی انھیں سے دیار دل

مجنون تخلص محمد حمایت علی باشندۂ اٹاوہ مقیم مرشدآباد شاگرد قدرت

صاف انکار ہے آنیکا بہانا کیسا
رنگ لائے ہیں وہ مہندی کا لگانا کیسا

ڈرنا ہی مناسب تھا دلدار کی آنکھوں سے
مارا نہ مجھے آخر کس پیار کی آنکھوں سے

مجنون تخلص شیخ محمد حسین خلف قاضی جمال علی باشندۂ شکوہ آباد مقیم اٹاوہ

آئینہ سوغات میں اوس ماہ رو نے دیا
جو کدورت تھی گئی حاصل صفائی ہوگئی

مجنون تخلص لالہ شنکر دیال ولد دوندی لال باشندۂ فرخ آباد

اپنے مجنون سے تو اے غیرت لیلی مل جا
تیری فرقت میں کہاں تک وہ پریشان ہے

مجنون تخلص ایک شخص مشہور بہ درویش برہنہ کا ہے وہ اولاد میں رائے تہیم ناتھ نبیرۂ رائے بشن ناتھ دیوان محمد شاہ بادشاہ دہلی کے تھے آبا و اجداد انکے ایک دو واسطہ کرکے مشرف باسلام ہوئے تھے میر تقی میر سے اصلاح لیتے تھے صاحب دیوان گذرے

بیٹھا تھا مجھکو دیکھ بہانے سے اوٹھ گیا
حسن سلوک آہ زمانے سے اوٹھ گیا

جس سے جی چاہے ملو تم نہ کسی سے پوچھو
مجھ سے کیا پوچھتے ہو اپنے ہی جی سے پوچھو

مجنون تخلص ایک شخص عظیم آبادی شاگرد میر ضیا کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

دل میں ہیچ سو بار اوسکے روبرو جانا مجھے
اسمیں سودا کی ہے یا کوئی دیوانا مجھے

مجیب تخلص مرزا رجب علی فرخ آبادی خلف بادل بیگ

گیسوئے مشکین کی اوڑا لائے بو
آج میں ممنون صبا ہو گیا

مجیب تخلص غلام حیدر لکھنوی اپنے کو آتش کا شاگرد بتلاتا ہے جاہل محض ہے بہت دنون تک کلکتہ مین تھا

آپ آزاد کسکو کرتے ہین
بندہ پرور مین کچھ غلام نہین

گر بعد فنا ظلم ترے یاد کرینگے
ہم قبر مین بھی نالہ و فریاد کرینگے

مرغان چمن چھوٹ کے بھی فریاد کرینگے
جب جب اسیری قفس یاد کرینگے

ہم باغ مین خوش قامتی یار کر گئے
سو راستی سرو پر ایزاد کرین گے

محب تخلص شیخ ولی اللہ دہلوی شاگرد سودا وظیفہ خوار سرکار مرزا سلیمان شکوہ بہادر لکھنؤ مین فوت کی

تو اور تری جان یہ پوچھنا کیا
صدقے ترے واہ پوچھنا کیا

شکست دل کی ہوتی نہیے درستی بات کنی ہیز
اثر اوس سنگدل کی ہزر بانین مومیائی کا

ہر غنچہ سبے گلابی ہر گل سبے ساغر مے
میخانہ بن رہا ہے گلزار تیرے خاطر

خندان لب اوسکے روسی قدح اور قدح سے ہم
بوسے کی مست بوسے قدح اور قدح سے ہم

اور تو کیا کہون اک آن جو ہم تک آؤ
نذر جی کرتے ہین لو جان جو ہم تک آؤ

بڑھ کچھ تو ایک بوسے پہ ای یار اور بھی
ہین ورنہ جنس دل کے خریدار اور بھی

جسطرف تشنۂ دیدار ترا جا نکلے
اوودھر آنکھون سے بہاتا ہوا دریا نکلے

محب تخلص شاہزادۂ بہرام شاہ دہلوی نبیرۂ شاہزادہ حسن شاہ درانی شاگرد میان خان صفیر تخلص

دل مین ہر ایک سکے مین کھٹکتا ہون رات دن
گویا مین دشمنون سکے لیے خار ہو گیا

اے محب کوچے مین اوسکے اڑ کر جاتا ہون سدا
ہائے شوق اپنا بھی اب بال کبوتر ہو گیا

محب تخلص میر ابو القاسم دہلوی برادرزادہ میر نظام الدین ممنون دہلی مین وقائع نگار سلطانی تھے

ہم کہتے نہ تھے خوب نہین دل کا لگانا
لو دیکھ لیا اب تو کہ اچھا نہین ہوتا

محبت تخلص مرزا حسین علی دہلوی

کیا قہر ہے یہ تیرا مجھکو رولا کے ہنسنا — پھر تس پہ اے ستمگر یون کھلکھلا کے ہنسنا

محبت تخلص میر بہادر علی شاگرد نثار اللہ خان فراق باشندۂ دہلی

نہین کیا ترے کاجل نے سرمہ ساول کو — سیاہ چشم بنایا ہم نے طوطیا باندہا
اگر حنا ترے ہاتھون نے خون بہا دل کا — تو لونگا دست نگارین سے خون بہا دلکا
یون نمایان ہے مژہ دیدار پر آنکے گرد — جیسے سبزہ کہین روئیدہ ہو تالاب کے گرد
صبح جب باغ مین ہو رشک قمر پھرتا ہے — آفتابہ لیے خورشید سحر پھرتا ہے
متصل رہنے نہین دیتا جو ہمسایہ تجھے — کس پری پیکر کا یارب ہوگیا سایہ تجھے

محبت تخلص نواب محبت خان شہامت جنگ خلف حافظ الملک نواب رحمت خان والی کٹہیر شاگرد حسرت و میر درد قدس سرہٗ اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد لکھنؤ مین سکونت اختیار کی تہی ۱۲۲۲ بارہ سو بائیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

جسکو تری آنکھون سے سروکار رہیگا — بالفرض جیا بھی تو وہ بیمار رہے گا
قید ہوتے ہی ہوا دونون جہان سے آزاد — مین تو بندہ ہون محبت کی گرفتاری کا
آپ کچہ غیر کو چھپ چھپ کے رقم کرتے ہین — یہ جو ہو جھوٹ تو ہم ہاتھ قلم کرتے ہین
گالی کا انتظار تو حد سے گزر چکا — منہ کو کہان تلک ترے دیکھا کرے کوئی

محبت تخلص عنایت اللہ رنگریز دہلوی چودہ پندرہ برس ہوئے انتقال کیا

کپڑے تو ہزار طرح رنگے لیکن — افسوس کہ جامہ دل کا رنگین نہ کیا

محبت تخلص آغا سید لکھنوی شاگرد ضیا

کھینچی خود صانع قدرت نے تمہاری تصویر — ایسی ہوتی نہین دنیا مین بشر کی صورت

محبوب تخلص محبوب خان قوال دہلوی اپنے فن مین کمال رکھتا تھا

بیان کیونکر کرون درد نہان کو — نہین پاتا ہون قابو مین زبان کو
خنجر بھی نہ سنبھلے جو دم قتل تو کیسے — تقصیر ہماری ہے کہ تقصیر تمہاری

محترم تخلص خواجہ محترم علیخان باشندۂ عظیم آباد برادر نوادۂ خواجہ محمدی خان

دہلوی شاگرد شاہ گھسیٹا عشق قدس سرہٗ نواب قاسم خان کی سرکار مین تعلق رکھتے تھے

جو دل سے گرے اہل نظر کے وہ کدھر کا
دنیا کا نہ دین کا نہ ادھر کا نہ ادھر کا

اے محترم اتنی اشکباری
کھل جائے ہے ابر بھی برس کر

گل اوس گل تر پہ کھا رہا ہے
ہے ایک یہ دل ہزار دل مین

پیغام پھر جنون کے آنے لگے ہین مجھ تک
شاید بہار کے دن نزدیک آن پہونچے

محتشم تخلص سید محتشم علی خلف سید ہاشم علی نواسۂ خواجہ حسن باشندۂ لکھنؤ شاگرد باقر علی حشم

اوس شوخ نے پیدا کی یہ تاثیر گلے مین
شمشیر بنی پان کی تحریر گلے مین

چار تلوارین چلین ہو گئے چو رنگ رقیب
میرے اوسکے جو دم بوسہ ہوئے چار ابرو

سر کو کٹوا کے وہ ہر بزم مین پاتی ہے فروغ
رشتۂ زندگی شمع ہے گلگیر کے ہاتھ

کسطرح دیکھیے اوسے چاہت کی آنکھ سے
دل کانپتا ہے اپنا شرارت کی آنکھ سے

محرور تخلص خواجہ نبی بخش کشمیری کلکتہ مین بہ شغل تجارت رہتے تھے شعر اچھا کہتے تھے کلام راقم الحروف کو دکھلاتے تھے سنہ ۱۸۶۱ اٹھارہ سو اکسٹھ عیسوی مین عین جوانی مین انتقال کیا راقم نے اونکی وفات کی یہ تاریخ کہی ہے

قطعہ تاریخ

نبی بخش کے مرنے کا سخت غم ہے
نہایت ہی اس قلب محزون کو صدما

جو سال مسیحی کو ہاتف سے پوچھا
تو مرگ جوان ماتم سخت بولا

سنہ ۱۸۶۱ عیسوی

اشعار

وحشت مین اضطراب جگر ہے بڑھا ہوا
درمان سے اور درد ہمارا سوا ہوا

جانکاہی فراق مین بس ہو گیا وصال
آخر کو درد ہی مرے دل کا دوا ہوا

حیران ہون کہ آگئے حیرت مین کسلیے
آئینہ دیکھ دیکھ کے یہ تمکو کیا ہوا

باغ فرقت مین تری ہمکو سیہ خانہ تھا
گل نظر آیا جو اوسکو گل سوسن سمجھا

پھول جائے جسم زار عند لیب
گل جو ہو شمع مزار عندلیب

اے مہر برج لطف و کرم تیری فیض سے — دیدہ مکان حسن ہے اور دل سرای عشق
محرور کو ہو بجتے نہین قیس و کوہکن — پیغمبران عشق تھے وہ یہ خدای عشق
شب وصلت مین چہپی تھی زبان وش تنگ سیر کی — بھرا ہے شربت قند مکرر سے دہان تنگ
سخت آہن سے ہے تمھارا دل — موم سے نرم ہے ہمارا دل
اب تڑپتا ہے پارہ پارا دل — مثل سیماب ہے ہمارا دل
کب تک آئیگا میرا مصحف رو — حافظو فال دیکھو قرآن مین

محرور تخلص ہادی حسن ولد منشی علی حسن تحصیلدار ضلع کانپور باشندہ کالپی
شاگرد رشک

غیرت بدر ہین یہ آپ کے سارے ناخن — یہ مہ نو ہین یہ ترشے ہوئے پیارے ناخن
بند انگشت کی صورت نہ کھلا عقدہ وصل — گھس گئے کوشش بیجا سے ہمارے ناخن

محروم تخلص لالہ انگد رای فرخ آبادی

سمجھ محروم کچھ دل مین ہوا عہد شباب آخر — کبھی یاد آے گا پیری مین یہ عالم جوانی کا

مخزون تخلص میر ناصر جان محمدی دہلوی خلف سید محمد نصیر سخ ریاضی مین ... رکھتے تھے عظیم آباد عرف پٹنہ مین انتقال کیا اور دہلی مین مدفون ہوئے

شاید اسوقت کیا آپ کا دھیان اور طرف — بات کرنے مین جو تم ربط سخن بھول گئے
نہ تو نامہ ہے نہ پیغام زبانی قاصد — حیف مخزون مجھے یاران وطن بھول گئے

مخزون تخلص مولوی ظہور النبی سرہندی پیرزادے تھے جیت پور توابع کلکتہ مین رہتے تھے شعر صاف اچھا کہتے تھے آٹھ دس برس ہوئے کہ انتقال کیا راقم نے انکو مشاعرہ مین دیکھا ہے

دیکھکر آئینہ مین سمجھا کوئی بیگانہ تھا — کیا دل دیوانہ محو صفت جانانہ تھا
و شکیب و عجز و تحمل سے کام رکھ — مخزون جہان مین خوب ہے غم کھانا یار کا
ہمیشہ غش پہ غش آیا اسے تمنا مین — کہ اب چھڑکنے تو ہم پہ کوئی گلاب آیا
اب وصل کے مذکور پہ رہتے ہین وہ خاموش — اقرار تو کیسو رہے انکار بھی چھوڑا

بشکل حباب دیکھی تو مخزون ہوا خیال ہوا
آب رواں ہے کشتی عمر رواں ہے اب

مقابل اوسکے ہو خورشید اتنی تاب کہان
رخ نگار کہان روے آفتاب کہان

طاق کو کرتی ہے جفت اور جفت کو کرتی ہے طاق
کھیلتی سب کیا تمہاری موت کی کنکری

مخزون تخلص مرزا منگو خلف مرزا نیلے ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبد الغفار خان اوج

ادسکے منہ کون چڑھ سکے مخزون
ہان مگر منہ پہ اوسکے آیا خط

مخزون تخلص آغا علی دہلوی

اب ... ہم نہ دیدہ نظر کیون مری جانب ظالم
پہلے ہی دل تری زلفون مین گرفتار ہوا

مخزون تخلص خدا بخش خلف شیخ باسو شاگرد مصحفی باشندہ فرخ آباد

جو کچھ تھا ... دل ہے کہین کس سے جا لگا
بیتاب ہین فراق مین اس بیوفا کے ہم

مخزون تخلص مولوی سید محمد حسین مقیم الہ آباد شاگرد مولوی محمد برکت معاصر سودا

ہم اگرچہ مین سخت سیاہ رکھتا ہون
ہر طرح تری زلفون سے راہ رکھتا ہون

مخزون تخلص حکیم ابو الحسن عظیم آبادی شاگرد غلام علی راسخ تھوڑے روز ہوے کہ فوت کی

آشیان اپنا اوٹھا لے یہان سے ورنہ عندلیب
خندۂ گل ایک دن برق چمن ہو جائیگا

ہم جو چاہین بھی کچھ اونسے تو اونہین کچھ چاہیے
ماسوا سے نہین کچھ کام طلبگارون کو

گرتے اشکون کی جگہ لخت جگر دیکھ چکے
ہم تماشا ترا اے دیدۂ تر دیکھ چکے

مخزون تخلص عالم شاہ شہزادہ گڑھ مکتیسر

بے محابا چاک کرتا ہے گریبان کو جواب
کسکے آنے سے چمن مین گل کو سودا ہو گیا

تم نہ فریاد کسی کی نہ فغان سنتے ہو
اپنے مطلب ہی کی سنتے ہو جہان سنتے ہو

محسن تخلص محسن علی صاحب دیوان و تذکرہ سراپا سخن ولد سید شاہ حسین حقیقت شاگرد خواجہ وزیر و رشک متوطن خوست باشندہ لکھنو تذکرہ انکا نظر سے گزرا

بنت العنب کے عشق مین مست الست ہے
ڈوبی ہوئی ہے کیف شراب کہن ...

کھلا نافۂ مشکین ہے وہ یا چشم غزال
بنگیا عقدۂ لاحل ترا جوڑا سر پر

ناز سے کہتی ہین وہ اکثر دکھا کر چھاتیان — سنگدل جیسے ہین ہم ویسی ہین پتھر چھاتیان
تم نے رکھے پھول انگیا مین ہوئی طرفہ بہار — گل کھلائے عاشقون کے بھی جلا کر چھاتیان
یاد انکی رہتی ہے ہر وقت چھاتی پر سوار — یہ نہین ہو جو مجھے بھولے دکھا کر چھاتیان
وہی ہے داغ وہی جوش جنون کا عالم ہے — شبیہ ہے گل لالہ مین ہو بہو دل کی

محسن تخلص محسن علی ولد ڈاکٹر احسان علی کانپوری شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ باشندۂ مونگیر

ہوتی جو محبت نہ کسی پردہ نشین سے — حیر چا مرا ہرگز سر بازار نہ ہوتا
دلکی دیتا ہے خبر آٹھہ پہر فرقت مین — کام ہرکارہ کا کرتا ہے مرا ہر آنسو

محسن تخلص میر محمد محسن اکبر آبادی مقیم دہلی برادر زادۂ میر تقی میر شاگرد خان آرزو و میر تقی میر ملازم نواب سالار جنگ صاحب دیوان گزری

حرف تیرے عقیق لب کا شوخ — زندہ کرتا ہے نام عیسے کا
تبخانہ کی شکست و درستی کعبہ ہائے — یہ سب کیا یہ شیخ نے دل مین نہ گھر کیا
ٹک آکے دیکھ نہین کچہ ہی جان آنکھون مین — پھرے ہے اس پہ بھی تیرا خیال آنکھون مین

محسن تخلص حافظ محسن باشندۂ دہلی

شروع عشق مین ہم سے وہ بت نگاہین چراتا ہے — ابھی تو دیکھیے آگے خدا کیا کیا دکھاتا ہے

محسن تخلص مولوی محمد محسن بن مولوی حسن بخش علوی باشندۂ کاکوری مقیم مینپوری

زلف پر ٹھہری نظر مائل ابرو ہو کر — ہم پھرے کعبہ سے ای قبلہ تو ہندو ہو کر

محسن تخلص خواجہ محمد محسن خلف خواجۂ آفتاب احراری نقشبندی رئیس عظیم آباد شاگرد غلام علی راسخ

ناوکِ مژگان سے تیری منہ نہ موڑ و نگاہی — صورت غربال گر چھن کر یہ تن ہو جائیگا
بس وہ اب دور سے بھی ایک نظر دیکھ چکی — پاس اغیار ہی ہے تو ادھر دیکھ چکے

محشر تخلص عبد اللہ خان باشندۂ رامپور ریختی پڑھنے مین کمال رکھتے ہین یعنی ریختی پڑھنے مین اسطرح پر بتلاتے ہین کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتا ہے بیان سے

باہر ہے دہلی سے ڈھاکہ تک بیشتر شہرون مین رہے ہین اور ہر جگہ کے لوگ انکو پہچانتے ہین ان مین ایک بڑا عیب ہے کہ اورون کے شعر اپنے نام سے پڑھتے ہین راقم کے ملاقاتی ہین ریختی مین خانمجان تخلص کرتے ہین

ہجر مین تسکین دیتا ہین کہ سرکو پیٹتا	ایک دل پر ہاتھ تھا میرا جگر پر دوسرا

محشر تخلص اکرام اللہ خان باشندۂ بداؤن

اٹھیا شور قیامت ترے دامان کے تلے	فتنہ سوتا ہے ترے سایۂ مژگان کے تلے
تھمی نہے نالے سے گر یکنفس زبان میری	بہی ہے پھوٹ کے یہ چشم خونفشان میری

محشر تخلص مرزا علی نقی کشمیری لکھنوی شاگرد و مرید حضرت میر درد مرزا علی نہکت کو قتل کر کے دہلی مین گئے تھے جب پھر لکھنو کو گئے قصاص کو پہونچے

دریا مین لے کے نعش کو میری بہادیا	قاتل نے میرے قتل کا یہ خون بہا دیا
دور مین اوس چشم کے گردون کو آسایش نہین	کس گھڑی کس دن نئی فتنہ کی فرمایش نہین
جان منتظر ہے آنکھون مین وقت رحیل ہے	جلدی پہنچ کہ تیرے ہی آنے کی ڈھیل ہے

محمود تخلص مرزا محمود شاہ داماد ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد محمد ابراہیم ذوق

غیر کو ساغر شراب ملا	اور ہمین دیدۂ پرآب ملا

محمود تخلص مرزا جان شاگرد میر وزیر علی صبا

مانگتا ہون یہ دعا مین شب وصل اے محمود	نہ دکھائے مجھے اللہ سحر کی صورت

محمود تخلص حافظ محمود علی خان دہلوی برادرزادۂ اعظم الدولہ میر محمد خان سرور صاحب دیوان گزرے

افسوس ہوا حشر مین کیا بیکسی کا	قاتل جو ہمین سر بگریبان نظر آیا
مجھکو خبر مرگ عدو سے بہی ہوا رنج	وہ شوخ جو انگشت بدندان نظر آیا
گھر سے بے پردہ وہ رشک مہ روشن نکلا	نالۂ دل بہی مرا جان کا دشمن نکلا
دشمن کو مرے گور پہ لانا نہین اچھا	مردے کو مسلمان کے جلانا نہین اچھا
بیداد گذشتہ کی کرین کیونکہ شکایت	اوسکو وہ مزا یاد دلانا نہین اچھا

نہ ڈرانا جہنم سے عبث اسے واعظ
ہے بجز ذکر عدو ہمکو جلانا مشکل

جو پاسے زہر ہین یہ گران جانیون مین ہم
اعدا کے گھر گئے تری مہمانیون مین ہم

اوس وعدہ فراموش نے آنے کو کہا تھا
دروازے ہی پر رہنے لگے آ کے پہر ہم

جان کیا چیز ہے پر عشق مین تاثیر تو ہو
کوئی مرجائے اگر تو کوئی دلگیر تو ہو

خانۂ کعبہ کی تعظیم تو سبحان اللہ
لیک فرصت بھی ہوا اوس در کی جبین سائی سے

مرتکب ہم سوگند کے ہو چکے پر ہی خموش
کیا وہ خود بھی قدر دان لذت دشنام ہے

ایسا ہی تنگ زیست نے ہجران مین کیا ہے
گر جا ہے تو اف سے کوئی بیمار ہزاردی

محبت تخلص مرزا حسین علی بیگ دہلوی شاگرد جرأت لکھنؤ مین تربیت پائی تھی

آمد فصل گل کی نسیم سحر سنا
مرجاؤن گا قفس مین نہ ایسی خبر سنا

اوس بت نے جو غیرون پہ کیا لطف تو یار
مجھ سے نہ کہو بہر خدا مین نہین سنتا

احوال مرا دہیان سے سنتا تھا ولیکن
کچھ بات جو سمجھا تو کہا مین نہین سنتا

رحم آئے نہ کچھ اوس بت خونخوار کے دل مین
جب تک کہ اوٹھے درد نہ دو چار کے دل مین

وہ جنس زبون ہون مین کہ لیتے ہوئے جسکے
سو سو پیچ گزرتے ہین خریدار کے دل مین

محو تخلص شیخ فیض الدین فرخ آبادی ولد عبدالعزیز وکیل شاگرد اسمعیل حسین منیر

جلوہ سے دم مین خیرہ ہوئی چشم آفتاب
کھلتے ہی زلف دن شب دیجور ہو گیا

گویا ہو مرغ رنگ حنا فیض نطق سے
مہندی اگر ملو دم تقریر ہاتھ مین

محو تخلص حسین علی خان اکبرآبادی سرکار انگریزی مین متعلق تھے

سنگ پھینکے ہے مری قبر پہ گل کے بدلے
گالیان دی ہین پس مرگ بھی قل کے بدلے

محو تخلص شیخ عظیم اللہ باشندہ میرٹھ

متاع دل گرانمایہ ہے اپنے پاس ای ہمدم
یہ دولت اوسکو بخشینگے جسے ہم یار دیکھینگے

محو تخلص نواب غلام حسن خان دہلوی خلف نواب غلام حسین خان مرحوم و مسرور تخلص شاگرد محمد ابراہیم ذوق و مرزا نوشہ غالب راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

سخت جان صحبت سے تیرے ای ستمگر ہوگیا — بت پرستی کرتے کرتے مین بھی پتھر ہوگیا

قید ہستی سے رہائی غیر ممکن تھی ہمین — آج دم دیکر اجل کو ہوگئے آزاد ہم

گھبرائے ہوئے پھرتے ہین اب بام پہ وہ بھی — اتنا تو ہوا ہے مرے نالون کی اثر سے

انداز جنون کونسا ہم مین نہین مجنون — پر تیری طرح عشق کو رسوا نہین کرتے

گل کھانے کو دیتے ہین مجھے غیر کا چھلا — ڈھب میرے جلانے کو وہ کیا کیا نہین کرتے

محوی تخلص میر باسط علی عطار الہ آبادی مقیم کلکتہ شاگرد مظلوم شاہ کئی برس ہوئے قضا کی

وصل تیرا چاہتا ہون ہر طرح — پاس تو بھی ہو تری تصویر بھی

محوی تخلص محمد بیگ باشندہ ریواڑی شاگرد مولوی امام بخش صہبائی دہلی مین تحصیل علم کی تھی

اٹھ سے ضعف کے دامان یار تک عدم — ہزار جا سے ٹھہر کر مرا غبار آیا

عالم تھا خدائی کا ترے کوچے مین کل رات — زاہد بھی وہین سبحہ بکف گوشہ نشین تھا

محتاز تخلص غلام نبی خان دہلوی استاد نواب وزیر غازی الدین خان بہادر

مین اپنے دل کے صدقے اور اپنی چاہ کے صدقے — ملا یا جسنے تجھسا یار اوس اللہ کے صدقے

محدوم تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

دی دغا جاتا رہا دل ہای دل افسوس دل — مجھکو تڑپا تا رہا دل ہای دل افسوس دل

مخلص تخلص میر مہدی حسن وکیل عدالت دیوانی کانپور خلف سید دلیر علی متوطن دار الخلافہ جہان آباد مقیم کانپور شاگرد مرزا خانی نوازش صاحب دیوان ہین

منہ پہ تیرے چڑھ کے یہ صیاد کہتی ہے وہ زلف — اسکو لے ہم سے کوئی طرز گرفتاری دل

مخلص تخلص نند رام دہلوی وکیل عماد الدولہ شاگرد خان آرزو بیشتر فارسی کہتے تھے

آتا ہے ہر سحر اوٹھ تیری برابری کو — کیا دن لگے ہین دیکھو خورشید خاوری کو

مخلص تخلص مخلص علی خان مرشد آبادی خواہرزادہ نواب نوازش خان شہامت جنگ معاصر شاہ قدرت اللہ قدرت

مخلص نہین زمانے مین اب خوبرو کوئی
عاشق کی جاہ جسکو ہو مد نظر کہین

کوئی اپنے اسیرون سے تغافل یہ بھی کرتا ہے
قفس مین مر گئے ہم یہ خبر صیاد کو پہونچی

مخلص تخلص میر باقر اکبرآبادی شاگرد مصطفے خان یکرنگ محمد شاہ کے عہد مین تھے

مین تو بندہ ہون ترے جور و جفا کا لیکن
سخت دھڑکا ہے مجھے اس دلِ شیدائی کا

مخلص تخلص بدیع الزمان خان دہلوی شاگرد شاہ واقف نواب شجاع الدولہ کی سرکار مین متعلق تھے

لیجا تو دل کو یونہین ترا اعتبار ہے
پر شرط اس زمانے مین قول و قرار ہے

مخلص تخلص مرزا کلب حسن خان مہین برادر کلب حسین خان نادر تخلص خلف کلب علی خان متوطن بنارس

جب تک کہ پاس اپنے وہ شوخ حسین نہو
کتنے ہی وعدے وہ کرے دلکو یقین نہو

مخلص تخلص منشی محمد حسین خان ولد امانت خان بن قطب خان باشندہ بھاگلپور شاگرد راقم الحروف صاحب دیوان ہین

شرح جوش شوق پایان کو نہ پہونچی نامہ پر
لکھتے لکھتے یار کو خط ایک دفتر ہوگیا

صبر کا حکم ہے مصیبت مین
ہے یہ نسخہ حکیم کامل کا

قیامت کیون نہ ہو برپا جو مخلص
پکڑ لے حشر مین دامن تمھارا

درد و غم فراق مین ہوتی ہے یہان بسر
کٹتی ہے اونکی نغمۂ و چنگ و رباب مین

قتل ہر عاشق نئے انداز سے کرتا ہو وہ
ایک خنجر اوسکا دکھلاتا ہے جوہر سیکڑون

ہے لبِ میکش کی ساقی آمد آمد آج محفل مین
کہ شیشہ دم بخود ہے اور ہے گردش مین پیمانہ

نالے کی اجازت جو نہین ہے تو نہین ہے
مر جائینگے پہ خاطر صیاد کرینگے

آتشِ فرقت سے مین جل جل کے ٹھنڈا ہوگیا
سرد مہری ہے غضب اوس لعبتِ کشمیر کی

جو ہے اِس دنیا مین وہ مغرور پیراہن مین ہے
جسکو دیکھو قیصر و فغفور پیراہن مین ہے

بادہ ساغر مین ہے یا اوترا ہی شیشے مین پری
جسم مین ہے جان یا وہ حور پیراہن مین ہے

سن کے پیغام بوسہ اسے مخلص
دیکھیے اونکے منہ سے کیا نکلے

مخمور تخلص محمد جعفر ولد خواجہ محمدی باشندۂ لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

پوچھتے کیا ہو عدم مین مرے کیا ہاتھ لگا	کمر یار کا مضمون نیا ہاتھ لگا
وہ لگا دہونے جو دریا کے کنارے ہاتھ پاؤن	موج ساں کیا ہم نے بیتابی سو مارے ہاتھ پاؤن
ہتکڑی ہاتھون کی ٹوٹی پاؤن کی زنجیر بھی	اسقدر جوش جنون مین ہمنے مارے ہاتھ پاؤن

مخمور تخلص شیخ غلام حسنین باشندۂ فرید آباد قرابتدار مولوی ابو الحسن شیدائی

گلزار کھلائی ہے یہ داغِ جگری کا	رکھتی ہے اثر آہ بھی بادِ سحری کا
کچھ اپنے پرائے کا خیال اب نہین اصلا	عالم ترے نظارہ سے ہے بیخبری کا

مخمور تخلص سید مظہر علی ابن سید قایم علی خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ متوطن مراد آباد

جو درازی ہے ترے ہجر کی شب مین یارب	روز محشر کی بھی ایسی نہ طوالت ہوگی

مخمور تخلص مولوی واحد علی مرحوم خلف مولوی عبد العلی نامی رئیس شہر ڈہاکہ اشعار اردو و فارسی اچھی کہتے تھے کلام اپنا راقم کو دکھلاتے تھے آغاز شباب مین ۱۲۷۹ھ بارہ سو اوناسی ہجری مین انتقال کیا راقم نے یہ تاریخ اونکی وفات کی کہی ہے

قطعۂ تاریخ

آج نساخ مولوی مخمور	گلشنِ عدن کے مقیم ہوئے
مصرع سال نقل یہ لکھا	داخلِ جنتِ نعیم ہوئے

۱۲۷۹ ہجری

اشعار

وہ ناتوان و زار مین اکبار رہ گیا	دامن ہمارا دامنِ کہسار ہوگیا
تشریف لائے گھر مین مرے صاف ہوگئی	حق مین مرے خضر خطِ رخسار ہوگیا
چومی بغیر اذن جو زلفِ سیاہ یار	واللہ بال بال گنہگار ہوگیا
ناوکِ نالہ جو گزرا تیر سے	جاکے میزان مین ترازو ہوگیا
خواب مین پہونچا جو وہان دستِ خیال	نیلا پیلا اوسکا زانو ہوگیا
جب کہ دلبر سے ہوا خالی کنار	کاہشِ جان دردِ پہلو ہوگیا
ہاتھ مین اوسکے کمان و تیر ہے	چرخ پر لرزان کمان و تیر ہے

سنگ مرقد لعل سے رنگین ہوا
کیا حنائی پاؤن کی تاثیر ہے

یاد چشم مست سے زندان مین آج
حلقۂ زنجیر چشم ساغر ہے

شغل خنجر نہ جھپکی اپنی آنکھ
آج اوس مہ کی انتظاری ہے

دن بھر آہ و زاری ہے
راتون کو بیداری ہے

عشاق کہو خون مین ہوا غرق کہی ہے
خنجر یہ ترے دشنۂ قصاب کی بہتی

مخمور تخلص میان قبول احمد وکیل سرکار بالن پور

زبان جل جائے گر شعلہ کہون رخسار تابان کو
قلم ہو ہاتھ گر خنجر لکھون ابروی جانان کو

متحیر تخلص منشی محمد احسان اللہ باشندۂ دہلی مقیم کیمپ میرٹھ شاگرد محمد ابراہیم ذوق

بنا کر آئینہ خود بین کیا آئینہ رویون کو
ہمین حیرت ہے ہمنے کیا بگاڑا تھا سکندر کا

اٹھا جب بزم کی سے تو پی جاتا ہون مین
میرے لب تک گر کبھی آتی ہی پیمانہ کی بات

ہم [illegible] کعبہ کو متحیر جا چکا
رہ گیا رستے مین آخر اک کلیسا دیکھ کر

[illegible] مرے قتل سے درگزر ینگے
جو رقیبون نے سکھایا ہے وہ کر گزرینگے

کیسے پہلو مین مچائی ہے دھوم
حضرت دل خیر تو ہے جان کی

ہان دل پہ ضرب کوئی تیغ نگاہ کی
دیکھین تو مردمی ترے چشم سیاہ کی

مداح تخلص [illegible] شیخ محمد صادق علی مقیم سکندرہ ضلع علیگڈھ مرزا نوشہ غالب کو اپنا استاد بتلاتے ہین اور سوزان بھی تخلص کرتے ہین

اسکو بلوایا [illegible] تھا ہو دل آگئے
ساتھ تلوار بھی لائے جو وہ قاتل آگئے

[illegible] ہاتھ اوٹھا سکے یار
کیون سکے کیجئے ناز اوٹھانے کی طاقت نہین ہی

[illegible] شاگرد [illegible] الدین [illegible]

[illegible] دیکھا [illegible] عشق آیا
[illegible] کہان تک مرے گریبان [illegible] بالی ہوا

[illegible]
[illegible] عنبر [illegible] کیا [illegible] حال معلوم ہوا

[illegible]
[illegible] دکھانی شب تار آخر کار

[illegible] تخلص [illegible] خان [illegible] محمد باسط شاگرد میر سوز

صنم جس ناز سے تو نے لیا دل | خدا جانے ہے اوسکو یا ترا دل

مذنب تخلص مرزا محمد حسن عرف چھوٹے مرزا امر تریہ کو لکھنوی شاگرد سودا صاحب دیوان گزری

کم ہوئی نہین ہے کسی عنوان طپش دل | ہے دامن محشر کا بہ فروزان طپش دل

مراد تخلص مراد شاہ

ہے عشق و عقل سے ہر دم مجادلہ دل کا | کشاکشی مین پڑا ہے عجب ... دل کا

نرگسی چشم نے جب مجھسے چھپائین آنکھین | روتے روتے مرے ہین لال ہوئین آنکھین

مراد تخلص مراد شاہ لاہوری شاگرد اجل

اپنے مشتاق سے جب تو نے چھپائین آنکھین | تو اجل نے وہین آ اوسکو دکھائین آنکھین

مرحبا تخلص حافظ عبد الشکور خلف حافظ عباد اللہ واعظ باشندہ ...
شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ تخلص

جب نہ تب دیکھو بغل مین اوسکے بیٹھے ہین رقیب | غیر کی صحبت سے وہ اکرام جدا ہوا ہین

کوچۂ گیسوے جانان مین عبث جاتا ہے دل | خود بخود کوئی گرفتار بلا ہوتا نہین

مرحوم تخلص مرزا محمد یار بیگ شاگرد حافظ قطب الدین مشیر باشندہ دلی

کیا جیا دل جو رو رو کے گئے ہین محروم | ملک الموت کے اب ہاتھ سے در ان سیر

مرزا تخلص حکیم میر فضل اللہ باشندہ پانی پت شعر فارسی اچھا کہتے تھے طب مین اچھا دخل رکھتے تھے

خالی اوس سے نہین ہے کعبہ و دیر | کون سے سنگ مین شرار نہین

سخت مشکل ہے ہجر مین جینا | زندگی اپنے اختیار نہین

مرشد تخلص آغا مرزا خلف محمد اسمعیل تاجر شاگرد میر تقی وطن ... تبدران ...

بالین سے جب وہ پھر گیا غش سے کھلی تب آنکھ | مجھ نارسا کے ... دیکھنا

مرزا تخلص مرزا ہدایت اللہ دہلوی موسیقی مین کمال رکھتے تھے

دل ہاتھ سے اشک آنکھ سے جی تن سے چلا ہے | اے وا ... کوئی ...

مرزا تخلص مرزا علی رضا دہلوی مقیم شاہجہانپور معاصر سودا ...
ناتھ گنج ... کرتے تھے

ہماری دیکھ حالت اوٹھ گئے سب خویش و بیگانہ	نہ بیٹھا کوئی جز پیکان دل افگار کے پہلو
کوئی حسرت مرے جی کی نہین بر آتی ہے	مفت باتون مین مری عمر چلی جاتی ہے

مرزا تخلص مرزا جہانگیر بیگ اکبر آبادی شاگرد مرزا اعظم علی بیگ اعظم

جگر کی آگ جو بھڑکی تو پھر نہ سرد ہوئے	ہزار طرح سے کی ہم نے اشکباری رات
بجھائے تیر بھی آب حیات مین تم نے	نکل نکل کے پھر آئی تن فگار مین روح

مرزا تخلص نواب محمد حسن خان ولد نواب اشرف خان دہلوی مقیم بنارس معاصر سودا

سوؤن مین کس طرح ان آنکھون مین کب آتی ہے نیند	دور سے صورت کو میری دیکھ اوڑ جاتی ہے نیند

مرزا تخلص مرزا حسین بخش خلف مرزا کوچک سلطان ابن شاہ عالم بادشاہ
شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

گہ داغ کو سہون ہون گہ زخم چھیلتا ہون	مرزا ستا رہا ہے ذوق جفا یہ مجھکو

مرزا تخلص مرزا جان مرثیہ خوان خلف میر وزیر علی مرثیہ خوان باشندۂ دہلی موسیقی
مین اچھا دخل رکھتے تھے

ایک بوسہ یہ اسقدر رنجش	آپ کا ہم نے حوصلہ دیکھا
اونکی ہم پر بھی آنکھ پڑتی ہے	ہم نے چھپ چھپ کے بارہا دیکھا

مرزا تخلص مرزا علی برادر خرد میر حسین علی شوکت باشندۂ دہلی

نہ یہ لب اور نہ یہ بات نہ غمزہ نہ نگاہ	چاند کس منہ سے ترے منہ کے برابر ہوگا
صد شکر کہ ہے ساتھ جنازے کے وہ ہمراہ	آغاز سے بہتر ہے یہ انجام ہمارا

مرزا تخلص خواجہ زادہ حکیم مرزا محمد خان تلمیذ رستم بیگ شاگر نام انکا معلوم نہ ہوا

اگر زلف دراز یار مین ہے صد گرہ مرزا	دل صد چاک یہ ہم بھی لبان شانہ رکھتے ہین

مرزائی تخلص محمد علی خان ولد نعیم اللہ خان ملازم شجاع الدولہ

جو کوئی کسی کو یار کل پائے گا	یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پائیگا
اس دور مکافات مین سن اے غافل	بیداد کرے گا آج کل پائے گا

مروت تخلص میر باز خان

کی بہت تدبیر لیکن کیا کرون ۔ دل کو ہمدم چین آتا ہے نہین

مروت تخلص باس کرن عرف نانھوجی پنڈت کشمیری ولد پنڈت بستی رام دکھنی باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

مشکل کشا نہ کیونکہ ہون مشکل کشا کے ہاتھ ۔ مشہور ہین جہان مین حیدر خدا کے ہاتھ
اوس بت شکن کا ہون مین زمانے مین معتقد ۔ توڑے ہین جسنے لات کو گھر مین خدا کے ہاتھ
بچتا نہ ان بتون سے مروت لگا کے دل ۔ عزت مری ہے خالق ارض وسما کے ہاتھ

مروت تخلص صغیر علی خلف حکیم کبیر علی کبیر تخلص شاگرد جرات مقیم رامپور نواب فیض اللہ خان کی سرکار مین تعلق رکھتے تھے ایک مثنوی میر حسن کی مثنوی کے جواب مین کہی ہے

غیرون پہ دیکھ دیکھ کرم اوس نگار کا ۔ چین بر جبین ہے نقش ہمارے مزار کا
گو مثل گرد باد ہون گردش نصیب مین ۔ پر ہے دماغ عرش پہ اس خاکسار کا

مروت تخلص قاسم علی لکھنوی داماد میان جرات

ہاتھ اونکی کلائی تک جو غیر کا آپہونچا ۔ ہیہات کا غل اپنے افلاک پہ جا پہونچے

مرہون تخلص مرزا علی رضا شاگرد نصیر نظام الدین ممنون وطن انکا مشہد مقدس مولد دلی مدت تک حیدرآباد مین تھے

ہر آرزو نے دل کو حرمان نے خون کیا ہے ۔ گردن پہ یاس کی ہے خون اپنی آرزو کا
پڑا ہے شور جب سے دل مین اوس کان ملاحت کا ۔ یہان ہر زخم مہمان ہے نمکدان قیامت کا
شہید لطف قاتل ہون کہ بعد از قتل کل اوسنے ۔ کیا مجرم لب افسوس انگشت ندامت کا
بجز اک نگاہ چشم کبھی اوسکی خو نہین ۔ قسمت تو دیکھو یہ بھی کبھو ہے کبھو نہین

مریخ تخلص جانکی پرشاد ولد جوگل کشور فرخ آبادی شاگرد نواب عاشور علیخان

جسکو دیکھا اوسے دیوانہ بنایا تونے ۔ اور پریزاد نرالی ہین فسون کار نہین

مرید تخلص مرید حسین خان دہلوی خلف انعام اللہ خان یقین تخلص

درد اور غم مین مبتلا ہین ہم ۔ دردمندون کے پیشوا ہین ہم

مثل سیماب کیون نہ دل تڑپے — آئینہ روسے اب جدا ہین ہم
تھا وعدہ سر شام کا پھر اب ہے سحر کا — ڈرتا ہون کہین صبح کی پھر شام نہووے

مزمل تخلص و نام شاہ محمد مزمل معاصر ابرو دہلی مین رحلت کی

مین نہ کہتا تھا مزمل دل نہ دوے — نقد ایسا رائگان کھونا نہ تھا

مست تخلص حکیم اشرف علی صاحب رسالۂ ترکیب الصلوٰۃ و رسالۂ تصویر تخم و رسالۂ ہیضہ و طاعون و رسالۂ چیچک و رسالۂ دافع السموم و رسالۂ کشتی خلف السعید احمد علی مجموعہ دار تلمیذ حافظ اکرام احمد ضیغم رئیس نامی سلہٹ اشعار انکے خوب ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین فن کشتی اور طب مین اچھا دخل رکھتے ہین رسالے انکے نظر سے گزرے

ہے قلم تیغ غضب سے سر جوان و پیر کا — فاقتلوا جوہر ہے الیاقل تری شمشیر کا
عجز نے میرے اوڑایا آسکے دلکا غبار — خاکساری مین اثر ہے سرمۂ تسخیر کا
چادر مہتاب بیگھر بچھ گیا آ ونکا قدم — پھر دماغ ماہ تابان عرش پر ہوجائے گا
رات دن یون جوش پر رہتا ہے مثال لبسمل — کسنے مارا تجھے اے مست کمان ہارا
الٰہی بار عصیان سے گرانبار اسقدر ہون مین — یقین ہے ٹوٹ جائے حشر مین پلۂ ترازو کا
کیا نجابت داغ کو نسبت ہو اقلب ماہیت — دشمن ہماری جان کے ہین دوستان دوست
رکھتے ہین کھولکر وہ کراے ہاتھ پاؤن کے — رہتے ہین وصل مین سر بستر ہلال جار
کیا سچ مثل ہے رشتہ امید نکلا رہبی — آخر نہ کام آگئے شبہائے تار داغ
اک طوق ہے اور دوسری زنجیر گلے مین — پہناتی ہے کیا آگے کو تقدیر گلے مین
وہان پاؤن خطا پڑتی ہے اتنا تو معلوم — ہم جا نہین سکتے ہین کہ ہے زنجیر گلے مین
پھرتا ہے مجھے کھینچے ہوئے رشتۂ الفت — ہے طوق گرانبار نہ زنجیر گلے مین
کاٹے ہین اسی سادگی پر گردنین لاکھون — ہیکل ہے نہ جگنو ہے نہ زنجیر گلے مین
تا مرگ نہ چھوٹ فلک پیر سے چھوٹے — ہم کٹ گئے تہ تیغ ہو زنجیر سے چھوٹے
شاید کہ اضطراب نے میرے اثر کیا — ہین اندنون تو آپ بھی کچھ بیقرار سے

اے مست یہ کیا تو نے کیا تیرا برا ہو … دل اوس بت بیدین کو دیا جان گئی لے
بگڑا تو اگر ہم سے تو پھر دیکھیو اے یار … ٹھہرا ہے ہین جو دلمین سو کر جاتے ہین کیسے
دھڑکا نہ رقیبون کا نہ دربان کا کھٹکا … اوس کوچے مین بخوف وخطر جاتے ہین کیسے
یا مست کو بے وصل تہی یک آن قیامت … یا برسون جدائی مین گذر جاتے ہین کیسے

مست تخلص میر فضل علی شاگرد میر امانی فقیری اختیار کی تہی

خود فنا ہو کے ذات مین ملنا … یہ تماشا حباب مین دیکھا

مست تخلص عالم علیخان باشندۂ کلکتہ شاگرد مولوی وحید الدین فرد آٹھ برس ہوئے کہ کانپور مین جا کر انتقال کیا راقم کے ملاقاتیون مین تھے

بوسہ لیا ہے یار کی انگیا کے پان کا … کھایا ہے پان آج نئے خاصدان کا

مست تخلص سرمست خان افغان

نہ وہ بانکو نہین گنا جاے نہ ٹیڑھ مو نہین یہ کیون … خانہ جنگی تمھین رہتی ہے سدا مست کے ساتھ

مستمند تخلص یار علی خان عظیم آبادی شاگرد مرزا بھجو فدوی تخلص

شرح تک وصل کی ہے یار امید … ہے مثل ایک دم ہزار امید

مسرت تخلص شیخ رحمت علی بنارسی شاگرد ذاکر بہت روز ون تک کلکتہ مین تھے

آئینہ آئینۂ عارض سے ششدر ہو گیا … جسنے یہ آئینہ دیکھا وہ سکندر ہو گیا
تمھارے ہجر نے ایسی مری اوڑائی نیند … ہزارون کروٹین بدلین مگر نہ آئی نیند

مسرت تخلص تنگر ناتھہ کایتھ شاگرد نصیر دہلوی

قرار وصبر مین دل سے روان اور تاب ہیں … کدھر یہ قافلہ جاتا ہے یار و لو خبر دیکھو

مسرت تخلص وزیر علی دہلوی مقیم حیدر آباد ملازم راجہ چندو لال شاگرد عزت اللہ خان عشق

ہاتھ آیا ہے نصیب ان سے تو پھر آنکھہ بہم … رکھون چھاتی سے مین دلدار کی تصویر لگا
اگرچہ روتے روتے کھوئین آنکھین … نہ رکھا دیدۂ خونبار پر ہاتھہ

مسرور تخلص نواب غلام حسین خان مرحوم خلف شرف الدولہ نواب فیض اللہ بیگ خان رئیس دہلی ستار نوازی مین کمال رکھتے تھے

ماہ پر سپہری سیہ بختی کا گر سایہ پڑے	چادر مہتاب ہو دامن شب دیجور کا
لکھکر زمین پہ نام ہمارا مٹا دیا	اونکا تو کھیل خاک مین ہمکو ملا دیا
نادان نہین جو اپنے کو رسوا کرے کوئی	دل ہی نہ بس مین ہووے تو پھر کیا کرے کوئی

مسرور تخلص سید خورشید عالم خلف مولوی بدر عالم رضوی باشندۂ بہانی

چالین ہر وقت جو ایجاد کیا کرتے ہین	کبک و طاؤس سیسے جاتے ہین رفتار ونکی

مسرور تخلص شیخ بیر بخش ولد حکیم حیات اللہ قلاش باشندۂ کاکوری شاگرد مصحفی دہلی کی سیر بھی کی تھی صاحب دیوان گزرے

کیا جانئے کون شخص مرے دل کو لیگیا	سرور کس طرف مین کرون جستجو سے دل
ہو نہ یہ جرم کہین اونکے وبال گردن	گردن شیشہ سے جو دین ہین شال گردن
دیکھ لو آتا ہے کس انداز سے کافر مرا	شیشۂ مے ہے بغل مین اور ساغر ہاتھ مین
نگاہین دیکھنا سنگین محل کے رہنے والونکی	ہمارا شیشۂ دل کر چکے ہین چور آنکھو کنکی
گر بہر سیر لیلی محل سوار جاے	مجنون بھی ساتھ جون شتر بے مہار جاے

مسرور تخلص مرزا سنگی بیگ دہلوی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق

سدا اوس چشم میگون سے یہ دل استانہ رکھتے ہین	صراحی کی ہوس نہ خواہش پیمانہ رکھتے ہین

مسرور تخلص شرف الدین احمد مولف تذکرۂ شعراے ریختہ خلف غلام محی الدین عشق باشندۂ میرٹھ

ہے غیر کے گھر وہ شمع محفل	دن رات مجھے یہی جلن ہے

مسرور تخلص سید محمد علی ولد سید علی طبا طبائی نواسۂ میر شیر علی افسوس باشندۂ کلکتہ شعر عاشقانہ اچھا کہتے تھے کلام اپنا راقم کو دکھلاتے تھے اطراف ایران وپنجاب وہندوستان ورنگون وغیرہ نہبت سے ملک وشہر کی سیر کی تھی عین شباب مین تیسوین شہر ذی الحجہ ۱۲۸۰ بارہ سو اسی ہجری کو انتقال کیا

دل اور پھر گیا ہے اوس یار بد گمان کا	تاثیر آہ دیکھی دیکھا اثر فغان کا
مشکل ہماری کیسی آسان ہجر مین کی	احسان مانتے ہین ہم مرگ ناگہان کا

شکوہ اگر مجھے ہے تو بخت اور اجل سے
شناکی نہین ہون ورنہ مین یار و آسمان کا

جب کہ کھولا اوس پری پیکر نے اپنی زلف کو
اوسکی خوشبو سے مکان سارا معنبر ہو گیا

ماند نون شکل عروسی صنم کے ہجر مین
صورتِ عکسِ شلث جسم لاغر ہو گیا

بزم مے مین یاد ساقی نے یہ کیفیت دکھائی
دیدہ جام مے گلگون بہی گریان ہو گیا

بو نکلتی ہے گوش گل مین وز کچہ آکوہ
کیون نہو صیاد پر ثابت خطائے عندلیب

عاشق اپنی جان معشوقون پہ کرتے ہین نثار
کیون نہ عشق گل مین جان اپنی گنوائی عندلیب

لب رنگین کا ترے وہ اثر پھیلا ہے عالم مین
جگر خون ہو گیا ہے لعل کا کوہ بدخشان مین

کان تک اوسکے پہونچتی مری فریاد نہین
بھول جانے کے سوا کچہ بھی اوسے یاد نہین

ظلم کرتا ہے جفا کرتا ہے رلواتا ہے
کونسی طرز ستم ہے جو اوسے یاد نہین

کس لیے اوڑنے کو طیار رہے تو عاشق سے
تو تو انسان ہے اے یار پریزاد نہین

دل کو ہے میرے بیان کی تحریر کا خیال
شنجرف کا ہے خط ورق آفتاب مین

مضمون میرے شعر کا کیا سمجھین کور دل
ہوتا ہے نور بھی کہین چشم رکاب مین

مسرور کو بچائیو دوزخ کی آگ سے
یہ عرض ہے جناب رسالت مآب مین

نہ وفا گل مین ہے نہ نالہ بلبل مین اثر
باغ عالم کی ہوا ای گل رعنا بدلی

مسکین تخلص سید عبد الواحد خان خیرآبادی مصنف مثنوی چشمۂ شیرین شاگرد مومن مقیم تال بھوپال صاحب دیوان گزرے مثنوی انکی دیکھی ہے

کیون نہ اوٹھنا بیٹھنا مشکل ہوا اوس بحور کا
جسکو از خود رفتگی بھی اک سفر ہو دور کا

لے گئی چھین کے دل ساقی سرشار کی آنکھ
آگئی دیکھ جیسے نرگس بیمار کی آنکھ

سر بسر لائی ہے میری جان پر لاکھون وبال
جواب مین بھی اوسکی گر زلف پریشان دیکھیے

مسائل تخلص شیخ وزیر علی خلف شیخ زاہر علی عرف رمضان علی ابن شیخ فاروق علی مرحوم وکیل عدالت دیوانی ضلع مونگیر باشندۂ مونگیر مین رہنے کے ہنگام مین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے طبیعت اچھی پائی ہے شعر اچھا کہتے ہین

سی پارہ دل نہین تری زلف سیاہ مین
ہے رحل آبنوس پہ قرآن دھرا ہوا

لکھا ہے حضرت دلِ مرحوم کا جو حال | ہر لفظ میری بیت کا ماتم سرا ہوا
خموشی ہی کو سمجھو وعدۂ وصل | کہینگے وہ زبان سے اپنی ہان کب
آنکھون مین سرمہ لگائین اور گلوری کھائین آپ | عاشقون کے قتل کی تدبیر یون فرمائین آپ
بوسہ لے مانگے عدو کو دین زہے نیرنگ عشق | ایک بوسہ کی طلب پر مجھ پہ یون جھنجھلائین آپ
خیر تو ہے مجھسے سودائی کو سمجھانے لگے | حضرت ناصح سمجھکر بات تو فرمائین آپ
اللہ رے کوچہ گردی جانان کا حوصلہ | جب پاؤن تھک گئے تو پھرا سر تمام رات
لیلی کو اپنے سمجھے ہے کالی بلا کوئی | دیکھے جو قیس آپ کو میری نظر سے آج
دل اوسکا ہے اگر رخِ اغیار کی طرح | ملتی ہے میرے دل سے رخ یار کی طرح
دشوار ہے نظارہ اشارہ محال ہے | دشمن کھڑے ہین بیچ مین دیوار کی طرح
دیکھ لینا تو قفس کو مرے شاخ گل پہ | فصل گل رہ گئے صیاد جو پر ہونے تک
آمد و شد کی مسلسل جو کوئی راہ نہین | سر کو ٹکرائیے دیوار سے در ہونے تک
کہان حور اور کہان زاہد زہے عقل | عبث بیدار رہتا ہے سحر تک
ترے ہنگام رخصت کا کسے خوف | وہ دیکھے گا جیئے گا جو سحر تک
شاید ہے یہ گمان کہ نکلے نہ کوئی عیب | آئینہ دیکھتے ہین تو میری نظر سے وہ
جب مین نے کہا وصل کا وعدہ نہین کرتے | جھنجھلا کے خفا ہو کے وہ بولا نہین کرتے
کیا جانیے کیا دل مین ہے اب ذکر تمنا یا | وہ ناز وہ غمزہ وہ اشارہ نہین کرتے
اونسے بھی کبھی ذکر نہین آتا ہے اسکا | ہم راز شب وصل کو رسوا نہین کرتے

مسلم تخلص میر فرزند علی خلف میر حسین علی محرر عدالت دیوانی صدر نظامت باشندہ کلکتہ شاگرد حافظ ضیغم شعر انکے اچھے ہوتے ہین اپنی شاعری کا بڑا غرور رکھتے تھے راقم سے ملاقاتیون مین تھے عین شباب مین سنہ ۱۲۵۶ بارہ سو چھپن ہجری مین فوت کی راقم نے اونکے انتقال کی یہ تاریخ کہی ہے

قطعہ تاریخ

مر گیا مسلم حیف یہ غم ہے | ہو [illegible] پہ اللہ کی رحمت

مین نے یہ تاریخ کہی ہے ۔ مسلم سے اب داخل جنت

۱۲ ۶۰ ہجری

اشعار

عشق بتان مین عمر گئی آہ کیا کیا ۔ کیا منہ دکھاینگے تجھے اللہ کیا کیا
کہتی تھی ایک خلق مری نعش دیکھکر ۔ مسلم کو مار ڈالا بت گمراہ کیا کیا
جو سنگدل ہے اوسے آبرو نہین ملتی ۔ محال ہے کہ بنے رشتہ گہر رگ سنگ
کسی نے سخت دلون سے کبھی نہ پھل پایا ۔ خلاف عقل ہے ہو شاخ بارور رگ سنگ
رکھکے سر سوئین کبھی زانو پہ اوس دلدار کی ۔ اپنی بھی تقدیر ہو تقدیر پشت آئینہ
رات جو غیر کو لپٹا کے دیا بوسہ خال ۔ اے صنم مجھکو پہونچتی ہے خبر تل تل کی
عہد طفلی سے مرا طفل سرشک آوارہ ہے ۔ جسکو سب گرداب دریا کہتے ہین گہوارہ ہے

مسیح تخلص میان مراتی ہمشیرہ زادہ نواب وجیہ الدین خان وجیہ وطن انکا کشمیر مولد دہلی تجارت کرتے تھے

شاید کہ موے زلف کا شانہ تھا دست غیر ۔ بیڈھب رہا تھا دل کو مرے پیچ و تاب سا

مسیح تخلص میر ہاشم علی قاضی زادہ قصبہ جائس مقیم لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان

پیری مین آہ لگتی ہے مرمر کے زندگی ۔ بجھ بجھ کے پھر بھڑکتی ہے شمع سحر کی لو
سیماب بن کے مرہم کافور اوڑ گیا ۔ اوٹھی جو اپنی آتش زخم جگر کی لو

مسیح تخلص حکیم محمد علی ولد حکیم ولی اللہ خان باشندہ لکھنؤ

نہین اے شوخ مہندی سی یہ آب و تاب ناخن پہ ۔ ہمارے اشک کے قطرے کا ہی خوناب ناخن پہ

مسیح تخلص مسیح اللہ خان فارسی بھی کہتے تھے

لگتے ہی ہو گیا جگر کے پار ۔ تیر مژگان نے زہ کا کام کیا
ترک آرام و صبر و خواب و قرار ۔ عشق مین تیرے ہم نے کیا نہ کیا

مسیح تخلص مرزا مسیح اللہ خان عرف مرزا حاجی

ہمارے سامنے غیرون سے ملنا ۔ ستم ہے ظلم ہے قہر و غضب ہے
بتون کے ظلم اور جور و جفا سے ۔ مسیحا کو بھی دیکھا جان بلب ہے

مسیحا تخلص محمد علی خان اخبار نویس شاہی ولد مصطفے خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

تیرے کاکل کا بیان کرتے سر انصاف ہے
ہر بن مو مین اگر ہوتی زبان بالائے سر

آتا ہے یاد تو کف افسوس ملتے ہین
ظالم وہ کو سنا ترا ناحق اوٹھاکے ہاتھ

لے لیتے ہین بلائین یہ زلف سیاہ کی
ان روز ون ہو گئے ہین ہمارے بلا کے ہاتھ

راحت بھی اس جہان مین ایذا کے بعد ہے
موسی کو ملگیا ید بیضا جلا کے ہاتھ

مسیر تخلص شاہزادۂ مرزا ہمایون قدر خلف مرزا محمد خورشید قدر رقیہ تخلص شاگرد محسن علی محسن وطن انکا دہلی مولد و مسکن لکھنؤ

ثابت قدم وہ ہون کہ اگر لاکھ ہون ستم
شکوہ کبھی زبان پہ اپنی نہ لائے دل

مشتاق تخلص مشتاق حسین خلف قمر الدین حسین اکبر آبادی مرید ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی صاحب دیوان گزرے

رہی تھی یاد جو زلف سیہ تمھاری رات
تو دل پہ سانپ سا لوٹا کیا ہے ساری رات

سچ مثل ہے اوٹ ہوتی ہے پہاڑ اِس دل مین کھوٹ
پیار دل مین آگیا جب چار آنکھین ہو گئین

مین لیا جسکو حسین اِس وہان لگا ہے تاک جھانک
سچ تو یہ ہے سخت بد اطوار آنکھین ہو گئین

مشتاق تخلص میر حسن دہلوی مقیم فیض آباد معاصر میر و مرزا

اپنی ہم بندگی پہ بھولے تھے
پھر جو دیکھا تو وہان خدائی ہے

بعضے تذکرہ والون نے اِس شعر کو عبد اللہ خان مشتاق کے نام سے لکھا ہے

مشتاق تخلص حافظ مختار احمد معروف بہ قاضی محمد مشتاق خلف قاضی احمد علی باشندہ سراوہ ضلع میرٹھ شاگرد امداد حسین طور

میری صورت ہے یہ کیون گردش مین
نیل بگڑا ہے چرخ اخضر کا

مشتاق تخلص غلام علی مقیم دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

خط تو بھیجا ہے وہان پر اوڑگئے ہین ہوش بھی
ہوویگی تسکین سلامت جب کبوتر آئیگا

ہر جدائی ین سے اوسکے ٹھکانے نہین ہے دل
پھر تا خراب ہوگا مرا نامہ بر کہین

مشتاق تخلص میر ابوالقاسم مرشدآبادی

ہم بھی کرینگے جنون کا سروسامان پیدا — تجہیر تو وسعت کرے اے خضر بیابان پیدا
دل خودبین جو کرے دیدۂ پنہان پیدا — آئینہ دیکھین تو ہو صورتِ جانان پیدا
کجروی سے نہین ساقی کے عجب ہی گردون — گردش جام سے ہو گردش دوران پیدا

مشتاق تخلص لالہ بہاری لال ابن لالہ دلسکھ رائے شاگرد مجذوب مقیم فتحگڈہ

منہ تحیر سے اپنا تکتا ہے — آئینہ کو بھی ایک سکتا ہے
جھٹکے دیکر نہ بال سلجھا — زلف پیچان مین دل لٹکتا ہے
جلد آ کہ کلبۂ مشتاق — چشم روزن سے راہ تکتا ہے

مشتاق تخلص لالہ بہاری لال راقم اکمل الاخبار دہلی ولد لالہ من بہاون لال باشندۂ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب انسے دہلی مین ملاقات ہوئی تہی

یون تیرے ساتہ بزم مین دشمن کا بیٹھنا — وہ اعتراض ہے کہ اوٹھایا نہ جائے گا
ہوگا اثر جو دل مین تو خود جان لینگے وہ — مشتاق ہم سے عشق جتایا نہ جائے گا
جاگے ہین انگڑائیان لو — یہان پھیلائے ہے سستی کہان کی

مشتاق تخلص کریم خان باشندۂ دہلی رفیق نواب حسن علی خان برادر نواب فیض محمد خان بہادر مرحوم والی جھجہر شہر لندن کی بہی سیر کی تہی

اللہ رے سوز دل کہ مسیحا سا چارہ گر — رکھتے ہی ہاتھ نبض پہ بیمار ہوگیا
رخسار پر یہ خالِ سیہ بے سبب نہین — خط پر نہو جو مہر تو خط معتبر نہین

مشتاق تخلص محمد واصل باشندۂ بداؤن

ہمارے کام پہ ہر چند آسمان پہرے — تجھے قسم ہے جو تو اسطرف کو آن پہرے

مشتاق تخلص حافظ تاج الدین ساکن میرٹھ بصیر تھے

لو ہن پر ویز کہ قصہ اپنا اپنا سنانے دو — یہ ہی وہ افسانۂ شیرین ایک پری دیوانے دو

مشتاق تخلص عبد اللہ خان مخاطب بہ مشتاق علی خان ولد نواب سیف الدولہ متوطن ایران باشندۂ دہلی شاگرد میر تقی علم جفر اور رمل مین اچھا دخل رکھتے تھے

اکثر خطوط نہایت پاکیزہ لکھتے تھے لیکن اپنی اوقات عزیز کو مہوسی مین برباد کرتے تھے شعرائے پایۂ تخت شاہ عالم بادشاہ مین تھے

کی اک نگاہ مین نے جو مژگان یار پر
سو برچھیان لگین دل امیدوار پر
جی بند ہو نکل ہی گیا تو کھلی رہے
اے چشم آفرین ہی ترے انتظار پر
کبھی اشک بھر آئے تو پی گئے ہم
کہ مدنظر آبرو تھی کسی کی
رنگ کیون سبز ہی چہرے کا ترے ای مشتاق
کسنے دیکھا ہے تجھے زہر بھری آنکھون سے

مشتاق تخلص میر سالار بخش ولد میر مبارک علی باشندۂ لاڈر متعلق کانپور

صراحی نے کیا تھا اوسکی گردن سے کہین دعوی
سو کل یارون نے بزم می مین اوسکی چور کی گردن

مشتاق تخلص محمد قلی خان خلف ہاشم قلی خان موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے ۱۲۱۷ بارہ سو سترہ ہجری مین انتقال کیا

واسطے غیرون کے وہ لڑنے کو موجود ہوا
ہم نے دل اوسکو دیا اوس سے یہی سود ہوا
نہ کہا یہ کبھی تو نے یہی افسوس رہا
اپنے بیمار کو اک بار بھلا دیکھین تو

مشتہر تخلص مولوی احمد حسین فرخ آبادی شاگرد قطب الدین مشیر

جا ہوگے حشر مین تم کس سے ستم کا انصاف
ان بتون کی تو طرف ساری خدائی ہو گی

مشتاق تخلص شیخ محمد خان عرف ممن ولد محمد پناہ آتشباز لکھنوی شاگرد اشرف خان خان تخلص

کھو بیٹھے کوے یار مین ہم جا کے دوستو
ناموس و ننگ و غیرت و صبر و قرار دل

مشفق تخلص مرزا احمد بیگ ولد بدھو بیگ اکبرآبادی شاگرد اعظم بیگ اعظم تخلص

اسیر کنج قفس کی نہ پوچھیے حالت
تڑپ تڑپ کے گئی موسم بہار مین روح
میرے آنے کا اوسے دھیان جو آجاتا ہے
اوٹھ کے دروازے مین زنجیر لگا جاتا ہے

مشفق تخلص راجہ جادب کشن بہادر رئیس کلکتہ شاگرد مولوی ظہور النبی مخزون تخلص دیوان انکا نظر سے گزرا

خستگانِ خاک ہین قربان اوس رفتار پر
ہے قیامت کا گمان سب کو قد دلدار پر
نیند تو آتی نہین جو خواب مین دیکھون اوسے
حیف آتا ہے مجھے اِس دیدہ بیدار پر

مشتاق تخلص نواب محمد حسن خان لکھنوی ولد نواب محمد مرزا شاگرد مرزا باقر اوراک مرثیہ گو

یہی ہر جان جہان اب تو صلہ دل کا — گلے لگا لو تو جاتا رہے گلہ دل کا
اسقدر روئے کہ آخر کو تری فرقت مین — او مسیحا ہوئین بیمار ہماری آنکھین

مشکل تخلص شیخ امین الدین اکبر آبادی شاگرد غافل اکبر آبادی

بجا ہے آپ کا فرمانا لیکن اے ناصح — نہ دل ہے کہتے مین اپنے نہ اختیار مین روح
پلا شراب وہ ساقی کہ جسکے پینے سے — سرور دل ہو رہے حشر تک خمار مین روح

مشہدی تخلص مرزا احمد علی خلف مرزا محمد خراسانی باشندہ لکھنؤ

ہمارا دلربا اک نوجوان ہے — جہان جان ہے اور جان جہان ہے
برنگ بو نہان ہون اس چمن مین — دہن غنچہ کا میرا آشیان ہے

مشہور تخلص میان محمد حسین باشندۂ کلکتہ کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے

ہوئی ہے پرتو افگن کاکل خمدار پانی مین — تعجب کیا جو ہو ہر موج شکل مار پانی مین
اگر یونہین ہے زورون پہ موج چشم طوفان زا — حباب آسا ہے گا گنبد دوار پانی مین

مشہور تخلص پنڈت رادھا کشن شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

گزرا ہوا باغ جہان مین گرچہ ہر جانب — پہنایا تجھسا گل و سرو قد نسرین بدن بانکا
کس سے سبب عیادت کی تمنا تمھین مشہور — جو جان کا ہو دشمن اوسے کیا کام خبر سے

مشہور تخلص ایک شخص باشندۂ بریلی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

خوشی سے کیون نہ اے مشہور ابتغلین بجائین ہم — ملے گا یار ہمسے آج پھر بازو پھڑکتا ہے

مشیر تخلص حافظ قطب الدین دہلوی داروغہ سرکار مرزا دارا بخت بہادر شاگرد شاہ نصیر دہلوی

کچھ نہ ہوگا تم رقیبون کی طرف ہوگی تو کیا — اے بتو میری طرف میرا خدا ہو رہا
مین کیونکہ شب غم مین جیا مرنے مین کیا تھا — کس دست تمنا مین گریبان قضا تھا
وہ چلے گھر سے یہان دل نہ رہا قابو مین — ہوگئی یار کے آنے کی خبر آپ سے سب
اوس نے دیکھا کو حسرت کا دھڑکا ہے کیون مشیر — بندون سے کیا کہا جو کہینگے خدا سے ہم

الہی کونسی جنت ہے بے حور | کہان لیجاؤنگا اوس بدگمان کو
یہ غل ہے کہ وحشی نے ترے پانون نکالے | پھر دست جنون سلسلہ جنبان نہ ہوا ہو

مصاحب تخلص پنڈت مصاحب رام ابن پنڈت روپچند متوطن دہلی

راز دل صاف ہو گیا ظالم | آہ سوزان و چشم پرنم سے

مصحفی تخلص غلام ہمدانی باشندۂ قصبۂ امروہہ ضلع مرادآباد ولد ولی محمد شاگرد مانی شروع جوانی مین دہلی مین گئے تھے آخر الامر لکھنؤ مین جاکر اپنی زندگی بسر کی کچھ روزون مرزا سلیمان شکوہ بہادر کی رفاقت مین تھے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اور بڑے پرگو تھے آٹھ دیوان اور دو تذکرے اردو مین اور ایک دیوان بجواب نظیری نیشاپوری اور ایک تذکرہ فارسی مین انسے یادگار ہین + اشعار اسکے آبدار و عاشقانہ ہین کئی دیوان اور تذکرے انکے نظر سے گزرے

شب گھر کی جو ستی کی وہ آواز سے نکلا | نکلا تو ولیکن عجب انداز سے نکلا
انگڑائی لیکے اپنا مجھ پر خمار ڈالا | کافر کی اس ادا نے بس مجھکو مار ڈالا
عید کی شب کی رچی مہندی تھی ورنہ اوسکا آج | پنجۂ خورشید محشر سے بھی بیعت مانگتا
افتادگان وادی غربت کی سرگذشت | کرتا ہے خود بیان لب خاموش نقش پا
خیال یار جو شب میرا ہمکنار رہا | تمام شب مین اوسی کے گلے کا ہار رہا
وقت خلوت وہ یہ کہتا ہے کہ مین کہدونگا | تونے ہاتھون سے مرے منہ کو اگر بند کیا
مصحفی ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم | تیرے دل مین تو بہت کام رفو کا نکلا
زلفین جو منہ مین لین تو کہا مار کھائیگا | جو مین بھوین تو بولا کہ تلوار کھائیگا
دامن ترا بنے گا گریبان عاشقان | گر یون ہی ٹھوکرین دم رفتار کھائیگا
شانہ نے زبس اونکو اجاڑی مین لیا ہے | زلفون کو ترے ہاتھ لگانے نہین دیتا
مین حسرتین لیے از بس جہان سے جاتا ہون | جنازہ دوش پہ یارونکے ہے گران میرا
مین اسی رشک سے مرتا ہون کہ کل غیر کے ہاتھ | ہاتھ ہنگام قسم کیون ترے سر پر رکھا
چاک ہو جائینگے لاکھون کے گریبان ظالم | چاک پردہ سے نہ یون ہاتھ دکھانا اپنا

مجھکو قاصد کی تغافل نے تو مارا ہی ہے
روز ظالم یہی کہتا ہے کہ کل جاؤنگا

بھیجد یتا ہے خیال اپنا عوض اپنے مدام
کسقدر یار کو غم ہے مری تنہائی کا

درد و غم کو بہی ہے نصیبہ شرط
یہ بہی قسمت سوا نہین ملتا

اے مصحفی بتون مین ہوتی ہے یہ کرامت
دل پھر گیا نہ تیرا آخر خدا سے دیکھا

چین سے کیونکہ مین سوؤن کہ شب ہجر مجھے
یاد آتا ہے وہ راتون کا جگانا تیرا

ترے کوچے مین اس بہانے مجھے دن کو رات کرنا
کبھی اس سے بات کرنا کبھی اوس سے بات کرنا

ہمارے ہاتھ مین آئی کبھو نہ یا قسمت
کہ پاؤن پر ترے مہندی کا اختیار رہا

اتنی ہی حیا تجھکو کہ افراط حیا سے
آنکھون نے ترے روے حیا کو نہین دیکھا

مجھسے مطلب ہے تجھے اے شب تنہائی کیا
جا کہین تو ہی مرے در پئے رسوائی کیا

ملنے مین کتنے گرم ہین یہ ہاے دیکھیو
کشتہ ہون مین تو شعلہ رخون کی تپاک کا

تلوار کو کھینچ ہنس پڑا وہ
ہے مصحفی کشتہ اس ادا کا

بیٹھے بیٹھے جو ہو گیا وہ کھڑا
اک ستارہ سا شب زمین سے اوٹھا

حصہ مین ہمارے بہی کبھی آؤ گے صاحب
یا یونہین الگ ہم سے چلے جاؤ گے صاحب

لباس پہنے ہی ہر دم وہ شوخ پر فن سرخ
کہ ہو نہ خون شہید ان سے اوسکا دامن سرخ

گلے مین چاہیے کیا تجھکو کسیمبر تعویذ
لٹکتی ہین ترے ہیکل کے تا کمر تعویذ

دل لیگئے آنکھون مین یہ تدبیر لگاکر
آئے تھے جو کل سرمۂ تسخیر لگاکر

کچہ بھا جو گیا دل کو تو بس ہو گیا بیخود
منہ اپنا مین رکھکر ترے تصویر کے منہ پر

ہم کو ترساتے ہو تم کیون یہ ادا دکھلاکر
منہ چھپایا نہ کرو بہر خدا دکھلاکر

پھر قیامت ہے جو وہ شوخ چھپالے منہ کو
اپنا دیدار ہمین روز جزا دکھلاکر

جس نے آنکھہ کو ہو رخنۂ دیوار کی تلاش
پھر کیون کرے وہ شاہد بازار کی تلاش

کل اوسنے عکس کا اپنے جو لیلیا بوسہ
تو جی ہی جی مین ہو گیا ہے آرسی محظوظ

لخت لخت دل مین ہے عکس فروغ داغ عشق
کیون نہ مین اسکو کہون آئینہ خانے کا چراغ

عکس کو اپنے وہ بت دیکھ کے آئینے مین
ہنسکے کہتا ہے کہ کیا تو بھی ہے مجھپر عاشق

دیکھا تھا ایک دن تری طرز خرام کو
ماتم مین کسکے آج ہوئی ہے سیاہ پوش
مزا ہے ہووے گر چپکے ہی چپکے مدعا حاصل
سننے پائے نہ دہن سے ترے دشنام تمام
کیا جانیے آجائے وہین کیا مرے دلمین
صرف مشتاق ہین اک تیری ملاقات کے ہم
چھیڑ مت ہر دم نہ آئینہ دکھا
پاس خاطر ہے ضرور اوسکی بھی ای دست جنون
لینا نہ زور بوسہ مرا دیکھنا تھا کل
جھوٹ کیون بولتے ہو مجھسے کہ فرصت کم ہے
رہے گنتی جو ہم تا صبح اوسکے مانگ کے موتی
دلا نومید مت ہو وصل سے اوسکی کہ عاشق کو
قابو مین تم آئے ہو مرے وصل کی شب ہے
پھٹ چکا جب سے گریبان تب سے
مین مرگیا ٹلے مرے چھاتی کا سل کہین
کھانے نہین دیتے ہین مجھے خون جگر بھی
پھر پھر کے پیچھے دیکھ مجھے اوسنے یون کہا
پیچ پر پیچ ہے اور بل پہ ہے بل چین پہ چین
بن دیکھے جسکے پل مین انکھین بھر آئیان ہنوز
کس پر ہے یہ تلوار ابھی پھر کے تو دیکھو
ہے ہے ٹک اسطرف کو ابھی پھر کے دیکھلو
تم مصحفی کو چھوڑ کے سنبل چلے گئے
سو مجھسے شب وصل مین تم لات چلاؤ

موج نسیم صبح سنبھلتی ہے اب تلک
ہے نیلگون جو اوس نگہ سرمہ سا کا رنگ
کسی نے کرلیا معلوم راز دل تو کیا حاصل
جنبش لب ہی نے اپنا تو کیا کام تمام
بن ٹھن کے مرے سامنے آیا نہ کرو تم
آرزو مند نہین اور کسی بات کے ہم
اپنی صورت سے خفا بیٹھے ہین ہم
رشتہ رکھتا ہے گریبان سے تار دامن
اور اوسکا منہ پھرا کے یہ کہنا نہین نہین
آؤ تو کیا تمھین اک رات کا مقدور نہین
ہمین تو وصل کی شب بھی کٹی اختر شماری مین
مزے ہین سو طرح کے عالم امیدواری مین
اب پیش نہ جائینگی یہ انکار کی باتین
ہاتھہ پہ ہاتھہ دھرے بیٹھے ہین
پیوند ہو زمین کا الٰہی یہ دل کہین
نالے تو مرے حلق کے دربان ہوئے ہین
اتنا بھی لگ نہ چل تو مرے ساتھہ راہ مین
کچھہ نئی طرح جھکے اوس زلف کی خم نکلے ہین
کیا قہر ہے جو اوس سے برسون جدائیان ہوئین
کس پر ہے یہ ابرو کی کجی پھر کے تو دیکھو
اک ناتوان کا جاے ہے جی پھر کے دیکھلو
رخصت حیا نے اتنی نہ دی پھر کے دیکھ لو
یہ تم کو قسم ہے جو کہین بات چلاؤ

چشم بد دور تیری چشم سیاہ
جائے خلخال پا ہوئے تجھے جورات
مرتا ہے کوئی بھر کے نظر دیکھتے جاؤ
لیا بوسہ ترا پر یہ ہم نے کام کیا
خدا نے ہاتھ سے اپنے ترے سنوارے پاؤن
خاک مین ملگئے ہم ناز کا چلنا دیکھو
روٹھکر بیٹھ رہون اور وہ منانے آوے
بات کو میری الگ ہو کے نہ شرماؤ سنو
وہ پیچھے پھر گئے جو دیکھے ہی اپنی چوٹی کو
کیا خوب بری پڑی ہے یہ طفلان اشک کی
دل کے دھڑکون کا یہ عالم ہے کہ بدمست
لاف گرمی تری عارض پہ جو گلشن ہارے
جاتا نہین اس ڈر سے مین شمشیر تلے بھی
مین وہ نہین ہون کہ اوس بت سے دل مرا پھر جائے
ہر لحظہ اوسکی چوٹی دل مانگتی ہے مجھ سے
قدم آگے اوٹھا سکتے نہین ہم اوسکو کوچہ سے
ہے سیر کواکب مین تجھے دخل تو کہدے
یا شانہ تک اون گیسوون کو تھی نہ رسائی
او دامن اوٹھا کے جانے والے
غم کھاتا ہون جتنا مری نیت نہین بھرتی
رکھ کے ہم زانو پہ جسوقت کہ سر بیٹھ گئے
کل اوٹھ گیا وہ ہاتھ چھڑا میرے ہاتھ سے
حیران ہے کسکا جو سمندر

آفت روزگار رہین دونون
میرے شانے فگار رہین دونون
جاتے ہو کدھر ٹک تو ادھر دیکھتے جاؤ
کہ سوتے مین ترے منہ سے لگا گئے منہ کو
خوش آوین کیونکہ نہ مجھکو یہ پیارے پیارے پاؤن
اوسکی ٹھوکر سے وہ دامن کا اوچھلنا دیکھو
کاش اتنا مجھے مقدور شکیبائی ہو
کچھ کہا چاہتا ہون مین تم سے ادھر آؤ سنو
کہنے ہے ہائے یہ کیسی بلا ہے میرے ساتھ
دیکھا جب اچھی چیز کو اوسپر مچل گئے
ٹکڑے ہو ہو کے گریبان اوڑا جاتا ہے
آتش گل پہ صبا طیش سے دامن مارے
احسان کسیکا مری گردن پہ نہووے
پھر دن مین اوس سے تو مجھے مرا خدا پھر جائے
کافر نے کس بلا کو تجھے لگا دیا ہے
کہ پاؤن پر ہمارے سر جھکائے ناتوانی ہے
مجھ پر یہ دن اے رشک قمر جاتے ہین کیسے
یاد ڈرے ہوئے تا بکمر جاتے ہین کیسے
ٹک ہم کو بھی خاک سے اوٹھا لے
کیا غم ہے مزے کا کہ طبیعت نہین بھرتی
یہ سمجھ لیجو کہ ہمسایون کے گھر بیٹھ گئے
آیا ہوا شکار گیا میرے ہاتھ سے
مدت سے رکھا ہوا کھڑا ہے

ترے زلفون کی لیتا ہے بلائین
کٹے ہاتھون سے بھی شانہ غضب ہے

بت بنایا تھا خدا نے اوسکو پراس نے بھی ہاے
کبریائی پر جو وہ آیا خدائی اوسنے کی

نالے مرے ہر چند اثر کچھ نہین رکھتے
لیکن جو سنو تم تو ضرر کچھ نہین رکھتے

وہ جی مین یہ نازان کہ مرا رعب تو دیکھو
مین خوش کہ خیال نگہ دور کسی ہے

دل نہ دیجے اوسکو اپنا جس سے یاری کیجیے
آپ آتی تو بھلا خاطر ہماری کیجیے

مصحفی دل یہ شکست آئی مرے بر لب جو
دو ہبولے کبھی باہم جو لڑے پانی کے

ہوا وہ بدگمان سنتے ہی اوسکے بل بدنامی
کبھی انگڑائی لینے مین جو ہم اللہ بول اوٹھے

بوسہ تو ہے کیا چیز بتان چاہین تو اون مین
ہین اسکے سوا اور بھی مقدور بہت سے

تم وہان گئے کسیکی ملاقات کے لیے
ہم یہان تڑپ کے مرگئے اک بات کے لیے

ہر روز کا ملنا جو ہی دشوار تو پیارے
اتنا تو کرو قصد کہ اک رات کی ٹھہرے

کمر ہوئی تری یہان تک تو شہرۂ آفاق
کہ سر کے بال ترے دیکھنے کمر کو چلے

تو دیکھے تو اک نظر بہت ہے
الفت تری اسقدر بہت ہے

اک زخم سے ہووے گی نہ بسمل کی تسلی
آنے کوئی کر دیجیو قاتل کی تسلی

غیر سے گرم ملو ہم پہ یہ بیداد رہے
اور تو کیا کہین ہم تم سے بھلا یاد رہے

جب زہرہ کی آئی کف ہاروت مین انگلی
تب رشک نے کی دیدۂ ماروت مین انگلی

مہندی کے نہ چھلے رہین یون پورنین اوسکے
ہے اوسکے ہر اک حلقۂ یاقوت مین انگلی

جانے کا نہ لے نام کہ مر جاے گا کوئی
بیدرد ابھی جی سے گزر جاے گا کوئی

حسرت یہ اوس مسافر بیکس کے روئیے
جو تھک گیا ہو بیٹھکے منزل کے سامنے

مصدر تخلص حکیم میر نثار اللہ خان دہلوی

کافر ہو سوا تیرے کرے چاہ کسو کی
صورت نہ دکھائے تجھے اللہ کسو کی

خدا کرے کہ مرا مجھسے مہربان نہ پھرے
پھرے جہان تو پھرے پر وہ جان جہان نہ پھرے

معروف تخلص نواب بہادر خان ولد نواب ذوالفقار خان بن حافظ رحمت خان
صوبہ دار کٹھیر باشندۂ بریلی صاحب دیوان گزرے

تا حشر اب خیال نہ میرا کریگا دل	تو او سکو مل گیا تو مجھے کیا کرے گا دل

مصیبت تخلص حاجی شیخ غلام قطب الدین ولد حاجی شیخ محمد فاخر بن شاہ خوب اللہ الہ آبادی مکہ معظمہ مین بعد ادا ے حج ۱۱۸۰ گیارہ سو اسی ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان اردو و فارسی گزرے

شب فرقت مین تیرے او ظالم	ہو گیا خواب خواب آنکھون مین

مضطر تخلص سردار مرزا دہلوی خلف مرزا ایوب بیگ

میرا ہی دل جلائیگی اے آہ بے اثر	تجھسے کبھی عدو کو جلایا نہ جائیگا

مضطر تخلص پنڈت کنھیا لال ابن کشن نراین دہلوی

خنجر جلاد ہے فولاد کا	سخت جانی وقت ہے امداد کا

مضطر تخلص مرزا خسرو شکوہ عرف مرزا آغا جان خلف مرزا سلیمان شکوہ ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

حال مین کس سے کہون اے دل نالان اپنا	تو ہی جب اپنا نہین کون مری جان اپنا
ناصحا کیونکہ اوٹھاؤن کہ مری چشم کے ساتھ	ربط رکھتا ہے سدا گوشۂ داماں اپنا

مضطر تخلص کنور سین لکھنوی تحصیلدار اڑدبائی شاگرد مصحفی

سوز جگر کو دیدۂ پر نم کو دیکھیے	ان آفتون کو دیکھیے اور ہم کو دیکھیے

مضطر تخلص محمد اسد اللہ ولد شیخ محمد فیض اللہ نبیرۂ شیخ محمد جمال قدس سرہ کول مین وکالت کرتے تھے

ملے فرصت نہ جبین سائی سے	دیر چھوٹا تو حرم یاد آیا
لے اوڑی طرز فغان بلبل نالان ہم سے	گل نے سیکھی روش چاک گریبان ہمسے

مضطر تخلص ذو الفقار علی حیدر آبادی

دیر و حرم کی سیر کی ہم نے بہی خوب ہے	یہان ہی خدا خدا تو وہان رام رام ہے
ہے کاروان اشک کے آگے نشان آہ	یارو یہ فوج غم کا عجب انتظام ہے

مضطر تخلص نواب مرزا مظفر خان ولد نواب محمد رضا خان بن مہدی علیخان صوبدار

کٹّھر باشندۂ لکھنؤ شاگرد میر وزیر صبا

کیسا نڈھال ہے شب فرقت مین ہاے دل — اب کچھ نہ کچھ ضرور ہے صاحب براے دل

مضطر منشی عبد الکریم خلف شیخ عید و متوطن کانپور

نکالا تو نے کیسی ذلتون سے ہاے مضطر کو — کوئی بھی گھر بلا کر خوار یون کرتا ہے مہمان کو

مضطر تخلص لالہ لڑتی پرشاد ابن منشی لال فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

ابھی آئے ہو ابھی کہتے ہو رخصت رخصت — اور اے جان جہان بیٹھ لو دم بھر جانا

مضطر تخلص پنڈت رام نراین ابن پنڈت شیو پرشاد تحصیلدار علیگڈھ متوطن دہلی

پہلو مین نہین یار تو کب جان ہے تن مین — کیا فائدہ ہوتی ہے جو مضطر بسر ایسی

مضطر تخلص حکیم اسد علی خان دہلوی خلف حکیم ببر علی خان شاگرد مرزا قربان علی بیگ سالک راقم نے انکو دہلی کے مشاعرہ مین دیکھا ہے

فریاد مین وہ زور نہین ضعف سے نہو — کیا آسمان بھی سر پہ اوٹھایا نہ جاے گا
یہ بھی مرا نوشتۂ تقدیر ہے کہین — کہتے ہو داغ ہجر مٹایا نہ جاے گا
اندیشہ ہے کہ وہ نہ ترے جلوہ گاہ ہو — دل کو رقیب کے بھی جلایا نہ جاے گا

مضطر تخلص شیخ علی بخش باشندۂ الہ آباد

قتل بے جرم عبث کرتا ہے کیون اے قاتل — مضطر خستہ کی ثابت کوئی تقصیر نہین

مضطر تخلص مرزا سنگین دہلوی شاگرد مومن خان خاندان تیموریہ سے تھے

اتھا خود وہ تڑپنے سے خجالت زدہ ہم تو — مضطر کے کبھی خون کا دعوا نہ کرینگے

مضطرب تخلص مولوی خلیل احمد خلف مولوی نظیر احمد مغفور باشندۂ رامپور بڑے فاضل اور خوشنویس تھے اشعار عربی و فارسی بھی خوب کہتے تھے

شب وصل ہے ہمسے حجاب نہ کر تجھے او صنم اپنے خدا کی قسم
یہ نہوگا کہ بند قبا نہ کھلے مجھے تیرے ہی بند قبا کی قسم
تیرے کوچے سے اوٹھکے بھلا مری جان دل مضطرب اب مرا جاے کہان
یہی خلد ہے اور یہی باغ جنان اسی کوچے کی آب و ہوا کی قسم

مضطرب تخلص مرزا علی اکبر بیگ ولد نصیر اللہ بیگ لکھنوی شاگرد جرأت

زیر خنجر حسرت آگین دیکھکر میری نگاہ
رو دیا جلاد نے جب چار آنکھین ہو گئین

مضطرب تخلص محمد حاجی ولد قاضی رحمت اللہ خان قاضی القضات دہلی شاگرد نظام الدین ممنون

کٹتی کسیطرح سے نہین شب فراق
شاید کہ گردش آج تجھے آسمان نہین

مضطرب تخلص درگا پرشاد کایتھ لکھنوی شاگرد محمد عیسے تنہا

ترے وعدون پہ ہے اب دم شماری
بہت اختر شماری کر چکے ہم

مضمون تخلص شیخ شرف الدین باشندۂ جاجمو متعلق اکبر آباد مقیم دہلی شاگرد حضرت مرزا مظہر و خان آرزو حضرت فرید گنج شکر قدس سرہ کی اولاد مین تھے

ہم نے کیا کیا نہ ترے عشق مین محبوب کیا
صبر ایوب کیا گریۂ یعقوب کیا

کرے ہے دار بھی حق گو کو سر تاج
ہوا منصور سے عقدہ یہ حل آج

ہمارا اشک قاصد کی طرح ہرگز نہین تھمتا
دل بیتاب کا شاید لیے مکتوب جاتا ہے

مضمون تخلص ایک شخص معاصر میر و میرزا سودا کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

مے سے اوس بن کون ہے خوش واہ یہ بیہودہ ہو
کسکو ہے خواہش معاذ اللہ یہ بیہودہ نہ ہو

مظفر تخلص سید مظفر علی خان دہلوی فرزند قلندر علیخان بہادر شاگرد میر نظام الدین ممنون

تجھکو ہے پوچھتا تھا کل نزع مین مظفر
آیا بہت ہی رونا ہم کو جو تو نہ آیا

مظفر تخلص مظفر علیخان خلف غلام علی خان بن بھکاری خان دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد میر تقی صاحب دیوان گزرے

مانع نہین چلنے کا مرے سلسلۂ پا
پر رکھنے نہین دیتا قدم آبلۂ پا

مظفر تخلص مرزا مظفر خلف مرزا شاہرخ ابن ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد ذوق و مرزا داد بخش صابر

ٹالا باتون ہی مین ہمین تم نے
جب کبھی وصل کا سوال کیا

کیا گزرتی ہے رفتگان پہ ہاے
کوئی کہتا نہین عدم کی بات

مظفر تخلص شیخ مظفر علی خلف دیوان حاتم علی بلگرامی شاگرد حیدر علی آتش

آرزوے دشت پیمائی نہیں ۔۔۔ عاشق کاکل ہوں سودائی نہیں

مظلوم تخلص غلام حسین معروف بہ مظلوم شاہ باشندۂ پنجاب شاگرد مصحفی بہت دنوں لکھنؤ میں رہے آخر ایام میں الہ آباد میں سکونت کی تھی

چلاتا ہوں از بس میں شب ہجر میں مظلوم ۔۔۔ دم بند کیا ہے مرے نالوں نے عسس کا
نظر افگن ہے کسکے عارض پرنور پر تجلی ۔۔۔ کرے ہے قصد گرنے کا چراغ طور پہ بجلی
سامنے آتا ہے جب مو دمیان کا مضمون ۔۔۔ فکر شاہد نظارہ لچک جاتی ہے

مظہر تخلص حضرت مرزا جان جانان خلف الصدق مرزا جان جانی اکبرآبادی باشندۂ دہلی درویش کامل تھے اشعار فارسی بغایت دلچسپ فرماتے تھے شعر ریختہ بھی احیاناً کہتے تھے ماہ محرم الحرام ۱۱۹۵ھ گیارہ سو پچانوے ہجری میں روافض متعصب کے ہاتھوں سے شہید ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون راقم نے دہلی میں مکرر حضرت کے مزار مبارک کی زیارت کی ہے دیوان فارسی اور خریطۂ جواہر انکا نظر سے گزرا عاش حمیداً مات شہیداً حضرت کی شہادت کی تاریخ ہے

نہیں کچھ غم کہ کیوں ملتا نہیں یاں کس سے میرا ۔۔۔ کہ میں روتا ہوں دل کی بیکسی پر کا دل میرا
گرچہ الطاف کے قابل یہ دل زار نہ تھا ۔۔۔ لیکن اس جور و جفا کا بھی سزاوار نہ تھا
لوگ کہتے ہیں موا مظہر بیکس افسوس ۔۔۔ کیا ہوا اوسکو وہ اتنا بھی تو بیمار نہ تھا
ہنسنے کی ہے تو بہ اور دھوم مچاتی ہو بہار ۔۔۔ اے بس چلتا نہیں اور مفت جاتی ہو بہار
توفیق دے کہ شور سے اکدم وہ چپ رہے ۔۔۔ آخر مرا یہ دل ہے الٰہی جرس نہیں
مظہر چھپا کے رکھ دل نازک کو اپنے تو ۔۔۔ یہ شیشہ بچتا ہے کسی میرزا کے ہاتھ
اگر ملیئے تو خفت ہے نہ ملیئے گر قیامت ہے ۔۔۔ غرض نازک مزاجوں کو محبت سخت آفت ہے
خدا کے واسطے اسکو نہ ٹوکو ۔۔۔ یہی اک شہر میں قاتل رہا ہے

مظہر تخلص مظہر حسین ملازم سرکار راجہ نہال سنگھ

دل سے دل آج ملے لب اور چشم سے چشم ۔۔۔ یوں لپٹ سینے سے جانان کہ ہوا عید کا چاند

جلوہ فرما ہو خدا کے لیے آ بر سر بام | تیرے نظارہ کے خاطر ہی چڑھا عید کا چاند

معجز تخلص مرزا محمد رضا ولد مرزا اکبر علی مقیم کانپور شاگرد محمد علی خان مسیحا و خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

بدنامی محبت گیسو ہے سر کے ساتھ | ٹمتا ہے یہ کلنک کا ٹیکا جبین سی کب
کیون نہ شیرین کلام کہلائین | چوستے تھے کبھی تمہارے ہونٹھ
دم تقریر پھول جھڑتے ہین | شاخ گلبن ہین کیا تمہارے ہونٹھ

معروف تخلص نواب الٰہی بخش خان مرحوم دہلوی برادر خرد فخر الدولہ نواب احمد بخش خان بہادر رئیس فیروز پور جھرکہ خلف مرزا عارف جان مرحوم برادر شرف الدولہ قاسم جان مرحوم شاگرد نصیر دہلوی آخر ایام مین تعلقات دنیا کو ترک کیا تہا سنہ ۱۲۴۲ بارہ سو بیالیس ہجری مین انتقال کیا اشعار انکے بامزہ ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

کہان تک راز عشق افشا نہ کرتا | مثل یہ ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا
آئینہ سان کیا غرض ہم کو بد و نیک سے | سامنے جو آگیا ایک نظر دیکھنا
غیر روتے ہین مری حالت پہ وہ تو یار تھا | دیکھکر کڑھتا نہ آیا میرے گھر اچھا ہوا
کی وصیت یہ کچھ ارمان بھری آہ کہ رات | سارے گھر کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا
تھا شب وصل یہ احوال کہ ہر کھٹکے پر | چونک پڑتا تھا کہ ابکی تو مقرر آیا
بڑا سنتے تھے ہم روز قیامت اور روز فتنے | قیامت ہے بڑا نکلا جو دیکھا روز ہجران کا
جو بھیجتا مرے خط کا وہ دلفریب جواب | تو کاہیکو مجھے دیتا بھلا طبیب جواب
باغ ہستی مین کھلا گل یہ نیا میرے بعد | غیر سے وہ مرے پھولون مین ملا میرے بعد
ٹھوکر نہ مارین گر کوئی سجدہ انھین کرے | اللہ ان بتون کو بھی ہے کسقدر دماغ
وضو کو مانگ کے پانی خجل نہ کر معروف | یہ مفلسی ہے تیمم کو گھر مین خاک نہین
آپ جسوقت رقیبون کی قسم کھاتے ہین | ہم رقیبون کے نصیبون کی قسم کھاتے ہین
یہ اوج خاک نشینی مین عشق نے بخشا | کرے ہے آہ مری آسمان سے باتین
نہ تو سوجھی ہے نہ انکار کیا جاتا ہے | رگ جان ہے کہ کمر کچھ نہین معلوم ہمین

شیخ شہسوار

مے کے پینے سے تو ہر چند نباہی توبہ
پیر کچل وہ ہون مغان سے کہ الٰہی توبہ

ذوق جون

ساقیا دیکھا ہے کیا تار رگ ابر سیاہ
سبزہ کرتی ہے جو کار رگ ابر سیاہ

دیکھی جو شب کی شدت وان بھی مری لکھالی
کیا کیا ہنسی ہوئی ہے دیوار قہقہا کی

روٹھنے کو تو چلے روٹھ کے ہم وہانسے ولے
مڑکے تکتے تھے کہ اب کوئی منا کر لیجائے

کسکی چشم شرمگین نے بے اجل مارا مجھے
سر پہ میرے جو قضا آئی تو شرمائی ہوئی

بعد مرنے کے ملے میری سیہ بختی کی داد
نعش کے ہمراہ تھا وہ موی سر کھولے ہوئے

اس بڑھاپے مین بھی کم ہونگے لڑی ہمسے
سبزہ رنگون سے چھنا کرتی ہے گھری ہمسے

شب جو پھونچا تھا تصور مین نزاکت دیکھنا
صبح اوٹھتے ہی وہ کہتے ہین کمر مین درد ہے

کیا چھٹی اوسکی تمامی کی وہ انگیا ہاتھ سے
ہاتھ ملتا ہون گئی سونے کی چڑیا ہاتھ سے

میرے مرنے پہ موئے اوسیر خلق
مین نہ مرتا تو نہ مرتا کوئی

کیسی بیرحمی خدا نے اوسکے جی مین ڈالدی
بات رونے کی مری سنکر ہنسی مین ڈالدی

خرق عادت اپنے دیوانے کی دیکھ
جسطرف کو وہ چلے پتھر سے چلے

معشوق تخلص سید محمد علی ملازم راجہ پٹیالہ باشندہ مکن پور شاگرد انیس مرثیہ گو

لکھتے لکھتے اودھر کے پھونچا ہاتھ پر اوس شوخ کا
شوق نامہ کیا مرا بال کبوتر ہو گیا

مینے دیکھی نہ آنکھ بھر شب وصل
کدھر آئی گئی کدھر شب وصل

معشوق تخلص میر عزیز الدین باشندہ دہلی شاگرد قطب الدین مشیر

غم یہ غم صدمہ یہ اک صدمہ نیا ہوتا ہے
سچ یہ ہے دل کا لگانا ہی برا ہوتا ہے

مت ستا حسرت دیدار کہ آیا ہون ابھی
وہ تو ہر وقت کے جانے سے خفا ہوتا ہے

معظم تخلص معظم خان خلف وزیر عالم خان باشندہ الہ آباد

یہ فیض اوس زلف معنبر کا ہے سارا
ڈوبی تھی کبھی عطر مین باد سحر ایسی

معقول تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

رقیبون پر غضب ٹوٹے جو ہم سے گئے ہین
ہوا رنجی کوئی ہم سے کہ ہم سے گئے ہین

معین تخلص معین الدین دہلوی شعرا انکے مرید ہوئے ہین

مر گیا آج خدا بخشے معین خستہ — ایک موزون سا جوان تھا کبھی دیکھا ہوگا
لخت دل آنکھوں مین کھینچ آتے ہین کس شوق سے — میری مژگان پر گمان کرکے تمھارے تیر کا
نہ چاہا حسن نے آزردہ اوس نازک کلائی کو — کیا طرز تبسم نے ادا تیغ آزمائی کو
کھینچنے سے تیرے وصل کی شب بھی نہ وا ہوئی — یہ عقدہائے دل ترے بند قبا ہوئی
تمھاری بات ہے کیا بے اعتبار کیا سنیے — اور اپنی کہیے تو وہ بے اثر ہے کیا کہیے
دیکھیے کر بخیہ کیجیے ناصح — بندہ پرور مرا گریبان ہے

معین تخلص معین الدین خان بداونی شاگرد سودا مقیم لکھنؤ

قمری ہے فدا باغ مین شمشاد کی دھج پر — ہم صدقے ہین اے سرو روان تیرے اکڑ کے
اے ابر بہاری شب ہجران مین خبردار — دامن ترا اس آگ کے شعلے سے نہ بھڑکے

مغل تخلص مغل علی دہلوی نبیرۂ خواجہ عسکری کشمیری

خورشید جو نکلا ہے اسوقت یہ لرزان ہے — کوٹھے پہ کھڑا شاید وہ ماہ لقا ہوگا

مغموم تخلص لالہ رام حسن لکھنوی

کب ہمین زندگی گوارا ہو — جب ترا غیر سے اشارا ہو
زیست ہو تب جب اوسکا یہان ہو گزر — یا وہان اپنا ہی گزارا ہو
جھوم کر بادل ڈراتا ہے مجھے جون فیل مست — دل کا بچنا ساقیا اسوقت تیرے ہاتھ ہے

مغموم تخلص میر مشیت علی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق باشندہ دہلی

خیال چشم سیگون مین قدم مستانہ رکھتے ہین — دوانے ہین ہمارا نام جو دیوانہ رکھتے ہین

مفتون تخلص مرزا کریم بخش داماد بہادر شاہ متخلص بہ ظفر

مفتون خمار بادۂ شب ہو تو پھر پیو — اک جام جاکے ساقی پیمان شکن کے پاس
آج وہ دن ہے کہ ہم بسمل ہین وہ خنجر بکف — دیکھتے ہین ہم ہوا اللہ کی قدرت کو ہم

مفتون تخلص عبد الرحیم شاگرد نظام الدین ممنون وطن اکبر آباد مولد لکھنؤ

اس درد سے آگاہ ہون بے رخصت بلبل — لیکر نہ کوئی پھول مرے خاک پہ آوے

مفتون تخلص سید محمد رضا بلگرامی شاگرد مصحفی ازوسے دیوان اردو و قصۂ گنجینۂ محبت

یادگار رہین تھوڑا عرصہ ہوا کہ قصبۂ آرہ مین انتقال کیا فارسی مین رضا تخلص کرتے تھے اور قتیل کے شاگرد تھے

گر کرے زیب گلو وہ نوجوانِ سبز رنگ	فیض رنگِ سبز سے تسبیح مرجان سبز ہو
ماہرو مین نے کہا تم کو تو عالم نے کہا	میرے ہی کہنے سے صاحب عرش کے تارے ہو
ناصح نہ سنینگے لبِ نوشین کی قسم ہے	شیرین سخنی تیری ہمارے لیے سم ہے

مفتون تخلص پنڈت لچھمی نراین ابن پنڈت گوبردھن داس متوطن فرخ آباد شاگرد مرزا غالب

سامری آخر اسیرِ دامِ الفت ہو گیا	چشم فتان مین ترے جادو کا شرما دیکھکر

مفتون تخلص لالہ رگھوبر دیال ابن لالہ پربھو دیال متوطن فرخ آباد

کیا بعد مرگ آکے جنازہ اوٹھا ئینگے	جب زندگی مین آہ نہ پوچھی خبر کبھی

مفتون تخلص کاظم علی الہ آبادی معاصر سودا

شکایت کیا رقیبون کی کرون اوس لاابالی سے	سمجھتا ہے نہین کچہ نیک و بد وہ خرد سالی سے

مفتون تخلص بدر الدین بزاز دہلوی شاگرد فرزند علی موزون

مشرخ جو ٹرا جو پہنکر تو گلستان مین گیا	شاخ گل کو بھی لگی رشک سے اکبار آتش

مفتون تخلص منشی قادر بخش باشندۂ ہوگلی بیشتر فارسی کہتے تھے راقم کے ملاقاتیون مین تھے آخر عمر مین انکی بصارت جاتی رہی تھی آٹھہ دس برس ہوئے انتقال کیا

جب تلک طالع مسعود کی تائید نہو	میمنت ہو نہ کبھی ظل ہما سے پیدا

قطعہ

یاد مین اوس گل کے رویا صبح جو گلشن مین مین	بلبلان باغ مین اک سخت ماتم ہو گیا
غنچہ نے پھاڑا گریبان گل کا اس جا چاک تھا	چشم نرگس سے بھی جاری اشک شبنم ہو گیا

مفتون تخلص سید ہادی علی خلف سید فضل علی بائیسی والی باشندۂ لکھنو شاگرد ناسخ صاحب دیوان مین

ہاتھہ مین سبحہ ہے اور خواہش صہبا دل مین	یا خدا لب پہ ہے یا دِ بت ترسا دل مین

آرزو خلد کی ہمکو نہین اے غیرت حور — تیرے کوچے مین رہین ہم یہ تمنا دل مین

مفتون تخلص مسٹر اگسٹین ڈ سلوا صاحب قوم پرتگیز باشندہ اکبرآباد شاگرد مرزا آغا علی

نکالون کسطرح پہلو سے ٹکڑا اوسکے پیکان کا — کہ مدت مین گزر دل مین ہوا ہے کج مہمان کا

گہے دماغ مین ہے گاہ دل مین گہ لب پر — بھٹکتی پھرتی ہے گھبرا کے جسم زار مین روح

عجب تیرے کشتے کا دیوانہ پن ہے — نہ تابت لحد ہے نہ تار کفن ہے

مفلس محب علی عطر فروش رامپوری

آؤن تو لالہ بار یہ دربان ترے کہین — مفلس سمجھ کے مجھکو نہ بے آبرو کرین

مقبول تخلص سید مقبول عالم خلف سید بدر عالم باشندہ بہانی شاگرد مقصود عالم مقصود

رخ سے ایک تازہ شگوفہ وہ کہلا جاتے ہین — غنچہ گل ہوتے ہین گل شرم سے کمہلاتے ہین

مقبول تخلص مقبول نبی دہلوی خلف انعام اللہ خان یقین تخلص شاگرد نثار اللہ خان فراق

دسترس رکھتا ہے جو پائے حنائی تک نقیب — یا الٰہی ہاتھ اوسکا ہو وے شانہ سے جدا

خوش خرامی کا جب خیال کیا — ایک عالم کو پایمال کیا

نہ لگا تو گلے سے یار افسوس — آہ افسوس صد ہزار افسوس

ہر بات مین رکاوٹ طرز ادا تو دیکھو — ہر آن مین بگڑنا مہرو وفا تو دیکھو

مقبول تخلص لالہ جیسکہ رائے ولد جینی لال مرادآبادی مقیم لکھنؤ شاگرد منشی مینڈو لال زار کچہری سلطانی لکھنؤ کے فرمان نویس تھے

عزیز و یوسف کنعان کی چاہ مین اب تو — کنوئے جھکائے گا مجھکو ہزار دل میرا

لوگ روتے ہین قضا سر پہ کھڑی ہنستی ہے — زعفرانی ہوا جب سے ترے بیمار کا رخ

مقتول تخلص مرزا ابراہیم بیگ خلف مرزا محمد علی بیگ شاگرد مصحفی وطن انکا صفاہان مولد دہلی

مین یہان خون روتا ہون ہاتھون اوسکے — جو پاؤن مین اوسکے حنا باندھتے ہین

کل گھر سے جو وہ سادی پوشاک مین نکلے — سو طرح کے اوسمین بھی بسیاختہ پن نکلے

مقتول تخلص سید جان باشندہ ڈھاکہ مقیم مرشدآباد شاگرد ابو علی برق جانا مخلص ہے کلکتہ مین بھی آیا تھا اس شخص کو ڈھاکہ اور مرشدآباد مین دیکھا تھا

اُس جلے دل کا ہمارے وہ طلبگار نہین ۔ جنس آتش زدہ کا کوئی خریدار نہین

مقدور تخلص میر محمد ابراہیم شاگرد و مرید حضرت شاہ شمیم اللہ قادری معروف بہ برہنہ شمشیر باشندۂ نتھر نگر شاعر نامی چینا پٹن مدراس ہین وہان کے باشندے اُنکو ملک الشعرا جانتے ہین یہ چھٹے رسالۂ انگریزی مین نوکر تھے پھر نوکری ترک کرکے خانہ نشین ہوئے ایک مثنوی بھوپال تال کی تعریف مین خوب کہی ہے

وقت حمام اوس پری کا دیکھ لے گر نہگیا ۔ شکلے آوے قرص خورشید قیامت سنگ پا

مقسوم تخلص مرزا محمد علی ولد مرزا امام بخش خوشنویس باشندۂ الہ آباد

ہون قید ولے لب پہ مرے آہ نہین ہے ۔ دیوانہ ہون کوئی میری ہمراہ نہین ہے
ہے وصل کی خواہش مجھے مشتاق لقا ہون ۔ مین مرتا ہون اور اوسکو مری چاہ نہین ہے

مقصود تخلص مقصود بیگ لکھنوی

بوسہ لینے مین خفا ہوتے ہو کیون مشفق من ۔ بوسہ وہ شے ہے کہ دونون کو مزا ملتا ہے

مقصود تخلص سید مقصود عالم رضوی باشندۂ بہاری شاگرد مرزا غالب و نواب عاشور علی خان صاحب مثنوی و دیوان اُردو و فارسی ہین

سرو و شمشاد سے ہے وہ قد آزاد الگ ۔ جیسے مضمون کسی شاعر کا خداداد الگ
دوست وہ ہے کہ رہے دوست کا مشکل مین شریک ۔ مجھسے فرقت مین نہ ہوا یہ دل ناشاد الگ

مقیم تخلص منشی محمد مقیم منشی پلٹن انگریزی باشندۂ ہوگلی شاگرد مولوی وحید الدین فرز

فکر کرکسلیے تو سوچ مین بیٹھا ہے مقیم ۔ ملک ہستی سے تجھے بھی ہے مقرر جانا

ملال تخلص محمد رضا خان لکھنوی شاگرد ناسخ

اوڑھنی بیٹھی کی اوڑھی اونسے ہاتھ لائے سر ۔ سیکڑون گرنے لگین جہان بجلیان بانکا سہ

ملک تخلص بابو جگنبا تھہ پرشاد ملک رئیس کلکتہ شاگرد میر باسط علی محوی راقم اردو ستو نہیں ہین

دل یہ اک سانپ سا لہراتا ہے اوسوقت ملک ۔ زلف جانان کی صبا لے کے جو بو آتی ہے

ملول تخلص محمد یار باشندۂ بچھراؤن مقیم دلی

کسکی مژگان کی چھیڑ ہے کہ ملول ۔ دل مین کچھ خار سا کھٹکتا ہے

ممتاز تخلص سید میان باشندۂ دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

بھول کر ممتاز کس کو دل دیا — جان سے کے دشمن تجھے کیا ہوگیا

ممتاز تخلص ممتاز الدولہ مرزا محمد حسین علی خان بہادر باشندۂ لکھنؤ

شکوہ عبث ہے اونکی توجہ ادھر نہین — وہ دل نہین وہ آنکھہ نہین وہ نظر نہین

ممتاز تخلص مرزا قاسم علی خلف مرزا کاظم علی جوان مقیم کلکتہ

تمکو دیتا ہون قسم اے حاضران بزم یار — بھولے ہو کے یاد میری بھی دلایا جائیگی

ممتاز تخلص حافظ فضل دہلوی شاگرد سودا مقیم فیض آباد

ترے ہی واسطے آئے عدم سے ہم یہانتک — وگرنہ ہستی ناپایدار مین کیا تھا
ہمارے رونے سے دل کا بخار اوٹھتا ہے — کہ جیسے پانی کے چھڑکے غبار اوٹھتا ہے

ممتاز تخلص مولوی نور احمد دہلوی

زلف مہ رو مین یہ دل جب سے گرفتار ہوا — موبمو نام خدا محرم اسرار ہوا
صاف آئینہ سے ہوا روشن — منہ ہی دیکھے کی جگ مین الفت ہے

مملو تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

سرو سا قد گل سا چہرہ جب دکھایا آپ نے — قمری و بلبل کو آپس مین لڑایا آپ نے

ممنون تخلص میر نظام الدین ملقب بہ فخر الشعرا اوستاد محمد اکبر شاہ بادشاہ دہلی ولد میر قمر الدین منت مخاطب بہ ملک الشعرا وطن انکا سونی پت مولد و جاے تربیت دہلی مدتون لکھنؤ مین رہے اجمیر مین عہدۂ صدر الصدوری پر مامور تھے شعر انکے بہت خوب ہوتے ہین سنہ ۱۲۶۰ بارہ سو ساٹھہ ہجری مین دہلی مین انتقال کیا شاعر شیرین زبان ہند انکی وفات کی تاریخ ہے دیوان انکا نظر سے گزرا

گمان نہ تجھ پہ کرون کیونکہ دل چرانے کا — جھکا کے آنکھہ سبب کیا ہے مسکرانے کا
کسیکے منہ سے ملتے ہی بس تمام ہوئے — مزا ملا نہ ہمین گالیان بھی کھانے کا
یہ سینہ ہے یہ جگر ہے یہ دل ہے بسم اللہ — اگر خیال ہے تلوار آزمانے کا
کیا نہ شیفتہ کہہ کہہ کے حال دل اوسکو — اثر فسون سے نہین کچھ کم اس فسانے کا

چاندنی بار گئی اس دل زخمی کو رات
کسقدر شرح گرانباری غم لکھتے تھے
کھینے ترے سینے سے ملے دیدۂ تر رات
بخدا بندہ کو وہ ہی خط آزادی ہے
الٰہی جو وعدے ہین وفا کسطرح ہوینگے
بندہ ہون حسن صورت عشق مجاز کا
شغل شب فراق یہی تھا کہ دھیان مین
تجھے کچھ یاد ہے بہلا وہ عالم عشق نہان کا
بیتابی دل تیرے شہیدون کی کہان جائے
کہے ہے دیکھ مجھے صورت آشنا سے ہو
لے لیا بوسہ تو اوسنے دین نہ کیا کیا گالیان
گلشن اقبال تک مردون کے کب پہونچی خزان
شعلہ زن رہتا ہے سوز دل سے پہلو مین مرے
ہر پری رخسار کا رہتا ہے منہ اوسکی طرف
خاک پر آکر مرے کہنے لگا وہ پر غرور
ہجوم غمزہ و خیل کرشمہ لشکر ناز
دلمین جو جو ہے نکالین وہ ذرا بول کے خوب
کس بے ادب کو عرض ہوس ہر نگہ مین ہے
یون کرے چارۂ بیماری اغیار وہ لب
مین نثار اوس شوخ کے اپنی بلائین لے لین
مدت سے آب ہو کے بہا چشم تر کی راہ
بے چین شب وعدہ رکھے ہے خلش دل
یہ چھینٹے گرا آرزو دم فرخ

پرتو انداز یہ کسکا رخ پر نور رہا
کہ مرے نامہ نے بازو سے کبوتر توڑا
پژمردہ جو پھولون کا سحر ہار نہ پایا
نامۂ اغیار کو گرا بکی رقم ہووے گا
نہ وہان خو یاد آنے کی نہ یان شیوہ تقاضا کا
ہر آئینہ مین جلوہ ہے اوس جلوہ ساز کا
یک یک شکن گنا تری زلف دراز کا
شگاف پردہ سے کیا تھا اشارہ چشم فتان کا
کچھ کم رگ بسمل سے نہین تار کفن کا
ہزار جی سے ہون قربان اس تجاہل کا
یہان گنہ سے بھی زیادہ ہے مزا تعزیر کا
سبزہ پژمردہ کبھی دیکھا نہین شمشیر کا
جون زبان شمع ہے پیکان اوسکے تیر کا
سیکھیے آئینہ سے کوئی عمل تسخیر کا
معتقد ہون جذبۂ الفت کی مین تاثیر کا
عجب سپاہ سے ٹھہرا مقابلہ دل کا
آج اوس شوخ سے لڑ لیجیے دل کھول کے خوب
آنکھ اوسنے بزم مین نہ اوٹھائی تمام شب
یہ مرے درد کی ہوتی ہے دوا یا قسمت
آئینہ مین زلف چھوٹی اپنے منہ پر دیکھکر
ممنون کیا بیان کرون ماجرائے دل
لیجاتی ہے سو مرتبہ در تک طپش دل
جلا دہی کو تبا ہینگے ہم

اوس مرگ پہ سو جان مری صدقے کہ دم نزع
گھبرا کے کہے تو کہ بس اب دیکھیئے کیا ہو

آہ خلوت مین جو تنہا کبھی پاؤن تجھ کو
جسلیے تجھکو بنایا ہے دکھاؤن تجھ کو

جگر کے دود سے رنگین نشان آہ کیے
دل شہید کے غم مین علم سیاہ کیے

قتل کر سیماب کو اپنے کہ یہ ہے کیمیا
یعنے گر سیماب ہو کشتہ تو پھر اکسیر ہے

طالع خفتہ نہ بیدار ہوئے اپنے کبھی
گویہ نالے تو ہین سوتون کے جگانیوالے

مہربانی کے تصدق لگ کے سینے سی مرے
یون لگے کہنے کہ ممنون آرزو کچھ اور ہے

ممنون تخلص میر امانت علی عظیم آبادی شاگرد فرزند علی موزون دہلی مین واسطے تحصیل علم کے گئے تھے

اے وائے کہ تیرے لیے اس خاک نشین کو
جون باد لیے پھرتی ہے گھر گھر ہوس دل

منت تخلص میر قمر الدین مخاطب بہ ملک الشعرا مرید مولانا فخر الدین قدس سرہٗ شاگرد میر نور الدین نویدہ میر شمس الدین فقیر وطن انکا مشہد مقدس مولد سونی پت دہلی مین تربیت پائی تھی لکھنؤ مین جا کر مذہب امامیہ اختیار کیا تھا وہان سے کلکتہ مین آکر سنہ ۱۲ بارہ سو آٹھ ہجری مین فوت کی ریختہ بہت کم کہتے تھے اشعار فارسی انکے قریب ڈیڑھ لاکھ کے ہونگے

اس آنے کا کچھ ہے لطف پیارے
ہر دم جو کہو کہ جاینگے ہم

گر اوس لب جان بخش کی کچھ بات سناؤن
عیسے بھی جو کچھ پوچھے تو صلوات سناؤن

آہ اب کثرت داغ غم خوبان سے مدام
صفحۂ سینہ پر از جلوۂ طاؤسی سب ہے

ہے مری طرح جگر خون ترا مدت سے
اے حنا کسکی تجھے حسرت پابوسی ہے

منتظر تخلص نور الاسلام لکھنوی خلف شاہ فیض علی عزیز بدر علی شاہ شاگرد مصحفی شعر خوب کہتے تھے صاحب دیوان گزرے

ہر دم خیال یار جو پیش نظر رہا
ہجران مین بھی وصال ہمین بیشتر رہا

ہر وقت میان آنکھ لڑانا نہین اچھا
ہر بات مین تیور کا چڑھانا نہین اچھا

کسکی تو جستجو مین تھا خورشید
شام کا جو گیا سحر آیا

وہ دل لیکر مکر جانا کسی کا — یہ جی ہی جی مین غم کھانا کسی کا
گو پردہ فاش نالہ نے گہ آہ نے کیا — رسوا اسے خلق ہم کو تری چاہ نے کیا
کل شب وصل جو تھی کیسی مچائی تھی دہوم — بولتا آج نہین مرغ سحر آخر شب
چاہت مری دل کی آزما دیکھہ — ظالم کہین تو بھی دل لگا دیکھہ
تو عشق سے مجھے عشق ہے نہ تو چاہ کی مجھے چاہ ہے — وہ جو بات منہ سے نکالی تھی اوسیکا مجھکو نباہ ہے
تم ہو اور حسن ہے اور ناز خود آرائی ہے — ہم ہین اور عشق ہے اور کوچہ رسوائی ہے
ایکدم مجھکو در یار سے اوٹھنے نہ دیا — ناتوانی بھی مری زور توانائی ہے
تم نے کہا زبان سے اپنی جو چل موے — گزرا ہمین یقین ہے ہم آج کل موے
جاؤن کہان مین یہ بھی ہے کوئی غضب کا وقت — کہتے ہوا دہی رات کو گھر سے نکل موے
رہے منتظر منتظر یار کے — یہ دیدے نہ دیدے ہین دیدار کے

منتظر تخلص خواجہ بخش اللہ معاصر سودا باشندہ عظیم آباد

یہی ڈھب جو تیرا مرے یار ہوگا — قسم تیغ کی ایک خونخوار ہوگا

منتظر تخلص میان جان خان باشندہ کوٹلہ ڈھولک بجانے مین کمال تھا

منتظر مر نہ گیا ہاے شب ہجر مین تو — سامنے اوسکے پڑا مجھکو پشیمان ہونا

منتظر تخلص شیخ امام الدین اکبرآبادی

جس گھڑی یار گلستان کی طرف جاتا ہے — ہاتھ ہر گل کا گریبان کی طرف جاتا ہے

منتظم تخلص امتیاز الدولہ محمد باقر علی خان بہادر لکھنوی شاگرد مہدی علی خان کو شر
اندنون مٹیا برج متعلق کلکتہ مین رہتے ہین

یہی حسرت رہی اے یار ستمگر مرے یاد مجھے — تو نے بھولے سے بھی اک دن نہ کیا یاد مجھے
خاک ہوکر ترے دامن تلک آیا ہون مین — اب تو برباد نہ کر او ستم ایجاد مجھے

منتہی تخلص مرزا محمد سیتا بیگ خلف مرزا عبد القادر باشندہ لکھنو شاگرد آتش
صاحب دیوان ہین

بسمل ہو کون کونسا عاشق ہو نیم جان — زلفین ہوئی ہین یار کی ابتو کمر کمر

منجور تخلص منشی اسد اللہ معروف بہ علی جان ولد منشی حیدر علی مرحوم حیدر تخلص باشندہ چھچھڑہ متصل ہوگلی انکا مولد چھچھڑہ جاے تربیت دارالامارت کلکتہ فکر بلند و طبع ارجمند رکھتے ہین کلام انبار راقم الحروف کو دکھلاتے ہین صاحب دیوان ہین

ہین اپنی ہی زلف و رخ پہ مائل خیال اونکو ہو گیا کسی کا
بس اندنون سر چڑھا ہے شانہ نصیب جاگا ہے آرسی کا
زبان پہ تیری ہی گفتگو ہے نظر مین ہر وقت تو ہی تو ہے
نہ حور کی دل مین آرزو ہے نہ شوق رکھتے ہین ہم پری کا
مین بدگمان چرخ کینہ پرور وہ بیوفا تندخو ستمگر
نبھے گی منجور اونسے کیونکر وصال مین بھی ہے ڈر اسی کا

غیر ممکن ہے مداوا عشق کے آزار کا
منہ تکے حیرت سے عیسے بھی ترے بیمار کا
ذکر اغیار کا سن سن کے مرا دم الجھا
چین سے وصل مین بھی یار نے سونے نہ دیا
قتل ہو کر آج مین چھوٹا عذاب ہجر سے
خون ناحق کا مری گردن پہ احسان ہو گیا
لائیگا کہان سے کوئی پتھر کا کلیجہ
صدمہ نہ اوٹھیگا شب ہجران کا
شرما کے منہ چھپاتے ہین کس ادا سے آج ہی
کرتے ہین ہم جو صبح کو ذکر اونسے رات کا
کیا ہوا حضرت منجور کہو خیر ہے کچھ
نام سنتے ہی جو روتے ہو شکیبائی کا
بزم اغیار مین جاگے ہو مقرر شب کو
شمع رو آج نظر آتا ہے چہرہ اوترا
فسانہ اشنیے رونے کا بتون مین مشتہر ہوگا
بنے گا گوہر گوش صنم ہر قطرہ آنسو کا
آلائش جہان سے رہین پاک سر بلند
آلودہ ہو نہ گرد سے دامن سحاب کا
کب راستی سے ہووے نہ بیک وضع آشنا
سیدہا نہ ہو سکے کبھی ساغر حباب کا
بتون سے کر نہین سکتا کبھی گلہ دل کا
عجب طرح کا ہے نازک معاملہ دل کا
آٹھون حاصل ہین ہواے برشکالی مین مجھے
باغ مطرب شیشہ ساقی خم سبو ساغر شراب
جام سے پیتے ہی زاہد کیون نہ بہکے میکشو
مست کر دیتی ہے کم ظرفون کو چلو بھر شراب
چشم نرگس خط ہے سبزہ قد شجر گل روے دوست
لب ہے برگ گل دہن غنچہ ہے [illegible]ل ہی دوست

وہ کھلے بالون مری نعش کے ہمراہ ہوے
بعد مرنے کے کھلا نالۂ شبگیر کا پیچ

ہزار شوق رہائی نثار پابندی
ہزار حسرت پرواز ہے فدای قفس

دیا مستی مین بوسہ تو کہا
ہوش مین آؤ یہ کیسا اختلاط

کون کہتا ہے غم عاشق نہین معشوق کو
مرگ پروانہ پہ سر دہنتی ہے بیتابانہ شمع

نالۂ بلبل کو شاید بے اثر سمجھے ہین آپ
دیکھیے چلکر ذرا گل کے گریبان کی طرف

حلق منحور پہ رک رک کی نہ چل غمزے سے
اتنی اٹھکھیلیان اے خنجر بران کب تک

خالی نہین ہے عشق سے دنیا مین کوی شے
لازم ہے آدمی کو کسی سے لگاے دل

ضعف سے جوش جنون مین بھی ہین بیکار قدم
بیٹھ جاتا ہون جو چلتا ہون کبھی چار قدم

تا بکے جامہ دری دشت نوردی کب تک
تھک گئے ہاتھ بس اب ہوگئے بیکار قدم

زاہدون مین زاہد اور میخوارون مین ہون
غافلون مین غافل اور ہشیارون مین ہون

اگر یونہین رہا جوش سرشک دیدۂ نم
حباب آسا ہے گا گنبد افلاک پانی مین

توبہ سے توبہ کرتے ہین انسان اس جگہ
دیر مغان ہے شیخ یہ بیت الحرم نہین

چڑھا خنجر بکف منحور جب وہ ترک سینے پر
سراسر کھینچ گئی تصویر اوسکی چشم حیران مین

رندون کی خوش گزرتی ہی بزم شراب مین
مرتا ہے شیخ خدشۂ روز حساب مین

طرب کے سامان بہم ہین یکسر ہے بزم بزم فلک سے بڑھکر
دماغ اپنا ہے آسمان پر وہ ماہ پیکر جو ہے بغل مین

ہوئی ہے مہر و فا سے خلقت سرشت مین اپنی ہے محبت
بھری ہے سر مین ہواے الفت ہے آتش عشق آب و گل مین

ہے دل صافی کو اپنی اوسکے عارض کا خیال
آئینہ کا ہو گیا ہے عاشق زار آئینہ

یہ صفائی رخ سے حیران ہی تو وہ زانوسی ہے
آئینہ بھی بنگیا تصویر پشت آئینہ

ساقیا رعد کی آواز کہان آتی ہے
میکشی کے لیے کرتی ہے تقاضا بدلی

پیش حق ہو نہ کسی طور سے باطل کو فروغ
لاکھ پوجے کوئی پر بت بھی خدا ہوتا ہے

کرم ہے ساقی رحمت کا مستونکی بن آئی ہے
چمن مین کیا ہے متوالی گھٹا ہر سمت چھائی ہے

یاد رخ پر نور نے پھونکا مرے دل کو
کعبہ مین بھی لو آگ لگی شمع حرم سے

کیا لال لال نشہ کے ڈورے ہین ہاے ہاے
آنکھون مین صاف ڈھنگ ہین صبح بہار کے

باندھو عبث نہ قتل پہ منحور کے کمر
کیا ہاتھ آئے گا کہو عاشق کو مار کے

خلخال یار کہتی ہے عاشق جو ہو کوئی
پامال کیجیے خاک مین اوسکو ملائیے

ابھی باندھے گا ہاتھون ہاتھ وہ شوخ
نہین یہ شوخیان اچھی حنا کی

ہوا وہ بت نہ ہرگز رام اپنا
خدا سے مین نے کیا کیا التجا کی

جنون شور افزا ہوا چاہتا ہے
پھر اک حشر برپا ہوا چاہتا ہے

منتظر باران رحمت کے ہر اک میخوار ہین
مانگ اے زاہد دعا بہر خدا برسات کی

فراق یار جانی مین یہ ضعف و ناتوانی ہے
لبون تک جان زار آئی تو وہ بھی لاکھ مشکل سے

ہمارے ساتھ جب اوس شعر و کی گرمیان دیکھین
رقیب روسیہ جل جل کے نکلے شب کو محفل سے

ضبط سے کچھ نہ بن پڑا صبر ذرا نہ ہو سکا
پھر مجھے جان مضطرب اوسکی گلی مین لیچلی

مجھ سے پڑھواے وہ خط غیر کا ای وای نصیب
یہ بھی تھا اپنے مقدر کا نوشتا کوئی

ذکر کرتا ہے اگر میری وفا کا کوئی
شرم سے سر کو جھکا لیتا ہے کیسا کوئی

بیٹھو بیٹھو اجی بس نام نہ لو جانے کا
آج سنتا ہے کہان وعدۂ فردا کوئی

بزم رندان مین عجب عیش و طرب کا جوش ہے
عرش اعلی تک زمین سے شور نوشا نوش ہے

فصل گل مین بادۂ گلرنگ سے انکار کیا
زاہدا توبہ سے توبہ کر تجھے کچھ ہوش ہے

منشی تخلص میر محمد حسین خوشنویس خلف سید ابو الحسن عرف [illegible] خوشنویس وطن انکا ایران مولد دہلی مدت تک لکھنؤ مین مرزا اسلیمان شکوہ کی سرکار مین متعلق تھے

نہ پوچھو اوس پری کے حسن کا عالم وہ آفت ہے
بلا شوخی غضب [illegible] قیامت ہے

ترے جیسے دیر سے مطلب نہ اثبات حرم کھینچے
بتنگ آیا [illegible]

منشی تخلص غلام احمد شاگرد مرزا مظہر باشندہ دادری متعلقہ [illegible] تخلص کرتے تھے شعر فارسی اچھا کہتے تھے

جز الیتا ہے نقد حسن کو آئینہ آنکھون مین
خدا اسکے واسطے [illegible]

منشی تخلص مولچند کابیتھہ دہلوی شاگرد نصیر دہلوی ۱۸۳۲ء اٹھارہ سو بتیس عیسوی مین انتقال کیا انکا شاہنامہ اردو نظم نظر سے گزرا

دوچار آئینہ ہر دم وہ رشک ماہ ہوا	پر اک نگاہ سے شرمندہ مین نگاہ ہوا
کبھی نہ یہان سے ہون آزاد اس ہوس مین مین	تمھارے پاس تو ہین گرچہ ہم قفس مین ہین
چشم ہے قہر بلا زلف قیامت قامت	اسلیے لوگ تمھین آفت جان کہتے ہین
خواہش نہین کہ ہاتھ مرے سیم و زر لگے	یہ آرزو ہے سینے سے وہ سیمبر لگے
زخم ہنستا ہے تیرے بسمل کا	کہ تری تیغ کارگر نہ ہوئی

منشی تخلص عجائب۔ اسے مقیم مرشدآباد شاگرد شاہ قدرت اللہ خان قدرت

تیرے دل سے گرہ کینہ کو وہ جب کھولے	غوطہ جب مار سکے آب گہر مین ناخن

منصف تخلص مرزا احمد بخش بہادر دہلوی خلف مرزا خجستہ بخت بہادر شاگرد حافظ عبدالرحمن خان احسان

نرکھ یاد زلف سیہ فام اے دل	یہ لادینگی سر پر بلا یاد رکھنا
ہمیشہ تو باتین بناتا ہے مجھسے	یہ باتین تو اے بیوفا یاد رکھنا

منصف تخلص منصف علیخان عظیم آبادی مقیم دہلی قوم افغان شاگرد نظام خان معجز فارسی مین مہارت تام رکھتے تھے

گر عشق ترا یہ ہے تو پھر دست جنون سے	داماں رہیگا نہ گریبان رہیگا
خیال جائے ترا کیونکہ میرے سینے سے	جدا ہوا ہے کہین نقش بھی نگینے سے
مکھڑا ترا خورشید ہے اور ابر سیہ زلف	ہین اختر تابندہ ترے کان کے موتی

منظور تخلص منشی آفرین الدین خان خلف منشی تحسین الدین خان مرحوم تحسین تخلص داروغہ ضلع راجشاہی باشندہ موضع جوت پرتاب متعلق ضلع مالدہ شاگرد راقم الحروف طبیعت انکی فن شعر سے نہایت مناسبت رکھتی ہے

اودھر اسے خط [illegible] سے کھولکر دیکھا جو نام اپنا	[illegible]
خدا جانے کیا ہے قتل کسکو آج کا ذنے	[illegible] آیا خرق خون [illegible]

سکۂ داغ جنون سے دل تو مالا مال ہے
درہم شمس و قمر آگے مرے کیا مال ہے

ہر بن مو سانپ کی بانبی ہے یا زلف مین
ہے زبان مار جو تن پر ہمارے بال ہے

آہوے چشم بتان کو جو پھنسا لیتا ہے صاف
جوہر آئینہ اے منظور طرفہ جال ہے

غم ہجر بتان کا ابتو صدمہ اوٹھ نہین سکتا
الٰہی باز آیا اسطرح کی زندگانی سے

منظور تخلص بابو خان دستار بند ولد شاگرخان صوبہ دار پلٹن انگریزی باشندۂ کانپور شاگرد مولوی فرد

مصنوع خلق اور خدا ساز اور ہے
کب آے بوے غنچۂ تصویر ناک مین

منظور تخلص سید وزیر علی خلف مولوی امیر علی باشندۂ پھانی ہمشیرزادہ و شاگرد مقصود عالم مقصود

کف پا کور ہین یہ الفتین صحرا نوردی سے
بنا مژگان چشم آبلہ کانٹا بیابان کا

منعم تخلص ملنہ لال قوم کایتھ شاگرد پنڈت نراین داس ضمیر باشندۂ دہلی

ہوا جسدم خرامان وہ پری پیکر گلستان مین
ہر اک گل آنکھ نیچے کر رہا تھا جو چمن مین تھا

منعم تخلص منشی موہن لال شاگرد نصیر دہلوی بیشتر فارسی کہتے تھے

نہین آیا ہے ولا آج قد یار نظر
کچھ قیامت کے سے آتے ہین جو آثار نظر

منعم تخلص مولوی شیر علی شاگرد حضرت مرزا مظہر جان جانان چونکہ سبحانی طوایف پر عاشق تھے بیشتر اوسکے نام کو غزل مین مندرج کرتے تھے

کیون نہ ہو عالم مین اوسکی آبرو
جا لگا موتی تمھارے کان سے

منعم تخلص قاضی نور الحق قاضی بریلی اشعار فارسی نہایت مرغوب کہتے تھے

وہ نوک مژہ جب سے مرے دل مین گڑی ہے
ایسی تو کھٹکتی ہے کہ جینے کی پڑی ہے

منور تخلص منشی منور حسین ساکن ترچھناپلی

وہ کاکل اس دل پر داغ سے ہین یون بیکل
کہ جیسے مور کو دیکھ آئین اضطراب مین سانپ

جو بال اوسنے نہانے کو کھولے دریا مین
ہزارون لگ گئے لہرانے موج آب مین سانپ

منور تخلص میر منور علی

اب یہ عالم ہے نا توانی کا	عیش جاتا رہا جوانی کا

منیر تخلص میر نظام الدین خلف شاہ شبیر علی

یون تو خط اوسکو مین اے پیک صبا لکھونگا	لیکن احوال جدائی کا جدا لکھونگا

منیر تخلص میر آفتاب صیقل گر شاگرد حاتم

آبلے پڑتے ہین جس جا کہ گرے ہے قطرہ	ہے مرے اشک کے پانی مین اثر آتش کا

منیر تخلص خواجہ آفتاب خان شاگرد رنگین

یار کا کچھ وصف خط کر نہ سکے گا رقم	کیسا ہی گو آپ کو آپ ترا ستے قلم
جی چاہتا ہے زلف کا تیری بیان کرین	کنگھی کا دانت توڑکے اپنی زبان کرین

منیر تخلص وجیہ الدین دہلوی خلف شاہ نصیر دہلوی عین جوانی مین انتقال کیا

جی جلا بوسے یہ یہان ہمسے طلبگارون کا	اوڑ گیا رنگ وہان یار کے رخسارون کا
فرہاد سے کہتی تہی تیشہ کی زبان ہردم	مغموم نہ ہو نادان سنگ آمد وسخت آمد
اس باغ جہان مین کبھی پھولے نہ پہلے ہم	جون نخل چنار اپنی ہی آتش مین جلے ہم
اے عزیز و ذقن یار سے کیا چاہتے ہو	چاہ مین دیدۂ و دانستہ گرا چاہتے ہو
بنا سرمہ کا دنبالہ قریب چشم گلرو ہے	زبان باہر نکالے حسن کی گرمی تنی آہو ہے

منیر تخلص سید اسمعیل حسین ولد منشی احمد حسین شنکر شکوہ آبادی شاگرد رشک باشندۂ لکھنؤ صاحب دو دیوان و رسالہ سراج منیر ہین انسے الہ آباد مین ملاقات ہوئی تہی

ہم حسینونکی بہوون پر رکھتے ہین پائے نگاہ	روندتے ہین سبزۂ شمشیر ابروپا ؤن سے
ماہ ون مین بھی وعدہ کبھی پورا نہین کرتے	باتون مین جہلاتے ہین وہ اچھا نہین کرتے
کب دل مرا تقریر سے کہٹا نہین کرتے	تم اپنی ترشروئی سے جو کا نہین کرتے
گرمی میں جلانے کے لئے دیتے ہین جھڑکے	خس خانہ مین بھی دل مرا ٹھنڈا نہین کرتے
بھاری ہے بہت اوسکی نزاکت کو نہالی	کب بوجھ سے کرتی کے وہ لکھا نہین اب تک
میرہ ہنسا ہوں اورکسی کو خدا کی شان	چپ رہیئے بس یہ آپ کی کہنے کی بات ہے

مولوی

مواج تخلص منشی عبدالرحمن نائب محافظ دفتر دیوانی ہائیکورٹ کلکتہ خلف منشی غلام حسین مرحوم باشندۂ کلکتہ شاگرد راقم شعر اچھا کہتے ہین

رہتا ہے تصور جو تری جلوہ گری کا	ہے موج ہوا پر بھی گمان بال پری کا
ہشیار رہو غفلت مین نہ یون عمر کو کاٹو	چارہ کرو مواج کچھ اس بیخبری کا
خاک ہو عیسی مریم سے مرے دل کا علاج	یہ مرض وہ ہے کہ جسکا نہین درمان پیدا
سو ٹکڑے اگر دل ہے تو سینہ مرا صد چاک	احوال نہ کچھ پوچھیے مجھ خستہ جگر کا
بھیجون خبر مین یار کو ٹیلیگراف مین	معلوم تاکہ ہو اوسے حال اضطراب کا
جو کہ روشن دل ہین اونکو خوف سوائی کہان	سر کھلے رہتی ہے ہر دم بر سر بازار شمع
لب بلب ہونے سے رندونکے ہی کیون جین بجبین	دختر رز ہے یہ واعظ کی تو ہمشیر نہین
اپنے داغ دل سوزان سے جو دیتا تشبیہ	ماہ مین گرمی خورشید قیامت ہوتی
کیا ہوئی اوس سے خطا اور کونسی تقصیر	تم گران خاطر ہوئے ہو عاشق دلگیر سے

موج تخلص خدا بخش قوال اکبرآبادی اپنے فن مین اچھا دخل رکھتا تھا بیشتر دلی مین رہتا تھا لکھنؤ مین جاکر فوت کی

لاکھون کٹوا دیے سر آن مین ہنستے ہنستے	اے مری جان کوئی تو تو تماشا نکلا

موج تخلص میر کاظم حسین ولد میر حسین علی لکھنوی شاگرد رشک

شب فراق مین جب دیکھتا ہون چاند کو مین	تڑپنے لگتا ہون یاد آتے ہین تمھاری گال
نہ کسطرح سے کہون آسمان حسن تجھے	جکو رخ مین تو ہین چاند تیرے پیاری گال
وہ نہانے کو جو آیا لب دریا اے موج	بنگیا بحر حبابون سے سراسر آنکھین

موجد تخلص شیخ قادر علی ولد شیخ چراغ علی لکھنوی شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان گزرے

آگیا جو یاد کوچہ اک بت خود کام کا	نکلے ہم کعبہ سے جامہ پھاڑ کر احرام کا
نوجوانی مین ہی جھک کر ملتے ہین پیر فلک کی طرح	ہمکو رہتا ہے خیال آغاز مین انجام کا
بام گردون پھاند جائے فکر عالی تو تبھی	ڈھونڈ لاؤن عرش سے مضمون تمھاری بام کا

پرتو جو پڑ جاوے یار کا پڑ جاوے آب مین	پتلی ہو عکس خال کا چشم حباب مین
مسی وہ ملتے ہین بوسہ ہے بے محل لگا	سیاہ کار ہوئے لب گنہگار زبان
لپٹنگے آستین کیطرح اپنے ہاتھ بہی	ہتے اگر چڑھینگے وہ پیاری کلائیان
گھل گیا ہون کیا فراق یار مین ناتوان	تھا گلے مین آگیا ہے اب گریبان پاؤن مین
کسطرح کہیے ترا برگ گل تر لب ہے	سخت باتون سے یقین ہوتا ہی پتھر لب ہے
قطرے چھٹک کے گرتے ہین جام شراب سے	ساقی ستارے ٹوٹتے ہین آفتاب سے

موجی تخلص موجی رام لکھنوی خلف دیوان چھتر پت ملازم بہار۔الدولہ نواب حسین علیخان شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

جاؤنگا تیشہ لیکے سوے بیستون اگر	ٹھہرینگے سامنے مرے کب کوہکن کے پاؤن

موزون تخلص میر نواب لکھنوی خلف میر بندہ علی شاگرد مظفر علی اسیر صاحب دیوان ہین

کسکی سنتا ہے وہ بت اور ہی نقشا ٹھہرا	لیک پتھر کی اور سی غیر کا ٹھہرا
پائے صنم ہے اور ہمار اسیر نیاز	لکھا ہے جو مٹے گا وہ لوح جبین سے کب
نے مدد ملتے نہین بے چوب چل سکتے نہین	ڈھونڈھتے پیری مین ہین کیا کیا سہارے ہاتھ پاؤن
جام ہے ہر گل صراحی غنچہ ساقی ہے بہار	نکہت گل ہے شراب روح پرور باغ مین
مجھ تیرہ روزگار سے اے زلف مت الجھ	دیکھین ہین ظلمتین شب فرقت کی آنکھ سے

موزون تخلص میر فرزند علی باشندۂ ساسانہ شاگرد شمس الدین فقیر ہر دو زبان مین شعر کہتے تھے دہلی و لکھنؤ کی سیر کی تہی سنہ ۱۲۳۹ بارہ سو انتیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

شمع ہر بزم نہ ہونا ہر گز	دل جلونکا بھی کہا کیجیے گا
جب رہتے رہتے آن پڑی اپنی جان پر	تو بھی نہ لاے ہم ترا شکوہ زبان پر
اپنے کوچہ کو خار بست کیا	یہ نہ جانا برہنہ پا ہین ہم
نرگس کا پھول بھیجا ہے نامہ مین یار کو	معلوم تا کرے وہ مرے انتظار کو

پھول جھڑتے ہین ترے منہ سے مری آنکھوں سے — حسن اور عشق مین کیا خوب گل افشانی ہے
وابستہ محبت تھے پیمان کی درستی پر — دل ٹوٹ گیا میرا تم عہد شکن نکلے

موزون تخلص مہاراجہ رام نراین عظیم آبادی نائب صوبۂ عظیم آباد شاگرد شیخ علی حزین نواب قاسم خان کے عہد مین بسبب صادر ہونے کسی تقصیر کے اپنے عہدے سے معزول ہوکر گنگا مین ڈوبائے گئے بیشتر فارسی کہتے تھے

ابر ہوگا تو خجالت سیتی پانی پانی — مت مقابل ہو مرے دیدۂ خونبار کے ساتھ

موزون تخلص شاہزادہ محمد قادر بخش دہلوی شاگرد عبدالرحمن خان احسان و مرزا قادر بخش صابر

ہے لاغری سے صورت مو مبتلائے زلف — یارب کوئی نہ ہووے اسیر بلائے زلف
خموش ہوگئے بھی گویا کہ ہم نہین خاموش — یہ دل بغل مین ہے موجود گفتگو کے لیے

موزون تخلص چھتر سنگھ کایتھ دہلوی نبیرۂ مادھورام صاحب انشای مادھورام

بیت ابرو کو تری دیکھ کے ای مطلع حسن — جو ترے کوچہ سے نکلا سو غزلخوان نکلا

مومن تخلص حکیم محمد مومن خان مرحوم ولد حکیم غلام نبی خان مغفور دہلوی ایک یادو غزل مین نصیر دہلوی سے اصلاح لی تھی اصلاح لکیندلہ آئی سنہ ۱۲۶۸ بارہ سو اڑسٹھ ہجری مین قضا کی ماتم مومن خان انکی وفات کی تاریخ ہے علم تنجیم و طب مین خوب دخل رکھتے تھے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اشعار انکے پرمضمون و شیرین و عاشقانہ و نمکین ہوتے ہین راقم کے زعم مین اس مزے کی طبیعت کا کوئی شاعر ریختہ گویون مین گزرا انہین کلیات انکا نظر سے گزرا

غضب سے تیرے ڈرتا ہون رضا کی تیری خواہش ہے — نہ مین بیزار دوزخ سے نہ مین مشتاق جنت کا
اوس نقش پا کے سجدے نے کیا کیا ذلیل — مین کوچۂ رقیب مین بھی سر کے بل گیا
نہ جاؤنگا کبھی جنت مین مین نہ جاؤنگا — اگر نہ ہووے گا نقشہ تمہارے گھر کا سا
یہ ناتوان ہون کہ ہدن اور نظر نہین آتا — مرا بھی حال ہوا تیری ہی کمر کا سا
اوسنے بدخو کا کرم بھی ستم جان ہو گا — مین تو مین غیر بھی دل دے کے پشیمان ہوگا

کیا سُنا تے ہو کہ ہے ہجر مین جینا مشکل
درد ہے جان کے عوض ہر رگ و پی مین ساری
بات کرنے مین رقیبون سے ابھی لوٹ گیا
دیدۂ حیران نے تماشا کیا
مر گئے اوسکے لبِ جانبخش پر
خدا کی یاد دلاتے تہے نزع مین احباب
دیت مین روز جزا لے رہینگے قاتل کو
ذکر بتان سے پہلے سے نفرت نہین ہی
وصل کی شب شام سے مین سو گیا
ہاے صنم ہاے صنم لب پہ کیون
کچھ سنکے جو مین چپ ہون تو تم کہتے ہو بولو
تیرے پردہ نے کی یہ پردہ دری
نہ مانونگا نصیحت پر نہ سنتا مین تو کیا کرتا
مرے کوچے مین عدو مضطر و ناشاد رہا
عرض ایمان سے صنداوس غارتگر دین کو بڑی
کیا تم نے قتل جہان اک نظر مین
طواف کعبہ کا خوگر ہے دیکھو صدقے ہونے دو
کیا جی لگا ہے تذکرۂ یار مین عبث
کیا مرتے دم کے لطف مین پنہان ستم نہ تھا
موت کے صدقے کہ وہ بے پردہ آئے لاش پر
واعظ بتون کو خلد مین لیجائینگے کہین
کسدن تہی اوسکے دل مین محبت جواب نہین
زخم تو بھی مرہم زخم کہن ہے چارہ گر

تم سے بیرحم پہ مرنے سے تو آسان ہوگا
چارہ گر ہم نہین ہونے کے جو درمان ہوگا
دل بہی شاید اوسی بد عہد کا پیمان ہوگا
دیر تلک وہ مجھے دیکھا کیا
ہم نے علاج آپ ہی اپنا کیا
ہزار شکر کہ اسدم وہ بدگمان نہ ہوا
ہمارا جان کے جانے مین بہی زیان نہ ہوا
کچھ اب تو کفر مومن دیندار کم ہوا
جاگنا ہجران کا بلا ہو گیا
خیر ہے مومن تمہین کیا ہو گیا
سمجھو تو یہ تھوڑا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
تیرے چھپتے ہی کچھ چھپا نہ رہا
کہ پھر پھر بات مین ناصح تمہارا نام لیتا تھا
شب خدا جانے کہان وہ ستم ایجاد رہا
تجھ سے اے مومن خدا سمجھے یہ تو نے کیا کیا
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا
بتو سمجھو ذرا مومن ہی مومن یون نہ ٹھہریگا
ناصح سے مجھکو آج تلک اجتناب تھا
وہ دیکھتے تھے سانس کو اور مجھ مین دم نہ تھا
جو نہ دیکھا تھا تماشا عمر بھر دکھلا دیا
ہے وعدہ کافرون سے عذاب الیم کا
سچ ہے کہ تو عدو سے خفا بے سبب ہوا
بند تیر یار سے سینہ کا روزن ہوگیا

راز نہان زبان اغیار تک نہ پہونچا — کیا ایک بھی ہمارا خطِ یار تک نہ پہونچا
اللہ ری ناتوانی جب شدت قلق مین — بالین سے سر اوٹھایا دیوار تک نہ پہونچا
مرگ سے تھی زندگی کی آس سو جاتی رہی — کیون بری حالت نہ ہووے غیر اچھا ہوگیا
شوخ کہتا ہے بے حیا جا نا — دیکھو دشمن نے تمکو کیا جل نا
میرا گلا ہنسی سے یونہین گھونٹتے تھے وہ — کیا سوچکر رقیب خوش آیا خفا گیا
وہ ہی خالی تو یہ خالی وہ بھرے تو یہ بھرے — کاسۂ عمر عدو حلقۂ آغوش ہوا
فرماتے ہین وصال ہے انجام کار عشق — کیا ناصح شفیق نے مژدہ سنا دیا
بیوفا کہنے کی شکایت ہے — تو بھی وعدہ وفا نہین ہوتا
روز کا بگاڑ آخر جان پر بنا دیگا — اونکو شوق آرایش دل ہے بدگمان اپنا
دیر و کعبہ یکسان ہے عاشقون کو ای مومن — ہو رہے وہین کے ہم جی لگا جہان اپنا
ہم جان فدا کرتے گر وعدہ وفا ہوتا — مرنا ہی مقدر تھا وہ آتے تو کیا ہوتا
گرگئے وہ خواب سے اوٹھ غیر کے گھر آخر شب — اپنے نالے نے جگایا یہ اثر آخر شب
وہ دن گئے کہ لاف وگزاف جہاد تھا — مومن ہلاک خنجر نار تتار ہے اب
تھا وصل مین بھی فکر جدائی تمام شب — وہ آئے تو بھی نیند نہ آئی تمام شب
مومن مین اپنے نالون کے صدقے کہ کہتے ہین — اونکو بھی آج نیند نہ آئی تمام شب
جذب دل نے غیر کے بھی کیا کہین تاثیر کی — آج کیون آئے ہوئے ہر کام پر کہتی ہین آپ
اوڑ گیا چرخ پر غبار اپنا — ہوگئی خاک خاکساری آج
خورشید رشک غیر کی بھی ہم کو ہوگئی — اب اور کچہ نکالیے آزار کی طرح
ہم یہان سورۂ اخلاص کا پڑھتے ہین عمل — اور بڑھتا ہے وہان غیر سے اوسکا اخلاص
کہنا پڑا درست کہ اتنا رہے لحاظ — ہرچند وصل غیر کا انکار ہے غلط
کرتے ہین مجھسے دعوی الفت وہ کیا کرین — کیونکہ کہین مقولۂ اغیار ہے غلط
وہم فغان غیر نے سینہ جلا دیا — آتش لگی تھی کوچۂ دلدار کی طرف
وصل مین احتمال شادی مرگ — چارہ گر درد بے دوا ہے عشق

مجھ پہ عاشق نہین ہے کچھ ظالم
غم و غصہ سے ہے خلقت مری جون طفل شکر
لگائی آہ نے غیرون کے گھر آگ
گر ترے کوچہ کو دی کعبہ سے نسبت کیا گناہ
وصل بتان کے دن تو نہین یہ کہ ہو وبال
ٹھانی تھی دل مین اب نہ ملینگے کسی سے ہم
تجھسے نہ ہو تو تم اسے کیا کہتے ہین بھلا
اوس کو مین جا مر سکیگے مدد اے ہجوم شوق
گر ہے دل غیر نقش تسخیر
کمان کھینچی ہے وہ اور ہم خجالت سخت جانی سے
اب کوئی کیا کرے علاج افسوس
آب و ہوائے ملک محبت راس نہین ہے ہمکو تو
کیا کسی بت کو دل مین جگہ کی کوئی ٹھکانا اور ملا
کیا پڑی رہتی ہے اسے پردہ نشین جون بیمار
دعوی حسن جہانسوز اس قدر
مومن انکا تو نہ تھا ملنے مین آخر اختیار
کچھ نہین نظر آتا آنکھ لگتے ہی ناصح
نہ ہے دوستی تو جانب دشمن نہ دیکھنا
مومن کو سچ ہے دولت دنیا و دین نصیب
تا نہ پڑے خلل کہین آپ کے خواب ناز مین
خسرو و عیش وصل یار جانکنی اور کوہکن
منظور ہو تو وصل سے بہتر ستم نہین
بے التفاتیان جو عدو سے سنی نہ تھین

صبر آخر کرے وفا کب تک
نہین کرنے کی وفا عمر جوان ہونے تک
ہوئی کیا کیا وہ اتنی بات پر آگ
مومن آخر تھے کبھی ہم دشمن اسلام ہم
مومن نماز قصر کرین کیون سفر مین ہم
پھر کیا کرین کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم
انصاف کیجے پوچھتے ہین آپ ہی سے ہم
آج اور زور کرتے ہین بیتابی سے ہم
تو تیرے لیے جلا ئینگے ہم
وہ دل توڑے ہے اپنا اور اوسکی تیر اک ہم
موت نے بھی دیا جواب ہمین
ہوتی ہین لاغر اور زیادہ جتنا ہم غم کھاتی ہین
حضرت مومن اب تمھین کچھ ہم مسجد مین کم پاتی ہین
بد دعائین تری چلون کو جو ہم دیتے ہین
پھر کھو گئے تم مین ہر جائی نہین
یہ شکایت بھی غذا سے ہے تو پھر کیا ہمین
گر نہین یقین حضرت آپ بھی لگا دیکھین
جادو بھرا ہوا ہے تمھاری نگاہ مین
شب بتکدہ مین گزرے ہے دن خانقاہ مین
ہم نہین چاہتے کمی اپنی شب دراز مین
اپنا جگر تو خون ہوا عشق کے امتیاز مین
اتنا رہا ہون دور کہ ہجران کا غم نہین
ہم جانتے تھے وصل مین رنج و الم نہین

عاشق کشی ہے شیوہ اگر بوالہوس سہی
دامن قاتل کو وقت قتل کیونکر چھوڑتا
گر یقینی وہان دعا ہوتی ہے اے مومن قبول
آبرو رہ گئی مرنے کی کہ روتے تو ہین وہ
وہ ہے بغل مین تو بھی تو ہیہات نیند اوڑ گئی
ان نالہاے شب کا اثر صبح دیکھیو
کشتۂ غیرت تری پانی پچوانے سے ہے غیر
دکھاتے تم اپنے سہا و مجھ مین جان نہین
ہین غیر مرے نکلنے سے خوش
اس نام سے صدقے جسکی دولت
جز نقد جان ہین مرے دشمن تو اور بھی
کیسے گلے رقیب کے کیا طعن اقربا
لگ جاے شاید آنکھ کوئی دم شب فراق
چرخ و زمین مین تو یہ کا ملتا نہین سراغ
دونون کا ایک حال ہے یہ مدعا ہو کاش
خار بستر ہے شب ہجر بچھاؤن کیونکر
دے دیا کیجیے بوسہ طلب اول ہے
سرمہ گین آنکھ سے تم نامہ لگاتے کیون ہو
یاد دلوا دی تپش نے تیری شوخی وصل کی
مجلس مین مرے ذکر کے آتے ہی اوٹھے وہ
ہون خانمان خراب ستم سے زیادہ تر
وہ جو ہم مین تم مین قرار تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
ہوئے اتفاق سے گر بہم تو وفا جتانے کو دم بدم

آخر کچھ اپنی جان کے دشمن تو ہم نہین
بیکسی نے شے جان تھی اپنی کفن کے فکر مین
جائینگے کعبہ بھی طفل برہمن کی فکر مین
اشک شادی ہی سہی گو چشم کو نم کرتے ہین
یہ سوچ ہے گیا نہ ہوا عدا کی خواب مین
آیا خلل گر اوس ستم آرا کے خواب مین
مرتے دم پاتا ہون ذوق خون دشمن آب مین
کھو گئے پھر بھی کہ مین سمجھا بد گمان نہین
گویا کہ مین انکا مدعا ہون
مومن رہون اور بتون کو چاہون
لیکن بڑے غضب بھی دو تین چار ہین
تیرا ہی جی بچا ہے تو باتین ہزار ہین
ناصح ہے کونے آو گر افسانہ خوان نہین
ہنگامۂ بہار و ہجوم سحاب مین
وہ ہی خط اوسنے بھیجدیا کیون جواب مین
دل مین تو ہے وہ گل اندام اگر بر مین نہین
سچ کہا تم نے مزا حرف مگر بر مین نہین
خاک مین نام کو دشمن کو ملاتے کیون ہو
مر گئے ہم دیکھکر چین ہاے بستر رات کو
بدنامی عشاق کا اعزاز تو دیکھو
ایسا نہو کہ اب بھی تری دل مین گھر نہو
وہ ہی یعنی وعدہ نباہ کا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
گلۂ ملامت اقربا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم مین تم مین بھی چاہ تھی کبھی ہم سے تم سے بھی راہ تھی
وہ بگڑنا وصل کی رات کا وہ نہ ماننا کسی بات کا
جسے آپ کہتے تھے آشنا جسے آپ کہتے تھے باوفا
ایسی ادا سے بوسہ دو لب کا کہ شادی مرگ ہون
دنرات فکر جور مین یون رنج اوٹھانا کب تلک
مومن تم اور عشق بتان اے پیر و مرشد خیر ہے
گو آپ نے جواب برا ہی دیا ولے
ہم سمجھتے ہین آزمانے کو
یہ جامہ پارہ پارہ تڑپنے سے ہو گیا
شب غم کا بیان کیا کیجئے
مانگا کرینگے اب سے دعا ہجر یار کی
مین کینے سے بھی خوش ہون کہ سب یہ تو کہتے ہین
اللہ رے گمرہی بت و بتخانہ چھوڑ کر
چاہا کرے دل لاکھ نہ بولونگا جو ہمدم
مومن نہ سہی بوسۂ پا سجدہ کرینگے
سمجھ کے اور ہے کچھ مرحلا مین اے ناصح
باندھو اب چارہ گرو چلے کہ وہ بھی شاید
کر علاج جوشش وحشت چارہ گر
گر دعا کرتا ہون مومن وصل کی
پونچھے آنسو وارثون کے کیا کرون اب بیکسی
خاک مین ملجائے یا رب بیکسی کی آبرو
اب تو مرنا بھی مشکل ہے ترے بیمار کو
تاب نظارہ نہین آئینہ کیا دیکھنے دون

کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ نہین نہین کی ہر آن ادا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
مین وہی ہون مومن مبتلا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
جور و ستم کا میری جان لطف و کرم سے کام لو
مین بھی ذرا آرام لون تم بھی ذرا آرام لو
یہ ذکر اور منہ آپ کا صاحب خدا کا نام لو
مجھسے بیان نہ کیجیے عدو کے پیام کو
عذر کچھ چاہیے ستانے کو
صبح شب فراق ہے تو بدگمان نہ ہو
ہے بڑی بات اور چھوٹا منہ
آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ
اوس فتنہ گر کو لاگ ہے اس مبتلا کے ساتھ
مومن چلا ہے کعبے کو اک پارسا کے ساتھ
وہ میرے منانے کو رقیبون سے خفا ہے
وہ بت جو ہے اور ونکا تو اپنا بھی خدا ہے
کہا جو تو نے نہین جان جائیگی آنے کی
وصل دشمن کے لیے سو سے مزا آجائے
لادے اک جنگل مجھے بازار سے
ہاتھ باندھے ہے وہ بت زنار سے
داغ میرے خون کا دامن سے چھوٹا جائے ہے
غیر میری نعش کے ہمراہ روتا جائے ہے
ضعف کے باعث کہان دنیا اوٹھا جائے ہے
اور بنجائینگے تصویر جو حیران ہونگے

ایک ہم ہین کہ ہوئے ایسے پشیمان کہ بس
عمر ساری تو کٹی عشق بتان مین مومن
گو کہ ہم صفحۂ ہستی پہ تھے اک حرف غلط
کہتا ہے مرے آگے وہ مجھ پہ عدو غش ہے
پامال اک نظر مین قرار و ثبات ہے
عیش مین بھی تو نہ جاگے کبھی ہم کیا جانو
ذکر کر بیٹھے برا ہی ہے شاید مرا
نکر لے تجھے نصیحت اوسکے بیٹھے رقیبان کی
خیال خواب راحت ہے علاج اس بدگمانی کا
مومن ایمان قبول دل سے مجھے
کرتا ہے قتل عام وہ اغیار کے لیئے
عدو کے وہم سے تکتا ہون بزم غیر مین ہر
تسلی دم واپسین ہو چکی
جان بلب ہون خبر وصل سنا دو قاصد
مر گئے پر ہی ہے خبر صیاد
کوچۂ غیر مین ملا وہ ہمین
مومن آؤ تمہین بھی دکھلا دون
وہ کہان ساتھ سلاتے ہین مجھے
شعلہ رو کہتے ہین اغیار کو وہ
وہ جو کہتے ہین تجھے آگ لگے
جذب دل زور آزمانا چھوڑ دے
ناتوانی سے نزاکت ہے زیاد
شب ہجر مین کیا ہجوم بلا ہے

ایک وہ ہین کہ جنھین چاہ کے ارمان ہونگے
آخری وقت مین کیا خاک مسلمان ہونگے
لیکے اوٹھے بھی تو اک نقش مٹا کے اوٹھے
ہے بے مری الفت سے ہی بیخبری اتنی
اوسکا نہ دیکھنا نگہ التفات ہے
کہ شب غم کوئی کس طور سحر کرتا ہے
اب وہ اغیار کی صحبت سے حذر کرتا ہے
عجب فتنہ ہے ناصح بھی کہ یہ فتنے اوٹھاتا ہے
وہ کافر گو رہین مومن مرا شانہ ہلاتا ہے
وہ بت آزردہ گر نہ ہو جاسے
دس بیس روز مرتے ہین دو چار کے لیے
نہین ہے اور کچھ یون آپ جو چاہین گمان کیجے
ہمین ہو چکی جب نہین ہو چکی
لب ہلانے مین ترے کام مرا ہوتا ہے
اب توقع نہین رہائی کی
ہرزہ بازی نے رہنمائی کی
سیر بتخانہ مین خدائی کی
خواب کیا کیا نظر آتے ہین مجھے
اپنے نزدیک جلاتے ہین مجھے
مژدۂ وصل سناتے ہین مجھے
پائے نازک کا ستانا چھوڑ دے
مجھسے تو دامن چھوڑانا چھوڑ دے
زبان تھک گئی مرحبا کہتے کہتے

شعر

یون بناکر حال دل کہنا نہ تہا
بات بگڑی میری ہے تقریر سے

اونکو جلدی جانیکی مجھکو عذاب جانکنی
دونون کا دم ناک مین ہے موت کی تاخیر سے

ہاے پہر مرنے لگا مین لطف کی تقریر سے
اسکا دم بہی کم نہ تہا ہرگز دم شمشیر سے

مین بہی کچہ خوش نہین دغا کرکے
تمنے اچہا کیا نباہ نہ کی

گریۂ و آہ بے اثر دونون
کسنے کشتی مری تباہ نہ کی

پردہ پوشی ضرور تہی اے چرخ
کیون شب بو الہوس سیاہ نہ کی

دل کہول کے مل لیجیے مومن صنمون سے
اس سال مین گر سوی حرم عزم سفر ہے

بقدر جوش تڑپنے کو تہا ولی بسمل قتل
وہ بیقرار ہوئے آگیا قرار مجہے

اگر غفلت سے باز آیا جفا کی
تلافی کی بہی ظالم نے تو کیا کی

شب وصل عدو کیا کیا جلا ہون
حقیقت کہل گئی روز جزا کی

مجہے اے دل تری جلدی نے مارا
نہین تقصیر اوس دیر آشنا کی

کہا اوس بت سے مرتا ہون تو مومن
کہا مین کیا کرون مرضی خدا کی

سنین نہ آپ تو ہم بوالہوس سے حال کہین
کہ سخت چاہیے دل اپنے رازدان کے لیے

نہ ربط اوس سے نہ یاری آسمان سے
جفا پہر عدو لاؤن کہان سے

وہ آئے ہین پشیمان لاش پر اب
تجہے اے زندگی لاؤن کہان سے

خدا کی بے نیازی ہاے مومن
ہم ایمان لائے تہے نازِ بتان سے

مونس تخلص میر سعادت علی بنارسی

زمان جوش گریہ ہچکیان لینے لگا مونس
خلل انداز ہے اب نالۂ شبگیر مین اسکو

مونس تخلص میر نواب مرثیہ گو برادر خورد میر انیس مرثیہ گو خلف و شاگرد میر مستحسن خلیق تخلص باشندہ لکہنو بیشتر مرثیہ کہتے ہین انسے عظیم آباد مین ملاقات ہوئی تہی

تارون کے ٹوٹنے کی جو سیر اوسکو بہا گئی
افشان لگا لگا کے چہڑائی تمام رات

رخ کے جبین کے مونہونکے بوسے دیے ہمین
اوسنے زکوٰۃ حسن لٹائی تمام رات

مونس پھر آج ہجر کا دن کاٹنا پڑا — موت ایسی ہوگئی کہ نہ آئی تمام رات
حلقے یہ حلقے پیچ یہ ہین پیچ یا نصیب — کا ہیکو اب چھٹینگے اسیران دام زلف
مین جان بلب ہون جلد کوئی ڈھونڈ لادل — یہ کون لے گیا مرے پہلو سے ہائے دل
شکوۂ جور وجفاے آسمان کرتا نہین — مین زمین پر نقش حیرت ہون فغان کرتا نہین
کیون نالے کر رہا ہے جرس ٹھہرو ہمرہان — کوئی تھکا ہوا تو پس کاروان نہین

مہاراج تخلص راجہ سلاس راے نواب رحمت خان کے دیوان تھے

مکھڑے کو جو دیکھا ہے کبھی رات کو تیرے — رہتا ہے کھلا دیدۂ مہتاب فلک پر

مہجور تخلص مہجور خان خلف حکیم عسکری

اوس لب لعل سے اب لاگ لگی ہے دل کو — چشمۂ خضر سے اب آگ لگی ہے دل کو

مہجور تخلص محمد صدر الدین شاگرد نظام الدین ممنون وطن انکا کشمیر مولد دہلی

تو اگر اے شانہ پہنچے تو ذرا کیجو سراغ — دلربا کے کاکل پر پیچ مین دل رکھ گیا

مہجور تخلص پنڈت شیو پرشاد میر منشی رزیڈنسی راجپوتانہ

ٹھوکر لگی جو پاے نگارین یار کی — مثل عقیق ہوگئی لوح مزار سرخ
کب چین خاک مین ہے دل بیقرار سے — ہے برق جلوہ گرمی مشت غبار سے

مہجور تخلص حکیم شیخ محمد بخش شاگرد جرأت ولد حکیم خیر اللہ وطن انکا فتحپور ہنسوا مولد ومسکن لکھنو ایک دیوان اور ایک مثنوی موسی باغ کی تعریف مین اور نورتن اور چار چمن علم حکمت مین انسے یادگار رہین ۱۲۴۰ سنہ بارہ سو چالیس ہجری مین بیت اللہ کو گئے وہان سے مدینہ مین جاکر قضا کی نسخۂ نورتن نظر سے گزرا

مین سرنغم اسلیئے بلبل صفت دن رات نالان ہون — کہ باغ دہر مین گل کی روش کچھ دن کا مہمان ہون
مہجور سنی تو نے بھی ہے کچھ خبر دل — یہ بیخبری کیسی ہے چل ہے سفر دل

مہجور تخلص مرزا ہدایت علی مرحوم ابن مرزا احسن الدین ابن عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

یقین میرے مرنے کا آیا نہ ادن کو — کہا ہوگیا ہے کچھ آزار دیکھو

مهجور تخلص اقبال الدوله نواب عنایت حسین خان خلف نواب نصیر الدین نصیر ابن نواب امین الدوله علی ابراہیم خان بنارسی صاحب دیوان گزرے

پھڑکا کے دل صد امین فیلون کرے گئے	وہ بام پر کھڑے جو کبوترا اڑاتے ہین
کل جو پہلو مین دیا تو نہ دکھائی مجھ کو	آج تک کل سے کسی کل نہ کل آئی مجھکو
بسکہ سو رہنے کی تھی اوس سے لپٹ کر عادت	صبح تک ہجر کی شب نیند نہ آئی مجھکو

مهدوی تخلص نواب مهدی علی خان رئیس عظیم آباد خلف نواب جعفر حسن خان فیض شاگرد غلام علی راسخ افسکے پٹنہ مین ملاقات ہوئی تھی

ہے محیط اس مرتبہ تک فیض اوسکے نور کا	ہر شرر ہے سنگ مین ہمسر چراغ طور کا
جب شگفتہ لالہ خونین کفن ہو جائےگا	بے ستون پر تازہ خون کوہکن ہو جائیگا
پنجۂ بیتابی عاشق نہ سمجھا تھا یہ بھید	پردہ در غفلت کا چاک پیرہن ہو جائیگا

مهدی تخلص نواب مهدی علی خان مرشدآبادی کلکتہ مین ہی آئی تھے

وہ سرو حسن باغ مین جلوہ کنان ہے اب	استادہ جسکے شوق مین سرو روان ہے اب
جون گل خزان سے غنچۂ دل خشک ہو گیا	کسکو ہوا سے سیر گل و گلستان ہے اب

مهدی تخلص مرزا مهدی باشندۂ الہ آباد

تیرے مژگان کے مقابل مین کوئی تیر نہین	تیز ترابروے خمدار سے شمشیر نہین

مهدی تخلص نواب جلال الدوله مهدی علی خان خلف نواب سعادت علی خان مسند آراے لکہنو صاحب دیوان گزرے

اب ستم ہونے لگے ایجاد تیرے ہاتھ سے	کرتے ہین خورد و کلان فریاد تیرے ہاتھ سے
کچھ بھی ترس آیا تجھے اے عشق ہے کیا غضب	گھر بسے لاکھون ہوئے برباد تیری ہاتھ سے

مهر تخلص رجب علی بیگ

ہین جان بلب ہون رکھے دیرا نکتہ چین مجھے	آیا ہے یاد خال لب نازنین مجھے

مهر تخلص محمد مهر باشندۂ میرٹھ

جو ہم مرے اوٹھاتے ہین دشمن کو کب نصیب	اوپر ترا عتاب تو اے جان جان نہین

مہر تخلص میر مہر علی خلف میر شہاب الدین باشندۂ دہلی

خاک ہونے پہ بھی محرومی قسمت نہ گئی
نہ تو سرمہ ہی ہوا اور نہ غبار دامن

مہر تخلص منشی مہر چند فرخ آبادی بیشتر لکھنؤ اور اکبر آباد مین رہتے تھے

اے کمان ابرو جہان جاتا ہون ہان تیر خدنگ
پہونچتا ہے اکدم مین پاس میرے تیر لگا
سرمگین چشم کو بیمار کی لے جلد خبر
بولتا ہے نہین کہتے ہین بڑی دیر ہوئی
یہ تو اپنی خواب مین بھی بر نہ آئی آرزو
ہم خیال وصل جانان بیشتر باندھا کیے

مہر تخلص عبد اللہ خان ولد مصطفے خان صاحب مطبع مصطفائی باشندۂ لکھنؤ شاگرد نسیم دہلوی کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کے احباب مین ہین شعر انکے اچھے ہوتے ہین صاحب دیوان ہین انکا دیوان بھی نظر سے گزرا

برائی ہمین سے برائی ہمین سے
بھلا بے مروت بھلا بے مروت
معنی یہی ہین حسن و لطافت کے اے پری
پوشاک مین بدن نظر آئے بدن مین روح
مرنے نہ دیگی یاد تری بال بال کی
جکڑی ہوئی ہے زلف شکن در شکن مین روح
محروم ہم رہین ترے محرم سے اے پری
یون مدعی لگا لاکرین مدعا ہے دل
اونکی نظرون سے گر گیا ہون مین
کیسی افتاد مین پڑا ہون مین
نہ گیا اے فلک غبار ترا
خاک مین گو کہ ملگیا ہون مین
جو سوز دل سے دوزخ ہون تو داغ دل سے جنت ہون
قیامت سر پھٹول ہوگی مالک اور رضوان مین
ترحم مین ستم مین التجا میری رہی تم سے
چھوا ہو گر کوئی دامن تو منہ ڈالون گریبان مین
مارنا کیسا کہ دھمکاتے نہین تلوار سے
تیز فقرے قاتلون پر کب ہین ڈھال آتا نہین
بھاگے تو مست بنت عنب کو لگا کے ہاتھ
ساقی نے کاٹنے کو ہمارے ہی تاکی ہاتھ
عیب پشت صنم کے نور سے زائل ہوئے
قدر روئے آئینہ توقیر پشت آئینہ
آپ آئے نہ اجل آتی ہے
آرزو دل مین رہی جاتی ہے
قتل غم کرنے کو وہ آئین کیونکر
مہندی پاؤن کی گھسی جاتی ہے
ستم جا ہو کر وہ ہمیں نواز دیا ترحم سے
قصور اب تو ہوا ہم سے محبت ہو گئی تم سے
شراب کہنہ لا ساقی یہی کہہ کہکے جیتے ہین
نہین کم قلقل مینا ہمین عیسے کے قم قم سے

سخن شعرا

مہر تخلص نواب امین الدولہ سید آغا علی خان شاگرد ناسخ و رشک خلف معتمد الدولہ مولد انکا لکھنو مسکن کانپور مدفن نجف اشرف انھون نے کربلا کی بھی زیارت کی تھی دیوان انکا نظر سے گزرا

بڑے قصون سے یہ ہاتھ آیا ہے	رکھتا ہے ایک کہانی چھلا
فانوس ہین اوس شمع صباحت کے سب فلک	جو کوکب سیارہ ہے پروانہ ہے اوسکا
ہجر مین ہون جفا طلب رنج طلب بلا طلب	نوحہ طلب فغان طلب داغ طلب لگا طلب
بجتے ہین تحت و فوق مین پھرتے ہین تیری ذوق مین	رہتے ہین تیرے شوق مین درد طلب دوا طلب
اوسکو لذت عشق کی اصلا نہین	جو ترے خنجر تلے تڑپا نہین
دیکھ لطف عتاب یار اے دل	دل مین غصہ ہے پیار آنکھون مین
ہم وہ باہم ہین محو صحبت عشق	ایک جلوہ ہے چار آنکھون مین
تلخ باتین ہین میٹھی نظرین ہین	زہر منہ مین نبات آنکھون مین
حسن وہ شے ہے کہ بے جانو مین بھی تاثیر ہے	دیکھا رہتا ہے تجھکو انجمن مین آئینہ
بت کہا تجھکو یا خدا سمجھے	سمجھے جو کچھ تجھے بجا سمجھے
ہے نام خدا سحر مجسم منہ اپنا	افسون کی جو باتین ہین تو جادو کی اشارے
رکھتے ہین خار دشت نوک زبان	شرح میری برہنہ پائی کی

مہر تخلص نواب منصور خان خلف نواب محبت خان محبت تخلص باشندۂ لکھنو شاگرد جرأت صاحب دیوان گزرے

نہ خمار مئے اندوہ سے چھوٹے وہ آنکھ	نشۂ عشق نہو وے جسے ہشیار وہ آنکھ
مشکل ہے بہت آگ بجھانی مرے دل کی	خورشید قیامت ہے نشانی مرے دل کی
افسانۂ الفت کے سوا شغل نہین اور	دشمن ہے یہ شبہائے جوانی مرے دل کی

مہر تخلص مرزا حاتم علی لکھنوی وکیل عدالت دیوانی اکبرآباد و شاگرد ناسخ خلف مرزا فیض علی بن مرزا مراد علی خان صاحب دیوان و رسالۂ نسخۂ مہر ہین ٭

چلے بھی آؤ قیامت بھی ہو چکی صاحب	بڑا عذاب ہے رہتی ہے انتظار مین روح
نذر دل مانگتی ہین آپ کی سرشار آنکھین	عین مستی مین رہا کرتی ہین ہشیار آنکھین

کرتا غضب ابتک تو ہمارا دل بیتاب
رو کے ہوئے ڈانٹے ہوئے دھمکائے ہوئے ہین

کیا بات تری اے لب جان بخش ہے کیا بات
عیسے بھی ترے وقت مین دم کھائے ہوئے ہین

مہلت تخلص مرزا علی لکھنوی شاگرد جرأت مرزا علی نقی محشر کے ہاتھ سے مارے گئے

مرنے کے بعد بھی نہ گئی دل کی یہ طپش
آرام زیر خاک ہی اب خاک کیجئے

میر تخلص میر محمد تقی اکبرآبادی ولد میر عبد اللہ ہمشیرہ زادہ و شاگرد سراج الدین علیخان آرزو عنفوان شباب مین دہلی مین گئے تھے وہان سے لکھنؤ مین جاکر سکونت اختیار کی نواب آصف الدولہ بہادر کی سرکار سے انکا وظیفہ مقرر ہو اتھا سنہ ۱۲۲۵ بارہ سو پچیس ہجری مین فوت کی سوائے قصیدہ کے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اشعار انکے بغایت مرتبہ رتبۂ بلند رکھتے ہین فرط اشتہار سے حاجت بیان نہین مثنوی و غزل گوئی مین اوستاد مسلم الثبوت گزرے انکی استادی سے کسی کو انکار نہین جو درد کہ انکے کلام مین ہے کسی شاعر ریختہ گو کے کلام مین نہین انکے چھ دیوان ریختہ مع قصاید و مثنوی نظر سے گزرے ایک دیوان فارسی اور ایک تذکرۂ شعرا اور ایک رسالہ میر فیض بھی انسے یادگار ہین

ہنگامہ گرم کن جو دل ناصبور تھا
پیدا ہر ایک نالہ سے شور نشور تھا

نکلا تھا آج صبح بہت گرم ہو و لے
خورشید اوسکو دیکھتے ہی سرد ہو گیا

کشتی ہر ایک فقیر کی بھر دی شراب سے
اس دور مین کلال عجب مرد ہو گیا

دل سے شوق رخ نکو نہ گیا
جھانکنا تاکنا کبھو نہ گیا

سب گئے ہوش و صبر و تاب و توان
لیکن اے داغ دل سے تو نہ گیا

سبحہ گردان ہے میر ہم تو رہے
دست کوتاہ تا سبو نہ گیا

ہمنے جانا تھا لکھے گا تو کوئی حرف اے میر
پر تیرا نامہ تو اک شوق کا دفتر نکلا

حساب کا ہے کا روز شمار مین مجھسے
شمار ہی نہین ہے کچھ مرے گناہو نکا

جیتے تو مرا اوسنے مجھے داغ ہی رکھا
پھر گور پر چراغ جلایا تو کیا ہوا

اتنی گزرے جو مرے ہجر مین سو اوسکی سبب
صبر مرحوم عجب مونس تنہائی تھا

اے دوست کوئی مجھسا رسوا نہ ہوا ہوگا — دشمن کے بھی دشمن پر ایسا نہ ہوا ہوگا

خدا کو کام تو سونپے ہین مین نے سب لیکن — رہے ہے خوف مجھے وہانکی بے نیازی کا

ہم خستہ دل ہین تجھسے بھی نازک مزاج تر — تیوری چڑھائی تو نے کہ یہان جی نکل گیا

دور بہت بھاگو ہو ہمسے سیکھے طریق غزالونکا — وحشت کرنا شیوہ ہے کچھ اچھی آنکھون والونکا

سخت کافر تھا جن نے پہلے میر — مذہب عشق اختیار کیا

دل و دماغ ہے اب کسکو زندگانی کا — جو کوئی دم ہے سو افسوس ہے جوانی کا

میر بھی دیر کے لوگون ہی کی سی کہنے لگا — کچھ خدا لگتی بھی کہتا جو مسلمان ہوتا

میر گئے ہوش کے ہین ہم عاشق — فصل گل جب تلک تھی مست رہا

بس اب نہ منہ کھلاؤ ہمارا اٹھ کے رہو — محشر کو ہم سوال کرین تو جواب کیا

ہرچند میر بستی کے لوگون سے ہے نفور — یہ ہائے آدمی ہے وہ خانہ خراب کیا

صبر تھا ایک مونس ہجران — سو وہ مدت سے اب نہین آتا

میر کے نبض پہ رکھ ہاتھ لگا کہنے طبیب — آج کی رات تو ہمارا نہین جینے کا

اب تو جاتے ہین بتکدہ سے میر — پھر ملینگے اگر خدا لایا

دلی مین آج بھیک بھی ملتی نہین انھین — تھا کل تلک دماغ جنھین تاج و تخت کا

شاید نشہ مین اوسکی یہ سفاکیان ہو نین — زخمی جو اوسکے ہاتھ کا نکلا سو چور تھا

ایسے بت بے مہر سے ملتا ہے کوئی بھی — دل میر کو ہمارا ہی تھا جو پتھر سے لگایا

تیرا رخ مخطط قرآن ہے ہمارا — بوسہ بھی لین تو کیا ہے ایمان ہے ہمارا

کھلا نشہ مین جو پگڑی کا پیچ اوسکے میر — سمند ناز کو اک اور تازیانہ ہوا

دل پیر حرم گیا شیخ لیئے زیر زمین — مر گیا پہ یہ کہہ نہ گبر مسلمان نہ ہوا

ہونا نہ چار چشم دل اوس ظلم پیشہ سے — ہشیار زینہار خبردار دیکھنا

دل عشق کا ہمیشہ حریف نبرد تھا — اب جس جگہ کہ داغ ہے یہان آگے درد تھا

گزرے مدام اوسکی جوانان مست مین — پیر مغان بھی طرفہ کوئی پیر مرد تھا

عاشق ہین ہم تو میر کے بھی ضبط عشق کے — دل جلگیا تھا اور نفس لب پہ سرد تھا

ہمارے آگے جو تیرا کسی نے نام لیا
لیتے ہی نام اوسکا سوتے سے چونک اوٹھے
بخت سیہ نے دیر مین کل یاوری سی کی
نے چاہ وہ اوسے ہے نہ مجھکو ہے وہ دماغ
کاش اوسکے روبرو نہ کرین مجھکو حشر مین
کہتے ہین آگے تھا بتون مین رحم
میر سے پوچھا جو مین عاشق ہو تم
کیا پوچھتے ہو آہ مرے جنگجو کی بات
آئے ہین میر منہ کو بنائے جفا سے آج
جی لیا بوسۂ رخسار مخطط دے کر
نظر میر نے کیسی حسرت سے کی
کس پہ تھے بید باغ کہ ابر و بہت ہے خم
دامن پہ آج میر کے داغ شراب تھی
اس طور سے تمھارے تو مرتے نہین ہین ہم
مرنے پہ جان دیتے ہین وارفتگان عشق
مرتے ہین سب یہ میر نہ اس بیکسی کے ساتھ
کرتا ہے کون منع کہ سج اپنی تو نہ دیکھ
ہر گام سد رہ تھی بتخانہ کی محبت
مین منع میر تجھکو کرتا نہ تھا ہمیشہ
کر رحم ٹک کب تک ستم مجھ پر جفاکار اس قدر
اپنی مزاج مین بھی ہے میر ضد نہایت
رنگ شکستہ اپنا بے لطف بھی نہین ہے
شکوۂ آبلہ ابھی سے میر

دل ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا
ہے خیر میر صاحب کچھ تم نے خواب دیکھا
تھی دشمنون سے اوسکو لڑائی تمام شب
جانا مرا ادھر کو بشرط طلب ہے اب
کتنے مرے سوال ہین جنکا نہین جواب
ہے خدا جانیے یہ کب کی بات
ہو کے کچھ چپکے سے شرمائے بہت
گویا وفا ہے عہد مین اوسکے کبھو کی بات
شاید بگڑ گئی ہے کچھ اوس بیوفا سے آج
عاقبت اونے ہمین زہر دیا پان کے بیچ
بہت روئے ہم اوسکی رخصت کے بعد
کچھ زور سا پڑا ہے کہین اس کمان پہ
تھا اعتماد ہم کو بہت اس جوان پہ
اب واسطے ہمارے لکا لو جفا کچھ اور
ہے میر راہ و رسم دیار وفا کچھ اور
ماتم مین تیرے کوئی گزر و یا پکار کر
لیکن کبھی تو میر کے بھی حال پر نظر
کعبہ تلک تو پہونچا لیکن خدا خدا کر
کھوئی نہ جان تو نے دل کو لگا لگا کر
اک سینہ خنجر سیکڑون اک جان آزار اس قدر
پھر مر ہی گرا دیکھنگے بیٹھینگے ہم جو اٹھ کر
یہان کی بھی صبح دیکھو اک آدھ رات رہ کر
ہے بیمار ہنوز دلی دو

اے بتو اسقدر جفا ہم پر
کوئی خواہان نہین ہمارا میر

کرتے ہین گفتگو سحر اوٹھکر صبا سے ہم
کہی ہے ہر کوئی اللہ میرا

مستی سے درہمی ہے مری گفتگو کے بیچ
کرتا نہین قصور ہمارے ہلاک مین

میر سچ کہتا تھا جنت ہو نصیب اوسکی تئین
میری نسے جھکتے جھکتے پہونچا ہون خاک تک مین

باغ گو سبز ہوا اب سر گلزار کہان
نہین دیر اگر میر کعبہ تو ہے

پھر آن کیا عوض ہے دعا کا بدی ولے
میر صاحب کو دیکھیے جو بنے

اوسکے کوچہ مین نہ کر شور قیامت کا ذکر
تو پری شیشے سے نازک ہے نہ کر دعوی مہر

آتے ہین مجھے خوب یہ دو نو ہنر عشق
نامہ کو چاک کرکے کرے نامہ بر کو قتل

پامالی ہی جی نجات کے غم مین
آگے تو لعل نو خط خوبان کے دم نہ مار

خال و خط ایسے فتنہ لگا ہین یہ آفتین
جب لے نقاب منہ پر تب دیدہ کرکے کیا کیا

بوے گل اور رنگ گل شد ہو اللہ ای نسیم
شکوہ کرون ہون بخت کا اتنے غضب نہ بتان

نالہ کیا نہ کر سنا نوحہ یہ میرے عندلیب

عاقبت بندۂ خدا ہین ہم
گویا جنس ناروا ہین ہم

لڑنے لگے ہین ہجر مین تیرے ہوا سے ہم
عجب نسبت ہے بندے مین خدا مین

جو چاہو تم بھی مجھکو کہو مین نشہ مین ہون
یارب یہ آسمان بھی ملجاے خاک مین

حور کا چہرہ کہان اوسکا رخ نیکو کہان
وہ سرکشی کہان ہے ابتو بہت دبا ہون

دل کہان وقت کہان عمر کہان یار کہان
ہماری کوئی کیا خدا ہی نہین

تم کیا کرو بھلے کا زمانا رہا نہین
اب بہت گھر سے کم نکلتے ہین

شیخ یہان ایسے تو ہنگامے ہوا کرتے ہین
دل مین پتھر کے انھون کے جو فا کرتے ہین

رونے کے تئین آندہی ہون کڑھنے کو بلا ہون
کیا یہ لکھا تھا میر مری سرنوشت مین

ایسی جنت گئی جہنم مین
گو اے مسیح اگلی وہ باتین نہین رہین

کچھ اک بلا وہ زلف پریشان ہی نہین
در پردہ شوخیان ہین اور بے حجابیان ہین

ایک بقدر اک نگاہ دیکھے تو وفا نہین
مجھلو خدا نخواستہ تم سے تو کچھ گلا نہین

باتین بات عیب ہے مین نے تجھے کہا نہین

محمل نشین ہین کتنے خدام یار مین یہان
تیغ و تیر رکھا نہ کرو پاس میر کے
تفاوت کچھ نہین شیرین و شکر اور یوسف مین
عام ہے یار کی تجلی میر
تری آنکھون کو آؤن دیکھنے مین تو عجب مست کر
عاشق ہے یا مریض ہے پوچھو تو میر سے
خوش نہ آئی یہ تیری چال ہمین
دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین
نہ نگہ نے پیام نے وعدہ
ایک سب آگ ایک سب پانی
ہوگا کسو دیوار کے سایہ مین پڑا میر
مت تربت میر کو مٹاؤ
اب سے کہو گے کچھ تو ہم چپکے ہو رہینگے
یون رفتہ اور بیخود کب تک رہا کرو گو
کب شرح شوق ہو سکے پر تو بھی میر جی
ہر چند ساتھ جان کے ہے عشق میر لیک
ظالم ہو میری جان یہ ناآشنا نہ ہو
کھینچا ہے آدمی نے بہت دور آپ کو
ملتفت ہوتا نہین ہے گاہ تو
تمہارے سبب ہین میر یہ مصیبت عشق مین
زمانہ یار نہین اپنے بخت سے اتنا
نکلتے دانتون سے اونکو ہو وہی کوشش میر
یہان جو ہم گفتے اونکے خط بھی مٹ گئے

لیلی کا ایک ناقہ ہو کس قطار مین یہان
ایسا نہ ہو کہ آپ کو ضائع وہ کر رہین
سبھی معشوق اگر پوچھے کوئی مصری کی ہین ڈلیان
خاص موسی وہ کوہ طور نہین
کہ سنت ہے عیادت اور انھین بیمار کہتی ہین
پاتا ہون زرد زرد و زبر زور اس جوان کو مین
یون نکرتا تھا پایمال ہمین
وقت ملنے کا مگر داخل ایام نہین
نام کو ہم بھی یار رکھتے ہین
دیدہ و دل عذاب ہین دونون
کیا کام محبت سے اوس آرام طلب کو
رہنے دو غریب کا نشان تو
ہر بات پر کہان تک آپس مین گفتگو ہو
تم اب بھی میر صاحب اپنے تئین سنبھالو
خط تم نے جو لکھا اوسے کیا کیا لکھا کہو
اس درد لاعلاج کی کچھ تو دوا کرو
بیرحمی اتنا عیب نہین بے وفا نہ ہو
اس پردہ مین خیال تو ٹک کر خدا نہ ہو
کسقدر مغرور ہے اللہ تو
ایسا نہ ہو کہین کہ دل و دین کو کھو رہو
کہ مدعی سے اوسے ایک دن لڑائی ہو
عجب نہین ہے کہ بجلی کی جگہ ہنسائی ہو
وہان کسطرح سے دیکھین ہمارا حساب ہو

قد کھنچے ہے جسوقت تو ہے طرفہ بلا تو
نامرادانہ زیست کرتا تھا
ہنوز طفل ہے وہ ظلم پیشہ کیا جانے
گفت وشنید اکثر میرے تری رہی ہے
ہاے اوس زخمی شمشیر محبت کا جگر
صبح سے اور بھی پایا مین اوسی شام کو تشنہ
یہ طشت وتیغ ہے اب یہ مین ہون اور یہ تو
میر کو کیون نہ مغتنم جانے
کس گنہ کا ہے پس مرگ یہ عذر جانسوز
ہو جاے یاس جسمین سو عاشق ہے وہ نہ
دیدنی ہے وجد کرنا میر کا بازار مین
لطف پر اوسکے ہمنشین مت جا
پیدا کہان مین ایسے پراگندہ طبع لوگ
اودہر توبہ کرے ہی میر اودھر لگتا ہے می پینے
جاتا نہین اگر وہ مسجد سے میکدہ تو
جو خواہش نہ ہوتی تو کاہش نہ ہوتی
دل کو تسکین نہین اشک دمادم سے بھی
رحم بھی دیتا تھا تھوڑا ہاے اس خوبی کے ساتھ
آج پھر تھا بے حمیت میر واہان
گئے جی سے چھوٹے بتون کے جفا سے
نہ شکوہ شکایت نہ حرف وحکایت
دل کسقدر شکستہ ہوا تھا کہ رات میر
مین جو بولا کہا کہ یہ آواز

کہتا ہے ترا سایہ پری سے کہ ہو کیا تو
میر کی وضع یاد ہے ہم کو
لگاوے تیغ سلیقہ سے جو لگائی ہو
ظالم معاف کریو میرا کہا سنا تو
درد کو اپنے جو ناچار چھپا رکھتا ہو
کام کرتی ہے جو کچھ میری دعا مست ہو تو جو
ہے ساتھ میرے ظالم دعوی تجھے اگر ہے
اگلے لوگون مین اک رہا ہی یہ
پاے ہر شمع ہے مجلس مین پر پروانہ
ہر رنج کو شفا ہے ہر درد کی دوا ہے
یہ تماشا بھی کسو دن تو مقرر دیکھیے
کبھو ہم پر بھی مہربانی تھی
افسوس تمکو میر سے صحبت نہین رہی
کہان تک اب تو اپنا اوٹھ گیا ہی اعتقاد اوس
پھر میر جمعہ کی شب دو دو پہر کہان ہے
ہمین جی سے مار اتری آرزو نے
اس زمانے مین گئی ہے برکت غم سے بھی
تجھسے کیا کل گفتگو یہ داد محشر سی ہے
کل لڑائی سے لڑائی ہو چکی
یہی بات ہم چاہتے تھے خدا سے
کہو میر جی آج کیون ہو خفا سے
آئی جو بات لب پہ سو فریاد ہو گئی
اوسہی خانہ خراب کی سی ہے

رکھو آرزو مے خام کی کرو گفتگو خط جام کی | کہ سیاہ کاروں سے حشر میں نہ حساب ہے نہ کتاب ہے
لبریز جسکے حسن سے مسجد ہے اور دیر | ایسا بتوں کے بیچ میں اللہ کون ہے
جی میں ہماری بھی تھا پیویں شراب | پیر مغان تو نے کرامات کی
ناصح کو خبر کیا ہے لذت سے غم دل کی | ہے حق بطرف اوسکے جسکنے تو مزا جانے
عزت کی کوئی صورت دکھلائی نہیں دیتی | چپ رہیے تو چشمک ہے کچھ کہیے تو گالی ہے
از خویش رفتہ اوس بن رہتا ہے میر اکثر | کرتے ہو بات کس سے وہ آپ میں کہان ہے
حال بدگفتنی نہیں میرا | تم نے پوچھا تو مہربانی کی
پھر نہ شیطان سجود آدم سے | شاید اوس پردے میں خدا ہووے
روز آنے پہ نہیں نسبت عشقی موقوف | عمر بھر ایک ملاقات چلی جاتی ہے
میکدے سے تو ابھی آیا ہے مسجد میں میر | ہو نہ لغزش کہیں صحبت ہے یہ بیگانوں کے
دم آخر ہے کیا نہ آنا تھا | اور بھی وقت تھے بہانے کے
طبیبوں نے تجویز کی مرگ عاشق | مناسب مرض کے دوا کیا نکالی
اب چھیڑ یہ رکھی ہے کہ عاشق ہے تو کہیں | القصہ خوش گزرتی ہے اوس بدگمان سے
اخیر الفت یہی نہیں ہے کہ جلکر آخر ہوئے تینگے | ہوا جو یہانکی یہ ہے تو یارو غبار ہو کر اوڑائینگے
عدم میں ہمکو یہ غم رہیگا کہ اور دن پر اب ستم رہیگا | تمھیں تو لت ہے ستانے ہی کی کسو پر آخر جفا کروگے
سرہانے میر کے آہستہ بولو | ابھی تو روتے روتے سو گیا ہے

میرن تخلص میر عسکری عرف میرن مقیم دہلی شاگرد ثناء اللہ خان فراق

جالی کی انگیا تری دیکھ کے رشک پری | ہاتھ بٹنے نطرح محرم اسرار نے

مینوش تخلص منشی شیو سہائے خلف منشی دیبی پرشاد عزیز باشندۂ شاہجہانپور مقیم محلہ

ہر گل گلشن کو بھے عارض رنگین ترا | نرگس بیمار کیا آنکھوں سے اندھی ہو گئی

حرف نون

ناجی تخلص محمد شاکر دہلوی معاصر نجم الدین آبرو سنہ ۱۱۶۶ گیارہ سو چھیاسٹھ ہجری میں

انتقال کیا صاحب دیوان گزری

ماہرو جب سفید پوش ہوا — ہر طرف چاندنی کا جوش ہوا
تیرے رخسار کے پرتو سی اے شوخ — پریخانہ ہوا گھر آرسی کا
غم نہین گر دلبری سے دل کو لیجاتا ہے وہ — پاس میرے تب تو آتا ہے جو دل پاتا ہے وہ
عرض غصہ مین کبھی اہل وفا کی نہ سنی — ہٹ ہے یہ آجاے وہ کافر تو خدا کی نہ سنی
تصور مین تری رخ کے گئی ہی نیند آنکھو نسے — مقابل جسکے ہو خورشید اوسکو خواب کیا آوے

نادان تخلص مولوی محمد بخش ساکن بریلی شاگرد کرامت علی شہیدی عروض و قوافی مین دخل معقول رکھتے تھے

پھر رہائی زندان مین ہوا بعد رہائی — زنجیر مین انداز ہے زلفون کی رسن کا

نادر تخلص گنگا سنگہ لکھنوی شاگرد میر حسن

قاصد تو اس بہانے سے اوس پاس جائیو — یہ کسکا خط ہے مجھکو ذرا پڑھ سنائیو

نادر تخلص ایک شخص دہلوی معاصر محمد شاہ بادشاہ کا ہے

زلف کو کہنا پریشان عقل سے دوری ہے — ہر گرہ مین دل ہے اوسکی گانٹھ کی پوری ہے

نادر تخلص میر محمد عارف کشمیری مقیم دہلی

سو طرح کی بات اگر کہیے تو کہلتا ہی نہین — تجھ مین اور مجھ مین بجا نون پڑ گئی یہ کیا گرہ

نادر تخلص ڈاکٹر سید آغا بنارسی شاگرد آتش مقیم کلکتہ کئی سال کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا ان مین بہت بڑا عیب تہا کہ دوسرون کے شعر کو اپنے نام سے پڑھتے تھے

نگاہ جب کہ ادھر کی تو دل کے پار ہوئے — خطا کبھی نہ ترے تیر کا نشانہ ہوا
سیکشی کا جو ہوا اوس بت نوخط کو خیال — خضر دریا سے لیے ہاتھ مین ساغر نکلا
تقدیر سے اولجھا نہ مین تدبیر سے اولجھا — اولجھا تو تری زلف گرہگیر سے اولجھا
دل یار کے گیسوے گرہگیر سے اولجھا — دیوانہ جو اولجھا بھی تو زنجیر سے اولجھا

نادر تخلص نواب احمد حسین خان عرف نادر آغا

دوہری کلائی ہوگئی گجری کی جھونک سے — کنگن کا بوجھ اوٹھیگا مری نازنین سے کب

نادر تخلص مولوی سید نجم الدین حسین خلف سید قمر الدین مرحوم باشندۂ ہیمنگ ایک مدت دراز تک ہندوستان مین رہے اندنون ٹالیگنج مین رہتے ہین شعر فارسی بہت خوب کہتے ہین رمل اور طب مین اچھا دخل رکھتے ہین راقم کے دیوان اول کی تقریظ اونھین کی لکھی ہوئی ہے

ضبط کر رکھتا ہون آہون کو دل غمناک مین — ورنہ اس چرخ ستمگر کو ملادون خاک مین
می کی بدلے خون پی لون اوسکی گردن توڑ کر — محتسب سنتا ہون مین پھرتا ہے میری تاک مین
چاک ہی ہوگا گریبان ہو چلی بے چین ہم — چین ٹکواتے ہو دامان قبا کے چاک مین
تمھارے نیفہ سے نکلا ہے سانپ کا جوڑا — لٹک کے جھوم رہا ہے ازاربند نہین
عدو ہے وصل کی شب دست رعشہ دار اپنا — کہ طاقت کشش بند سینہ بند نہین
ہنسی کسی لب شیرین کی جب سے دیکھی ہے — پسند غنچۂ گلشن کا زہر خند نہین
جو نیند آگئی تمکو تو ہان سمجھ لون گا — نہین نہین یہ تمھاری مجھے پسند نہین
اوڑاتے پھرتے ہین ٹھوکر سے ہم پہاڑونکو — تلاش تیشہ نہین خواہش کلند نہین
مرے کمال کی شہرت سے ہند مین نادر — کہان نہین ہے صفاہان کہان خجند نہین
آہ رکتی ہے ضعف سے دل کی — سانس چلتی ہے سینہ چھل چھل کے
چڑھگیا ہے جنون جو زورون پر — پرزے اوڑتے ہین اب سلاسل کے

نادر تخلص مرزا کلب حسین خان بہادر ڈپوٹی کلکٹر اٹاوہ خلف کلب علی خان بنارسی شاگرد ناسخ و آتش تذکرۂ شوکت نادری و دیوان انکا نظر سے گزرا

عشق ذقن نے ہمکو جھکائے بہت کنوئے — جیتے رہے تو نام ہی لینگے نہ چاہ کا
چوٹی کی فتح پیچ سے دکھا ہوئی شکست — آخر اسیر طرۂ طرار ہو گیا
ڈرتا نہین ہون گیسوؤنکے عشق سے ذرا — دونگا حساب حشر مین بال بال کا
وہان نزاکت سے ہے ٹوپی تک گران بالاۓ سر — کوہ غم رکھتے ہین یہان ہم ناتوان بالاۓ سر
کیا زبردست آب و دانہ ہے گہر کا دیکھنا — نکلا دریا سے تو کیسا جلد پہونچا کان مین

سرخ ڈورے مین گندہا موتی نظر آنے لگا — دوسنے انگشت حنائی کو جو دابا دانت مین

دل مین ہوس زلف چلیپا نہین رکھتے — ہم سر نہین رکھتے کوئی سودا نہین رکھتے

ہم خاک نشینون سے کدورت نہین لازم — کیون آئینۂ دل کو مصفا نہین رکھتے

کہتا ہے کف دست مصفا کو دکھا کر — موسیٰ کی طرح ہم ید بیضا نہین رکھتے

نہین ہے خال لب تر کے پاس جلوہ نما — یہ شیر ہے کہ جو بیٹھا ہوا کچھار مین ہے

نادم تخلص رجب حسین خان ابن نواب مظفر حسین خان لکھنوی شاگرد مقصود عالم مقصود

اک اک گھڑی زیادہ ہے ایک ایک سال سے — نادم سیہ روز حشر شب ہجر یار کیا

نادم تخلص ایک شخص دہلوی شاگرد میر حسین تسکین کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

آج پھر دیکھین کہ ہوتی ہے سحر کس طور سے — شام ہی سے جوش پہ کچھ نالۂ شبگیر تھا

نازش تخلص مولوی الٰہی بخش ولد مولوی محمد صالح [illegible] آبادی شاگرد مظفر علی اسیر عزیزون مین مولانا فضل حق مغفور کے ہین

افسانہ دراز ہے قصہ طویل ہے — نازش کہان تلک مین کہون ماجرائے دل

نازنین تخلص وزیر علی بیگ دہلوی ریختی گو برخلاف [illegible] صاحب کے انکی ریختی مین کچھ [illegible] فحش [illegible]

ہوئے عشاق مین مشہور یوسف سا جوان اپنا — ہوا [illegible] تو ان مین [illegible] اور دیدۂ زلیخا کا

مین اپنے سر کو دہوتی ہون بوا [illegible] تماشا [illegible] — موا بیٹھا ہے کیا [illegible] کہ دن آیا تقاضا کا

کوئی بیٹھا ہو تجھے ہے کام اپنے [illegible] — [illegible] سے آرمی سے [illegible] تو جوان ہو گیا

سونا کبھی شوہر کو میسر نہین ہوتا — عورت انھین باتون سے ترا گھر نہین ہوتا

کچھ ہو نہین سکتا ہے اور اسپر ہی اکڑتا — نیچا تو نگوڑے کا کبھی سر نہین ہوتا

دنیا کسی قحبہ نے لبھایا تھا کہ شب [illegible] — [illegible]

میری نماز کھوئی اس مردوے نے آکر — [illegible]

اے زناخی مردوا ہے بدگمان — تو نہ کر باتین ہمارے کان مین

رات بھر ہی وہی بات اور وہی جوا [illegible] — [illegible]

فوارہ کی طرح سے دم ابھی نہ تھم سکے — تھم ایک بوند پانی پہ کتنا اوچھل پڑے
دس گھر تو چھیٹ چکے ہین کہانتک کرون جنم — کس جا بٹھانے دیکھئے آب آسمان مجھے

ناسخ تخلص شیخ امام بخش لکھنوی صاحب تذکرہ سراپا سخن سید محسن علی محسن نے انکو ولد شیخ خدا بخش تاجر لاہوری کرکے لکھا ہے لیکن یہ تاجر مذکور کے غلام مشہور تھے چنانچہ خود شیخ ناسخ نے اس امر کے متعلق کئی رباعی مرقومہ ذیل کہی ہے واللہ اعلم بالصدق والصواب

رباعی ناسخ

کہتے رہے اعمام عداوت سے غلام — میراث پدر بیٹے مگر پائی تمام
اس دعوی باطل سے ستمگارون کو — حاصل یہ ہوا کر گئے مجھکو بدنام

رباعی دیگر از ناسخ

مشہور ہے گرچہ افترائے اعمام — پر کرتے نہین غور خواص اور عوام
وارث ہونا دلیل فرزندی ہے — میراث نہ پا سکا کبھی کوئی غلام

غرض اشعار انکے بیشتر مثالیہ پر مشہور ہیں اکثر اشعار شعرائے متقدمین ومتاخرین فارسی گو کو بہت اچھی طرح سے ترجمہ کیا ہے مشہور رہے کہ کچھ روز ون محمد عیسے تنہا شاگرد مصحفی سے اصلاح لیکر منحرف ہوگئے تھے سوائے غزل اور رباعی کے اور کسی صنف سخن مین دخل نہین رکھتے تھے سنہ ۱۲۵۴ بارہ سو چون ہجری مین فوت کی کلیات انکا نظر سے گزرا •

مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجران کا — طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا
کفن کی جب سفیدی دیکھتا ہون کنج مرقد مین — تو عالم یاد آتا ہے شب مہتاب ہجران کا
مانگی باران کی جو ہم بادہ پرستون نے دعا — رعد نے سنتے ہی اک نعرہ کیا آمین کا
رشک مہتاب پر ہے گیا اوسکو — رنگ بدلا جو تیرے چنبر کا
آتا نہین ہے دن کو بجز شب وہ اندنون — بدلا ہے شیرہ سے مزاج آفتاب کا
جلا کرتا ہون مین دن رات لیکن مر نہین جاتا — اثر سوز غم فرقت مین ہے نار جہنم کا
کافر ہون سیر ہم رہین محروم و اعطا — کر سکیدہ یہ حکم نہ جاری فرات کا

سر سبز سبزہ ہو جو ترا پایمال ہو
ٹھہرے تو جس شجر کے تلے وہ نہال ہو

دم اخیر تو کر لون نظارہ جی بھر کر
الہی خنجر سفاک آبدار نہ ہو

جو ہوتا وصل قسمت مین نہ پھرتا یون خدا مجھسے
کہ طالع سب کی ہین معلوم اوس طفل برہمن کو

سیاہی بن گئی شنگرف کیا تاثیر ہے قاتل
لکھا مین نے جو تیرے عارض گلگون کے مضمونکو

کرتے تھے ناحق نشہ مین بدمست شر غضب
اسواسطے حرام کیا ہے شراب کو

کرتے ہین مشہور اوس محبوب کا مجھکو عدو
میری دشمن بھی نہان رکھتے ہین میرے راز کو

تمشار ہو وہین یہ خورشش آوازیان کہان
طوبی کہون مین قامت موزون یار کو

معشوقون سے امید وفا رکھتے ہو ناحق
نادان کوئی دنیا مین نہین تم سے زیادہ

ترا قیمی دکھانا اے معلم طفل بدخو کو
ہمارے توسن عمر روان کو تازیانا ہے

جب نہ تب نالۂ سوزان سے جلا خانۂ دل
نہ ہوا یہ کہ کسی غیر کا بھی گھر جلجاے

تنگ آکر جب کہا مین نے کہ مرجاؤن کہین
بدگمان سمجھا کہ اسکو اشتیاق حور ہے

تکلم ہے فقط ہے اوس صنم کا
خدا کی طرح گویا بے دہان ہے

آئے آتے کیون نہ اوسکے پاؤن بھاگ گردو مجھسے
صبح ڈرتی ہے بہت میری شب دیجور سے

ہون وہ غمگین کہ لب نہ ہنسی سے ہو آشنا
دیوار قہقہہ بھی جو آئی نظر مجھے

رکھو کسیطرح تو سروکار مہربان
کرتے رہو جفا ہے وفا گر نہ ہو سکے

فراق یار مین نفرت ہے مجھکو بادہ خواری سے
کہین زاہد نہ کر دین متہم پرہیزگاری سے

ہم بوسہ مانگتے ہین وہ کچھ بولتے نہین
محروم ہے سوال ہمارا جواب سے

جینا فراق کا نہین ہرگز حساب مین
مدت ہوئی کہ مرچکے ہین ہم حساب سے

رتبہ میری خانہ ویرانی کا ایسا ہے بلند
آسمان کہتے ہین جسکو میرے گھر کا بام ہے

ہو گئی صبح شب وصل اوسکے جاتے ہی سیاہ
آفتاب اپنی نظر مین اک چراغ شام ہے

راز کا چاہیئے عاشق کو چھپانا ایسا
دلمین ہو ذکر صنم ہاتھ مین قرآن ہووے

مارتے ہین صدا فاقہ مست کو ہوتا ہے جب
یعنی اوسکے ہو شکل مین آنے کی یہ تعزیر ہے

عاشقون کیطرح تو اوسکو مٹا دے سنو نجیم
یہ خط رخسار ظالم نامۂ تقدیر ہے

نام خدا لیا جو نکیرین کے حضور
دو چار حرف بہونچین اگر اور بہی ہم سے
ڈرتا اثر کا اوسکو سنو وہ بہی نکل گیا
اوس پری نے دی نشانی ہمکو جو انگشتری
تاب سننے کی نہین بہر خدا خاموش ہو
مرے محمل نشین کے آگے لیلی کا جو مفتون ہے
ہے عیان جلوہ خدا کا ان بتان ہند مین
وصل کو لکہا ہے ناسخ درد عاشق کی دوا
پانی بہر آتا ہے قاتل یان وہان زخم مین
وصل کی شب چاندنی دیوار سے جانے نہ پائے
فلک پر چاند کو مجنون نے جب دیکہا تو یہ سمجہا
دو نون کام کر چکا ہون مین اے ناسخ امتحان
مرتبہ کم حرص رفعت سے ہمارا ہو گیا
سرو عاشق ہو گیا اوس غیرت شمشاد کا
عشق مین رشک ہمیشہ سے چلا آتا ہے
جو پری پیکر نظر آیا وہ ہے زر کا طمع
جی لیتی ہے وہ زلف سیہ فام ہمارا
وہ روے کتابی تو ہے قرآن ہمارا
ہو گیا قرآن کا پڑہنا غضب
کیا گذرا اوسکے دہان تنگ سے ہو بات کا
رہ اٹک اٹک کے نکلے ہے باہر تو کیا ہوا
کسقدر آشفتہ خاطر ہون خیال زلف مین
رات بہی دن ہے ہمیشہ پرتو رخسار سے

مگر بہی اے صنم مجہے اخفاے راز ہے
ہستی کیطرف منہ نکرے کوئی عدم سے
نادم ہوا ہون منہ سے مین نالہ نکال کے
ایسی آئی یاد مین گویا سلیمان ہو گئی
ٹکڑے ہوتے ہین جگر ناسخ تری فریاد سے
وہ مجنون ہے وہ مجنون ہے وہ دیوانہ ہے
سوجہے کیا زاہد تجہے آنکہ ہو انکے آگے
دل ہمارا قابل تشخیص جالینوس ہے
میان لے لیتا ہے جب منہ مین زبان تیغ کی
منتین کرتا ہون پہر غبار سر دیوار کی
کہ لیلی جہانکتی ہے منہ اٹھا کے اپنے محمل سے
سینہ مین مہر ہے نہ وفا ہے
آفتاب اونچا ہوا ایسا کہ تارا ہو گیا
غل مچایا قمریون نے بہی مبارکباد کا
دیکہو قابیل نے کیا حال کیا بہائی کا
ہر درم گویا سلیمان کا نگینا ہو گیا
بجہتا ہے چراغ آج سر شام ہمارا
کہتے ہین جسے عشق ہے ایمان ہمارا
اوسکو ورد بلند ترانی ہو گیا
کہل گیا مسی سے رستہ بند ہے ظلمات کا
بلبل کو جسم شیشہ فولاد ہو گیا
جاگنا بہی اندنون خواب پریشان ہو گیا
آسکی تیری گلی مین کب ہے یا اشام کا

بہر گیسو کا سبب ہے اور تہوڑا سانپ کا
مری آنکھون سے کیا نسبت کہ قطرہ ابر نیسان کا
ساقیا دے مجھے شتاب شراب
ناسخ بہی تجھہ سے پوچھتا ہے
حسن کو حیا انداز و ادا ناز و نمک
باب توبہ تو کہلا ہے تو بہی جاؤن وہین
کہتے ہین ہوتی ہے بات اولٹی پریزادونکی
ہوئی بیان آمد و رفت نفس بند
کان مین محبوب کی آوازہی آتی نہین
کرتی ہے مجھے قتل مرے یار کی رفتار
کیا ہین تکیہ سے سائین کونڈی سونٹا چھوڑکر
مردونکو بلاتی ہے ترے ناز کی آواز
تو بہی گرچہ شب وصل نئے کی ہے لیکن
اب شب ہجر بہی درازہی مین
کچہ تری بات کو ثبات نہین
ہائے کیا وہ بہی زمانہ تہا جو کرتے تہے بسر
اک نگہ کرتی ہے قتل ایک نگہ دیتی ہی جان
دہوم عالم مین مچی ہے تری بدنامی کی
آواز ہے مانند فرا میر گلے مین
جو روز ہے وہ طول مین گویا ہے روز حشر
مر چلا ہون امید واری مین
آنکھہ کیا دل کیا حرم کیا دیر کیا بتخانہ کیا
تھا چاک جیب صبح تو مشہور اے جنون

تیری کنگہی نے صنم ہر دانت توڑا سانپ کا
ورنہ نایاب ہوسکتا ہے آنسو ہو نہین سکتا
کب سے کرتا ہون مین خراب شراب
کیسا ہے مزاج یار قاصد
لطف کیا گر ہوئی گورون کسطرح کہال سفید
کرلیا ہے تونے دروازہ جو اے خمار بند
اے پری ہے ترے اقرار سے انکار پسند
قبا کے اسقدر ظالم نہ کس بند
کیا شب فرقت مین مجہکو رشک ہے شہر خراب
تلوار کی تلوار ہے رفتار کی رفتار
پاس ہے اکسیر کی بوٹی نہین پیدا کے زر
اعجاز کا اعجاز ہے آواز کی آواز
ہو تری عمر شب ہجر سے اے یار دراز
کوتہی مین ہے جسقدر شب وصل
ایک ہان ہے تو پانچ سات نہین
وصل کی شب جاگتے ہین روز فرقت خواب مین
آپ رکھتے ہین قضا اور قدر آنکھون مین
ہائے ناسخ تجھے کچہ عار نہین ننگ نہین
تحریر ہے گویا تری تقریر گلے مین
برسون سے وہ پہر نہین ڈہلتی ہے ہجر مین
ایسے ہان سے وہ کرتے کاش نہین
کونسی جا ہے وہ ہرجائی جہان ملتا نہین
مین تیرہ بخت شام گریبان دریدہ ہون

رہون اوس غارتگر دیر و حرم کے یار مین
یہ سبب ہے ربط جو شیخ و برہمن مین نہین

نہ کر پرواز ابھی اے طائر جان ایکدم رہ جا
وہ باہر آنے پر ہین اب کبوتر بند کرتے ہین

آگے ترے انکھون کے چہ کارا ہے پری رو
ہر چند کہ ہوتی ہے چمکارے کی ٹیڑھی آنکھ

کوئی جانان گر نہین تو کنج زندان ہی سہی
کوئی ای جوش جنون پیدا ٹھکانا کیجیے

اسقدر کہایا تری فرقت مین غم
دل ہمارا زندگی سے سیر ہے

آ گئے ہین کسقدر ہم بھی فریب عشق مین
بت کو اک مدت تلک سمجھا کئے اللہ ہے

ہجر کی شب کا جو ہے ایسا ہی طول
صبح ہوتے ہوتے اپنی ہو رہے

اسقدر بے یار ہون بزم غنا مین بیقرار
ہے مشابہ حال میرا صوفیون کے حال سے

کسی نعمت سے مین واقف نہین جز بادۂ تلخ
زاہدا اتنا تو سمجھ تارک لذات مجھے

جنون پسند مجھے چھاؤن ہے ببولون کی
عجب بہار ہے ان زرد زرد پھولون کی

امید وصل مین ہم جھولتے ہین برسون سے
وہان رقیبون نے تیاریان ہین جھولون کی

تو وہ شیرین ہے کہ تجھ پر ہوئی شیرین فرہاد
تو وہ لیلی ہے کہ تجھ پر ہوئی مجنون لیلی

گزر اوس پری کا ہے اکثر چمن مین
درختون کو سایا ہوا چاہتا ہے

ہوا یقین نہ روزی ہوئی مری مقبول
کہ عید کو نہ کیا اوسنے ہمکنار مجھے

غم دیا رنج دیا درد دیا داغ دیا
ہو سکین مجھسے عوض کیا ترے احسانون کے

تم ہو مری طرف سے مکدر بھرے ہوئے
خالی مجھے رقیب کو ساغر بھرے ہوئے

ہون گاہ ادھر گاہ اودھر آٹھ پہر مین
سایہ کی طرح یار کی دیوار نہ چھوٹے

وصل کسکا وہ تو مجھسے رات بھر
مثل گیسو بے سبب برہم رہے

تری آرزو ہو اگر آرزو ہو
یہی آرزو ہے اگر آرزو ہے

ہے الف سا قد تصور مین یہان آٹھون پہر
دل ہمارا ہے کہ بیتیا لی کسی آزاد کی

رنج غربت دشت وحشت کین دشمن ہجر دوست
کسطرح ہو شادمانی خاطر ناشاد کی

اپنے اپنے بخت یوسف کو زلیخا سولنے
جان شیرین مفت مین جاتی رہی فرہاد کی

جسکو تاکا بچ گیا جو کی سب سے مارا اوسے
تمکو تیر اندازی آتی ہے نئے انداز کی

رنگ تو کیا کٹ گئے ہین دیکھنے والونکے سر
تیغ سے ہے حال اوس محبوب چھڑبازکی

یہ نراہٹ یہ رنگت ہو کہان سوزن مین اے ناسخ
تن محبوب مین خالت ہی دست اقتدار سوزنکی

پوچھا جو رو کے یار نے ناسخ کے حال کو
ہنسکر کہا رقیب شقی نے گذر گئے

ٹکھا جیسے ہوگیا وہ عاشق
تیری آنکھون مین موہنی سے ہے

دیتا ہے کہان سایہ برے وقت مین کوئی
پتھر کو لگی چوٹ شرارے نکل آئے

ہین حسین اور بھی پر تجھ مین ہے ہر بات نئی
دھج نئی وضع نئی گات نئی بات نئی

کی جو خیاط ازل نے تری پوشاک درست
بچ رہی قطع مین یہ شمس وقمر دو ٹکڑے

ناصر تخلص سید ناصر نواب دہلوی خلف خواجہ محمد ناصر امیر نواسۂ خواجہ میر درد قدس سرہٗ شاگرد مرزا قربان علی بیگ سالک

ہے دلمین اونکے غیر کی صورت بسی ہوئی
دلمین بھی اب تو اونکو بٹھایا نہ جائیگا

قسمت مین غم ازل ہی سے ہے رونے سے فائدہ
تقدیر کے لکھے کو مٹایا نہ جاے گا

کیون اوسکے بزم ناز مین ناصر گئے تھے تم
دیکھا وہ کچھ کہ جی سے بھلایا نہ جاے گا

ناصر تخلص مرزا محمد علی بیگ خلف مرزا احمد بیگ دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

ناصر نے اس مزہ سے اوٹھائی جفا کہ اب
اونکو بغیر اوسکے جفا ہے نہین پسند

ناصر تخلص سعادت خان خلف رسالت خان متوطن نگینہ مقیم لکھنؤ شاگرد مرزا محمد حسن مذہب مرثیہ گو ایک تذکرہ اور پانچ دیوان انسے یادگار ہین

مین نے کیا ہے اپنی پریشانیون کا ذکر
ایسا نہو کہ منہ یہ کوئی بات لاے زلف

کہتے ہین قامت جانان کی زبانی یہ ہم
چھوٹے قد پر ہین بڑی فتنۂ محشر پلکین

تیر جیسے ہین نہین ہین یہ کمانین ویسی
نوک کی ابرؤون سے لیتی ہین خودسر پلکین

غصہ کی شکل یار کو کیونکر دکھائیے
آئینہ دیجیئے دم دشنام ہاتھ مین

زینت عارض سادہ ہین ترے یار برو
چار چاند اوسکو لگے تو جو ہوا چار ابرو

اوتر گیا مہ نو کی طرح ہمارا منہ
نہ دیکھا دیکھ کے اوسکو اگر تمھارا منہ

اے بت ترے خیال کا احسانمند ہون
پتلی کیطرح اوسنے رفاقت کی آنکھ سے

ناصر تخلص نواب ناصر جنگ خلف نواب مظفر جنگ نیکبش ۱۲۳۸ بارہ سو اٹھائیس ہجری مین انتقال کیا

آگے تو تھی ہی بر سر پرخاش کمند زلف — پیچھے پڑی ہے کسلیئے چوٹی بلا ہوئی

ناصر تخلص میر ناصر علی خلف مرزا محمد علی باشندۂ فتحپور ہنسوا شاگرد اکرام علی توانا

حفظ بیمار کو رکھتے ہین سرہانے تلوار — کیا مناسب ہین ہیں دیدۂ بیمار ابرو

ناصر تخلص ابو محمد ولد سید اکرام علی برادر ابو تراب نسخ باشندۂ لکھنؤ شاگرد
عرش صاحب دیوان ہین

بوٹا سا قد وہ گلشن عالم کی ہے بہار — گلبرگ تر کے ہاتھہ ہین برگ سمن کے پاؤن
دل محو پا بیوسی آہوے چشم ہے — کیا سحر ہے کہ شیر نے چومے ہرن کے پاؤن

ناطق تخلص شیخ احمد شاہ ولد شیخ محمد شاہ باشندۂ سکندرپور شاگرد مرزا عنایت علی
ماہ اکبر آباد کی عدالت دیوانی مین وکالت کرتے تھے

زلف کا مضمون کیا تحریر اپنے ہاتھہ سے — ہمنے ڈالے پانون مین زنجیر اپنے ہاتھہ سے

ناطق تخلص مرزا احمد فرخ آبادی خلف مرزا محمد معلوم نہین کہ یہ اور شیخ احمد شاہ
ناطق ایک ہین یا نہین اسلیے انکا شعر جداگانہ لکھا گیا

وہ نقاب اوٹھے تو خورشید قیامت ہو عیان — ہم اگر نعرہ کرین دم بند ہو وے صور کا

ناطق تخلص لالہ جگناتھہ فرخ آبادی خلف لالہ لالجی

جب تلک خانۂ دل ورد سے آباد نہو — عمر بھر خاطر عشاق کبھی شاد نہ ہو

ناظر تخلص میر غلام شبیر ابن میر کاظم علی مرثیہ خوان متوطن اٹاوہ

اوس کافر بدخو سے اگر راہ نہ ہوتی — گمراہ طبیعت کبھی واللہ نہ ہوتی

ناظم تخلص نواب یوسف علی خان بہادر والی رامپور بریلی خلف نواب محمد سعید خان بہادر
شاگرد اسد اللہ خان غالب علم عربی و فارسی مین اچھی دستگاہ رکھتے ہین شعر ستھرے
عاشقانہ خوب کہتے ہین لیجیسلیٹیو کونسل ہند کی ممبر ہو کر ۱۸۶۲ اٹھارہ سو باسٹھہ عیسوی
یعنی ۱۲۸۰ بارہ سو اسی ہجری مین اشرف البلاد کلکتہ مین رونق فرما ہوئے تھے
دیوان انکا نظر سے گزرا

دل سے ایجان کر دشمن نہ او تارا ہوتا
چڑھ گئے تھے ہم اگر زد پہ تو مارا ہوتا

بچے نہ سیم و زر انسے نہ دین و دل چھوٹی
کچھ اور خاک نہین جانتے مگر لینا

جلے ہو دشت کو ناظم اگر ملے مجنون
ذرا ہماری طرف سے بھی پیار کر لینا

کیون آکے کہو در پہ کہ وہ گھر مین نہین ہین
کیا ہم نہین پہچانتے سرکار کی آواز

کہتے ہین کہ وہ بھی یہی کہتے ہین گردن کیا
کہتے ہو کہ دلجوئی اعدا نکرو تم

مین جانتا ہون میری فغان سے اوڑی ہے نیند
وہان جاگتے ہین غیر کے وہ انتظار مین

آدمیت نہین تجھمین یہ عدو کی ہے غرض
یون بری کہنے مین مانا تری تحقیر نہین

اور کیا نالۂ و فریاد سے حاصل مجھکو
پھیر دیجیے کہین گھبرا کے مرا دل مجھکو

جنت مین شہد و شیر گل و میوہ ہو تو ہو
ناظم خوشی تو یہ ہے کہ وہان مے حلال ہے

ہے وہ تقریب فراق اور یہ تمہید وصال
وصل سے لطف سوا نامہ و پیغام مین ہے

کہیے اگر کہ طرز ستم ناپسند ہے
کہتے ہین واہ آپ کی بھی کیا پسند ہے

حشر کو کھینچون ترا دامن بھلا دیکھون کہ تو
وہان بھی جھنجھلا کر کہے یوسف علیخان چھوڑ دے

ناظم تخلص ایک شخص لکھنوی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

وصل ایسا ہو گیا اوسکے بدن سے میرا تن
رات کو مین یار سے اک جان دو قالب ہو گیا

ناظم تخلص میر یحیے باشندۂ دہلی والد انکے شجاع الملک کے ساتھ ولایت سے ہند مین آئے تھے کیمیاگر مشہور تھے

دیکھ ہمراہون کو جون نقش قدم
ہم نے اب عزم سفر چھوڑ دیا

ہزار حیف کہ راہ چمن بھی بھول گیا
قفس سے چھوٹ کے آیا جو مضطر از دہ

کب اتنی معطر تھی صبا آج تو شاید
لگ آئی ہے گیسوے سمن بو سے کسی کی

نقش قدم کی طرح اوٹھا مت ہمین صبا
اس راہ مین پڑی ہین ہم آرام دیکھکر

ناظم تخلص درگا پرشاد ولد چھوٹی لال باشندۂ شمس آباد

جو اوسکے کاکل و رخ کے ہین شیدا
اونھین کیا کام ہے شام و سحر سے

ناظم تخلص شیخ غلام یسین خلف شیخ غلام قادر باشندۂ تالگرام ضلع فرخ آباد

نگاہ ناز نے اکدم مین کردیا بسمل	اثر کہان یہ دم تیغ آبدار مین ہے

ناظم تخلص پنڈت کامتا پرشاد متخلص راج بھرت پور ابن پنڈت بدری ناتھ لکھنوی

دکھلا ئے ہر اک اشک نہ کسطرح کی طوفان	باقی تجھے حسرت ہے کچھ ابھی دیدۂ تر اور

ناظم تخلص میر ناظم علی ولد قاضی گلزار علی باشندۂ سلون تو ابع لکھنؤ شاگرد آباد

ہاتھون سے اپنی توڑتی ہو پھول بار بار	لچکین کہین نہ جان تمہاری کلائیان

ناظم تخلص پنڈت غیو پرشاد ولد پنڈت مانک چند باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

پانی مین آگ لگ گئی اوٹھنے لگا دہوان	دھوئی جو ادسنے نہر مین مہندی لگی ہاتھ

نافذ تخلص مرزا علی خلف مرزا مہر علی لکھنوی شاگرد مولوی شہید

ضبط گریہ کیا کرین دل ہے نہ قابو مین رہا	بحر ہستی مین بپا اشکون کا طوفان ہو

ناکام تخلص مکرم علی فتح آبادی کبھی دہلی اور کبھی آگرہ مین رہتے تھے

دراز کیجو مت ہاتھ دامن گل تک	سنیگا کیا کہین بلبل سے کچھ برا گلچین

نالان تخلص منو لال کھتری باشندۂ دہلی

کہتے ہین تیری گلی مین اک جوان مارا گیا	دیکھ تو اے بیخبر جا کر کہین نالان نہ ہو

نالان تخلص میر احمد علی دہلوی مقیم مرشدآباد شاگرد سودا

کہان مجال کہ تم سے کہین کہ یہان رہیے	مزاج خوش ہو جہان آپکا وہان رہیے

نالان تخلص میر وارث علی ولد میر ارزانی باشندۂ بہار شاگرد اشرف خان فغان صاحب دیوان گزرے

یک بیک شام کو وہ یار جو گھر سے نکلا	لوگ حیران ہوے یہ چاند کدہر سے نکلا
چین سے بیٹھنے کہین نہ دیا	مجھکو میری ہی بد گمانی سنے

نالان تخلص نور علی بیگ

ہون شہید اے دوستو اوس ابروی خمدار کا	پھول چڑہانا میرے مرقد پر تو پھل تلوار کا

نالان تخلص محمد عسکری کشمیری دہلوی شاگرد مصحفی تیس برس سے زیادہ عرصہ گزرا کہ نوے برس کی عمر مین وفات پائی

کانون پہ جب رکھتا ہے گل ایک اسطرف ایک اوسطرف | شمس و قمر رہتی ہین تل ایک اسطرف ایک اوسطرف

سحر کی ہونے کا ازبس خیال رہتا ہے | شب وصال بھی دل کو ملال رہتا ہے

وہ بدگمان ہون کہ اوس بت کی سایہ پر بھی مجھے | رقیب ہی کا سدا احتمال رہتا ہے

نالان تخلص محمد جان ولد مرزا مہدی علی خان صوبہ دار بانس بریلی باشندہ لکھنو شاگرد موجی رام موجی و مصحفی

عاشق مزاج کہتے ہین طفلی سے مجھکو لوگ | آتا نہ تھا کبھی مجھے آرام دوش پر

نامی تخلص سعید الدولہ علی محمد خان بہادر خلف میر بندہ علی بن سیف الدین احمد خان دہلوی باشندہ لکھنؤ شاگرد ناسخ کربلا کی زیارت کرکے کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کے دوستون مین ہین

گر جانتے ہشیاری غفلت کو اطبا | رکھتے نہ رگ عاشق مدہوش پہ انگشت

یہ عکس نہین سرو کا اے بلبل نالان | ہے جوی چمن کی لب خاموش پہ انگشت

نامی تخلص آغا حسن عرف میرن صاحب ولد میر بندہ حیدر متوطن خراسان باشندہ لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان

لذت نشہ سے واقف نہین زنہار نہین | چشم ساقی کو ہوئین دیکھکے سرشار نہین

نامی تخلص لالہ منتھن لال کایتھ باشندہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی

دامن سے اوسنے جھاڑی جو بیکر شراب گرد | آئی یہ بو کہ ہوگئی بوے گلاب گرد

نامی تخلص مرزا رجب علی بیگ لکھنوی برادرزادہ امیر الدولہ حیدر بیگ خان

بسکہ مدت سے تہی راہ انتظار یار پر | چھا گئی آخر سفیدی دیدۂ خونبار پر

نامی تخلص مبارز الدولہ نواب مرزا احسام الدین حیدر خان دہلوی قرابت دار والی لکھنؤ خلف مرزا محمد غیاث شاگرد میر مستحسن خلیق

دم شماری مین مجھے چھوڑکے جانا کیا تھا | جان جانیکو بھی عاشق کی نہ جانا کیا تھا

ہین اوس نہال حسن کے ہم دل پہ بار حیف | نخل امید عشق مین آیا نہ بار حیف

جنبش باد سے شاخ گل تر لچکی ہے | یا دم باد بہاری سے کمر لچکی ہے

امید دل رہی اوس سنگدل سے سخت بیجا ہے	نگران جاہنے والون کا پتھر کا کلیجا ہے
تسخیر دل اونکا ہے نظر آئے ہین جب ستے	تعویذ وہ ڈہلکے ہوئے بازو سے کسو کے

نامی تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

آتش عشق سے نامی کا جگر جلتا ہے	ق	آپ ہنس ہنس کے یہ کہتے ہین کوئی آدیکھے
واہ کیا خوب مثل ٹھیک بندہی ہر اسدم		گھر کسی کا جلے اور کوئی تماشا دیکھے

نایاب تخلص عباس علی باشندۂ کلکتہ مقیم دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

وہ پردہ نشین ہمکو اشارے سے بلالے	اے شوق بیان کچھ تری تاثیر ہوا یسی

نبی تخلص میر غلام نبی بلگرامی ہمشیرزادۂ میر عبد الجلیل موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے دوہرہ خوب کہتے تھے

رباعی

ازبسکہ حیا دوست ہے وہ مایۂ ناز	اس طرز سے ہے اوسکے سخن کا انداز
خامہ کی زبان سے جون نکلتے ہین حرف	پر کان تلک نہین پہونچتی آواز

نثار تخلص شیخ محبوب بخش خلف شیخ محمد افضل باشندۂ بجنور اسسٹنٹ انجنیر فرخ آباد

آتی نہ طبیعت کبھی اوفتنہ گر ایسی	مین جانتا پڑ جائیگی آفت اگر ایسی

نثار تخلص منشی سدا سکھ خلف منشی سیتل پرشاد باشندۂ دہلی مقیم الہ آباد شاگرد سودا صاحب دواوین اردو و فارسی و بھاکھا و مثنوی گزرے

ہمارا ہے دل جب ہمارا نہین ہے	تو شکوہ ہمین کچھ تمہارا نہین ہے

نثار تخلص نثار علی بلگرامی

اوترے ملک فلک سے یوسف زمین سے نکلے	ممکن نہین کہ تجھسا کوئی کہین سے نکلے
بوسے کی بدلی گالی شیرین لبون سے پائی	یہ بھی نصیب اپنے زہر انگبین سے نکلے

نثار تخلص میر عبد الرسول اکبر آبادی معاصر میر تقی میر منصبدار شاہی تھے

ہاتھ سے ان جامہ زیبون کی نکل جاینگے ہم	یہ گریبان دامن صحرا کو دکھلاینگے ہم
ماہ رو کی جو مہربانی ہے	یہ مدد ہم پہ آسمانی ہے

اوسکے رخسار دیکھہ جیتا ہون ہم انجمن مین رات عجب آن سے گئی	عارضی میری زندگانی ہے بسمل گئی پڑی ہین گئی جان سے گئی

نثار تخلص میر افضل علی عظیم آبادی

یہی خوف رہتا ہے بسمل کے دل مین اے صبا جاکے تواتنی توخبر کرکہ نثار	ترحم نہ آجاے قاتل کے دل مین آستانی پہ کھڑا ہے تری سرہاتھہ مین ہے

نثار تخلص محمد امان دہلوی خلف سعادت اللہ معمار شاگرد شاہ حاتم دیوان انکا نظر سے گزرا

اوسکے پاؤن سے لگی رہتی ہے ونرات حنا
مثالِ برق شیوہ ہے ہماری آفتِ جان انکا
ہزارون جیب گل کیونکر نہ پرزہی اس ادا پر ...
پوچھا جو اوسنے خوش ہو کہا مینے شکر ہے
اے شمع نقل تونے یہان اصل کر دکھائی
گزرا مرے مزار سے دامن سنبھالتا
شب کو وہ کوٹھی ہی کوٹھے گھر ہمارے آرہا
ہمسے لڑنے دو اونہین کوئی بنو لو درمیان
سو بات پوچھئے تو ندے ایک کا جواب
جہان ذکر اوسکا آتا ہے صراحی لوٹ جاتا ہے
ہم سے ہو زر و سیم کی تدبیر سو کیا خاک
بے رنگ لب ہے طرفہ آشنائی آہ ہم تم مین
مین جو کہا لیگئی زلف تری دل مرا
خوبی مین ترے حسن کی کچھہ حرف تو کب ہے
اوس آئینہ طلعت کی اب مجھسے یہ صورت ہے
گردش کا اوس نگاہ کی اب طور اور ہے

خوب دنیا مین بسر کرتی ہے اوقات حنا
کہین دمکا کہین چمکا کہین ناکا کہین چھا انکا
قیامت جھوم جاتا ہے ہر ایک ٹھوکر مین وہ انکا
بولا کہ ہے یہ شکر شکایت بھرا ہوا
کیا خوب سانگ لائی اس بزم مین ستی کا
کیا خاک پھر غبار مین دل سے نکالتا
غیر در وازے پہ بیٹھا راہ ہی تکتا رہا
ایسے ایسے آگے جھگڑے ہو چکے مین بارہا
کر دے تھکا تھکا کے ہمین یو نہین لاجواب
کرون کیا اختیار اپنا نہین بے اختیاری ہے
دنیا مین بڑی چیز ہے اکسیر سو کیا خاک
کہ ہو جاتی ہے باتون مین جدائی آہ ہم تم مین
سنکے کہا سب غلط اوسکی بلا لیگئی
لیکن ذرا خط سے نہ اصلاح ہوئی ہے
ظاہر مین صفائی ہے باطن مین کدورت ہے
اسے ساکنان ... دور اور ہے

نجابت تخلص سید کلب علی ولد سید حسن علی باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

آمین رقیب کہتے ہین سب بے ساختہ وہین ۔۔۔ دیتے ہین بد دعا جو وہ ہم کو اوٹھا کے ہاتھ
بیداد سے بتون کے ہراسان نہ ہو دلا ۔۔۔ انصاف تیرا حشر کو ہے خدا کے ہاتھ
بوسہ کے مانگنے پہ نجابت وہ ہین خفا ۔۔۔ رکھونگا سر کو پاؤن پہ جوڑونگا جا کے ہاتھ

نجات تخلص سید زین العابدین قصائد فارسی اُنکے نہایت عمدہ ہین

یہان تلک سر کو ٹپک ہجر مین توڑے پتھر ۔۔۔ کہ نہین دامن کہسار مین چھوڑے پتھر
آنکھین پتھرا گئین تسپر ہین ٹپکتے آنسو ۔۔۔ بل بے ہجران تری قدرت کہ نچوڑے پتھر

نجات تخلص شیخ حسن رضا دہلوی مرثیہ گو مقیم ضلع سارن سنہ بارہ سو سات
ہجری مین فوت کی

کوئی عنوان نہ دیکھا کفر و ایمان مین جدائی کا ۔۔۔ ہر اک بت مین نظر آیا ہمین جلوہ خدائی کا

نجات تخلص شنکر سروپ ابن رام سروپ سررشتہ دار کلکٹری فرخ آباد

کیا چل سکے گا جادہ الفت مین زاہدا ۔۔۔ یہ راہ وہ ہے جسمین ہر اک کا گذر نہین

نجد تخلص مرزا محمد عباس ولد مرزا حیدر لکھنوی شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان ہین

دیکھا کبھی نہ چشم ترحم سے سوی دل ۔۔۔ نکلے نہ اسے نگار کبھی آرزوے دل
دیکھا نہ کبھی آنکھ اوٹھا کر بھی ادہر کو ۔۔۔ ہمسے نہ کبھی چار ہوئین یار کی آنکھین
جوہر ترے جانباز کی کھل جائینگے جسدم ۔۔۔ کھل جائینگی قاتل تری تلوار کی آنکھین

نجف تخلص میر نجف علی شعر اسے قدیم مین ہین

کسطرح ربط نہ ہو زلف سے دیوانون کو ۔۔۔ ربط ہوتا ہے پریشان سے پریشانون کو

نجم تخلص سید اشرف علی بنارسی

ہمنشین چادر مہتاب کہدو ماہ کامل سے ۔۔۔ نکلتا ہے وہ خورشید قیامت اپنی منزل سے

نجم تخلص میر نجم الدین ولد میر قمر الدین دہلوی صاحب دیوان ہین

نظر دل نظر دن مین ہو گیا غائب ۔۔۔ ہو گیا طرفہ ماجرا دل کا
نجم کیون اتنی بیقراری ہے ۔۔۔ تو ذرا کہہ تو ماجرا دل کا

تری چشم خمار آلودہ کے مانند اے ساقی
اگرچہ مست ہون لیکن بہت ہشیار پھرتا ہون

یہان جو آیا ہون تو شاید مری موت آئی ہے
تیرے کوچہ مین مگر مجھکو قضا لائی ہے

نجم تخلص محمد رضا خان داروغہ خزانہ و نائب خانسامان بادشاہ لکھنؤ ولد محمد قاسم طباطبائی برادرزادۂ مختار الدولہ باشندہ لکھنؤ شاگرد نظام الدین ممنون صاحب دیوان اردو فارسی ہین

انگرا ودرا رہا ہے جو مثل انار دل
دکھلا رہا ہے ہمکو خزان و بہار دل

ہے یار سے امید عبث نجم دم نزع
لیتا نہین اسوقت مین کوئی خبر دل

نجم تخلص مولوی انعام اللہ شاگرد میر وزیر صبا خلف مولوی ولی اللہ ابن مولوی حبیب اللہ باشندۂ لکھنؤ محلہ فرنگی محل

غضب کی بے نیازی ہی نہین کچھ بولتے منہ سے
یہ بت اللہ اکبر کسقدر مغرور ہوتے ہین

نجم تخلص میر نجم الدین علی خان داروغہ ضلع جہانسی خلف حکیم ابو سعید خان

عیسے سے دوا عشق کی ہرگز نہین ہوتی
یہ وہ ہے مرض جب کوئی مر جائے تو جائے

نجم تخلص میر نجم الدین احمد خلف میر عنایت علی متوطن بریلی تحصیلدار فرخ آباد

سنا کہ ہے اوٹھگیا دنیا سے وہ آج
گرا یا کل جسے ہمنے نظر سے

نجم تخلص مولوی نجم الدین احمد خلف مولوی احمد علی باشندۂ چریاکوٹ ضلع اعظمگڈھ

شرم سے آتش دوزخ ہوئی پانی پانی
منفعل جرم سے جب نجم گنہگار آیا

نجیب تخلص میر بہادر علی شاگرد فراق

اگر حنا ترے ہاتھون سے خونبہا دل کا
تو لونگا دست نگارین سے خونبہا دل کا

نحیف تخلص حق وردی خان

فرشتہ پوچھنے مجھسے جو کچھ مزار مین آئے
تو بولون مین کبھی جب تک نہ شکل یار مین آئے

نحیف تخلص سید برکت علی مرادآبادی

ابھی مین شہر خموشان مین ڈالدون اک شور
خدا جو دے مجھے اکدم کو بھی فرار مین روح

یہان تلک تو رکھا تیرے عشق نے مجبور
کہ اپنے قابو مین دل ہے نہ اختیار مین روح

نحیف تخلص نواب مہدی علی خان بہادر خلف نواب حفیظ اللہ خان مرحوم داماد نواب احمد علی خان بہادر والی رامپور لندن کی سیر بھی کی ہے انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی

اونکو غفلت مری جانب سے اگر کچھ بھی نہین
بے خبر کیون ہوئے ایسے کہ خبر کچھ بھی نہین

نحیف تخلص محمد عوض علی خلف میر احمد شاہ باشندۂ فرخ آباد

خفا ہو کے محفل مین آئے ہوئے ہین
غضب کے وہ تیوری چڑھائے ہوئے ہین

ندا تخلص مرزا معین الدین دہلوی خلف مرزا احمد بخش ابن شہزادۂ خجستہ بخت شاگرد مرزا کریم الدین رسا

کیا خاک ہو پھر دوستی کی اوس سے توقع
جسمین نہ مروت ہو نہ ہو پاس وفا کا

ندرت تخلص شیخ عابد علی خلف شیخ امانت علی خان باشندۂ سکندرہ ضلع اٹاوہ

بو گیسوے پر پیچ کی لِلّہ سنگھاؤ
مدت سے پریشان ہین پریشان تمھارے

ندرت تخلص مرزا اسمعٰل مرثیہ اور سلام مین امامی تخلص کرتے تھے

غضب ہے عشق کسو سے کسو کو پیار نہ ہو
کسی کے لطف کا کوئی امیدوار نہ ہو

ندیم تخلص مرزا علی مرثیہ گو باشندہ دہلی معاصر میر تقی

جدائی مین تری ہم کیا کہین کسطرح جلتے ہین
بجاے مو بدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہین

ندیم تخلص سید محمد عسکری متوطن کڑا ضلع الہ آباد شاگرد شاہ غلام اعظم افضل تخلص

زمین قبر سے مجھکو بڑی ندامت ہے
کہ مشت خاک نہین ہے فشار کے قابل

ندیم تخلص شیخ علی قلی مرثیہ گو دہلوی معاصر سودا نواب محمد جعفر خان کے عہد مین مرشد آباد مین وفات پائی

بیقرار عشق کو ہے زندگی نقص کمال
مر چکے سیماب تب کہتے ہین یہ اکسیر ہے

ندیم تخلص سید پیارے صاحب لکھنوی

جلد دو آنکھین کہین اوس رشک قمر کیطرف سے
کہ دگرگون نظر آتی ہے جگر کی صورت

ندیم تخلص مرزا احمد علی بیگ خلف مرزا علی نقی بیگ صوبہ دار باشندۂ فرخ آباد

شیرین سخنی غیرون سے وہان کرتے ہو تم تو | کرتا ہے یہان شور نمکخوار تمھارا

ندیم تخلص محمد شفیع ولد میر محمد رفیع لکھنوی شاگرد مہدی علیخان قبول

گرداب بلائین پھنسے دیکھے جو بشر ناف | دریا شکم صاف ہے دریا کا بھنور ناف
یوسف تمھارے سامنے بازارمین جو آئے | دیکھے کبھی نہ اوسکو خریدار آنکھ سے

نزار تخلص سید قاسم علی ولد میر احمد علی شاگرد مصحفی وطن انکا مشہد بزرگوار ونکے انکی پہلے دہلی مین بعد ازان فیض آباد مین سکونت کی تھی انکا مولد و مسکن لکھنؤ ہے

دلدے تو بیٹھے اوس بت بے پیر کو نزار | پھر کیون پکارتے ہو یہ ہر دم کہ ہای دل

نزار تخلص خواجہ محمد اکرم شاگرد میر تقی میر

کیا کہیئے غرض صبر کا مقدور نہین ہے | اک زخم نہین دل یہ کہ ناسور نہین ہے

نزہت تخلص مولوی برہان الدین باشندہ قصبہ دیوا ضلع الہ آباد

گو تم دم مردن مرے بالین پر آئے | کیا ظلم کہ اسوقت بھی منہ ڈھانپ کر آئے
اک قامت رعنا کا تصور تھا مجھے صبح | ہنگامۂ محشر کے تماشے نظر آئے

نزہت تخلص رفیع الدرجات خلف عبرت رامپوری

لالہ لالہ داغ جگر ہے صحرا صحرا وحشت ہے | شبنم شبنم رقت ہے اور گلشن گلشن کلفت ہے

نزہت تخلص مرزا ارجمند دہلوی نامہ نویس عماد الملک نواب غازی الدین خان بہادر نظام تخلص

چاک کر پھینک دیا ہاتھ کا اولجھا و گیا | ایک قصہ تھا گریبان کی سلوانے کا

نزہت تخلص مرزا کرامت اللہ دہلوی برادر زن مرزا جمعیت شاہ ماہر

اوٹھالون سر پہ اگر ہووے غم خدائی کا | مگر نہین ہے گوارا ستم جدائی کا

نزہت تخلص لالہ رام سروپ ابن لالہ شام لال متوطن کرادلی ضلع مین پوری

مہربان مجھپر جو وہ خورشید سیما ہو گیا | آج روشن میری قسمت کا ستارا ہو گیا

نساخ تخلص راقم اوراق ہیچ میرز عبد الغفور

اشعار دیوان اول

شہید ناز ہون مین دیدۂ آئینہ رویان کا
کیا ہے نفس امّارہ نے گمرہ دل کو اہو زار
کسی مہرو کی فرقت مین ہوئین جو موجزن آہین
سراپا زخم ہون تیغ زبان یار سے لیکن
کیف مے سے چشم مست یار مین ڈورے ہین
اون نکیلی چتونون سے ہو گیا سینہ فگار
جنبش ابرو سے اوسکے لوٹتا ہی مرغ دل
موم دل جو ہی ستاتا ہے اوسے ہر سنگدل
ٹوٹ جائے رشتۂ جان اوسکا آتا ہو جو بند
کام تیرے پانون کا کب دست مانی سے ہوا
پوچھو نہ حال گرمی حسن شباب کا
اے صنم تیرے سنہرے رنگ کی تحریر سے
ٹکڑے پھر جوش جنون مین اپنا دامان ہو گیا
سر سجدہ گوشۂ محراب ابرو مین جو ہے
سونے کی مول بکتی ہے زنجیر آہنی
حاصل ہے اشارون مین مزا لطف بیان کا
اوسکی انگیا کی جو چڑیا کا مجھے رہتا ہی دھیان
کم نہین ہے سان کی گردش سے دو چشم مست
کون ماہیت کو ے بت پری فن سمجھا
حلقہ سینے مین نکلتے ہین صدائے زنگین
دیدۂ تر کو نہین تحریر سرمہ کا خیال

گمان کیونکر نہ ہو زخمون پہ میرے چشم حیران کا
ہوا ہے غول خضر راہبر اپنی بیابان کا
نیا ہے کشتئ طوفان ہلال اپنی گریبان کا
نہین ملتا ہے مثل ذات حق مُنہ زخم پنہان کا
مجھکو دہوکا دے رہے ہین دام آہوگیر کا
کیا اثر ہے ڈہال کے پھولون مین نوک تیر کا
کام وہ صیاد لیتا ہے کمان سے تیر کا
شمع کا سر کاٹنا اک کھیل ہے گلگیر کا
آمد و رفت نفس ہے آنا جانا یار کا
تیرا ہر نقش قدم نقشہ ہے روئے حور کا
ہے دوپہر کو گرم مزاج آفتاب کا
پورون پر مہندی کا چھلا نام زر ہو گیا
ہتکڑی ہاتھون مین پہر تار گریبان ہو گیا
ہندوی خال صنم شاید مسلمان ہو گیا
آیا ہے اے پری جو یہ موسم بہار کا
لیتا ہے وہ نوک مژہ سے کام زبان کا
ہے کف دست آشیانہ طائر افسوس کا
شک ہے ہی آنکھون کی ڈورون پر تیغ تیز کا
شیخ سمجھا جو حرم دیر برہمن سمجھا
تیر ہی سنان پہ شک ہے مجھے تنہائی کا
چشمۂ زمزم پہ گویا قافلہ ہے حاج کا

اوڑتے اوڑتے جو خبر سن لے مرے نالون کی
نگاہ جاڑا آگاہ گرمی دن کبھی برسات کا
آنا جو اوسنے بند کیا میری جان گئی
ہر نگاہ مست ساقی مین ہے کیفیت نئی
جو ذکر حق مین ہے امین ہر چرخ گردان سے
منہ دہونے مین کرے جو وہ مسواک کیا عجب
مارا جو تیر اوسنے دل داغدار پر
کس بت چین کا کھلا جوڑا کہ خوشبو ہے جہان
کب گوارا کرتی ہین نازک نفس سختی کا کام
پابوس ہم اہے جو وہ پامال ہوا ہے
ہے غلغلۂ حشر و یا شور قیامت
روز و شب کے حال کے پرچے لگا دیتے ہین روز
شک نہین پہرتے ہین روز و شب تلاش یار مین
اتنے گناہ کرتے ہین جنکا نہین شمار
پر زہر آبلے کو مرے دل کے دیکھیے
پروانہ صفت شمع کی ہے گرد ہمیشہ
نے اٹھو وہ ہین کہ بس مجھکو ملا یا خاک مین
ہاتھ اوٹھانے مین جو ہوتا ہے فلک گیری کا شک
اوڑائے اور حسن سبز خوبان کو بہار خط
اب عاشق و معشوق نے دیکھا اثر عشق
تیز ہے جسکی زبان خاموش ہی رہتا ہے وہ
درد عاشق کا نہ ہو صدمہ کبھی معشوق کا
جو ہین عالی منزلت ہی خود بخود اونکو فروغ

لال گلشن مین ہر اک مرغ خوش آواز رہا
اک روش کتنا بہت دشوار ہے اوقات کا
ضبط نفس نے توڑا ہے رشتہ حیات کا
ایک سی تاثیر مین ہوتی نہین ہے ہر شراب
کہ آسیا سے ہے بخوف دانۂ تسبیح
عالم کہی کہ پہولی ہے گویا دہن کی شاخ
پیدا ہوئی ہے شیر کی سر پر ہرن کی شاخ
مثل نافہ ہو گیا ہے مشک کا بازار بند
استخوان کوئی چبا سکتا ہے دندان گہر
دیتی ہے خبر یار کے پازیب کی جھنکار
یا اوس بت عیار کی پازیب کی جھنکار
یار کی ڈیوڑہی کے ہر کار ہین یہ شمس و قمر
جب یہ ثابت ہے کہ سیارے ہین شمس و قمر
تنگ آگئی ہین کاتب اعمال دوش پر
دیکھا نہ ہو اگر گہر آبدار سبز
صورت کی طرح صاف نہین سیرت فانوس
دفن گور و نہین کئی جو لکہے کتنے بار نقش
وصل کا دیتا ہے اب نساخ کو پیغام رقص
ہو سرمہ آئینہ رویونکی آنکھون کا غبار خط
بیتاب دل ہوتی ہے بیان ضبط نہ وہان ضبط
بزم عالم مین نہ ہووے گوش زد تقریر شمع
مرگ پروانہ کی کرتا نہین شعلون چراغ
مہر مہ کا چرخ پر جلتا ہے بے روغن چراغ

وہ لڑائی آنکھ اوسنے جو کہ ہو وے سر بکف
چشم قاتل ہے نگاہ تیز سے خنجر بکف

ہے منہ پہ تیرے مبتلا جوڑی یہ تیری ہی فدا
اے ماہرو صبح و مسا ایک اسطرف ایک اسطرف

تیری روئے صاف سی ہی میری رنگ زرد سے
چاندنی چاندی کا پتر دہوپ سونے کا ورق

نہ آتے تم تو کب کی اے مری جان کوچ کر جاتے
دل و دین عقل و ہوش خواب و خور تاب و توان تک

اوڑے ہوئے سوئے دیوانہ آتی ہین پتھر
بنی ہے فصل بہاران مین مثل برگ سنگ

نہین ہے سختی تنگی دہر سے ایمن
ہوئی ہے گوشہ گزین سنگ مین اگر رگ سنگ

مبتلا ہجران مین ہو کر بڑھ گئے غمہای دل
حیف دل افسوس دل احسرتا دل ای دل

جب سے عشق مین بڑے نساخ کھل گیا
کوئی نہین ہے جان کا دشمن سوا دل

دل کو تجھ بغیر خموشی نبتا ان یاد نہین
اسلیئے لب پہ مری نالۂ و فریاد نہین

دلبر چھپا کسیکا کوئی چال سے پسا
تعویذ حب و بغض ہے نقش قدم نہین

گالی مجھے جو دے تو جلے غیر رشک سے
اوس بت کی دشمنی بھی محبت سے کم نہین

اوس بت کے ہجر مین جو ٹپکتے ہین اشک صاف
سنگ پکان سے کم مری چشمان نم نہین

امید وصل و بیم ہجر مین بس دن گزرتے ہین
عجب کنج زیست ہے اپنی نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین

بھرتے جواب صاف سے ہین کاسۂ سوال
اس عہد کی بخیل بھی حاتم سے کم نہین

ہے وصل مین وہ زلف گرہگیر گلے مین
اب طوق گلے مین ہے نہ زنجیر گلے مین

دانت پنہان ہین لب شیرین مین اے شیرین دہن
کونسا خرما ہے جسمین استخوان ہوتا نہین

دربدر اپنی نگہ پھرتی ہے ماری ماری
بیٹھ رہنا کبھی سائل کے مقدر مین نہین

بوسۂ خال پہ تو دانت نہ پیس اے نساخ
چابنی دانتون سے لوہے کے چنے کھیل نہین

چشم فتان سے جو ہے دستۂ نرگس حیران
مسی لب سے ترے ہوگئی مجلس حیران

سرمہ کی حاجت نہین چشم سیاہ یار کو
کام کیا سنگ فسان سے تیغ جوہر دار کو

بل بے صفائی ہاتھونکی اے دلبر فرنگ
دل ہاتھون ہاتھ لے لیا مجھسے ملا کی ہاتھ

کیونکر زبان سے اوسکی نزاکت کا ہو بیان
مہندی ملے سے لال ہون جس نہ لگا کے ہاتھ

ہون میسر مجھے ساقی ازل کی باعث
جام مے شیشہ صراحی خم صہبا سے

وہ میری عشق صادق کے اثر سے میرا معشوق ہے
جو مجنون تہا وہ لیلی ہے جو لیلی تہا وہ مجنون ہے

ہوئی کیفیت اشراق حاصل مے کے پینے سے
ہر اک میکش تہے دوری مین ای ساقی فلاطون ہے

جدا معشوق سے عاشق کو کرد ے
مگر دورِ فلک شورِ اذان ہے

لاکہہ آرزو کی خون سے ہے ظالم بہرا ہوا
آبِ بقا کہان تری چاہِ ذقن مین ہے

شمعرو اتبک غرور ناز معشوقانہ ہے
رخ پہ خطِ سبز غزل حسن کا پروانہ ہے

خاک پاتے مری مرقد کا نشان صبر وشکیب
بعد مُردن جو تری چاہ چہپائی ہوتی

سر چڑہا ہے اے بت شمشیر زن عاشق کا خون
خلق سمجہی ہے غلط چہپانی پر سینہ وری ہے

کی بیان حال مین اوسکی فراموشی کی یاد
آتے آتے تا زبان تقریر آدہی رہ گئی

کعبہ سجدہ اگر ہو ترا سنگ در اے بت
بہولی سی رہی یاد کہ سجدہ نہ کرینگے

ہمین پر خون دل کو ہے جو دربدر آوارہ ہے
دُختِ رز کو دورِ ساغر جنبشِ گہوارہ ہے

اوسکو بہی میری جدائی سے ہو رنج
جان مشکل سے جدا ہو تن سے

اشعار دیوان دوم

ہوئے جو محو وفا کوئی بدگمان نہ ہوا
ہمارے اونکے محبت کا امتحان نہ ہوا

وہ خال فتنہ ہے جو فتنہ زمان نہ ہوا
وبال جان ہے جو گیسو وبال جان نہ ہوا

یہ اعتماد رہا اونکی بیوفائی پر
کہ وہ عدو سے ملے اور مین بدگمان نہ ہوا

مگر ہے حال دلِ زار وصل کا مضمون
کہ عیش یار کبہی شرم سے بیان نہ ہوا

مُنہ پہ آئینہ نے قلعی ہی چڑہائی لیکن
نہ ہوا یار ترے مُنہ کے برابر نہ ہوا

کٹ گیا سر تو مرے حلق سے نکلی یہ صدا
سر بہی اک بار گران تہا نہ ہوا اسنہ ہوا

دیکھتا ہون نظر پاس سے تو کہتے ہین
کیا کرین پاس ہمارے کوئی خنجر نہ ہوا

غبارِ خاکساران اوڑ کے سوئے چرخ جاتا ہے
تعجب کیا فلک پر ہو اگر کوئے زمین پیدا

پردے سے پردہ نشین جو تجہے پردہ نہ ہوا
پردۂ چشم کو رشک آیا کہ پردہ نہ ہوا

اے لبِ یار اسی کا ہے مسیحائی نام
دلِ بیمار کا تم سے جو مداوا نہ ہوا

تجھکو تکلیف عیادت بھی نہ دیوے رشک مسیح
لن ترانی کی بھلا تاب کہان سے لاتا
کثرتِ عشاق نے پردے مین بٹھلایا تجھے
ٹانکتا ہے زخم دل اوسکا اداسی دیکھنا
قتل ہونے پر بھی مین ہرگز نہ نکلا قید سے
رشک سے کیونکر نہ مرجاؤن کہ رکھا اونسے
یاد مین زلفون کے روشن داغ کیسا ہو گیا
وصل مین جو دست رنگین سے چھپائین چھاتیان
خط جو نکلا حلقۂ گیسو ہوا بے نور صاف
بیٹھے تم پردے مین بے پردہ ہوا سیان راز عشق
ہنستے ہنستے باغ مین جو گل کے منہ پر منہ رکھا
جھوٹ دعوے اون مسی آلودہ ہونٹھون سے کیا
نعش پر بے پردہ آئے اور سب دیکھین آدمی
کیون جلاتا ہے عدو کو واسطے اسی شعلہ رو
جسنے اوس نوخط کو دیکھا محو الفت ہو گیا
بعد مردن بھی اثر اللہ رے سوز عشق کا
لاگ پر غیرون کی مجھسے دوستی کی یار نے
بخت کا شاکی وہ تھا مین سنکے پیغامِ وصال
ہو گیا دشمن جو کی اوس پر محبت کی نگاہ
دورِ فلک ستمگر جب حسب مدعا تھا
کسے امید الطاف ستم آمیز جورون سے
ستم ڈہانے کو میرے پاس بیٹھا بانہ آتی ہین
یار کے ساتھ آتے ہین اغیار بھی

مر گیا جو ترا بیمار یہ اچھا نہ ہوا
یہ ہوا خوب کہ مین حضرتِ موسیٰ نہ ہوا
یہ لگا ہو لگا ہجوم اے جان چلمن ہو گیا
رشتۂ نظارہ گویا تار سوزن ہو گیا
زخم شمشیر ہلالی طوق گردن ہو گیا
میری جان کو موت پنجِ مرگ دشمن ہو گیا
آفتابِ آسمانِ جوشش سودا ہو گیا
طائر رنگِ حنا انگیا کی چڑیا ہو گیا
دیکھکر رنگِ زمرد مار اندھا ہو گیا
پردۂ افشا مین پنہان روے اخفا ہو گیا
سرخ اوس گلرو کا منہ غصہ سے کیسا ہو گیا
پھول سب ہنستے ہین منہ سوسن کا کالا ہو گیا
ہاے جینے سے بھی بدتر اپنا مرنا ہو گیا
دل ہمارا کیا کوئی تعویذ حب کا ہو گیا
خط سبز بار گیا نقشِ محبت ہو گیا
فاتحہ کو جو گیا وہ شمع تربت ہو گیا
بغض دشمن کا مرے حق مین محبت ہو گیا
شکر بھی آیا جو ہونٹھون تک شکایت ہو گیا
دیدۂ الفت نگر چشم عداوت ہو گیا
آہون مین بھی اثر تھا نالہ بھی تب رسا تھا
وہ عاشق ہون کہ جینا مجھکو مرنے سے ہو گیا
کمند گردنِ خوبان ہے ہر نقش قدم میرا
جذب دل کا زور ہم دکھلا نہین گیا

اک زخم دلکو لگا واہ رے نصیب
تماشا تھا دم مردن اگر وہ ضد یہ آجاتے
آسمان خاک مین ملا نے مسکو
آئے ہین دیکھنے کے بہانے وہ نزع مین
قسمت تو دیکھنا کہ ستانے کے واسطے
ہر ایک میری جان کو آفت ہے اے ندیم
نالون سے مرے صور کا دم بند ہو آئے
ہووے گا پردہ فاش دل چاک چاک کا
روتا ہون کسکے غم مین کیا بدگمانیان
رحم آگیا ہے حال یہ نساخ کے ضرور
شب فراق سے تھی بڑہ کے بیقراری رات
سونے دو ایسا نہ ہو چونکین تو ہو جائین رقیب
وصل مین نساخ تم کیون چھیڑتے ہو ذکر غیر
نساخ جذب شوق سے وعدہ مگر ہے آج
جانے کا اونکو قصد ہیا نسے مگر ہے آج
ہے معترف گناہون کا نساخ اے کریم
میرے مرنیکا یہ غم ہے کہ مجاور بنکے
مین نے ہر طرح سے کر دیکھا ہے گنڈا تعویذ
نقش کیا کیسا فتیلا اور کہان کا تعویذ
موت اوسکے منہ مین پانی چو آتی ہے آج
منتظر ہین وصل مین اسکا کہ اوٹھ جائے حجاب
تیری آتی ہے ان آنکھون مین نہ ٹھہرا انتظار
اوس بت پیمان شکن کی بات پر اے دل نہ بھول

دشمن بھی رات میری طرح بیقرار تھا
تو دست یار مین نساخ دامان قضا ہوتا
تیرے دل کا غبار ہے گویا
مرنا تو اور جینے سے دشوار ہو گیا
اے ہمنشین رقیب بھی ایک آسمان ہوا
ناصح ہوا رقیب ہوا آسمان ہوا
نساخ کبھی حشر بپا ہو نہین سکتا
چلمن سے شکل اپنی نہ مجھکو دکھائین آپ
ناحق کا ماجرا ہے نہ طوفان اوٹھائین آپ
کرتے ہین اوسکے حق مین جو ہر دم دعائین آپ
سحر کا خوف رہا وصل مین جو ساری رات
خفتگان خاک کو نالو جگاتے ہو عبث
فتنہ خوابیدہ کو دیکھو جگاتے ہو عبث
کیون ہر گھڑی نگاہ تری سوی در ہے آج
گردش پھر آسمان کے برنگ دگر ہے آج
اک دن ادا ہوئی نہین مجھسے نماز صبح
گور پر بیٹھ رہے مہر و وفا میرے بعد
نقش باطل ہین یہ سب نقش فتیلا تعویذ
عشق صادق ہے جو پوچھو تو ہے سچا تعویذ
کل آپ آئے تھے جسے بیمار دیکھکر
اور اونکو لائے مرغ سحر کا انتظار
شعلہ رو کہہ تو سہی سیماب تھا یا انتظار
جان من وعدہ کہان کا اور کیسا انتظار

جان کو ٹھہرا رکھا ہے لب پہ شوق دید مین
تو اضع سے کیا ہے صیدان شہری غزالون کو
مجھے گمراہی ناسخ سے حیرت یہ حیرت ہے
بلائے تو اشارے سے جو ای پردہ نشین مجھکو
ہوا گرم سخن بے خوف اوس سے بزم اعدا مین
نہ جائیگا مرا خون رائگان ای قاتل عالم
کرتی ہے جو تسکین دل ناساز کی آواز
کوئی پیغام زبانی یہ مگر لایا ہے
خود بخود آ کے جو کٹ جاتی ہین عشاق سگلے
ساتون یہ دلفریب ہین دل کسکو دیجیے
پتا نہ سوزش پروانہ کا کبھی پائے
یہ مردہ زندہ کرنا نہین ہے کہ سہل ہو
نہین ہے اب کوئی مونس اسی سے جی بہلے
ہے بوسہ لب شیرین ہی کسقدر شیرین
طریق عشق مین ہین خضر راہ اے ناسخ
ہوئی ہین لاکھون ہی اُنسے کرامتین ظاہر
اپنے دلمین کیا ہی پچھتاتے ہین در کو کھولکر
آفت ہو تم بلا ہو ستم ہو غضب ہو تم
آتی ہے جو ادنکی جان لبون سے جو بہر گئی
تم سے ہوا نہ درد دل زار کا علاج
کہدیا اوکا نے پہونچے کبھی ادنکے کان تک
ہو وہ زلف سر سے نکالین یہ جی مین ہے
کام تکرار سے ہے وصل مین کیا

کر رہا ہے دیکھیے کار مسیحا انتظار
قد خم گشتہ کار تیر کرتا ہے کمان ہو کر
چلا گئے مرید حضرت پیر مغان ہو کر
کرینگی کام تیری ادنگلیان گویا زبان ہو کر
رہا محفوظ مین بتیس دانتون مین زبان ہو کر
گواہی حشر مین دیگا ترا خنجر زبان ہو کر
قانون شفا ہے یہ ترے ساز کی آواز
پاسے قاصد مین ہے جبریل کی پر کی آواز
نقش تسخیر ہے قاتل تری تلوار کی پاس
ابرو مژہ نگاہ جبین زلف خال خط
چراغ لیکے اگر ڈھونڈنی کو جائے چراغ
اے حضرت مسیح ہے مشکل دواے عشق
نکل نجائے خدا یا کہین یہ حسرت دل
کہ بند ہو گئے ای جان لب شکایت دل
ہمارے قبلہ و کعبہ جناب حضرت دل
ہین ایک مرشد کامل جناب حضرت دل
شب کو مثل غنچہ جب زنجیر کھٹکاتے ہین ہم
لیکن کسیکے ہوتی ہوئی کجہ عجب ہو تم
کہنے لگے مرو ہی کہین جان بلب ہو تم
پھر کونسے مرض کی تبا دوا ہو تم
ہم جانتے ہین نالو ہے نارسا ہو تم
کب تک ستا کرین یہ بھلا کیا بلا ہو تم
مین تو بس ایک ہی نہین مین نہین

نہ مرے لاکھ بار تو نے کہا
خاک اثر تیرے مرکہین مین نہین

[illegible] مانند نظر آنکھون مین
کرتے ہین دیکھتے ہی دیکھتے گھر آنکھون مین

اوسکے حسن نمکین کا یہ سمایا ہے خیال
خواب کا بھی نہین ہوتا ہے گذر آنکھون مین

مین تو نہین ہون بوالہوس مین تو نہین ہون بیوفا
مین تو نہین ہون کچھ رقیب گھر مین مجھے بلائیے کیون

کیون نہ کرین بہانہ وہ پاس ہمارے آنے مین
یہ تو نہین عدو کا گھر جھکیے یہان وہ آئین کیون

شکوہ ہمارا کیون کیا نام ہمارا کیون لیا
ہمسے نہین ہے لاگ اگر غیر و نسے وہ لگائین کیون

[illegible] شب و روز وصل یار مین ہے
مگر رقیب کے سر پہ یہ آسمان نہین

[illegible] کہین تو یہ نہ آئے نوبت
آپ سے آپ لگے کہنے جواب تم مجھکو

[illegible] چھوا جو شانے کو
زلفین اولجھین مرے ہنسانے کو

آہ [illegible] سے دل ہوا ٹھنڈا
ہین دم سرد جی جلانے کو

جل اوٹھے اور آگ دل مین مرے
اشک دوڑے تھے جو بجھانے کو

[illegible] نقش پا کی طرح
ننگ سمجھا ہون سر اوٹھانے کو

[illegible] گر آنکھون سے سلام تو لو
تم اپنی چشم سخنگو سے کوئی کام تو لو

[illegible] ہوا مٹ گیا برباد ہوا
شمع نے تو بھی نہ لی کچھ خبر پروانہ

[illegible] کو ہو عاشق دلسوز کا غم
شمع ہنستی تھی کھڑی رات سر پروانہ

[illegible] سکندر کس سے مانگون داد ہاتھون سے ترے
کیا بگاڑا ہے حسینون کو بنا کر آئینہ

[illegible] اوٹھا لی میری صورت دیکھکر
وائے ناکامی باشد سکندر آئینہ

[illegible] مین اونسے اوٹھا کر آئینہ دیکھا جو منہ
ہوگئے حیران جوان و پیر پشت آئینہ

[illegible] آئینہ رونے وصل مین کروٹ اودھر
شور دل سے نالہ رشکیر پشت آئینہ

کیا سمائے سینہ سے چوٹی نظر آتی ہی صاف
آئینہ مین ہے عیان زنجیر پشت آئینہ

[illegible] مین خوب وقت پر پہونچے
اے اجل مرحبا جزاک اللہ

[illegible] آنکھون سے آتی ہے صاحب حیا تجھے
تم ہی خدا کی شان کہو بیوفا مجھے

یہ وقت وہ ہے عشق کی مٹی خراب ہے
اب بوالہوس بھی کہنے لگے بیوفا مجھے

مرجاؤن مین تو ترک کرین وہ رقیب کو
کرتے نہین ہین بات شبِ وصل کیا کُھلے
نہین پہونچتے ہو زُلفِ دراز بھی اوسکو
برسون سے جان دیتے ہین مرنا نہین نصیب
ہے بات ایسی ہی کچھ تو کہ بزمِ یار مین جب پہونچون
تدبیر اپنی جان کی اُستد کیا کرین
کبھی طور پر سنجاؤن ارنی کہون نہ ہرگز
زلفین سنبل نے سنواری مستی سوسن نے ملی
جمع جو عشاق مین اور پڑھتے ہین ہردم ورد
ہے تیرے عشق کی سب مرد و زن مین دہوم ہے
گل سے بلبل کو محبت سرو کو قمری سے عشق
کرتی ہے بپا ہردم ہر لحظہ نئے فتنے
بہار آئی ہے اے نساخ جی مین ہے نکل جاؤن
کسکو منظور ہے دشمن کی دعا کا احسان
بہرا جاتا ہے شورشِ شوق سے دل
جلاتی ہے مردون کو وہ چشم کا فر
پھڑکتی ہین نساخ جو اپنی آنکھین
یون محبت وہ جتاتے ہین مجھے
ہوتے ہین پردہ در پردہ راز
یہ ہوا نقشِ محبت کا اثر
کہتے ہین عاشق صادق مجھکو
کشمکش مین جو پھنسا زلفون کو سلجھاتے ہے
خاک آلودہ لباس اپنا جو دیکھا کی وفا

بس جاتا زبان ہی مری حق مین سود ہے
عقدہ دہانِ یار کا دشمن کا راز ہے
شبِ فراق بڑی بد بلا ہے کیا کہیے
حاصل یہی ہے الفتِ زلفِ دراز سے
عدو سمجھتے ہین منہ مین مری زبان نہین ہے
آتی نہین فراق مین کیا موت مر گئی
مرے دم مین دم کہان ہے کسی تاب لنترانی
آمدِ فصلِ بہاری کی چمن مین دہوم ہے
نقشِ پائے یار کیا قبرِ دلِ مرحوم ہے
لیلی و شیرین و قیس و کوہکن مین دہوم ہے
فصلِ گل مین رسم یاری کی چمن مین دہوم ہے
پیری یہ فلک کی ہے یا رونکی جوانی ہے
بر رنگ نالہ زنجیر مین بند سلاسل سے
میری مشکل نہ خدایا کہین آسان ہووے
سراپا تمنا ہوا چاہتا ہے
فرنگی مسیحا ہوا چاہتا ہے
کسی سے اشارا ہوا چاہتا ہے
چشم دشمن سے چھپاتے ہین مجھے
بات پردے سے سناتے ہین مجھے
مثل تعویذ جلاتے ہین مجھے
اپنے نزدیک بٹھاتے ہین مجھے
دلِ صد چاک اولجھتا ہے ترے شانے سے
گرد ہے یا سرمۂ تسخیر پیراہن مین ہے

ہجر مین کیا کیا مجھکو جلایا
سرد ہی دل باد سحری سے

دیوانہ ہون وون جو تشبیہ
آگ وہ ہونگے نام پری سے

گاہے جلایا گاہے مارا
خوش نگہی سے بد نظری سے

شانے نے سلجھائین وہ زلفین
اولجھا مین آشفتہ سری سے

خاک خبر لے میری وہ غافل
بیخبری ہے بیخبری سے

گھڑی بھر بھی جو بیفکری مین گزرے
خضر بہتر ہی عمر جاودان سے

مدت یہ راز پند و نصیحت کا اب کھلا
نساخ مجھکو رات وہ ناصح کے گھر ملے

تم دشمن بد مین سے جو پروا نہین کرتے
اچھا نہین کرتے ہو یہ اچھا نہین کرتے

کرتے نہین ہم گل کی روش چاک گریبان
بلبل کی طرح عشق کو رسوا نہین کرتے

کیا جانیے کیا اونکو گمان ہے کہ ہمیشہ
وہ بیخبر آجاتے ہین وعدہ نہین کرتے

شرمانے لگے کیون دل صد چاک سے میرے
چلمن سے کبھی آپ تو پردا نہین کرتے

کیا مین ہی گنہگار ہون آنکھین نہ لگا لو
اغیار تمھین بزم مین دیکھا نہین کرتے

گر کہیے کچھ بولیے کیون وصل مین چپ ہین
کہتے ہین کہ ہم آپ کا کہنا نہین کرتے

بے مہر ہین بیدرد ہین بیرحم ہین نساخ
اصنام ذرا خوف خدا کا نہین کرتے

مجھسے کرتا ہے جو خوش چشم اشارا کوئی
بزم مین ہاے بگڑ جاتا ہے کیسا کوئی

رشک اونکو بھی ہے جو باغ مین دیتے ہین یہ حکم
مجھسے گل تک نہ ہنسے بولے نہ غنچا کوئی

پردۂ دیدہ و دل مین ہو تمھین جلوہ نما
کیا چھپائین کہ نہین آپ سے پردا کوئی

وصل مجھکو نہ ہوا اور نہ دشمن کو فراق
ہاے نکلی نہ مرے دل کی تمنا کوئی

مشکل آسان جو ہوئی دیکھ کے اونکو دم نزع
بولے وہ ہاے نہ آتی تو نہ مرتا کوئی

ایسی دیکھی ہے نگاہ غلط انداز بہت
چھین سکتا ہے مرے دل کو بھلا کیا کوئی

ہے عجب دور کہ ہر ناکس و جاہل نساخ
زعم مین اپنے کوئی میر ہے سودا کوئی

نسبت تخلص منشی رگھناتھ پرشاد متوطن شاہ آباد شاگرد منشی محمود عالم مقصود

استخوان ہر ایک سوز غم سے جلکر رہگیا
شمع کے مانند دل غم سے پگھل کر رہگیا

نسبت تخلص میر احمد علی مرحوم ریختی گوے لکھنوی صاحب دیوان ہین

اے دوگانا وہ اگلی آنکھہ نہین	مجھسے تیری یہ پھر گئی ہے
بل ہراک شخص سے جو کرتی ہے	کسی بانکے سے کیا لڑی [illegible] انکھہ

نسیم تخلص نسیم الله باشندہ میرٹھہ شاگرد حافظ [illegible] الدین بشیر

دم بدم آج دم سرد جو بھرتی ہو نسیم	[illegible] چمن کو [illegible]

نسیم تخلص مولوی حکیم نسیم الله خلف حکیم محمد علیم الله باشندہ کول عدالت کول مین وکالت کرتے تھے

بے سبب ہر کس و ناکس سے [illegible]	[illegible]
نسیم اون سے کہتا ہون گر بات [illegible]	تو کہتی ہین کیا کچھہ سنا چاہتے
گن گن کے روز کرتے ہین وہ عاشقونکو قتل	ہر روز اونکے کوچے مین روز شمار ہے

نسیم تخلص نواب محمد حسین علی جاگیردار ہراور متعلق الیسور

عاشق ہون زلف کا مین گنہ سمجھیے مرا	[illegible] بات زبان سے نکل گئی

نسیم تخلص گلزار علی

غیرون کے ساتھہ اوسکی تو سارہی تپاک ہے	[illegible] ہم [illegible] اے نسیم اڑ ائے کو خاک ہین

نسیم تخلص دیا شنکر پنڈت کشمیری ولد گنگا پرشاد باشندہ لکھنو صاحب مثنوی گلزار نسیم شاگرد آتش اپنے مذہب کو ترک کرکے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے مثنوی انکی نظر سے گذری

ذلت سے ہے جو پھیلاے بشر پیش بشر ہاتھہ	یارب نہ کبھی ہاتھہ کا ہو دست نگر ہاتھہ
کس سوچ مین ہو نسیم [illegible] لو	انکھین تو ملاؤ دل کہان ہے

نسیم تخلص مرزا راجہ کدار ناتھہ دہلوی پیشکار نظارت دربار شاہی نبیرہ راجہ رام ناتھہ بہادر شاگرد رنگین

قتل ہاتھون سے ترے یہ دل رنجور ہوا	[illegible] تھا خوب ہوا دور ہوا
ہے جب سے چھپا ہم سے دل آرام ہمارا	پاتا ہے نہین تب سے دل آرام ہمارا

مسی الیدہ دندان یار کے کیسے چمکتے ہین
تعجب ہے کہ تارے ابر مین کیونکر چمکتے ہین

نسیم تخلص پنڈت برج ناتھ اکبرآبادی

کسی کو واسطے منظور [illegible] جو خار مین رہے
تو آکے دیکھے یہان میرے جسم زار مین رہے

نسیم جائے اگر باغ مین وہ جان جہان
ہر ایک گل مین پڑی جان ہر ایک خار مین رہے

نسیم تخلص اصغر علی خان دہلوی ہین نواب آغا علی خان مقیم لکھنؤ شاگرد مومن خان انکا [illegible] اچھے ہوتے ہین [illegible] انکے شاعری کا بڑا شہرہ ہے دیوان انکا نظر سے گذرا سنہ ۱۲[illegible] بارہ سو بیاسی ہجری مین انتقال کیا

[illegible] مشق [illegible] جو شوق [illegible] انکا
غل نالۂ زنجیر مین ہے صل علی کا

جب [illegible] قرار نہین آپ [illegible]
میرا سا اب تو حال ہوا روزگار کا

[illegible] بیخود ہوش ہے مگر انہین یار کا
وہان دامن نہین یہان صاف تھا مطلع گریبان کا

حیا [illegible] نہین [illegible]
اشارا ہو کے رہجاتا ہے ہم پر مہربانی کا

کبھی [illegible] مین رہتا کبھی رخسارون پر
کاش اے آفت جان مین ترا آنسو ہوتا

[illegible] میرا [illegible] ہو جائینگے لب بند
دیکھو یہی اچھا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

صلح کے بعد جو سوچا تو یہ بولا کافر
ہاے منہ دیکھے گا اگر وہ مسلمان میرا

[illegible] واعظ کہ خبردار رہو
کیا جنت [illegible] کوچۂ جانان [illegible] گا

[illegible] دیتی ہین یہ نیچی نگاہین
کہ بالاے زمین کیا کیا نہ ہوگا

دیکھو رقیب آئے دیکھو رقیب آئے
کیا منہ اب آپ کا ہے جو منہ چھپائے گا

[illegible] اگر لیا تو لیا
رقیب دل مین سمجھ لو اگر ملال ہوا

افشاے محبت کا جو تھا خوف تو [illegible]
آنکھون مین نہان تھا کوئی دامن مین چھپا تھا

سبب مین بیتابی [illegible] تشفی اسنے کی
مونس جان حزین شب بھر ترا اقرار تھا

جیسی اپنی [illegible]
مجھکو ہنگام سفر یاد آیا

[illegible] مین بخت سے اونکا بھی کچھ [illegible] نکل آیا
ہوئی تھی صلح کس مشکل سے پھر جھگڑا نکل آیا

یہ حسن تھا کہ آنکھ ہماری جھپک گئی
پردہ پڑا جو یار نے پردہ اوٹھا دیا

نام میرا سنتے ہی شرما گئے
معاذ اللہ گر ہے نوجوانی
وائے قسمت کہہ رہے ہین وہ رہی سحر دیکھیے
ایک بوسہ بھی نہین اچھی طرح لینے دیا
اللہ ری بیکسی کہ یہ نوبت ہے آج کل
دشمنی کی مجھہ سے میری ازدیادِ شوق نے
منت بھی کی مگر نہ کسی نے مری سنی
آنکھون مین ہے لحاظ تبسم فزا ہین لب
ہوتی ہین جوشِ عشق مین جو جو تمنائین
کہتے ہین مجھکو دیکھہ کے خاموش خیر ہے
کسقدر خاطرِ عدو دیدہ ہے دشوار پسند
ہاتھہ مین خنجر کمر مین تیغ تیز
بوسے گر ہمنے لیے ہین تو دیے بھی تم کو
کس کس مصیبتون سے ہوئی ہے نصیب مرگ
دیکھہ او قاتل بسر کرتے ہین کس مشکل سے ہم
برق نے اک طرز بیتابی مرا سیکھا تو کیا
موت کاہے کو قیامت تک اب آئیگی ہمین
شوقِ شراب و خواہشِ جام و سبو نہین
بوسہ ہم آج مانگتے ہین
برہم ہین وہ غیر بے حیا سے
اچھا اچھا عدو سے ملیے
ارمان نکل جائین کچھہ عاشقِ مضطر کے
ہتا یہ خطرہ کہین پسند نہ ہون

تم نے تو خود آپ کو رسوا کیا
رہو گے عمر بھر تم پارسا کیا
کسلیے تکلیف کی ہے آپ فرمائینگے کیا
بولے جھنجھلا کر اجی بس دم مرا گھبرا گیا
ارمان تک بھی دل سے ہمارے نکل گیا
اضطراب ایسا بڑھا آخر کو بیردا ہو گیا
مانند قول یار مین بے اعتبار تھا
شکر خدا کہ آج تو کچھہ راہ پر ہین آپ
کہتا ہے ناز سے وہ بتِ سیم تن درشت
کیون چپ کھڑے ہو سامنے دیوار کیطرح
جز اجل کچھہ نہین کرتا ترا بیمار پسند
یہ ارادے ایک مشت خاک پر
چھٹ گئے آپ کے احسان سبھی برابر ہو کر
کیا کیا اوٹھائے ہین شب غم مین قضا کی ناز
چارہ گر سے درد نالان درسکے دل ہی ہم
سیکڑون باتین ہین ایسی خاطر ناشاد مین
سخت جانی حضرت عیسے بنا دیگی ہمین
ہے سب حرام جب سے کہ پہلو مین تو نہین
کرتے ہین قسمت آزمائی
مانگین کچھہ اور بھی خدا سے
جاؤ جاؤ اجی بلا سے
آنسو نہ مرے پوچھو رو لینے دو جی بھر کے
گالیان بھی مجھے سُنا نہ سکے

جب اور کسی پر کوئی بیداد کروگے — یہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کروگے
کہا مین نے تنہائی ہے بات سن لو — کہا ہنس کے تم کو تو سودا ہوا ہے
سفر ہے دشوار خواب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہے — نسیم جاگو کمر کو باندھو اوٹھاو بستر کہ رات کم ہے
دیتے ہو بوسہ تو کہین لاؤ بھی — خیر کسی طرح سے شرماؤ بھی
یہان تک تھی حریص نالہ بلبل — نکالی بیضے سے منقار پہلے

نسیم تخلص محمد یعقوب ولد حافظ غلام احمد نکہت تخلص خواہر زادہ عبد الحکیم بسمل شاگرد عبد الکریم سوز

نہ اوٹھاؤ نسیم کو در سے — جانیو خاکسار ہے اپنا
ہو گئے خاک ہم ولے ظالم — دل مین تیرے غبار ہے ابتک
کوئی بنتی ہے اسطرح کہ سدا — اک نہ اک بات پر لڑائی ہے

نشاط تخلص میرن شاہ درویش مقیم دہلی بیس برس ہوئے کہ انتقال کیا

لگے ہو بیٹھنے اوس بیوفا کے پاس بہت — نشاط آپ کو یہ کیا خیال آیا ہے

نشاط تخلص مولوی الہی بخش باشندہ کاندہلہ فقیہ بے بدل تھے دہلی مین مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ کی خدمت مین تحصیل علم کی تھی

تیغ ابرو کا اگر کچھ بھی اشارا ہو جائے — آپ کا نام ہو اور کام ہمارا ہو جائے

نشاط تخلص ایشری سنگھ کایتھ عرف بسنت سنگھ ولد لالہ سندر داس شاگرد رنگین و انشاء اللہ خان

کوئی تڑپا ہی مار چشم کا اور کوئی قامت کا — ترے کوچے مین ہی گرم آج ہنگامہ قیامت کا
پاؤن تک دسترس کہان ہی نشاط — ہاتھ سے ہاتھ لگ نہین جاتا
نتھ کے حلقے کا دیکھکر عالم — ناک مین آ رہا ہے میرا دم
آشنائی تجھسے کیا کی مجھسے نادانی ہوئی — دوستی میری ہی آخر دشمن جانی ہوئی
جسے چاہے ہے دل اپنا قیامت خوبصورت ہے — پری ہی حور ہی تصویر ہی محبوب صورت ہے
اے بتو ہم نہ پہرے پاس وفا سے اپنے — جو کیا تم نے سنو تم پاؤ خدا سے اپنے

نشاط تخلص لاله اجودهیا پرشاد قریشی آبادی خلف لاله ایسری پرشاد

قلق و یاس و غم و رنج و الم درد و بلا — اور کیا عشق سے یا حضرت دل نا شاد آیا

نشتر تخلص میر امداد حسین ولد میر جعفر علی باشندہ لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر اونسے مرشدآباد مین اقامت ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

یاد آتی ہی کیشی جو تری برق کال مین — بجلی کی طرح ہوتے ہین بیتاب ابر دل

نصرت تخلص لاله گوبند رائے کایستھ شاگرد نصیر

کمر کا خیال اوسکے جب آ گیا — تو سب نے کہا یہ عدم کو سدھا

نصرت تخلص غلام نبی خان خلف حکیم مشرف علی خان باشندہ فیروزآباد ضلع آگرہ شاگرد صمد علی حسرت

یاوری پر ہے آج کل تقدیر — ورنہ مین اور کوچہ دلبر کا

نصیر تخلص نصیر الدین غوثی جلیسری

گلبدن پھولونکی چھڑیونسے کرے ہے اہتمام — حاکم فصل بہار اب ہو کے آئی ہے بسنت

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میان کلو ولد شاہ غریب اللہ سجادہ نشین شاہ صدر جہان علیہ الرحمۃ شاگرد میر محمدی مائل آخر عمر مین حسب طلب دیوان چندو لال حیدر آباد دکھن کو گئے وہین وفات پائی مضامین عالی و تازہ خوب باندھتے تھے سنگلاخ اور مشکل زمینون مین اونسے بہتر کہنے والا پیدا ہوا نہین انکا دیوان نظر سے گزرا

پشت لب پر ہے تری یہ خط ریحان ایسا — منہ تو دیکھو لکھے یاقوت رقم خوان ایسا
سبز بختی کہون کیا اپنی کہ جھٹ جان گئی — پڑھکے افسون جو کھلانے کو مین لایا بیڑا
یون دل صد چاک کو مت دیدۂ تر سینچا — یہ گل پژمردہ ہے اسکو چھڑک کر سینچا
فلک یہ دیکھ سری دود آہ کا ٹکڑا — گھٹا ہے شرم سے ابر بہار کا ٹکڑا
دیکھی جب اپنی صورت وہ پری پیکر لگا — بنگیا آئینہ جوگی منہ کو خاکستر لگا
کیا کیجئے نصیر اپنی قسمت کا لکھا یہ بھی — اوس شوخ سے جو قاصد خط بھی نہ لکھا لا

ہو جیہ یہ دل زلف گرہگیر میں الجھا
تیر خاکی سے … سرمہ آلود اوسکی دیکھ
قیامت آپ کا قد اوسکی دلپذیر ہوا
کان و تیر نمط مجھکو رابطہ تھا اوس سے
آنکھوں سے زخم پہلو لگتا ہے کشادہ در
آنکھیں اب سنگ صفتی سے نقش شیم
شب دیکھ کہکشان کو جی میں خیال آیا
جینے کے لیے جنبش لب کا ترے کشتہ
نہ سمجھو کہ آغاز خط عارضی ہے
ہے ذوق سا قیامطے کے نگار کا
گرفتار تعلق نقطۂ پرکار آسا ہون
یہ کیا ہی کہکشان اسکہ نہین کوئی بتانے کا
آہ کچھ ہم کو نہ تھی فرصت یکدم کی خبر
یون اشک زمین پر ہین کہ منزل مین پہنچکے
نکلی تھی دم تیشہ زنی کوہ سے آواز
ہیچ بتا مجھکو تو سوفار خدنگ قاتل
ہے عجب جبو مرکا عالم اپنی رشک حور کا
چھوڑا نہ تجھے نے رام کیا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہوا
نہ پھر طواف کعبہ گئی نہ معتکف بتخانہ ہوئے
کھینچ اوسکو نہ لایا جذبۂ دل تاثیر نہ کچھ نالی نے کی
اوس لب کا لیا بوسہ نہ کبھو ہیہات نہ لپٹا پائے
مجنون تو پھرا جنگل جنگل فرہاد نے چیرا کوہ ولا
دست پر نور جو تیرا یہ ارادہ کرتا

دیوانہ شتاست نزدہ زنجیر مین اوجھا
مرغ دل آمی ہے کیا ہوگا نشانا تیر کا
پھیری ہے مسرو تمین صنوا فقیر ہوا
جب اوسے آپ کو کھینچا مین گوشہ گیر ہوا
مست ہمیشہ میرے دل کو پتنگا ہو کبھو را
گھر مین مری رحمت کا فرشتا نہین آتا
کیا کا فتنہ فلک مین افسوس بال آیا
منت کش اعجاز مسیحا نہین ہوتا
خدا جانے کیا اسکا انجام ہوگا
ہنیدا بنا ڈون کیونکہ نہ بارشش کے تار کا
مین اپنی چار دیواری سے بھی باہر ہو نہین سکتا
نشان ہے پشت شبدیز فلک پر تازیانی کا
اے حباب لب جو تونے یہ عقدا کھولا
جون قافلۂ ریگ روان اوٹھ نہین سکتا
فرہاد یہ دشمن ہے تری جان کا تو ہا
ہو کس کس کا پیے گا دہن سرخ ترا
سرو مین خوشہ لگا دیکھا نہ تھا انگور کا
ہے ہے تو بت کافر بخدا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہ ہو
کیا شیخ و برہمن ہم نے کیا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا
مین دونون کا تماشا ہی رہا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہوا
دل تجھسے برنگ پان و حنا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا
مین آہ ربا ہی دست دیا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا
نتیجہ سحر کا کیا مشتہ تھا کہ پنجا کرتا

فترہ ترسے مرے اوسنے نہ کی ہم چشمی *
کشتۂ ناز کو کرتی ہے تری چشم احیا
رات اوس بت کا ہوا بوسۂ رخسار نصیب
قشقہ اوس بت کی جبین پہ جون الف یار و نہین
حسن سے آگاہ اگر مغرور خوبون کو کیا
کوہین یار و پیر ہم پہ عشق سے خالی نہین
پاے بوسی پہ ترنیا اے شمع تو گلگیر کے
کب چشم یار سے ہو دل زار کا علاج
سرگرم نالہ کونسا گذرا ہے اے نسیم
بیٹھا ہے کیا تو منہ کو کئی غنچہ وار بند
چشم خون افشان عاشق تتمہ ہے رنگ کا
خال چشم ایک یہ تعویذ نظر ہے تیرا
اوس شعلہ خو کی بزم مین مت کہین جا نج
ٹوٹا ہے عشق یون تری اس ناتوان پر
اوٹھ کہین بیدار ہو کس نیند سوتا ہے نصیر
چرائی چادر مہتاب شب کسکش نے تجویز
نہ سمجھو دانۂ تسبیح مین گولی یہ زنجیری
ہے آفتاب سے یہ خم چرخ سا قیا
کیا اسی تحفہ کے قابل یہ گنہگار تھا آہ
دم حجراسے کا گمان یہ ہے کہ کرتا ہے تیز
معجز نما ہے یار کا شبدیز اے فلک
او وہی وسمی کی نہین ہے یہ رزائے سبز
خیال زلف بتان مین نصیر بیٹھا کر

ورنہ پانی کو رگ ابر کو پتلا کرتا
یہ فرنگی تو ہے اعجاز مسیحا کرتا
جھوٹ بولوان تو خدا اکا نہ ہو دیدار نصیب
دیکھا و شوق القمر انگشت پیغمبر سمیت
گاڑہی دینا تھا آئینہ کو اسکندر سمیت
کہتے ہین خاکستر افسردہ کو اخگر سمیت
عاقبت تاج زر آلودہ یہ لیکا سر سمیت
بیمار سے ہوا نہین بیمار کا علاج
بھاگی جو آہ سرد پھر اوسکی گلی سے آج
اتنا ہنسی مین ہم سے نہ ہو گلعذار بند
دیکھیے کیونکر رہے گا جیب اور دامان سفید
چشم بد دور لگی کسکی تجھے یار نظر
اسے شمع لا نہ حرف شرارت زبان پر
گرتا ہے جسطرح سے ہما استخوان پر
ہے سفر در پیش غافل فکر زاد راہ کر
گھوڑا صبح دوڑا اسنے لگا خورشید گردون پر
کمر باندھی ہے زاہد لشکر عصیان کی شبخون پر
شکل سبو ہے خانہ خمار سر بھر
تم مری قتل کو لائے جو سفر سے تلوار
میری تربت کی سدا لوح حجر سے تلوار
نقشون سے نعل کے ہین زمین پر ہلال عید
ستہ جبین رات یہ تارون بھری آئی سبز
گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر

یہ غلط ہے کہ ترے بول کا سر نیچا ہے
ہے سر دار بھی گردن منصور دراز

ہو چکی باغ میں بہار افسوس
آہ اے بلبلو ہزار افسوس

طوفان ہے اس دیدۂ پر آب کی گردش
پانی بھری ہے دیکھ کے گرداب کی گردش

[illegible] ہو گیا تیری پریشان نظری سے
کرتا ہے خطا ہووے اگر تیر کو جنبش

[illegible] کو ہم نے نہ دیکھا کہ جوان [illegible]
[illegible] آب [illegible] کبھی آشنا [illegible]

[illegible]
ایسا ہو کہ تجھ کو زبان [illegible]

نہ تو مہتاب ہے نہ [illegible] عارض
رحل یہ خط ہے ترا [illegible] قرآن عارض

جیسے قرآن [illegible] مخمل
یوں خط سبز میں ہیں تیرے [illegible] پنہان عارض

ان دو شعر [illegible] کو صاحب سراپا سخن نے غلطی سے مولوی کرامت علی اظہر
شاگرد شاہ نصیر کے نام سے لکھا ہے

[illegible] سے ہے تو سرو بوستان
کھنچے ہے بنوا تو [illegible]

[illegible] اب پروانہ دلسوز رکھی تجھ سے چشم
تیری آنکھوں [illegible]

[illegible] تری انتظار میں
[illegible] ہے یہاں [illegible]

سرگشتہ ہوں صورت پرکار [illegible]
[illegible] کوئی [illegible]

[illegible] صید ہوں سب [illegible]
[illegible] چشم [illegible] گر [illegible]

[illegible] ہوا ہے [illegible] شکست [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible] ہے اپنا [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible] کو [illegible] سے جو [illegible]
[illegible]

[illegible] ہے سوتیا [illegible]
[illegible]

نظیر تخلص ولی محمد اکبرآبادی معلمی کرتے تھے بیشتر خمسہ و مسدس کہتے تھے کلیات انکا نظر سے گزرا

آغوش تصور مین جب مین نے اوسے مسکا	لبہاے نزاکت سے اک شور تھا اس پر [illegible]
تھا ارادہ تری فریاد کرین حاکم سے	وہ بھی کم بخت ترا چاہنے والا نکلا
تجھے کچھ بھی خدا کا ترس ہے او سنگدل ترسا	ہمارا دل محبت [illegible] اب ترسا
سبھون کو مے ہمین خوناب دل پلانا تھا	فلک ہمین یہ ستم کیا زہر کھانا تھا
خرام ناز سے اوس شوخ نے دامنکو جب جھٹکا	تو میری خاک نے [illegible]
عبث محنت ہے کچھ حاصل نہین پتھر تراشی سے	یہی مضمون تھا فرہاد [illegible] تیشے [illegible]
دیتے ہون جان حور و ملک جسکی آن پر	کیونکر [illegible] آسمان پر
جب لے چلا وہ دل مرے پہلو سے کھینچکر	[illegible]
سرچشمۂ بقا سے ہرگز نہ آب لا	حضرت خضر کہین سے جاکر شراب لا
زلف ہو بر سر احسان تو گرفتار کرے	چشم [illegible] مین عنایت ہو تو بیمار کرے
پھر جھلکی جھمک تس پہ غضب بالا ہے	اب کوئی آن مین سب خلق تہ و بالا ہے

نظیر تخلص ایک شخص بنارسی شاگرد سودا کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

تا ایک نظر دیکھے تجھے اے مہ تابان	رہتا ہے سدا مہر [illegible] چشم

نعمت تخلص شیخ عبد الحق مرحوم باشندۂ سکندرہ قوم برہمن سے تھے حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ کی فیض صحبت سے مشرف باسلام ہوئے

تڑپے ہے پڑا یہ دل غمگین بغل مین	اب آ کہین اے باعث تسکین بغل مین

نعمت تخلص نواب نعمت اللہ خان مرحوم

جاتا ہے بس مین یار کے ایسا شتاب دل	آخر کو کیا کرے گا یہ خانہ خراب دل

نعیم تخلص شیخ محمد نعیم سپاہی پیشہ تھے

عالم سے ہوا غیر مین جس یار کی خاطر	اوس یار کو منظور ہے اغیار کی خاطر

نعیم تخلص منشی فدا حسین خان باشندہ کاکوری ہمیش بھی تخلص کرتے مین بیشتر [illegible]

مین رہتے تھے اندنون لکھنؤ مین وکالت کرتے ہین اُنسے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

ہستی مین بوسے اوس لب لعلین کو لیے	مدہوشی مین ہوش ہے مجھہ بادہ خوار کا
اوٹھکر زمین سے سرمۂ چشم فلک بنا	رتبہ ہوا بلند یہ اپنے غبار کا
اے [illegible] تیری یاد مین ہوا اپنا دھیان	خلد مین بات نہ بھولے سے کرین حور سے ہم
انہین [illegible] آہ [illegible] وصل	ہجر جانان سے یہان تک طاقت دل طاق ہے

نعیم تخلص [illegible] سعد خان دہلوی شاگرد حاتم

[illegible]	وہ کیون نہ روئے پڑے جسکی بال آنکھون مین

نعیم تخلص میر امجد علی لکہنوی

اپنا ہاے ہجر مین عالم تمام شب	ہچکی لگی رہی ہمین پیہم تمام شب

نفیس تخلص نادر خان خلف بہوری خان فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صغیر

گھستے ہین جبین سنگ در یار سے آکر	اک روز چمک جائیگی تقدیر ہماری

نقی تخلص امام علی خان عرف پیاری صاحب نبیرۂ سبحان علی خان کمبوہ باشندہ لکھنؤ مقیم کربلا شاگرد فتح الدولہ برق و علی اوسط رشک صاحب دیوان ہین

میرے آنکھون نے نقی از بر ہین کیا کیا آنکھین	مجھکو دکھلاتی ہے کیا نرگس شہلا آنکھین
کیون تاکتے ہو تم دل وحشی خصال کو	اے جان کیا کریگی ہرن کا شکار آنکھہ

نقی تخلص نواب علی نقی خان خلف نواب امام علی خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد باقر ادرک
اولاد مین شجاع الدولہ کے ہین

بچاسے جب اہمارے خدا سے ہے یہ دعا	پڑا ہے عشق بتان سے معاملہ دل کا
ہوا ابھی اوسکے لیے نوک خار سے ہے زیاد	حباب سے کہین نازک ہے آبلہ دل کا

نقی تخلص سید علی نقی جلالوی شاگرد مرزا حاتم علی بیگ مہر

سوم کو پھول ہون تربت یہ میری نرگس کے	کہ نکلے آنکھون سے ہے میری انتظار ہنوز

نکہت تخلص مرزا نیاز علی بیگ دہلوی شاگرد نصیر دہلوی ایک دیوان اردو
و ترجمۂ سکندر نامہ و فرہنگ مصطلحات زبان اردو انسے یادگار ہین

خط میرا اوڑا اوڑ کے اوسکی میں کبوتر بنگیا ‌ ‌ ‌ خط کا ہر پرزہ کبوتر کا ہر اک پر بنگیا
دل [illegible] مری لیا کر [illegible] ‌ ‌ ‌ تیغ دو دم نے [illegible]
نہ لگتا دل گر اوس زلف سیہ سے تیرہ بختوں کا ‌ ‌ ‌ تو کیوں بیٹھے ہمیشہ اوسکے [illegible]
نافہ میں جو ہے مشک تو ہے بہرہ ہی تو ہے ‌ ‌ ‌ انسان جو وطن میں [illegible] تو شہرت [illegible]
[illegible] قاتل کا دم بھرتے رہے ‌ ‌ ‌ جب تلک جیتے رہے مرتے رہے

[illegible] تخلص حافظ غلام احمد دہلوی قرابت دار و شاگرد مولوی امام بخش صہبائی

بیدار ہی اور خواب ہیں یہاں جمع ایک جا ‌ ‌ ‌ رکھتی ہے تیری آنکھوں میں کیا اثر [illegible]
ایسا ہوا کہ آنکھ سے خون ہو کے بہ گیا ‌ ‌ ‌ مدت سے ایک آفت جان تھی [illegible]

[illegible] حاجی مرزا محمد جان مرثیہ خوان شاگرد علی جان درخشان ولد مرزا محمد [illegible] مشہدی [illegible] متعلق کلکتہ کربلا کی زیارت بھی کی ہے [illegible] تذکرے کے لیے بھیجے تھے

افسوس [illegible] دل پر فن کے رہ گئے ‌ ‌ ‌ بیٹھے صنم کے پاس تو مت بنکے رہ گئے
اللہ رے خوف روز [illegible] طفل اشک ‌ ‌ ‌ امیدوار گوشۂ دامن کے رہ گئے
[illegible] عشاق پر آتا ہے [illegible] خرام ‌ ‌ ‌ خفتگان خواب غفلت کو جگانے کے لیے
[illegible] ‌ ‌ ‌ کہیں بہتر ہے یہ کاسہ ہمارا ساغر جم سے

[illegible] مرزا احمد [illegible] خلف مرزا محمد خرم بخت بن مرزا محمد جوانبدار [illegible] انکا مولد بنارس مسکن لکھنؤ

[illegible] ‌ ‌ ‌ کہ جاتا دل ہمارا [illegible] تیر کے دو جا بجا [illegible]
[illegible] رحمت [illegible] ‌ ‌ ‌ ہمارا دل نہیں رہتا ہے [illegible] پہلو میں
[illegible] کیفیت ‌ ‌ ‌ کہ ساغر ہاتھ میں [illegible]

[illegible] لکھنوی شاگرد [illegible]

[illegible] ‌ ‌ ‌ اے جان [illegible]

[illegible] صاحب [illegible] غور [illegible]

رئیس شمس آباد

مقابلہ مین جھپک جائے چشم مہر منیر	اگر وہ چہرۂ انور کو بے نقاب کرے

نوا تخلص قدرت اللہ دہلوی معلمی کرتے تھے

ہمنے مانا بھی کہ محشر مین ملے گی دل کی داد	پر یہ حیران ہین کہ کس منہ سے کرین فریاد ہم

نوا تخلص ظہور اللہ خان ولد مولوی دلیل اللہ باشندہ بداون شاگرد بقاء اللہ بقا شعر فارسی خوب کہتے تھے جرأت نے انکے اہاجی رکیکہ کہی ہے صاحب دیوان گزرے

کیجو نہ اے رقیب تو اوسکی مصاحبت پہ ناز	کچھ دنون بزم یار مین ہمکو بھی اعتبار تھا
اوس پاے حنائی پر رو کر جو رکھون سر کو	کس ناز سے وہ ہنسکر کہتا ہے کہ بس سر کو
تھکا ہے منزلون کا یا پیام پاس لاتا ہے	الہی خیر کیجو نامہ بر کچھ سست آتا ہے
ہے گرفتاری سے میرے ساری عالم کو نجات	شور نالہ سنے مرے ہر شخص شب بیدار ہے
برنگ نقش پا اوس در کو جب سے زمین پکڑی	اوٹھانے کو کسی نے پھر نہ میری آستین پکڑی
الہی ناگ لگیو گور مین اوس تیرہ باطن کے	کہ جسنے بے تکلف اوسکی زلف عنبرین پکڑی
ہوگیا در سر اس رشک سے مجھہ ناشکیبا کو	لگانے کو جو صندل غیر نے اوسکی جبین پکڑی
رہی ہے رات تھوڑی دل ہے مضطر دیکھیے کیا ہو	ادہر اندیشۂ دشمن ادہر اونے نہین پکڑی
اونہین کیا لطف مستی ہو جنہون نے نازنینو کے	نہ چشم عشوہ زا دیکھی نہ ساق نازنین پکڑی

نواب تخلص میر نصیر الدین عرف میر نواب ولد حکیم میر علی جان ولد حکیم مہتاب خان دہلوی مقیم بنارس شاگرد ناسخ

پیکان ہر ایک غنچہ ہے بن اوسکی انکھہ مین	نشتر ہے باغ مین مجھے نالہ ہزار کا
سمجھے جنت مین کب بہایا خرام ناز حورونکا	وہان بھی دیکھنا چاہینگے اوس معشوق کی چال انکھین

نواب تخلص نواب نصر اللہ خان رئیس رامپور

رات آخر ہوئی اور صبح کا تارا نکلا	مدعا دل کا نہ صد حیف ہمارا نکلا

نوازش تخلص نوازش علی خان لکھنوی امی محض ہین سنہ۱۸۵۵ اٹھارہ سو

ستاون عیسوی مین کلکته مین تهے صاحب سراپا سخن نے انکو مرزا مهدی ثاقب کا شاگرد کها هے انهون نے مجهسے اپنی کو برق کا شاگرد بتلایا تها والله اعلم

زلف کا سر کو مری جس روز سے سودا هوا — پاؤن پڑ کے لیگئی زنجیر زندان کیطرف

بهول جاتے هین خدا کو یه بتون کی یاد مین — آخرت کرتی هین غارت اهل دنیا ہاتهه سے

گهه بلائین لیتے هین گهه جاتے هین محرم تلک — اے نوازش اب گنه هوتے هین کیا کیا ہاتهه سے

نوازش تخلص نوازش حسین خان لکهنوی عرف مرزا خانی ولد حسین علی خان ابن نواب ناصر خان شاگرد میر سوز صاحب دیوان گزرے

ایک عالم کو آزما دیکها — جسکو دیکها تو بیوفا دیکها

حال بد کا شریک دنیا مین — نه برادر نه آشنا دیکها

کیف مین کم بہت نوازش سے — عشق خوبان مین جو نشا دیکها

عشق مین ایک خلل سا ساتهه لگا رہتا هے — اشک چل نکلی نوازش جو کبهی دل ٹهہرا

زبس که رہتا هے آنے کا اوسکے دهیان لگا — صدائے در په هے دربرده اپنا کان لگا

یه بل کرتا هے تو نوک قطره کی آبداری پر — تجهے بهی طنطنه کتنا هے اتنی سی کٹاری پر

ده گئی دن جو بسر شب هو هم آغوشی مین — اب تو کٹتی هے مری چار پہر آنکهون مین

یه سانس هے پیکان هے نشتر هے که دل هے — کانٹا سا کهٹکتا هے یه کیا دیکهیو بر مین

بن ہاتهه لگے دس کی جا سی نهین هلتا مین — لاغر اسے کہتے هین تیار اسے کہتے هین

حرام نیند کی اقرار وصل جانان نے — الٰهی کوئی کسیکا امیدوار نه هو

کسی تیغ جفاے چرخ سے امید هنسی کی — جو هووے بهی تو هان شاید دهان زخم خندان هو

یه جانتے تو نه باتون کی تجهسے خو کرتے — ترے خیال مین پهرون هی گفتگو کرتے

ایک مین کیا خوب کر دیکیے اوسی حسن آفرین — اپنی صناعی په حیران خود وه صورتگر هے

ایام وصل مین یا هم لپٹے هین جیسے اوس سے — یون وصلی کی بهی کاغذ چسپان هم نهونگے

آغاز عشق هی مین شکوه بتون کا اے دل — ٹک صبر کر ابهی تو کیا کیا ستم نه هونگے

خدا اسے تو ملے آشنا نهین ملتا — کوئی کسیکا نهین دوست سب کهانی هے

نور تخلص میر وزیر علی خلف میر بادشاہ لکھنوی شاگرد فتح الدولہ برق صاحب دیوان ہین

بھیجکر خط مین گنہگار سراپا ٹھہرا
میرا نامہ مرے اعمال کا پرچا ٹھہرا

عاشق سے کیا ضرور ہین یہ لن ترانیان
موسی نہین مین آپ نہ یہ گفتگو کرین

مانین نہ مانین وصل پہ راضی ہون یا نہون
تقریر چلکر یار سے اب دو بدو کرین

حسن وجمال یار سے دل شاد کیجیے
معشوق کیجیے تو پریزاد کیجیے

نور تخلص حکیم نادر حسین ولد میر اصغر علی بن حکیم عوض علی باشندہ بریلی بسبب منسوب ہونے ساتھہ دختر ہمشیرۂ نواب معتمد الدولہ کے کانپور مین سکونت کی تھی

اللہ رے سوز عشق کہ جب کٹ گیا گلا
رگ رگ سے بدلی خون کی نکلا بخار دل

بعد مردن بھی کسی سے نہین نیکی کی امید
خاک مین مجھکو ملانے کو احبا آئے

نور آخر کو ہوا آپ کے نالون مین اثر
لو وہ تھامے ہوئے ہاتھونسے کلیجا آئے

نور تخلص ایک شخص باشندۂ پانی پت کا ہے اور کچھ معلوم نہوا

آہوے تری آنکھین ہین یا نرگس شہلا
یا زہر ہلاہل کے بھرے جام ہین دونون

نور تخلص مولوی محمد نور الحسین منصف دربھنگا ضلع ترہت باشندۂ شہر گیا کی شاگرد مولوی اولاد علی کاہش راقم کے دوستون مین ہین شعر بہت کم کہتے ہین

جن دنون مین مشتغل داغ دل بیتاب تھا
اک چراغ روز سا خورشید عالم تاب تھا

تھا شوق شہادت مجھے وہ بر سر کین تھا
خنجر مری قسمت کی برائی سے نہین تھا

سودے مین تری گیسوے مشکین کی سراسر
ناسور مرے دل کا صنم نافۂ چین تھا

تربت پہ مرے نور ہے چادر شب مہتاب
روشن ہے کہ قاتل مرا اک ماہ جبین تھا

نور تخلص صمصام حیدر مرحوم برادر عمزاد علیجان منخور تخلص ولد منشی حسن علی شاگرد راقم الحروف باشندہ ہوگلی مقیم ٹالیگنج متعلق کلکتہ آغاز جوانی مین انتقال کیا

جو امداد کیتے ہین دس بری کو میری سیاہ بین
تو کیا کیا رنگ حربا کی طرح ہر دم بدلتے ہین

روان ہین اشک سیگون فرقت ساقی مین کیا ہمدم
جگر اور دل لہو ہوکر آنکھونسے نکلتے ہین

نہ پہونچے ہاتھ اپنے وصل مین بھی پاے نازک تک — اسی حسرت مین مدت سے کف افسوس ملتے ہین

نور حق تخلص شاہ محمد جمیل دہلوی خلف خواجہ محمد جلیل شاگرد مولوی امام بخش صہبائی کسب باطن مولوی قطب الدین مرحوم خلف مولانا فخر الدین قدس سرہٗ وشاہ آل احمد عرف اچھے میان وحضرت محمد نصیر محمدی سے کیا تھا

رباعی

دنیا مین ہوا عدم سے آنا اپنا — اور آگے ہوا نہ یہان ٹھکانا اپنا
نے جانے کی راہ ہے نہ رہنے کی جگہ — دشوار ہوا ہے منہ دکھانا اپنا

نیاز تخلص میر محمد سعید اکبرآبادی معلمی کرتے تھے

کہان ہے دسترس اپنے جو پہونچے تیرے دامان تک — نہ پہونچے ناتوانی سے یہ ہاتھ اپنے گریبان تک

نیاز تخلص میر محمد علی مرثیہ گو باشندۂ دہلی مقیم حیدرآباد

خواب ان خانہ خراب آنکھون مین کیونکر ہو نیاز — جنکی بے برسات بھی رہتے ہین گھر بھیگے ہوے

نیاز تخلص شاہ نیاز احمد سرہندی ولد حکیم شاہ رحمت اللہ باشندۂ بریلی کسب باطن مولانا فخر الدین دہلوی وشاہ عبد العزیز بغدادی سے کیا تھا دہلی مین تربیت پائی تھی ۱۲۵۰ بارہ سو پچاس ہجری مین ماہ جمادی الثانی مین ستتر برس کی عمر مین وفات پائی دیوان فارسی واردو انکا نظر سے گزرا

مجھے جین خواب عدم مین بہانہ تہا زلف یار کا کچہ خیال
یہ جگا کے شور ظہور نے مجھے کس بلا مین پھنسا دیا
وہ جو نقش پا کی طرح رہی تھی نمود اپنے وجود کی
سو کشش سے دامن ناز کے اوسے بھی زمین سے مٹا دیا

یا الٰہی زورق گردون سنبھال — بیطرح اندا ہے یہ طوفان اشک
صبر وقرار وشکیب تاب وتوان عقل ودین — سب نے تو لی اپنی راہ رکہیٔ کیون جان تو
عقل کے مدرسے سے اٹھ عشق کے میکدے مین آ — جام فنا وبیخودی اب تو پیا جو ہو سو ہو

نیاز تخلص عبد الرسول باشندۂ جہانگیرنگر عرف ڈہاکہ

سادہ ہو جی دیکھ میری کرتی دیوانی تیری آوے — جسکے ہاتھون شیشۂ دل میرا چکنا چور ہے

نیاز تخلص لالہ راجہ رام ادین لال جگنا تہہ باشندۂ بھگونت نگر

ہو لکر بھی نہین کرتا وہ کبھی یاد مجھے — کر دیا اوسکی فراموشی نے برباد مجھے

نیاز تخلص محمد نیاز علی خلف محمد مبارک علی باشندۂ بچھراون ضلع مراد آباد

سر گرم فغان شب دل ناشاد و حزین تھا — شعلہ مرے آہون کا جو تھا عرش نشین تھا

برباد ہوئے یار کے دل مین جگہ سے ملے — آباد کرگئین مری بربادیان مجھے

نیر تخلص مرزا احسن عسکری ولد مظفر علی بیگ عرف آغا جان باشندۂ لکھنؤ شاگرد مرزا رضا علی نوازش

کس حسن کے ہین اوس بت ہو بیان شکن کے ہاتھ — ہیرے کی ہے کلائی عقیق یمن کے ہاتھ

نیر رخشان تخلص مخدوم مکرم جناب نواب ضیاء الدین احمد خان بہادر رئیس لوہارو خلف الرشید نواب احمد بخش خان بہادر مرحوم والی فیروز پور جھرکہ شاگرد رشید مرزا اسد اللہ خان غالب دہلی مین رہنے کے ہنگام مین راقم کو انکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا بیشتر فارسی کہتے ہین علم تواریخ مین بہت دخل رکھتے ہین ہر دو زبان مین اشعار انکے شیرین و نمکین ہوتے ہین

آنکھون مین دشمنون کی کھٹکتا ہون مثل خار — احسان ہے یہ مجھ پہ مرے جسم زار کا

گر انتہا نہین ستم و جور یار کو — شوق زیادہ جو کو مری بھی گران نہین

پیری و مفلسی مین نہ لو نام مے کا اب — لطف ارتکاب مین ہے نہ اجر اجتناب مین

مے کے گرنے کا ہے خیال ہمین — ساقیا لیجیو سنبھال ہمین

شب نہ آئے جو اپنے وعدے پر — گزرے کیا کیا نہ احتمال ہمین

کیا پوچھے تو فرشتہ کا جسکا گزر نہ ہو — بیت الصنم ہے شیخ خدا کا یہ گھر نہ ہو

رخشان جو آتے آتے ابھی رک گئے ہین اشک — آنکھون مین آگیا کوئی لخت جگر نہ ہو

چاک سر مرا گریبان ہے — دل کا محضر مرا گریبان ہے

بوالہوس اور بھی مرنے کی کرینگے خواہش — لیکے گل قبر پہ رخشان کی نہ آیا کیجے

حرف واو

واجد تخلص واجد علیخان لکھنوی شاگرد نسیم دہلوی

لین ہین بلائین سر سے قدم تک جو یار کی	ہے ہر لکیر نور کی تحریر پاتھ ہین

واحد تخلص شیخ عبدالواحد دہلوی شاگرد آغا جان عیش

بیتاب ہو کے شوق مین سب راز کہدیا	واحد ستم کیا یہ دل بیقرار سے
پوچھتے کیا ہو اسیران قفس کا احوال	بال و پر نکلے نہین تھے کہ گرفتار ہوئے

وارث مرزا وارث علی بیگ فرخ آبادی خلف علی نقی بیگ صوبہ دار

آیا اِدھر وہ بت خود کام ہمارا	کس کام کا جذب دل ناکام ہمارا

وارث تخلص شاہ وارث الدین دہلوی اوستاد عالمگیر ثانی خوشنویسی کا خطاب پایا تہا درویشانہ اوقات بسر کرتے تھے حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر قدس سرہ کی اولاد مین تھے

خورشید رو کا میری جلوہ جہان تہان ہے	ہر ذرہ مین جو دیکھو اوسکی جھلک عیان ہے

وارث تخلص حاجی شاہ محمد وارث الہ آبادی خلیفہ و شاگرد شاہ قطب الدین مصیبت صاحب دیوان گزرے

پڑا ہے سنگدلون سے مقابلہ دل کا	نہ ٹوٹ جائے مین ڈرتا ہون آبلہ دل کا
ہمارے آہ اور نالے فلک پر جا کے پہونچے ہین	اگر ہوتا نہین وہ بیخبر آگاہ کیا تجھے
بتا تو اے مرے ظالم مثال نقش قدم	تری گلی مین کوئی گر کے پھر اوٹھا بھی

وارفتہ تخلص نواب شیر علی خان ولد نواب مرزا اسکو نبیرہ شجاع الدولہ شاگرد مرزا باقر ادراک

سو جن لہرانے لگین مار سیہ کے مانند	آپ نے دہوئے جو دریا کے کنارے گیسو
سر عاشق پہ کرینگی یہ بلائین نازل	پاؤن تک آئے مین بڑھکر جو تمہارے گیسو

واصف تخلص مولوی احمد حسین ولد تاج الدین لکھنوی شاگرد اشرف خان غان تخلص صاحب دیوان ہین

اختر تابان شب یلدا مین آتے ہین نظر	موتیئے کے ہار یہ لیٹے نہین بالاے زلف

واصف تخلص حسن بخش خان شاگرد اعظم الدولہ صاحب تذکرہ

آتا ہے دل مین چاک گریبان کیجیے	صحرا کی آج چلنے کا سامان کیجیے

واصف تخلص قاضی محمد یعقوب باشندۂ بلیا ضلع غازی پور

گھر ترا یا جانہ ویران کوچہ گردان کر چکا	لے چلا ہے او دل بیتاب و نادان اب کہان

واصل تخلص درگا پرشاد خلف لالہ گنگا پرشاد متوطن کول مقیم فتحگڈھ

وصل اب اوس سے کیا ہین چشم امید ہو	ہر وقت دیکھتے ہین وہ ترچھی نگاہ سے

واصل تخلص محمد واصل

سر گرم ناز کیون نہ ہو وہ رشک آفتاب	عالم مین اوسکے حسن کا بازار گرم ہے

واعظ تخلص شیخ الٰہی بخش باشندۂ بہار شاگرد مقصود عالم مقصود

کب بیان غم سے چشم تر نہ ہوئی	کب عیان سوزش جگر نہ ہوئی

واقف تخلص واقف شاہ غازی پوری معاصر سودا مقیم دہلی کچھ روز فیض آباد مین بھی رہے تھے آخر عمر مین لکھنؤ مین جاکر وفات پائی

مین ترا کیا تھا سونپ کر دل کو وفا کے ہاتھ	اے آہ چڑھ گیا یہ کہان سے جفا کے ہاتھ
صبح شب وصل یار کی ٹھہرے	ہاے پھر انتظار کی ٹھہرے
عشق مین کیا فضل و ہنر چاہیے	آہ مین تھوڑا سا اثر چاہیے
خوب رو ہوکے باوفا ہووے	مین نہ مانون اگر خدا ہووے
رحم کر اے لطف ستمگر لطف اے بخت سیاہ	موکشان کھینچے پھرے کب تک پریشانی مجھے

واقف تخلص مرزا اقوامش بہادر خلف بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد ذوق

سوزش جگر ساتھ ہین سو پارۂ دل ہین	اشک آنکھ سے اس شان سے اس ہوش سے نکلے
ہر کوچہ و بازار سے ہو سنگ فشانی	دیوانہ ترا نکلے تو اس دھوم سے نکلے

واله تخلص مرحمت خان فارسی مین شاقب تخلص کرتے ہین وطن انکا کشمیر مولد دہلی مسکن لکھنؤ

گننے جو بندون مین اپنے تو اکبار مجھے — تو خلق مین ہو خدائی کا اعتبار مجھے
ہے عیان جلوہ ترا انسان کی تصویر سے — صورت معنی ہو ظاہر حرف کی تحریر سے

واله تخلص میر مبارک علی خلف و شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرت مقیم مرشدآباد علوم ظاہر سے بے بہرہ تھے

ہوئی ہے مشتعل میری دل بیتاب مین آتش — نہ دیکھی تھی کسینے اب تلک سیماب مین آتش

واله تخلص محمد خان ملازم مرزا جہاندار شاہ خلف شاہ عالم بادشاہ

دل ہے میری در امید جو مسدود ہوا — جلوہ گر سامنے آ شاہد مقصود ہوا

واله تخلص ایک ہندو باشندۂ فیض آباد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

معدوم کو کیونکر کوئی ثابت کرے واله — مضمون کمر یار کا عنقا سے نہین کم

والی تخلص منشی محمد والی باشندۂ بنڈوہ ضلع بردوان

کیا پوچھتے ہو یارو حال تباہ میرا — بے مہر ہو گیا ہے وہ رشک ماہ میرا

وجاہت تخلص احمد علی خان خلف احمد نور خان رامپوری قوم افغان شاگرد محمد حیات خان حیات

ہے وجاہت یہ زیست نقش بر آب — کیا یقین آئے نقش باطل کا

وجیہ تخلص میر ضامن علی ابن میر جعفر علی باشندۂ الہ آباد

شکوے جفاؤن کے نہین ہرگز روا مجھے — ہر حال مین ضرور ہے تیری رضا مجھے

وجیہ تخلص نواب وجیہ الدین بہادر برادر نواب حسام الدولہ شاگرد مرزا فاخر مکین بیشتر فارسی کہتے تھے

خون دل بسکہ ہوا آن کے جم چشمون مین — پانی پانی ہوا خجلت سے مین مچشمون مین
تسکین درد دل کو نہ آج ہو نہ کل ہو — سب لے یار بیکل ہے وہ سبے ملے تو کل ہو

وحدت تخلص جمعیت رائے کایتھ باشندۂ میرٹھ

فصل بہار آتی ہے اوسکو ہوا لگی	ہردم ہے عندلیب کو اب عزم نالہ کی

وحدت تخلص مولوی محمد علی سابق ڈپٹی مجسٹریٹ میدنی پور ولد قاضی عنایت علی مرحوم باشندہ کلکتہ شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت اندنون شعر گوئی ترک کی ہے راقم کے احباب مین ہین

نصف تن آگ مین ہے نصف بدن دریا مین	سرخ اطلس کی ازار آب روان کی انگیا

وحشت تخلص میر ابوالحسن دہلوی نبیرہ تیر انداز خان شاگرد مرزا سودا

پہونچا تو اوس گھڑی کہ مرا کام ہوچکا	مین نے شروع نزع مین کی تھی سجے خبر
خنجر تو ایک دم کے لیے منہ نہ موڑ لو	قاتل اگر کہے کہ سکتا ہے چھوڑ دو
لگی ہے بہنے موج اشک کی زنجیر آنکھون سے	کردینگا اس دل دیوانہ کی تدبیر آنکھون سے

وحشت تخلص مرزا باقر علی خان خلف حسین علیخان نائب ومختار مہدی علی خان صوبہ دار بریلی باشندہ فتح آباد مقیم لکھنؤ شاگرد میر تقی میر صاحب دیوان گزرے

ہووے محشر کا اگر شور و فغان بالائے سر	دیکھکر اوسکو ہوا ہون غش نہ آؤن ہوش مین

وحشت تخلص میر بہادر علی لکھنوی شاگرد جرات ملازم نواب شجاع الدولہ بہادر

جو پھر کبھی نہ آن پھرا میرے پاس دل	کیا جانیے کدھر کو گیا ہو اوس دل
دیکھیو ہوش ہے کتنا اوسی بیہوشی مین	مانگو بوسہ تو وہ دشنام دیے نوشی مین

وحشت تخلص احمد بیگ باشندہ میرٹھ شاگرد صمد علی حسرت

[illegible]ک رہ گیا ہے دلبر کا	دو چھلہ دیکھنا مرے سر کا

وحشت تخلص یوسف علی باشندہ [illegible] میرٹھ شاگرد مولی بخش قلق

[illegible] مین کب زمین نہین کب آسمان نہین	تیری نگہ سے کب تہ و بالا جہان نہین

وحشت تخلص مخدوم بخش کانپوری [illegible] شاگرد احمد علی کامل

کھا کھا کے گل بنائے ہین گلدستہ سارے[illegible]	تیرے پسند ہو تو پیارے بہار ہے

وحشت تخلص میر غلام علی خان مرادآبادی ولد میر فرحت اللہ خان داماد مولوی محمد رشید الدین خان دہلوی شاگرد مومن خان بنارس اور دہلی مین

نشو ونما پائی تھی بلند شہر مین سکونت کی تھی شعرا انکے خوب ہوتے ہین ؛

بسکہ رنج افزای طبع نازک جانان نہین
آسمان پر ہے دماغ اس آہ بے تاثیر کا

آتین حسرتِ صہبا کی سناتا ہون آو سے
ذکر سن سن کے رقیبون کی نوا آشامی کا

سارے عالم سے صفائی ہوئی اپنی وحشت
کیا مکدر کہین وہ آئینہ رخسار ہوا

شغل ضعف جنون سے ہوئی ایسی کہ جو
طوق آہن جسے سمجھے تھے گریبان نکلا

جو نہ جاتا ہو کہین کوچۂ جانان کے سوا
ایسے دیوانے کو کچھ حاجتِ زنجیر نہین

اے دل آسان نہین جور اوٹھانا اوسکی
نوجوان یار ہے وہ کچھ فلک پیر نہین

اوڑ چکا ہے جو یہ شدت سے قلق کی بالکل
رنگ رخ مین مری اسواسطے تغیر نہین

پھری وحشت مری دن پھر گئے جو دیکھا اونسے
گردش چشم ہوئی گردش دوران مجھکو

گزرا اس اعتماد محبت سے مین خدا
مجھسے چھپائین کاش وہ الفت رقیب کی

گرم غمخانہ ہے اتنا آہ آتشبار سے
بھاگتی ہے دھوپ میری سایۂ دیوار سے

بے تکلف آئے وہ پھر تماشا وقت نزع
کام آسان ہوگیا یہان مردنِ دشوار سے

نا شیرا روز و شب سن سن کے عادت ہوگئی
اہل عالم اب نہین مرتے بانگ صور سے

کیون نہ باطل سمجھون اقرار وفا
سحر تیکے ہے تری گفتار سے

خط کے آنے سے گئی شرم سخن
آئینہ طوطی ہوا زنگار سے

وحشت تخلص سید حبیب احمد خلف میر مشتاق احمد باشندہ دہلی

آخر اپنا بھٹک بھٹک کے غبار
ایک دن اوس [illegible]

خانہ خراب نالہ وزاری سے باز آ
ہردم [illegible] دل [illegible] نہین

وحشت تخلص شاہزادہ کبیر الدین دہلوی شاگرد [illegible] ذوق و مرزا رحیم [illegible]

وہ بیوفا و امید تسلی شب غم
خیال [illegible]

کونسے فتنون مین ہے فتنۂ محشر ظالم
[illegible]

ناحق کو ظلم دکا وش بیجا سے کیا حصول
[illegible]

وحشت تخلص [illegible] استاد راقم الحروف مولوی حافظ [illegible]

مولوی حافظ حبیب النبی مرحوم رفعت تخلص اولاد مین حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمة
کے [illegible] لد الخطار امیور سکن کلکتہ ہوگلی مین عہدہ جلیلہ افتا پر مامور تھے کچھ روزون
حافظ [illegible] امام احمد تسلیم سے اصلاح لی تھی عربی و فارسی اور اردو اشعار نہایت خوب
[illegible] کہتے تھے مین شباب مین سنہ ۱۲۷۴ بارہ سو چوہتر ہجری مین انتقال کیا
[illegible] نے یہ تاریخین اوکے وصال کی کہی ہین

تاریخ

[illegible] خدمت [illegible]	یا خدا ہون وہ داخل جنت
[illegible] علم وفضل تھے وہ	نیر برج علم وفضل تھے وہ
[illegible]	علم مین بے بدل بڑے فاضل
[illegible]	تھے وہ بے شبہ صاحب عرفان
جب [illegible] اوستاد کا وصال ہوا	مجھکو تاریخ کا خیال ہوا
یہ [illegible] سروش نے ناگاہ	مرگئے آہ ایسے فاضل آہ

۱۲ ۷۴ ہجری

قطعہ تاریخ کہ بدو بحر رمل ومنسرح خوانده میشود

کیا کہون [illegible] کیا غم ہوا [illegible] جسدم خبر	شاعر شیرین زبان مرگئے افسوس آہ
فکر [illegible] تاریخ [illegible] کا کسی نے مصرع لکھا	وحشت جادو بیان مرگئے افسوس آہ

۱۲ ھ ۷۴

قطعہ تاریخ

حیف کہ مولانا [illegible] النبی	راہ رو کشور فانی ہوئے
مصرع [illegible] نے کہا	خسرو اقلیم معانی موئے

۱۲ ھ ۷۴

اشعار

[illegible] شکستہ [illegible] کا	عالم ہے رخ مہ پہ چراغ سحری کا
[illegible] حباب درہمی کا	رخ مہ کا ہے قد سرو کا نقشہ ہے پری کا
[illegible] جنون کو	دامن بھی جو رکھتا ہون تو زخم جگری کا

لب خشک ہین تر آنکھین ہین فرقت مین شب و روز
کھائی کی تو مدت سی قسم کھائی ہے ہمدم
تمہید و نظر بازی خوبان جہان سے
آنکھونسے دکھا دیتے ہین مفہوم عدم کو
اوس کان ملاحت کی یہ الفت کا ثمر ہے
پوشاک ہوا کرتی ہے کیون قطع دہان پر
بیجبیجے ہوے میان طبع رسا سے پیدا
خال اے نور نظر ہین تری چہرے پہ کہان
زخم دل پر نمک افشان ہی فراق احباب
چشم انسان ہے مرا گھر کہ مثال مردم
آب حیوان اسنے حق مین شربت سم ہوگیا
بارش تیر قضا ہے اس تواضع کا اثر
یاد ابروے تمہارے کٹ گئے ایام غم
تنگ رکھتی ہے غضب کنج عدم کی آرزو
رونق بزم شراب آج وہ جانا نہ ہوا
پرتو افگن جو کبھی ساعد جانا نہ ہوا
مشتری کون ہوا اوس مہ کا جو بے مہری سے
اے پری تنکے جو وہ میری طرح خفا ہے
پانون مین سلسلۂ زلف پریشان اولجھا
صاد چہرے پہ ترے خامۂ قدرت نے لکھا
ہوکے بر باد غبار تن لاغر اپنا
آب یاقوت کی ماہی اسے کہیئے کہ سدا
شعلۂ عشق سے روشن دل مشتاق رہا

بیان زیر نگین ملک ہے خشکی و تری کا
یہ غم ہے کہ کھاتا ہون کسی رشک پری کا
ہر مسئلہ بیان نوک زبان ہے نظری کا
لکھتے ہین جو وصف آپ کی نازک کمری کا
ہے شور جہان مین مری شوریدہ سری کا
وحشت مین اگر خوف نہین جامہ دری کا
بال ہو چشم تصور مین بلا سے پیدا
پرتو مردم انسان مین صفا سے پیدا
شور سر مین ہے مری بانگ درا سے پیدا
روسیاہی مین ہون مین ہمین ضیا سے پیدا
خنجر سفاک زخم دل کو مرہم ہوگیا
موت ہے شکل کمان دشمن اگر خم ہوگیا
ہجر مین ہر دم ہمین شمشیر کا دم ہوگیا
مجھکو وحشت مین دہان یار عالم ہوگیا
سر جو شیشے کا جھکا سجدۂ شکرانہ ہوا
ہر حباب لب جو شاہد پروانہ ہوا
نقد جان لیکے یہ کہتا ہے کہ بیعانہ ہوا
کہربا ہی تری آنکھون پہ ہی دیوانہ ہوا
اسنے ہی دام مین پابند وہ جانانہ ہوا
باعث چشم حسینون مین تو ممتاز رہا
راکب دوش صبا صورت آواز رہا
آشنائے لب جانانہ سخن ناز رہا
سینہ تا مرگ پر از حکمت اشراق رہا

حلقۂ زلف ہے یہان سلسلۂ آزادی
روبرو جانان کے تصویر مین رہا سینہ گرم
حال بیتاب کہا ہی تجھے معلوم نہین ٭
رشتۂ مہر و وفا بالی بتاکر توڑ دی
خون تھوکتا ہون الفت ابرو یار مین
گیسو مین مشک آنکھین جتا رہی قمرہ مین تیر
جو کج ہین اونکو ثمرۂ حرمان نصیب ہے
بیٹھے جو ہاتھ رکھکے وہ گلگونۂ ذقن
پہونچی نہین ہے آہ شرربار تا فلک
مانگ مین سیندور ہے اونکے کہان بالاے سر
تھا سواد مو جوانی مین دہوان بالاے سر
شمع کا سر کاٹتے ہین بزم مین گلگیر سے
کیا ہی تھی جبین پر جبین تعویذ لٹکانے مین شب
نہین باقی کوئی تار گریبان بھی مگر تن پر
بجھایا ہے چراغ زندگی تعویذ گیسو نے
مسی آلودہ لعل تر کے گیسو اونکے آ پہونچے
قدم باہر نہین رکھتے نگہ آنکھونکے پردے سے
خیال اوس زلف و لب کا نقش حیرت کی ہوا کیسی
غضب دزد حنا کو تم نے ہاتھون ہاتھ باندھا ہے
تل نہین تل ہے جو ناف بت مغرور کے پاس
بار اوس بزم مین وہ پاتے ہین جو مرد ہین نیاز
کار دل بخیہ و مرہم سے فواب درگزرا
آتش فندق جانان نے جلایا ہے مجھے

عین تقیید مین یہان عالم اطلاق رہا
برگ گل بھی سبب سوزش احراق رہا
موج زن سینہ مین یہان قلزم اشواق رہا
کب تو پابستۂ زنجیر و میثاق رہا
لکھہ اے طبیب میری دوا مین ہرن کی شاخ
دنبالہ دار سرمہ ہے گویا ہرن کی شاخ
دیکھی ہے کسنے پہولتے پہلتے ہرن کی شاخ
پیدا ہو باغ حسن مین سیب ذقن کی شاخ
پہوٹی ہے جوش اشک سے چرخ کہن کی شاخ
سرخی رنگ کف پا ہے عیان بالاے سر
اب سفیدی سے ہے خاکستر عیان بالاے سر
آفتین کیا کیا نہین لاتی زبان بالاے سر
اونکے بالون مین جو اولجھی چوڑیان بالاے سر
کہ جا پڑتا ہے اب دست جنون زخمونکی مونہہ پر
بجاے شمع ہو وے مار مہرہ اپنی مدفن پر
یہ افعی چاٹتے ہین اوسکو گلبرگ سوسن پر
حجاب عشق گھونگٹ ہے کسیکے روے روشن پر
شبیہ لیلی و شیرین منقش ہے ہر اک سل پر
زبان ہے لال کیونکر مدح خوان کے ایسے عادل پر
حب فلفل ہے عیان چشمہ کافور کے پاس
زندگی مین کوئی ممکن ہے کہ رہ حور کے پاس
زخم مین زخم ہے ناسور ہین ناسور کے پاس
ٹٹی مہندی کی ہو قبر تن مخمور کے پاس

اپنے باعث ہین وہ تلخی کو گو [illegible] اکے
پاس ناموس نہین [illegible] وحشی [illegible]
قاصد وہان گیا تو ہوا [illegible] نا [illegible]
سبزہ پیدا ہے تو [illegible] باد [illegible]
چہرہ جالی سے جو برقع کی [illegible]
پر تو حسن سے دکھلاتے ہین [illegible] صبح
اونکا ادنی یہ شگوفہ ہے کہ گلشن ہین [illegible]
ہے ہلال شفقی اپنے گریبان ہین [illegible]
سرو بالا نہین بالا یہ بتاتا [illegible] چہپا
باندھ لیتے ہین جو وہ [illegible] تھون [illegible]
دو نی باتین ہین جو تکرار [illegible] غیر [illegible] سبب
کب خیال حلقہ جعد رسا ہوتا نہین
دل سے کم سودائے چشم فتنہ زا ہوتا نہین
یار آغوش تصور سے جدا ہوتا نہین
آستین زن ہے چراغ قتل پر باد بہار
سینہ ہے آماج گاہ ناوک مژگان یار
سادگی یار نے مارا ہے جسے ہمنشین
تیوری گل کی عوض آکر چڑھا جاتے ہین [illegible]
کونسی شب ہے کہ خیال [illegible] سرمہ [illegible]
لطف و اشفاق و عنایات و کرم تو [illegible]
خط لگا ہونے ہوا [illegible] سار سر وہان [illegible]
ہوگئے برباد اب ترقی کی ہوا [illegible]
یہان تسلسل اشک مین [illegible]

[illegible] کیا اوس لب شیرین کو ہی دشنام [illegible]
[illegible] نگین وہ ہے کہ جسکو نہین کچھ نام سے کام
بال خدنگ سے کہین خالی بدن [illegible]
[illegible] سبزا نیا [illegible] کر وہ دکھا دیتے ہین
[illegible] شفق [illegible] وہ بنا دیتے ہین
[illegible] پانی کی [illegible] مچھلی کو جلا دیتے ہین
[illegible] ہنستے گل و بلبل [illegible] دیتے ہین
اشک خونین مجھے کس درجہ بڑھا دیتے ہین
[illegible] کیا آپ کرینگے ہمکو سنا دیتے ہین
دل چرا لینے کی یہ اوسکو سزا دیتے ہین
کیا قناعت مضاعف وہ بڑھا دیتے ہین
کب دل دیوانہ پابند بلا ہوتا نہین
شور محشر کونسی شب یہان بپا ہوتا نہین
ایکدم یہان عالم دل مین خلا ہوتا نہین
[illegible] غنچہ قبا ہوتا نہین
کونسا دل زخمی تیر قضا ہوتا نہین
دل شہید خنجر ناز و ادا ہوتا نہین
[illegible] قدمین بھی وا ہوتا نہین
[illegible] گرد دل فدا ہوتا نہین
[illegible] جو رقضا ہوتا نہین
[illegible] نشو و نما ہوتا نہین
[illegible] یہان [illegible] صبا ہوتا نہین
[illegible] ثابت مدعا ہوتا نہین

تیرے کاکل کی ہوا باغ مین ای ترک بند ہے
ف.ط صفا سے جسکا ہر اک تل ہی آینہ
درکار کب تجھے یہ کامل ہے آینہ
اے جان تمہارے رخ کے مقابل ہی آینہ
ا… ل جو ایک پل نہین ہوتا ہی اے صنم
تسخیر عکس چہرہ رشک پری جو کی
اے جان جان فقیر کی صورت سوال ہے
اوس رخ صافی کی جبہ دم دیکھہ پائی ہی جھلک
کیون نہ آئینہ زانو سے آئینہ کو فوق
چین آتا ہے نہین بے تکیۂ زانوے یار
دست مشاطہ مین دے آئینہ اپنی ہاتھہ سے
سنبھالے ہین میرے نالون نے سنبھالے
مارا پڑا ہون خنجر غفلت غبار سے
ہے قوس گردون مین مہر خاور کہ یا ہی گلگون کا تیز ہے
نہین ہے مال جمال کامل منوز اوس سیمتن کا ابدل
رواں ہے آنکھون سے لجہ خون کہ پانی پانی ہی جس سے جیحون
دکھا کے … اب … کیا ہی بطلان … باطل
نہ سو کل اونہی جو کی شمع مزار عاشق
… ق سوتے مین یا سوتے مین مستغرق …
چشم قاتل جوہر خنجر … ہے … ام
کہتے نہین وہ رشک تو ہنگامہ تکلم
… ت … روے مین ستم کرکے
… کہ … یا کسی دیوانہ کی صورت

عوض غنچہ کلاہ تری کلی پیدا ہو
آئینہ دیکھو اوسکے رخ کے مقابل ہی آینہ
ہر سمت عکس رخ سے مقابل ہی آینہ
آئینہ اب دکھانے کے قابل ہی آینہ
شاید تمہارے چہرے پہ مائل ہی آینہ
جوہر کھلے یہ آج کہ عامل ہے آینہ
یعنی صفا کا آپ سے سائل ہے آینہ
آینہ بن جاتی ہے تصویر پشت آینہ
گلفشان تو اوسمین بیان تصویر پشت آئینہ
کیا نوشتہ ہے مری تحریر پشت آئینہ
جرم بوسہ پر یہ ہو تعزیر پشت آینہ
فلک اپنی پشت خمیدہ کو تھامے
ٹانکو وہان زخم کو سونے کے تار سے
یہ زیر کاکل ہی اوسکی کلی کہ برق رخشان سحاب مین ہے
لب طلب ہان نہ کھولین سائل زکوۃ مال النصاب … ہے
سرشک خون مین ہے جتنا گلگون کہان یہ سرخی شہاب مین ہے
ہے جو کہ پیر مغان کو حاصل کہان یہ نکتہ کتاب مین ہے
خاک پروانہ سے بلبل کی صدا آتی ہے
خواب و بیداری مین غافل کا وطن سونے مین ہے
گردش دور انسی پابستہ ہرن … مین ہے
مصری کی ڈلی صاف چبا جاتی ہین کیسے
باتین سر محفل وہ بنا جاتے ہین کیسے
بتلا کہ زبان با… جاتے ہین کیسے

حیران ہین اگر آپ تو آئینہ مین دیکھیں	ہنڈ سے مین کسی زلف کے آجاتے ہین کیسے
وہ سبزۂ خط عالم وحشت مین دکھا کر	طوطے مرے ہاتھونکے اوڑا جاتے ہین کیسے

وحشی تخلص میر بخشی مرحوم دہلوی مقیم عظیم آباد

اندنون بیقرار ہے یہ دل	کیا ہوا کس سے یار سے یہ دل
اپنے ملنے سے منع مت کر تو	اسمین سب بے اختیار ہے یہ دل

وحید تخلص مولوی محمد عبد الرؤف مترجم سر رشتۂ لیجس لیٹو کونسل ہند ولد منشی احمد علی شاگرد شاہ الفت حسین فریاد باشندۂ کلکتہ بیشتر فارسی کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین

بلبل کے لبون پر ہے نہ افسانہ ہے اوسکا	بو آتی ہے گل سے بھی کہ دیوانہ ہے اوسکا
ہر شئے مین اوسی شمع تجلی کا ہے جلوہ	موسی سے ہے نہ اک طور پہ پروانہ ہے اوسکا
خورشید یہ خورشید ہے یا ماہ یہ ہے ماہ	یا سر پہ رکھا آپ کی ہے تاج زری کا

وحید تخلص میر ہادی خلف میر مہر علی انس مرثیہ گوے لکھنوی

دل تم سے نہ پھیریگا وحید جگر افگار	یہ عاشق جانباز کا شیوہ نہین ہوتا

وحید تخلص مولوی وحید الدین خلف مولوی امیر اللہ باشندۂ کڑا ضلع الہ آباد بیشتر فارسی کہتے ہین

رنگھی کتنون کے دلمین قتل ہونے کی ہوس	دو ہی ہاتھون مین تجھے اے تیغ زن کیا ہو گیا
آج ہر شہر کے کوچے نظر آتے ہین او دہا	کسطرف لگئی وحشت تری دیوانے کو
لڑائی جانے دو لبس دور بھی کر دو غصہ	ملو وحید سے بہر خدا سنو تو سہی
لاے گی کسطرح سے کبھو بوے پیرہن	اوسکی گلی مین جا کے صبا اور ہو گئی

وحید تخلص منشی سرفراز علی خان ولد سر بلند خان باشندۂ سالار تیبو نے جہیار ا توابع نرسنگہ پور دکہن شاگرد میر وزیر صبا مقیم قصبۂ موہان متعلق لکہنؤ انسے ۱۸۵۶ع اٹھارہ سو ستاون عیسوی مین لکہنؤ مین ملاقات ہوی تھی صاحب دیوان ہین۔

سودا زدہ زلف کا کیا خوب لقب ہے	فرماتے ہین دیوانۂ شوریدہ سر زلف

چھپائے دل مین اگر سوزش جگر رگ سنگ
تڑپ تڑپ کے نہ ظاہر کرے شرر رگ سنگ

لہو کے نام سے فصاد خاک تھیر سے ہے
بتون کے عشق مین رگ رگ ہی سبز رگ سنگ

جنیو اوس بت کافر کا یاد آتا ہے
وحید سنگ جو اودھر مین دیکھکر رگ سنگ

ناحق اتنا نہ کر ظلم و ستم بندے پر
اے بتو چاہیے کچھ خوف خدا کا دل مین

ایسی چلے وہ چال کہ بکین ذبح ہو گیا
گردن پہ میرے چل گئی تلوار جن کے پاؤن

سر اونکا آج ٹھوکرین کھاتا ہے راہ مین
رکھتی تھی کل زمین پہ جو لوگ تنکے پاؤن

وحید تخلص حکیم وحید اللہ خان باشندہ بداؤن ولد حکیم سعید اللہ خان ملازم راجہ بھرت پور صاحب دیوان ہین

مار ڈالے چاہنے والون کو وہ
دیکھی ہم نے کچھ عجب تاثیر زلف

گو تیری طرف سے کوئی باتین ہی سناو
جنبش نہ کرے پیر ترے رنجور کی گردن

شکایت دل نادان کچھ اور کیا کیجے
ہوا ہے دشمن جان دوستدار پہلو مین

وزیر تخلص نواب وزیر علیخان متبنائے نواب آصف الدولہ بہادر کلکتہ مین ۱۲۳۲ بارہ سو بتیس ہجری مین انتقال کیا حال انکا نہایت مشہور ہے حاجت بیان نہین

بعد رنجش کے مزا ملنے سے کچھ حاصل نہین
اگر تمھین الفت نہین اپنا بھی اب وہ دل نہین

وزیر تخلص وزیر علی [illegible] پوری خلف حسن علیخان

[illegible] بھلا دیتے ہین
طایر دل [illegible]

[illegible] جب تمھین
ہاتھ کافر تیری [illegible] دیکھین

[illegible] سہی
آج وہ آنکھ [illegible]

[illegible] وزیر اچھی ہے
اوسکی تصویر کو چھاتی سے لگا دیکھین

[illegible] وزیر علی باشندہ الہ آباد

[illegible] پریشان ہو نہین
پائے وحشت کو تیری حاجت زنجیر نہین

[illegible] وزیر لکھنوی خلف خواجہ محمد [illegible] شاگرد امام بخش ناسخ

سلسلہ اُنکے نسب کا خواجہ بہاء الدین نقشبند علیہ الرحمہ سے ملتا ہے [illegible] اچھا کہتے تھے بائیسوین ماہ ذی قعدہ ۱۲۷۰ بارہ سو ستر ہجری مین [illegible] دیوان انکا نظر سے گذرا

پھر [illegible] کاٹ سکے بیچتا ہے [illegible] گیا

[illegible] سحر بھی نہ دیکھا خواب مین [illegible]

جسم کیسا یہان لباس جسم آدھا ہو گیا

اپنے گناہ آہ نہین سکتے حساب [illegible]

زاہد حرام ہے کہ نہ کہنا وگرنہ مین

ہر [illegible] بسکہ ہجوم نگاہ مشتاق تھا ان

ہنسکے بولا وہ گل تر اپنی گل [illegible] شگفت

خواب مین تجھ سے ہمکنار [illegible]

حسن عارض عارضی تھا کھل گیا

خط پہ خط لائے جو مرغ نامہ بر

خط [illegible] کے کاٹون کا اک ڈھیر [illegible]

صدمہ شب فرقت کا اوٹھانا نہین اچھا

[illegible] گیا دوستی کے پردے مین

آج مجھسے بات اگر کرتی نہین

ارمان کو وصل کے شب گفتگو کی کب [illegible]

ہوا کیا دل مین خون آرزو آج

فرشتہ دیدار مین جو رات بھر آئی نہ تھی

جو کہتا ہون ترا بیمار ہون مین

چلا ہے او دل حسرت طلب کیا شاد [illegible]

انکی خاطر تو قتل عاشقان سے منع کرتی تھی

کسکی [illegible] [illegible]

[illegible]

جامہ [illegible] گیا [illegible]

[illegible]

[illegible]

پھر ایک [illegible]

[illegible] نگین [illegible] جب [illegible]

مین غفلت مین [illegible] یار [illegible]

[illegible] اتفاق کھل گیا

[illegible] ان مرغون [illegible] گیا

غمزہ نے [illegible] گیا

اسکے خنجر کی [illegible] نہین اچھا

دشمن جان [illegible]

[illegible] خدا [illegible] کیا [illegible]

ہجوم بوسہ [illegible]

کہ خون آلودہ [illegible]

وصل مین آئے [illegible]

تو کیا کہتا ہے [illegible]

زمین کو بھی [illegible]

اسکے [illegible]

پہنچیو وان کو [illegible] اب شے [illegible] رشک کے مارے
[illegible] دیتے [illegible] باتین [illegible] شوخ
[illegible] سا ہو ان [illegible] آپ [illegible] جیتے ہین
[illegible] تمہارے [illegible] کر نا مرا
[illegible] نالے [illegible] کیا [illegible] تلک
[illegible] سے [illegible] تیرا [illegible]
[illegible] سمجھا [illegible] گناہ کر سکا ہون
[illegible] جرم [illegible] کیونکر فرشتون [illegible]
[illegible] یہان فرقت مین [illegible] خالی نہین
[illegible] خوشخو [illegible] تیری اے مسیح
گو ہر اشک سے لبریز ہے سارا دامن
وصل کی رات سے بگڑو نہ برابر تو ہے
نہ خط مصحف عارض کا معتقد ہو وزیر
افسوس چاہ زنخدان مین یہ لاغر ہون وزیر
جا کے ٹوٹے استخوان جب لگائی ٹھوکر
گر اولٹ کر دیکھیے [illegible] آئینہ
[illegible] داخل دل [illegible] کو [illegible]
عکس [illegible] گشتہ [illegible]
[illegible] دولت دنیا [illegible]
چاہیے اگر خدا تو [illegible]
ہے آرزو سے قتل ابھی [illegible] مجھے
[illegible] تری [illegible] مین [illegible] ہے
ایک ذرے کو نہین ہوتی ہے جنبش بے حکم

اجل ہی دوستو آئی نصیب دشمنان ہو کر
نہ پوچھو ہمنے کیا ہی منہ کی کھائی بےزبان ہو کر
نکل آئی دہان زخم سے سوکھی زبان ہو کر
وصل کی وہ رات یاد آتی ہے اور وہ جنگ [illegible]
او [illegible] آہ بے ادبی اب کہان تلک
ناز مین انداز مین رفتار مین گفتار مین
ہمارے دل مین وہ دریدہ راہ کرتی ہین
یہ آدمی ہین کہ کیا کیا گناہ کرتے ہین
نہین ہے یار اگر تو درد ہی مدت سے پہلو مین
کیا ہی بے پرہیز یہ بیمار [illegible] ہین
آج [illegible] دامن دولت ہے ہمارا دامن
پھٹ گیا میرا گریبان تمہارا دامن
حروف جسمین ہون اللہ کا کلام نہین
روزن ہو مری نظرون مین اندھیری [illegible]
کیون خدا سے واقف ہمارے تری شمشیر [illegible]
سیدھی ہو جائے ابھی [illegible] پشت [illegible]
[illegible] گیر [illegible]
[illegible] اب سیراب [illegible]
غیر از کفن نجائے گا [illegible]
موسی کو دید یا [illegible] جلا کے ہاتھ
چھوٹا ہے نہیں تو [illegible] ہاتھ
[illegible] حسن وہ [illegible] ہے [illegible]
[illegible] جو پھر جاتے ہین اللہ [illegible] ہوتا ہے

نگہ دزدیدہ سوے غیر یون کرتی ہین وہ آنکھین
بھر دے عوض شراب کی ساغر کو تنگ سے
آنکھین کھلی ہوئی ہین عجب خواب ناز سے
کیا کیا نہ ہمکو اپنی عیادت پہ ناز تھا
ایک عالم نے جبہہ سائی کی
نہ گئی زاہدون کے پاس کبھی
ہوئی گر صلح بھی تو بھی رہی جنگ
پڑا ہے تفرقہ بیتابیون سے
یوسف جو کہا او نہین تو بولے
مے دے کہ نہ دے بادۂ اطہر تو نہین ہے
کچھ معجزۂ ختم آپ کے لب پر تو نہین ہے
کہتے ہو مجھے خواب مین معراج ہوئی ہے
کرتے ہو ذکر میرے دل بیقرار کا
باتین جو چلتی چلتی سنی میرے یار کی
قتل بے شمشیر او ظالم کیا
آزردہ جو تم ہو تو خفا کون نہین ہے

نہان جسطرح بد پرہیز یان بیمار کرتا ہے
گاڑھی چھنی ہے ساقی اب اک سبز رنگ سے
فتنہ تو سو گیا ہے در فتنہ باز ہے
بس دم نکل گیا جو سُنا بے نیاز ہے
اے بتو تم نے بھی خدائی کی
دختر رز نے پارسائی کی
ملا جب دل تو آنکھ اوس سے لڑا کی
وزیر اب مین کہین ہون دل کہین ہے
کیا آپ نے مول لے لیا ہے
کچھ پیر مغان ساقی کوثر تو نہین ہے
عیسے سے ہے تو ہوا اپنا پیمبر تو نہین ہے
جبریل کا تکیے مین کوئی پر تو نہین ہے
منہ سے کہین زبان نہ باہر نکل پڑے
زاہد تو کیا ہے اوسکا فرشتہ پھسل پڑے
آئینہ دکھلا دیا دو ہو گئے
آئینہ بھی پر تو سے مرے چین بجبین ہے

وزیر تخلص میر پرورش علی ابن میر خیر اللہ باشندۂ اٹاوہ

بگینہ عاشقون کو قتل کیا ہے ظالم
حیف ہے خوف خدا تجھکو نہ زنہار آیا

وزیر تخلص وزیر خان خلف عبد الرحمن خان متوطن فتحگڈھ

کچھ بھی تو بتا دیجیے تقصیر ہماری
کس بات پہ یہ ہوتی ہے تعزیر ہماری

وزیر تخلص وزیر علی خان عظیم آبادی شاگرد نواب جعفر حسن خان فیض اس شخص کو موسیقی مین اچھا دخل ہے یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

سو سواد او ناز ہے ایک ایک گام پر
ہم خاک مین ملی تیری طرز خرام پر

عاشق ہوئے ہین ہم ترے ایجان ہوئے	صدمے دکھا نہ دشمن ایمان نئے نئے
آنسو کبھی گرے ہے کبھی چشم سے لہو	لائے ہین رنگ دیدۂ گریان نئے نئے
ایسی جفا سرشت کی عاشق ہوئے وزیر	جسنے کئے ہین قتل کے سامان نئے نئے

وزیر تخلص شیخ وزیر علی ولد معین الدین احمد خطیب باشندۂ بلگرام شاگرد و خواہرزادہ احمد علیخان احمد فارسی گو صاحب دیوان فارسی و ریختہ ہین

اپنے کوچے سے بھی آخر کو اوٹھایا اوسنے	آہ نے ہمکو اثر آہ دکھایا اولٹا
ہوا ہے جبسے تم پہ مبتلا دل	ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا دل
کیونکر سمائے اوسمین کسی اور کا خیال	گھر کر گیا ہے وہ بت بے پیر آنکھ مین

وسعت تخلص مستقیم خان افغان باشندۂ رامپور شاگرد قدرت اللہ شوق

وائے قسمت ایک گالی کی ہوئین دین جناب	وقت گفتن جب زبان پر اوسکی آنبت آگئی

وصال تخلص حکیم نصر اللہ خان دہلوی شاگرد و خلف حکیم ثناء اللہ خان فراق علوم متداولہ اور طب مین بہت خوب دخل رکھتے تھے

آئینہ گھورنے کو سب سے نرالا نکلا	منہ تو دیکھو یہ اجا جینے والا نکلا
پھیر لینگے منہ نہ ہرگز اوس شوخ کی جفا سے	ہوگا یہی نہ آخر مرجائینگے بلا سے

وصف تخلص سید شاہ منور علی

نگہ زلف پر کی ختن یاد آیا	جو دیکھین وہ آنکھین ہرن یاد آیا

وصف تخلص میر محمود علی ولد میر محمد حسین فیض آبادی مقیم کانپور شاگرد میر وزیر صبا

کار مانی کیا تصور نے	کھینچی تصویر یار آنکھون مین

وصف تخلص بنی مادھو ابن لالہ مولچند شاگرد مقصود عالم مقصود

ایک شب بھی تو مرے گھرمین نہ آکر رہگیا	داغ یہ دل مین بڑا اے ماہ پیکر رہگیا

وصل تخلص مولوی محمد مظہر خلف قاضی غلام سبحان خان بہادر سابق قاضی القضات صدر الصدور دیوانی کلکتہ شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم انکا وطن پنڈوا مولد و مسکن کلکتہ پہلے اوباش تخلص کرتے تھے ہر دو زبان مین

یوسف کا جو نقشا در و دیوار پہ کھینچا
کیوں تو نے زلیخا نہ دل زار پہ کھینچا

ولا تخلص محمد مراد خان ابن منور خان باشندۂ الہ آباد

اب تو خاموش ہے دل ورنہ قیامت ہوتی
آسمان تک جو پہونچتا کبھی نالہ اپنا

ولایت تخلص مرزا ولایت علی طبیب خاص نواب امیر الدولہ بہادر رئیس آنجہا

زندگی بھاری ہے بے تیرے صنم
پتھروں سے سر کو ٹکراتے ہیں ہم
بے لباسی ہوگئی اپنا لباس
جامے سے باہر ہوے جاتے ہیں ہم

ولایت تخلص ولایت شاہ مقیم کوئل

نہ تنہا یہ دل بلکہ جان بیچتا ہون
کہ ہستی کی ساری دکان بیچتا ہون

ولایت تخلص نواب ولایت علیخان لکھنوی ولد نواب احمد علیخان نبیرہ شجاع الدولہ شاگرد مرزا باقر

رہا کر اب ہمیں صیاد فصل گل آئی
قفس میں اب تو ہوا تنگ حوصلہ دل کا

ولی تخلص مرزا محمد ولی دہلوی مقیم مرشد آباد برادر زادہ شاہ اسرار اللہ معاصر سودا صاحب دیوان گزرے

نیم نگہ نے تیرے قتل کیا اک جہان
یار مرے مت کہیں پھر سے کہ ٹک دیکھنا
بیکسی پہ میری کبھی کوئی
تجھ بن اسے نالہ نوحہ گر نہ ہوا
تھی آشنا تیغ سے اوسکی کمر ہنوز
ہم تب سے ہاتھ پر لیے پھرتے ہیں اپنا سر ہنوز
کبھی جو زلف اوٹھا دے تو منھ اوپر [illegible]
ان [illegible] امید پہ گزری ہے صبح و شام ہمیں
بند قبا ہمیں ہیں جو وہ یار وا کرے
[illegible] گل کو ہاتھ میں [illegible]

ولی تخلص شاہ ولی اللہ اولاد میں شاہ وجیہ الدین گجراتی علیہ الرحمہ کے [illegible] عالمگیر بادشاہ کے [illegible] میں [illegible] میں آئے تھے [illegible] دیوان سے انکا [illegible] ولی محمد [illegible] اور انکو موجد ریختہ جانتے ہیں لیکن مقتضاے تحقیق یہ ہے کہ زمانے سے انکے بھی دکھن میں شعراے ریختہ گو موجود تھے غرض یہ اپنے وقت کے استاد تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

پهر میری خبر لینے کو صیاد نہ آیا — شاید کہ مرا حال اوسے یاد نہ آیا
شغل بہتر ہے عشقبازی کا — کیا حقیقی و کیا مجازی کا
جنون عشق ہوا اسقدر زمین کو محیط — کہ یارسا کو ہوئی موج بوریا زنجیر
ہوان گرچہ خاکسار ولے ازرہ ادب — دامن کو تیرے ہاتھہ لگایا نہین ہنوز
خطا کے اُٹھنے سے خبردار کیا گلہ و کو — نشۂ ہوش ہے اس بادۂ ریحانی مین
اے جان ولے وعدہ دیدار کو اپنے — ڈرتا ہون مبادا کہ فراموش کرے تو
مفلسی سب بہار کھوتی ہے — عشق کا اعتبار کھوتی ہے
ترائندہ مشرقی حسن انوری جلوہ جمالی ہے — نین جامی جبین فردوسی و ابرو ہلالی ہے
اے ولی رہنے کو دنیا مین مقام عاشق — کوچۂ یار ہے یا گوشۂ تنہائی ہے
ترک کر اے رقیب فرعونی — آہ میری عصاے موسی ہے
مرا دل مجھہ سے کرکے بیوفائی — پسند خاطر خوبان ہوا ہے
اک دل نہین آرزو سے خالی — برجا ہے محال اگر خلا ہے

ولی تخلص شیخ ولی محمد رفیق و مصاحب نواب بہادر جنگ والی بہادر گڑھ خلف شیخ منگا کرنیل پلٹن نواب نجابت علی خان بہادر والی جھجر باشندہ سیالکو شاگرد نصیر دہلوی

کیونکہ بتلاؤن نشان تجھکو ستمگر اپنا — عالم خانہ بدوشی مین کہان گھر اپنا
رتبہ تھا کیا قمر کا کہ کرتا وہ ہمسری — جب آفتاب رخ کے برابر نہو سکا

ولی تخلص مولوی امو جان باشندہ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب انکو دہلی کے مشاعرے مین دیکھا تھا

پردہ جبھی تلک ہے کہ پردے مین ہے وہ شوخ — چہرہ کھلا تو راز چھپایا نہ جائے گا
محشر مین روبرو مرے آکر کھڑا ہوا — جانا کہ اس سے شور مچایا نہ جائیگا
غم ہستی یون نہین ہے کہ آگے ہی ٹال دون — سینے کا سنگ ہے یہ ہٹایا نہ جائیگا

ولی تخلص علی محمد خان ولد قائم علی خان باشندہ لکھنؤ شاگرد نواب ظفریابخان

راسخ صاحب دیوان ہین

تابع فرمان ہین جو چاہیے وہ سمجھیے — نازیبا آپ کی اے مہربان بالائی سر
اندوہ و یاس و درد و غم و دوری صنم — کیا کیا میسر آئے ہمین آشنائی دل
شکوہ نہین ہے کچھ فلک پیر سے ہمین — دشمن نہین ہے کوئی ہمارا سوائے دل
دلا یہ حال ہے اب کی خدا پرستون کا — جو دل ہے دیر کی جانب تو قبلہ رو ہم ہین
ہمارا یار ہمیشہ کو ربع مسکون مین — ہمیشہ ڈھونڈھتی ہین اپنی چار سو نگہین
محفل مین ہنس کے بولا جو مجھسے وہ شعلہ رو — کیا کیا ہوئے رقیب سیہ رو چراغ پا ان
ثابت ہوا یہ ہمکو رہ عشق سے وہ لے — پاتے نہ حشر تک نہ ہمارے فراغ پا ان

وہم تخلص میر محمد علی خلف میر محمد تقی خیال صاحب بوستان خیال مرحوم لکھنؤ ملازم سرکار آصف الدولہ بہادر

کو فکر تیرے دل سے تئین سو لگی رہی — پر وہم ہے یہ شرط وہی لو لگی رہی
جا کہے اوس سے آشنا اب کوئی — ہے ترے غم مین جان بلب کوئی

حرف ہای ہوز

ہاتف تخلص مرزا احمد دہلوی معاصر سودا آزادانہ زیست کرتے تھے

خط آنے پہ یہ حسن نہ یہ ارمان رہیگا — ایسے جو ملجائے احسان رہے گا
مت پوچھ ہمنشین کہ جہان مین کہان ہے — دل جس جگہ کہ لگ گیا اپنا وہان رہے

ہاتفی تخلص مولوی محمد حسن علی خلف شیخ عبد الغفار باشندہ شاہجہان پور مقیم فرخ آباد صاحب فرائض ہاتفی و رموز القرآن

[illegible] بہار چمن مین رہا اسیر — موج نسیم سے اوسی زنجیر پا ہوئے

ہادی تخلص میر جواد علی خان دہلوی عماد الملک مرحوم کے رفیقون مین تھے سنہ بارہ سو سولہ ہجری مین فوت کی صاحب دیوان گزرے

[illegible] فریاد و آہ کا — فریاد رس ہے کون تری دادخواہ کا
[illegible] سے بیمار — کہ پیچ و تاب مین ہے تار تار بستر کا
[illegible] — لیا جنون نے رگ گل سے کام نشتر کا

کچھ آج شکستہ ہے بہت رنگ رخ گل
صیاد نے کس بلبل شیدا کو ستایا

تو نے پہچانا نہ یار اوسکو تغیر حال سے
ورنہ کوچے مین ترے ہادی مکرر ہو گیا

خندان خندان جدہر پہرا وہ
گریان گریان اودہر گئے ہم

سیان تو نا ے نے جگر آب کیا ہی ہادی
پر خدا جانے کہ اوس دلمین اثر ہی کہ نہین

جی مین حسرت نرہی زخم کی تیری قربان
قتل کے بعد بہی پہر کبہو تو [illegible] کبہی

ہادی تخلص سید محمد مہدی قرابت دار شاہ نور علی مرحوم باشندۂ الہ آباد

ملتی نہین تشبیہ ترے زلف کی جانان
ہے عین خطا کہئے جو مشک ختنی ہے

ہادی تخلص مرزا اعلا [illegible] الدین بہادر نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد آغا جان عیش

آیا نظر وہ ماہ اقامت [illegible] سے کے بعد
روشن ہے قصر چشم ہوا تین دن سے کے بعد

ہادی تخلص مولوی محمد ہادی باشندۂ سنبہل

داغ ہین پیری مین بہی ہادی کہ تن پر بیٹھا
اگر یہ لگم آتا ہے پہل نخل کہن کی شاخ مین

ہاشمی تخلص محمد نادر حسین خان خلف شیخ فتح حسین حیران تخلص نائب و اوستاد
نواب محمد حسین خان رئیس کالپی

اوس سنگدل سے آج ملاتا ہون اپنا دل
شیشہ مرا مقابلہ کرتا ہے سنگ کا

یہ راز عشق چہپے کسطرح کہ ان روزون
ہمارے بس مین دل خانمان خراب نہین

اولی جو مین نے زلف و رخ یار کی بہار
بگڑی ہے شانہ آپ کو آئینہ آپ کو

واشد مرے دل کی کوئی ممکن ہے صبا ہے
کہتا ہے کہین غنچۂ تصویر ہوا ہے

اسقدر کنج قفس مجکو خوش آیا ہی کہ اب
دل مرا نام رہائی سے خفا ہوتا ہے

ہاشمی تخلص میر محمد ہاشم لکہنوی شاگرد سودا

مرا سوبار اوس تک نامہ پر آرزو پہونچا
اودہر سے پر جواب صاف پہونچا جب کہ وہ پہونچا

دماغ آشفتہ ہوتا ہے صبا نکہت سے سنبل کے
مشام آرزو مین تو کسی کاکل کے بو پہونچا

کچہ کفر و دین مین شاید رشتہ ہوا ہے مین
تسبیح شیخ کی جو زنار درمیان ہے

غیرت یہ چاہتی ہے ہم آئینہ کو توڑین
پر کیا کرین کہ روے دلدار درمیان ہے

ہاشمی تخلص سید اکبر علی الہ آباد مین مختاری کرتے تھے

جام دے ساقی مجھے صہبائے تند و تیز کا	مست ہون دیکھون تماشا سبزۂ نوخیز کا

ہاشمی تخلص ایک شخص دہلوی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

نشہ کے میکشون کو کیا فلک سر پر اوٹھا لایا	کہ مست ابر سیہ ہو کر چمن مین جھوم آیا ہے

ہجر تخلص سید جمیل الدین خلف میر ابراہ علی شاگرد ذوق باشندہ ڈاسنہ مقیم دہلی

جو ہم نظم سخن مین اپنے لفظ آہ لکھتے ہین	سر لوح محبت مد بسم اللہ لکھتے ہین
ہے جو سودائے سر کاکل پیچان ہم کو	خواب کیا کیا نظر آتے ہین پریشان ہمکو

ہجر تخلص مرزا اصغر تحسین لکھنوی ولد حکیم مرزا علی نواسہ آغا مرزا ہکلہ دار شاگرد خواجہ وزیر

بیقرار ایسا ہون رکھون پائے جانان پر جو ہاتھ	ماہی بے آب ہو مچھلی کا چھپا ہاتھ مین
دست پر نور ایسے اوس عیسیٰ کی ہین معجز نما	ہو ید بیضا اگر لے سنگ موسیٰ ہاتھ مین
پھیرا کرتی ہے اوس مہ رو کی جو تصویر آنکھون مین	زیادہ دیدہ اختر سے ہے تنویر آنکھون مین

ہدایت تخلص ہدایت اللہ خان دہلوی کسب باطن و کسب سخن حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ سے کرتے تھے شعر صاف و شیرین کہتے تھے ۱۲۱۵ بارہ سو پندرہ ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

جسدم زبان پہ یار ترا نام ہو گیا	کچھ دل کو چین جان کو آرام ہو گیا
ناتوانی کا بھی احسان ہے مری گردن پر	کہ ترے پاؤن سے سر مجھکو اوٹھانے نہ دیا
جاتا رہا ہون آپ ہی مین اپنی یاد سے	کیا جانیے کہ کسنے فراموش کر دیا
دیکھ اوسکی چشم مست کو دل تو بہک گیا	بس میری جان دو ہی پیالون مین چھک گیا
اک دن بھی مہربان نہ وہ بیوفا ہوا	اے آہ و نالۂ سحری تمکو کیا ہوا
غلط ہے سبزۂ خط کو جو کہیے باغ لگا	میان یہ چاند سے مکھڑے کو تیرے داغ لگا
کٹتی ہی نہین یہ ہجر کی شب	یا رب کیا آج ہو گئی صبح

سینے کی تیری کہلتی ہے اے میری جان شبد	آئینہ ساز گر گئے اپنی وکان بند
وہ کیا کرے کہ محبت کا مقتضا ہے یہی	وگرنہ فائدہ اوسکو مرے ستانے سے
طاقت ہے کسی شرح محبت کے رقم کی	سن حال مرا پہٹ گئی چہاتی بہی قلم کی
صبا کوچے سے اوسکی مت اوٹہانا خاک کو میری	مبادا گرد اوسکی چہرۂ گلفام پر بیٹھے
شب ہجران مین ترے صبح کی ہوتی ہوتی	استخوان شمع صفت بہ گئی زرد ہوتے ہوتے

ہدایت تخلص ہدایت علی معاصر فرحت اللہ فرحت تخلص

دیا ہے یہ تے ہین باہر ہمارے طفل سرشک	رکہون مین کب تلک انکو سنبہال آنکہون میں

ہدایت تخلص ہدایت اللہ ابن شیخ عبداللہ باشندۂ شاہ جہان پور مقیم شکوہ آباد

جہمکاتے ہین کس بات پہ اے ماہ لقا آپ	کیا جرم ہوا مجھسے جو ہین آج خفا آپ

ہدہد تخلص عبد الرحمن مقیم دہلی شعر انکا قطعہ زعفران کا خواص رکہتا ہے

رباعی

ہدہد کا مذاق ہے مزا لا سب سے	انداز ہے اک نیا نکالا سب سے
سردفتر لشکر سلیمان ہے یہہ	اوڑتا بہی ہے یہ تو دیکھو بالا سب سے

ہرچند تخلص ہرچند کشور نبیرۂ راجہ جگل کشور باد فروش

پردہ ظلمات دل پر سے وہین سب اوٹہ گئی	شمع رو نے جب چراغ بزم کو گل کر دیا

ہرچند تخلص ایک شخص صاحب دیوان کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا غالبا نام بہی ہرچند ہو دیوان انکا نظر سے گذرا

ہر رنگ مار جو روے زمین پر پہر نکلتا ہے	ہوا سنبل کو کیا سودا تری اس زلف پیچان کا
رخ پر نور رشک ماہ کا گر عکس پڑجائے	ہر رنگ مہر ہو روشن ہر اک ذرہ بیابان کا
ہوئے یون ہو رہی دیکہ کے حسن مہ رو	کیا زمین پر کوئی گردون سے فرشتا اوترا
ہر ہی طرح سے جو تو بیٹہ جاتی ہے اے گرد	ترے قدم مین کیا طاقت خرام نہین

ہلال تخلص امیر علیخان ولد تراب خان باشندۂ لکہنو شاگرد رشک صاحب دیوان اور دو مثنوی مقفا و مردف و مرایا ہین

مجھسے الگ جو دفن یہ ہوتا تو خوب تھا
پہلو مین میری قبر کے بنتا مزار دل

دیکھین تجھکو تو بنین چشمۂ خورشید آنکھین
صورت خط شعاعی ہون منور پلکین

جلتے ہین غضب وصل مین مجھپر جو اعدا مری
کیا آگئی ہے پاؤن کی رفتار ہوشمین

یہ ہاتھا پائی بھی کہین دیکھی سنی نہین
لاتون کے ساتھ آپ کریلتی مین کھلیان

بڑھ بڑھکے کیا ہی وار لگائے مین جی بین ہے
پا تھوڑی بڑھ پیٹھ ہیچھے ٹوپ اوس تیغ زن کریان

ہما تخلص سید احمد حسین عظیم آبادی شاگرد خواجہ وزیر اقمر اپیا کہتے ہین سنہ بارہ سو
اسی ہجری مین کلکتہ مین آئے تھے راقم کے احباب مین ہین

اب مزے اون لب کے لوٹون جن پہ خط آئے ہوئے
اے ہما اس لعل کا کا لا نشان ہو گیا

لاکھون ہوئے ہین غنچہ دہن خاک کے تلے
پھولے تو کیا عجب ہے چمن خاک کے تلے

عاشق کو چھوڑتی ہے نہ معشوق کو زمین
دل خاک کے تلے ہے دہن خاک کے تلے

دامن کو جنکے گرد کبھی چھو نہین گئے
کیسے پڑے ہین سیکڑون من خاک کے تلے

ہمت تخلص اخوند ہمت رامپوری

عجب گردش مین اپنی اندنون اوقات کٹتی ہے
غنیمت ہے کوئی ساعت جو تیری ساتھ کٹتی ہے

ہمت تخلص سید ہمت علی خلف سید رفعت علی مرحوم باشندہ بنارس مقیم
کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ انیس

پڑی ہے جابجا لاش شہید ان
ترا کوچہ زمین کربلا ہے

بلائین لیتی ہے زلف دوتا کی
ذرا تقدیر تو دیکھو صبا کی

اوٹھاؤن گا نہ سر قدمون سے تیرے
قسم ہے مجھکو تیرے کفش پا کی

خبر لیتی نہین ہے ہجر مین بھی
قضا نے بھی مگر ہمت ہتنا کی

ہمت تخلص لالہ اندرمن ابن لالہ سیتارام باشندہ بہار شاگرد منشی مقصود علی مقصود

مین مرون صدمۂ فرقت ہو یہی ہے منظور
پوچھتی غیر کو ہو میرا تو جیتے ہین

ہمدم تخلص نواب عبد اللہ خان ساکن رامپور ولد نواب فتح علیخان رئیس بریلی

تو گرفتار ہون کچھ رسم مجھے یاد نہین
اپنے لب پہ میرے نالہ و فریاد نہین

کسکو حال دل تنگین مین سناون اپنا	عیس صحرا مین نہین کوہ مین فرہاد نہین

ہمدم تخلص میر محفوظ علی عظیم آبادی مقیم مرشد آباد ولد میر محمد حیات حسرت تخلص شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرت

اپنی اس راستی کا ہون عاشق	ایسے جہوٹی کا اعتبار کیا
نکلتا ہے جی اوسکے نالے سے یارو	کسی طرح ہمدم تو خاموش ہووے

ہمرنگ تخلص میر عزیز الدین اورنگ آبادی

گرا دہر کو تیرا گذارہ ہوا	تو مجہے زندگی دوبارہ ہوا
یار ہنستا ہے چشم تر کو دیکھ	گریہ رنگ اپنے تو اثر کو دیکھ

ہنر تخلص وارث علیخان خواجہ سرا شاگرد میر نواب مونس باشندۂ لکھنؤ

کب تک رہائی دیکھیے زلفون سے پائے دل	کیا پھنس گیا ہے دام مین بیٹھے بٹھائے دل
الفت نہ کچھ وفا نہ تسلی نہ دلبری	نادان ہے وہ جو آپ سے صاحب لگائے دل

ہنر تخلص مرزا اصغر علی ولد مرزا امام علی باشندۂ لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد میر وزیر علی صبا اُنسے کلکتے کے مشاعرہ مین ملاقات ہوئی تھی شعر اچھا کہتے ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

کنج مرقد مین مجہے کیا خاک نیند آئی بھلا	زیر سر تکیہ نہین بستر نیا گھر دوسرا
ہوئی پیری گئی تاب و توان آہستہ آہستہ	گھٹا کھنچ کھنچ کے کیا زور کمان آہستہ آہستہ
نشان تیرہ بختی ہے نمایان اپنے مدفن سے	بنا ہے سائبان تیرہ دود شمع روشن سے
نکالا خط نے رونق کو نہ اوسکی روئے روشن سے	تعجب ہے گھٹا حسن رخ تصویر روغن سے
آ بیٹھتا وہ تکیہ ... آئی جو دم مرگ	مرنے نہین دیتی ہے ہمیں یاد کسی کی

جا بیٹھے شمع انجمن سے جلوے تو بوسے ... اسکے گرد پھرے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نہ دیر مین جب صنم کو پایا حرم مین پھر تلاش آیا
بڑا محبت کا ہو خدا یا کہ ٹھوکرین کھا نہین در بدر کی

ہزار ہا تہمتین دھرینگے نکاتین سب مری کرینگے
رقیب کان آپ کے بھرینگے نہ سنیئے باتین ادھر ادھر کی

ہنر تخلص مرزا نجتا ور بخت دہلوی شاگرد مرزا حاجی شہرت تخلص

اے ہنر دیکھا کچھ اپنے درد پنہان کا اثر
پردہ سے پردے مین اونکو شوق پیدا ہوگیا

ہنر کچھ اب کی نگاہین وہ کر گئین جادو
وگرنہ یون تو ملے آنکھ بارہا نجوت

ہوس تخلص نواب مرزا محمد تقی خان خلف نواب مرزا علیخان ابن نواب سالار جنگ باشندہ فیض آباد مقیم لکھنو شاگرد مصحفی انکی اکثر غزلون مین لیلی مجنون کا مضمون ہوتا ہی صاحب تذکرے سراپا سخن نے جو لکھا ہی کہ انکی ہر غزل مین لیلی مجنون کا مضمون ہوتا ہے غلط ہی اشعار انکے بحر متقارب و بحر متدارک شانزدہ رکنی مین خوب ہوتی ہین مثنوی لیلی مجنون اور دیوان انکا نظر گزرا

نزع مین ہم نے عجب طرح سے دل شاد کیا
آئی ہچکی تو کہا اوسنے ہمین یاد کیا

دی درد عشق نے مجھے غم مین بھی اک خوشی
رونے پہ میرے دیر تلک وہ ہنسا کیا

محفل مین ساتھ لے نہ گیا کیون نشان یار
سینے سے مین نکال کے پیکان خجل ہوا

بلبل نے کڑھایا نہ غم گل نے رلایا
مجھکو تو فقط اوسکے تغافل نے رلایا

بالین پہ دم نزع وہ خود کام نہ آیا
مرنا بھی مرا بارے مرے کام نہ آیا

پر دل سے تو کسی کو ہوس آگاہ نکر
شرط الفت تو یہ ہے جان دے ہو ر آہ کر

کہتا ہے دیکھ کوچے مین مجھکو وہ سنگدل
دیوانے سے کرے کوئی کیا پتھر اختلاط

کرو کچھ مشکل ایسی جسمین راہ عشق طے ہووے
ہوس گر لاکھ فن کی تم ہوئے استاد کیا حاصل

بخشش کا اونہون نے بھی کیا وقت نکالا
مجھسے وہ بگڑتے ہین جب خوب سنوتے ہین

کیا کیا نہ رنج ہم پہ تری بن گزر گئی
اب جلد آئیو کہ بہت دن گزر گئے

غلطی یا ہم جو جوانی مین کبھی ہوتی تھی
مطلب اظہار کہانی مین کبھی ہوتی تھی

مجنون سے ہوس ہوونگے ہم چاک کے مقابل
تھوڑی سی توانائی بھی ہمکو اگر آتی

ہوئے عازم ملک عدم جو ہوس تو خوشی یہ ہوئی تھی کہ غم سے چھٹے
فراغ الم سے وہان بھی نہ تھا وہان غم یہ ہوا کہ دہم سے چھٹے
کبھی دیر مین تھے کسی بت پہ فدا کبھی کعبے مین کرتے تھے جا کے دعا
ترے در پہ جو بیٹھے تو خوب ہوا کہ کشاکش دیر و حرم سے چھٹے
یہی کہتی تھی لیلی پردہ نشین کہ فراق کی اب اوسے تاب نہین
ملون اوس سے کہ تا مرا قیس حزین غم ہجر کے درد و الم سے چھٹے

ہوش تخلص غلام مرتضے دہلوی

جان کرتن سے جدا ہو تو جدا ہو لیکن	ہان منظور نہین تیری جدائی مجھکو
باغ ہستی کی وہین سوجھہ گئی کیفیت	مے گلرنگ جو ساقی نے پلائی مجھکو
زاہد کا دل نہ خاطر میخوار توڑیے	سو بار توبہ کیجیے سو بار توڑیے

ہوش تخلص منور علی دہلوی شاگرد خدا بخش جان تنویر

ذبح ہوتے ہین جا نکر عاشق	اپنے قاتل کا دل بڑھانے کو

ہوش تخلص شیخ عزیز الدین فرخ آبادی خلف شیخ فیض الدین محو تخلص

ہے اسے ہوش ہر عضو مین جلوہ اوسکا	وہ رگ رگ مین ایسے سمائے ہوئے ہین

ہوش تخلص سوتی بہاری لال باشندۂ میرٹھہ شاگرد امداد حسین ظہور

ہے کونسا وہ دن کہ نہین لب پہ آہ سرد	اور کونسی وہ شب ہے کہ شورہ فغان نہین

ہوشیار تخلص منشی کیول رام قوم کایتھہ باشندۂ دہلی صاحب دیوان فارسی گزرے

ملایا خاک مین دکھلاکے تونے قد بالا کو	سہی کو سرو کو شمشاد کو عرعر کو طوبا کو
خراب چشم میگون ہو گیا اب ہی سلام اپنا	صراحی کو پیالے کو سبو کو خم کو مینا کو

ہویدا تخلص سید محمد اعظم مرثیہ گو برادر محمد معصوم باشندۂ دہلی معاصر سودا و میر

اوسکے ہاتھون سے ہم اب ربط حنا سنتے ہین	اسے مرے خون جگر ہای یہ کیا سنتے ہین

ہینگا تخلص میر ہینگا دہلوی کسی محبوب پر عاشق تھے اسی سبب سے رقیبون سے

ہاتھ سے مارے گئے سودا کے معاصر تھے

ایذا سے کبھی نہ منہ کو موڑا دل نے	شیشہ مری زندگی کا توڑا دل نے
کام اوس بت سنگدل سے ڈالا مجھکو	یارا آخر غرض نہ چھوڑا دل نے

حرف یای تحتانی

یاو تخلص میر غلام حسین دہلوی شاگرد ثناء اللہ خان فراق مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی قرابتدارون مین تھے کسب باطن مولانا فخر الدین طاب ثراہ سے کرتے تھے

ہے کون جو ہو ابروے خمدار کے آگے	رستم بھی نہ ٹھہرے تری تلوار کے آگے

یاد تخلص لالہ کاشی رام عملہ عدالت شاہجہان پور باشندۂ بہانی شاگرد مقصود عالم مقصود

جب گئے میرے حال کے اخبار	تجھکو اسے بے خبر خبر نہ ہوئی

یاد تخلص امام خان خلف چاند خان فرخ آبادی

وہ کیون اپنے وعدے پہ آئینگے شب کو	سنا ہے کہ مہندی لگائے ہوئے ہین

یار تخلص میر احمد یار دہلوی خلف شاہ اللہ یار شاگرد میر تقی میر

آفرین اے دست گستاخ محبت آفرین	یہ گریبان ایک مدت سے گلے کا ہار تھا

یاس تخلص حافظ حفیظ الدین باشندۂ دہلی

جب تو نہ ملا تو یاس خستہ	پھر کونسی آرزو کرے گا
بادہ خواری نہ چھوڑ تو اے یاس	یہ بھی اک مشغلہ ہے یارون کا
مغبچون سے یہ راہ و رسم اور پھر	یاس کہتے ہو پارسا ہین ہم
یاد آتا ہے ہمین اپنا دل خون گشتہ	جب کہین بزم مین ہم جام و سبو دیکھتے ہین
سماشش مین پردہ کا شکوہ ہے نہ کرتا اوس سے	بیحجابی نے کیا اور بھی بیتاب مجھے
چونک پڑتے ہین عدم سے خفتگان خاک بھی	ہمرہ شور قیامت کیا تری رفتار رہے
جب جنون تھا تو تھے گریبان چاک	عشق ہی اب تو سینہ چاک ہوئے

چاک کیونکر نہ ہووے سو سو بار
پہر یہ آخر مرا گریبان ہے

اسکے ہر تار مین ہے سو شورش
رشک محشر مرا گریبان ہے

یاس تخلص حسن علی خان قرابت دار نواب عقیدت خان شاگرد جعفر علی حسرت مقیم لکہنؤ

جی تلک دے کے خفا وہ تو نہ ہوتا ہرگز
تو نے کیا جانئے کیون یاس کو دلگیر کیا

مجہکو یقین ہو چکا تیرا وہ دل رہا نہین
اتنا نہ ناز کر صنم بندی کا کیا خدا نہین

یاس تخلص حکیم خیر الدین دہلوی شاگرد مومن خان و محمد ابراہیم ذوق

ہون وہ ثابت رہ الفت مین کہ جون نقش قدم
جب تلک مٹ نہین لیتا نہین اصلا ہلتا

زانوے یاس کہان اور سر دلدار کہان
ہمنشین بات وہ کر جسکا ہو کچہ بہی سر پاؤن

شربت وصل نہ پینے دو نہ سم کہانے دو
کیا قیامت ہے نہ جینے دو نہ مرجانے دو

ربط غیرون سے بڑہا مجہسے وفا چاہتے ہو
دل مین سمجہو تو یہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو

عشوہ و ناز و ادا طعنے سے کہتے ہین مجہے
ایک دل رکہتے ہو کس کس کو دیا چاہتے ہو

وصل جانسوز سے پروانے کو کیا ہوتا ہے
کم ہے ٹہنڈا کوئی قسمت کا جلا ہوتا ہے

دم تو لے تیغ تلے اے طپش دل تہم جا
دیکہہ قاتل کا مرے دہیان بٹا جاتا ہے

گردن غیر پہ خنجر کو ہنسی سے رکہا
وان تجہے کہیل ہے یہان کام ہوا جاتا ہے

یاس تخلص تن سکہہ رائے ابن رائے لچہمی پرشاد قرابت دار راجہ الفت رائے شاگرد مقصود عالم مقصود

یار کے آئینۂ رخ کی تجلی دیکہو
صاف شیشے کا گمان ہوتا ہے دیوار و بہار

یاس تخلص مولوی انور علی باشندۂ قصبۂ آرہ ضلع شاہ آباد مفتی عدالت ضلع مذکور ولد شیخ محمد حیات مرحوم شاگرد غلام علی راسخ اٹہارہ اونیس برس ہوئے کہ انتقال کیا دیوان فارسی و اردو انکا نظر سے گزرا

کیونکر کہین مرے تئین رسوا نہ کرینگے
گر دیدہ و دل یہ ہین تو کیا کیا نہ کرینگے

مرغان چمن سب ہی ثنا خوان ہین گل کے
پر یہ نہین معلوم کدہر کان ہین گل کے

یاور تخلص میر امام الدین دہلوی شاگرد نظام الدین ممنون مصوری مین کمال رکہتے تھے

مدعا کہیے تو کیا کہیے کہ ہم کو ہمنفس	بات بہی کرنے کا اوسکے سامنے یارا نہین

یاور تخلص میر مہدی حسن ابن میر امداد حسین باشندۂ نوشہرہ [illegible] مین [illegible]

کسطرح سے نبہے گی کہیئے تو	آپ ہر بات مین بگڑتے ہین

یاور تخلص شیخ امداد علی ولد شیخ ولایت علی باشندۂ بریلی شاگرد محمد بخش شہید وطن انکا دہلی مولد و مسکن لکھنؤ انسے ایک دیوان یادگار ہی

اس آہ نارسا نے کلیجا پکا دیا	اوس گل کے کان تک نہ گئی نالۂ دل
ہوا ہے دفن دل بیقرار پہلو مین	بنا ہے کشتۂ غم کا مزار پہلو مین
کون ہوتا ہے بری وقت مین اپنا یاور	مردہ جو ہین وہ مصیبت مین خبر لیتے ہین

یحیی تخلص منشی یحیی خان سورج مل جاٹ کے قلعہ مین رہتے تھے

رقیبون کی رکہتے ہو تم چاہ دل سے	بہلایا ہمین واہ جی واہ دل سے

یٰسین تخلص مولوی عبد الستار ولد شاہ عبد القادر باشندۂ سلہٹ شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت عرصہ ہوا کلکتہ سے وطن کو چلے گئے راقم کے احباب مین ہین

بیقرار ہی دل بیتاب کا لکھون جو حال	کیون نہ عالم ہو زبین شعر پر بہونچال کا
سیلاب اشک تر سے سمندر کا جوش ہو	گر ہو نہان نظر سے رخ خونفشان دوست

یعقوب تخلص میر یعقوب علی مقیم دہلی مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے یارون مین تھے

ہم تو آتے مین ترے کوچے مین اے یار کبہو	پر یہ خطرہ ہے کہ چل جاوے نہ تلوار کبہو

یقین تخلص انعام اللہ خان خلف اظہر الدین خان شاگرد مرزا مظہر جانجانان قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ون مین تھے وطن انکا سرہند مولد دہلی احمد شاہ بادشاہ کے عہد مین پچیس برس کی عمر مین تہمت زنا پر اپنے والد ماجد کے ہاتھ سے بیگناہ شہید ہوئے اشعار انکے نہایت پر درد

وبا مزہ ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

آشنا کوئی جہان مین کبھو بے وفا نہ تھا | ملتی ہے تیرے مجھسے یہ دل آشنا نہ تھا
جو کچھ کہ مین ہون تجھکو یقین سے ہے منہ اتری | بندہ جو تو بتون کا ہوا کیا خدا نہ تھا
سر پہ سلطنت سے آستان یار بہتر تھا | ہمین ظل ہما سے سایۂ دیوار بہتر تھا
مرا دل مر گیا جسدن سے نظارہ سے باز آیا | یقین پرہیز اگر کرتا نہ یہ بیمار بہتر تھا
شکوہ حسن سے آنسو ہمارے سوکھ جاتے ہین | یقین سورج کے آگے کب اثر رہتا ہے شبنم کا
اسقدر غرق لہو مین یہ دل زار نہ تھا | جب حنا کو تری پاؤن سے سروکار نہ تھا
آنکھ سے نکلے یہ آنسو کا خدا حافظ یقین | گھر سے جو باہر گیا لڑکا سو ابتر ہو گیا
کہون مین کیونکہ نہ صبح بہار تجھکو کہ آج | جو تو چمن مین نہ تھا گل کے منہ پہ نور نہ تھا
شکوہ جفاے یار سے کرنا وفا نہین | بندون کو اعتراض خدا پر روا نہین
کیسے بھی ہم گئے نہ گیا پر بتون کا عشق | اس درد کی خدا کی بھی گھر مین دوا نہین
سوسو ہی التفات تغافل مین یار کے | بیگانگی سے اوسکی کوئی آشنا نہین
یقین مارا گیا جرم محبت پر زہی طالع | شہادت اسکو کہتے ہین سعادت اسکو کہتے ہین
کوئی دن اور کرنے دو جنون مجھکو بہاران مین | عبث سیتے ہو اوسکو کیا رہا ہے اب گریبان مین
کیا دل ہے اگر جلوہ گہ یار نہ ہووے | ہے طور سے کیا کام جو دیدار نہ ہووے
جور و جفا مین یار بہت ہو گیا دلیر | کرتے تو کی یہ راس نہ آئی وفا مجھے
حق مجھے باطل آشنا نہ کرے | ہمین بتون سے پھر دن خدا نہ کرے
جسکو منظور ہو مرنا اوسے جینا ہے عذاب | ہے دم پاک مسیحا دم شمشیر مجھے
نہ نکلا کام کچھ اس صبر سے اب نالہ کرنا ہے | مری فریاد سے شاید مری فریاد کو پہنچے
پریشان خاک سے اوگتا ہے سنبل اسکے ملتا ہے | کہان ہین مرد لیلی اب تلک ماتم مین مجنون کے
دعا مستون کی کہتی ہین یقین تاثیر رکھتی ہے | الٰہی حشر تک مینا سے جہان مین تاک ہو جاوے
اپنے سینہ کو جلا کر داغ کرتے ہین یقین | ان بتونکی ضد سے ہو جاتے مسلمان کبھی

یقین تخلص سید محمد حسین دہلوی

پانی ہو آب خضر جو آجاے نام لب ‌ ‌ ‌ شرمندہ ہو مسیح سنے گر کلام لب

خط سیہ نہین لب شیرین پہ ہمنشین ‌ ‌ ‌ طوطی سبز پر ہے گرفتار دام لب

یقین تخلص میرن صاحب شاگرد اسیر

وصل کی شب رخ جانان پہ نہ کی مین نے نگاہ ‌ ‌ ‌ تھا یہی ڈر نظر آئی نہ سحر کی صورت

یکتا تخلص خواجہ معین الدین خان دہلوی شاگرد عبدالرحمن خان احسان

برسات مین کہی ہے کہ یکتا نہ پی شراب ‌ ‌ ‌ واعظ تجھے کچہ ابر و ہوا پر نظر نہین

وہ کون ہے جو اس دل مضطر مین گھر کرے ‌ ‌ ‌ کسکی مجال ہے کہ ترے گھر مین گھر کرے

یکتا تخلص نوروز علی ولد امان علیخان غالب تخلص باشندۂ عظیم آباد انمین ایک بڑا عیب ہے کہ دوسرے شاعرونکے شعر کو اپنے نام سے پڑھتے ہین

ستارے ہین ثابت تری جوتی کو ستارے ‌ ‌ ‌ روشن ہے مہ و مہر سے گرد ونکی تری آنکھ

یکدل تخلص دلاور خان برادر کہین و شاگرد مصطفے خان یکرنگ باشندۂ دہلی

مطلب مجھے کچہ باغبان سے ‌ ‌ ‌ مین دیوانہ ہون گل کی رنگ و بو کا

یکرنگ تخلص مصطفے خان دہلوی معاصر شاہ آبرو نبیرۂ خان جہان خان لودی شاگرد مرزا مظہر جانجانان منصب دار شاہی تھے بعضے تذکرہ والون نے انکو خان آرزو کا شاگرد لکھا ہے

معلوم ہوا گل سے ‌ ‌ ‌ پھول جاتے ہین زر سے دولتمند

کیون ہوئی ہو تم کہو دشمن ہمارے اسقدر ‌ ‌ ‌ دوست کا ہوتا ہے دشمن کوئی پیارے اسقدر

کیا جانیئے وصال ترا ہو کسے نصیب ‌ ‌ ‌ ہم تو ترے فراق مین اے یار مرچلے

یل تخلص عبدالقادر دہلوی سارا کلام انکا اسی انداز کا ہے

کہدو رقیب سے کہ وہ باز آئے جنگ سے ‌ ‌ ‌ ہرگز نہین ہین یار بھی کم اوس دبنگ سے

یمین تخلص حکیم احمد علیخان دہلوی شاگرد قدرت اللہ خان قاسم

شب کہا مین نے بتا اپنے مجھے گھر کا پتا ‌ ‌ ‌ کان کا بالا بتا کر بس دیا بالا بتا

یوسف تخلص یوسف خان ولد رحمت خان غوری باشندۂ لکھنو

شاگرد آتش

رخ قمر سے زیادہ ہین آب وتاب مین پاؤن
ندیکھے چشم فلک نے بھی ایسے خواب مین پاؤن

کاٹا پہاڑ دل مین نہ شیرین کی گہر کیے
پتھر پڑے نصیب یہ اسے کوہکن ترے

یوسف تخلص مرزا یوسف بیگ ولد مرزا قاسم بیگ لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

تار روز حشر یہ نہین ممکن کہ صبح ہو
اس درجہ ہے دراز یہ شبہای تار زلف

نہین ہے جیب ہوای یوسف وہ رشک حور پہلو مین
برنگ مرغ بسمل ہے دل رنجور پہلو مین

بتان سنگدل کی سخت باتین روز سہتے ہین
نہو کسطرح اپنا شیشۂ دل چور پہلو مین

یوسف تخلص سید امجد علیخان ولد میر فیض علیخان شاگرد احمد علی کامل

اے یار تیرے دست حنائی کو دیکھکر
خوبان مصر کاٹتے بے اختیار ہاتھہ

یوسف تخلص میر یوسف علی باشندۂ دہلی شاگرد عزت اللہ عشق

نہین ہے غیر کے قصے سے کچھ ہمکو خبر یوسف
زبان پر رات دن اوس حور کا افسانہ رہتا

یوسف تخلص میر یوسف علی شاہ خلف حاجی احمد علی شاہ فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

شراب پینے نے کر دیا ہے یہانتک اوس بت کو بے تکلف
نقاب اوٹھا کر یہ کہہ رہا ہے حجاب ہم سے کیا کرینگے



تذکرۃ الشاعرات

اچپل تخلص سنگترا جان

ہے عیش اوسکے جی کو اجی غم بہت ہو یان
شادی وہان رچائی ہے ماتم یہت ہو یان

اسیر تخلص اسیر صاحب طوائف ساکنۂ لکھنو ناز و انداز مین طاق عشوہ و ادا مین شہرۂ آفاق ہے راقم الحروف سے اس مجموعۂ خوبی سے لکھنو مین ملاقات ہوئی تھی

جدھر کو دیکھنے سے جان زار جاتی ہے
اوسی طرف کو نظر بار بار جاتی ہے

یہ بغض تھا کہ نہ چھوڑا تمہارے کوچہ مین
صبا لیے مرا مشت غبار جاتی ہے

یہ محو دید رخ گل ہے بلبل شیدا
نہین خبر کہ چمن سے بہار جاتی ہے

بنّو تخلص اور نام دہلی کی ایک زن خانگی کا ہے جسکے عشق مین گلاب سنگھ آشفتہ اپنا گلا کاٹ کے مرگیا اور اوسکے جنون کا یہ اثر ہوا کہ بنو بھی اس سانحہ کے بعد کسی سے آشنا نہ ہوئی اور چند روز کے بعد عارضۂ دق اوسکے لاحق ہوگیا اور اوسکو بھی آشفتہ کے پاس پہونچا دیا اوسنے آشفتہ کی فراق مین بہت شعر کہے ہین

چھوڑ کر مجھکو کہان اے بت گمراہ چلا
تو چلا گیا کہ یہ دل بھی ترے ہمراہ چلا

نہ تو موت آتی ہے نہ زیست کا یارا مجھکو
ہائے آشفتہ ترے مرنے نے مارا مجھکو

موت پر بس نہین چلتا ہے کرون کیا ورنہ
تو نہین ہے تو نہین زیست دوبارا مجھکو

اب کسے چین کہان عیش کدھر بستر خواب
نہین مخمل بھی کم از بستر خارا مجھکو

ہے غضب وہ تو مرے اور جیون مین بنّو
موت آجائے تو ہو عمر دوبارا مجھکو

نعش آشفتہ کو بیدردون نے پھونکا آگ سے
آتش غم بھی جوانا مرگ کی کچھ کم نہ تھی

بیگم تخلص دختر میر محمد تقی ساکنۂ لکھنو شاگرد تقی میر

ہر شب ان چشم گیسو مین گرفتار تو رکھا
اب کہتے ہو کیا تم نے مجھے مار تو رکھا

کچھ بے ادبی اور شب وصل نہین کی
ہان یار کے رخسار پہ رخسار تو رکھا

بیگم تخلص تارا بیگم

کیون وصل مین چھپاتا ہے تو ہمسے یار پیٹ
رکھتا ہے سو بہار کی یہ ایک بہار پیٹ

بیگم تخلص رشک محل متوطن پنجاب ممتوعہ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ متخلص بہ اختر بہت روزون تک کلکتہ مین تھین اب لکھنؤ کو چلی گئین گانے مین اچھا دخل رکھتی تھین عشقیہ ریختی کہتی تھین یہ شعر اس تذکرے کو لیے بھیجے تھے

ہے منظور باجی ستانا تمھارا
گلہ کرتی سہے جو دوگانا تمھارا

نہ بھولینگی سسرال مین تم کو خانم
نہین مجکو دو بھر ہے کھانا تمھارا

مری کنگھی چوٹی کی لیتی خبر ہو
یہ احسان ہے سر پہ دوگانا تمھارا

ہوا بال بکا جو مرزا ہمارا
تو پھر سنگ ہے اور شانا تمھارا

گھسر سہ گانا کے دوگانا مری مہمان گئی
مین یہ الگار ون یہ لوٹی کہ مری جان گئی

جان تخلص صاحب جان طوائف ساکنہ فرخ آباد

جان جاتی ہے دل ترستا ہے
جلد آجاؤ مینہ برستا ہے

جان و دل بیچتے ہین ہم اپنی
ایک بوسے کو لے لے سستا ہے

جانی تخلص بیگم جان عرف بہو بیگم بنت نواب قمر الدین خان زوجہ نواب آصف الدولہ بہادر نقل ہے کہ بیگم صاحبہ بیمار تھین اور ہمدم نام ایک خواجہ سرا اونکے احوال پوچھنے کو آیا انھون نے فی البدیہہ جواب مین یہ مطلع پڑھا

کیا پوچھتا ہے ہمدم اس جسم ناتوان کے
رگ رگ مین نیش غم ہے چھیکے کہان کہان کے

دل نے برہے لگا یاد وہ ہوا دشمن جانی
کچھ دل کا لگانا ہی ہمین راس نہ آیا

چھوٹا بیگم بنت مرزا بابر مغفور محل خاص مرزا جہاندار شاہ بہادر ولیعہد شاہ عالم بادشاہ

رونے کا عبث بہانا تھا
مدعا تمکو بہان تک آنا تھا

پیکی آتش غم نے جگر جلایا ہے
کہ تا فلک مرے شعلہ نے سر اوٹھایا ہے

چندا تخلص مہ لقا طوائف ساکنہ حیدر آباد شاگرد شیر محمد خان ایمان اسپ تازی و تیر بازی و تیر اندازی مین مردون کی طرح دخل رکھتی تھی چار پانسو سپاہی و تابگر اسکے نوکر تھے شاعرون کی بہت عزت کرتی تھی

یک لخت پارہ پارہ کر ڈالون آئینہ کو	پر کیا کرون کہ تیرا منہ درمیان آگیا

حجاب تخلص بنی جان ساکنہ ہا ہر بنارس مین سکونت اختیار کی تھی

نکلے نہ کیونکر بھلا منہ سے سدا واہ واہ	نام خدا اے صنم تیری ادا واہ واہ

حور تخلص منا جان طوائف ساکنہ لکہنو شاگرد محمد رضا طور

جو پہنا پاؤن مین سونیکا توڑا ای پری تو نے	مسلسل پاسے دیوانہ ہوا زنجیر آہن سے
بدی کی ٹھینے ہمسے ہمنے او سکے ساتھ نیکی کی	ہماری خو یہ ہے ہم دوستی کرتے ہین دشمن سے

دلبر تخلص چھوٹی بیگم ساکنہ حیدرآباد

قسمت مین ہماری نہ ہوا ہای صد افسوس	یک روز لپٹ کر شب مہتاب مین سونا
ہے چوکھٹ آپ کی اور سر ہمارا	قیامت تک یہین ٹکرا ئینگے ہم

دلہن بیگم مشہور نواب بہو صبیہ رضیہ انتظام الدولہ خان خانان بہادر زوجہ آصف الدولہ بہادر

بہا ہے پھوٹ کے آنکھوں سے آبلہ دل کا	تری کی راہ سے جاتا ہے قافلہ دل کا
جہان کے باغ مین ہم بھی بہار رکھتے ہین	مثال لالہ دل داغدار رکھتے ہین

زہرہ تخلص بنی طوائف وطن اسکا کشمیر مولد و مسکن دار الامارت کلکتہ گلرو و گلبدن و گلندام ہے۔ خوشخو و خوش گلو و خوشخرام ہے۔ سخن سنجی و سخن فہمی و سخن طرازی مین آفت ہے۔ سخن چینی و سخن سازی و سخن پردازی مین قیامت ہے کبھی کبھی موزونی طبع کے سبب فکر سخن کرتی ہے اور کلام اپنا راقم الحروف کو دکھاتی ہے

دیکھکر دو رنگ دل ہے عاشق دلگیر کا	سبزہ رخسار سبزہ ہے مگر شمشیر کا
دل ہمارا در و کا پتلا بنا اے برہمن	ہے تصور دمبدم جو اوس بت بے پیر کا
ہے جو غنا و رقص کا چرچا بسنت مین	ہنڈ دل کی بہار ہے ہر جا بسنت مین
اب نغمہ بہار جو ہوتا ہے گوش زد	جوش جنون ہوا ہے زیادہ بسنت مین
کیا کسی ہوش کا زہرہ او سکو بھی ہے انتظار	دیدۂ عاشق کی صورت ہے جو پیدا آئینہ
درد و غم فراق سے شکوہ ہوئی جو بجلی	دلکی کشش کشان کشان اوسکی گلی مین لیچلی

روتے ہین سر پٹکتے ہین زندگی یک عذاب ہے	جب نہ ملے وہ جانجہان کیون نہو دل کو بیکلی
ہجر مین تیرے گلبدن وقف الم ہے جان تن	بستر خار سے فزون مجھکو ہے فرش مخملی

زہرہ تخلص امراو جان عرف چھٹن طوائف ساکنہ لکھنؤ شاگرد آغا علی شمس چھوٹے سے سن مین بڑی طبیعت دار ہے یہ شعر راقم الحروف نے اوسکی زبانی سنے تھے

امتحان ہے اگر مرا منظور	آئیے آزمائیے دل کو
نہوئی شہر و دشت مین تسکین	اب کہان لیکے جائیے دل کو

زینت تخلص اور نام دہلی کی ایک شاہد بازاری کا تہا جو اپنے عاشق مرزا ابراہیم بیگ مقتول کے ساتھ ازراہ وفاداری کے لکھنو کو چلی گئی بعض صاحب تذکرہ نے اسکا تخلص نازک لکھا ہے

شب مہتاب مین تا صبح زینت	خیال ماہرو ہے اور ہم ہین
ہے نالہ وزاری کا مرے شور فلک پر	پر وہ بت مغرور کوئی کان دہرے ہے

سلطان تخلص شاید دختر نواب معتمد الدولہ بہادر کا ہو لیکن حال انکا تحقیق معلوم نہوا صاحب دیوان ہین

قاتل سے کب کہا تہا کہ آنکھین لڑا ہو دل	آخر نہ میری جان پہ آئے بلائے دل

شرم تخلص شمس النسا بیگم بنت حکیم قمر الدین خان بنارسی ساکنہ لکھنؤ شاگرد وزیر دیوان انکا نظر سے گزرا

جیتے جی نہ آیا اوسے کچھ دہیان ہمارا	مرجانے پہ کیا نکلے کا ارمان ہمارا
گر پڑون یار کے قدمون پہ اگرچہ ہو شر آبا	ہاتہ آیا ہے بہانہ مجھے بیہوشی کا
کوئی نا آشنا نہین ایسا	ملے ہین آپ آشنا کیا خوب
وصل مین شرم وحیا شرم کو مشکل ہے بہت	کثرت شوق سے ہوجاتا ہے دشوار لحاظ
دشمن ہوا وہ جان کا کی جب سے دوستی	سچ ہے مثل کسیکا کوئی آشنا نہین
سو طرح کی جفا تری اے نازنین سہی	انسیر ہی ہمکو قدر نہین تو نہین سہی
فرمائیے تو آپ کے پہلو مین بیٹھہ جائین	پیار سے بجائے تکیہ پہلو ہین سہی

شرم تخلص چھوٹی صاحب طوائف باشندہ لکھنؤ کلکتہ مین بھی آئی تھی
راقم الحروف نے اوسکو دیکھا ہے

مردے زندے ہوگئے پازیب کی جھنکار سے
ہر قدم پر حشر برپا ہے تری رفتار سے

یہ کس رشک مہ کا نظارہ ہوا ہے
کہ خورشید آنکھوں کا تارا ہوا ہے

ملے غیر سے یار آنکھوں کے آگے
مری جان یہ کسکو گوارا ہوا ہے

شیرین تخلص بگا طوائف ساکنہ لکھنؤ شاگرد میر محمدی سپہر وامداد علی بحر
راقم نے اسکو کلکتہ مین دیکھا ہے صاحب دیوان ہے

باتین وہ دلفریب ادائین وہ دلربا
ایسے پری خصال پہ کیونکر نہ آئے دل

شیرین کا یہ کلام ہے ہر وقت ہر گھڑی
جبکو خدا خراب کرے وہ لگائے دل

عاشق کو دیکھتے ہین عداوت کی آنکھ سے
آگاہ وہ نہین ابھی الفت کی آنکھ سے

شیرین ترے کلام کو ایسا نہ پائے گا
دیکھے گا جو غزل کو عنایت کی آنکھ سے

صاحب تخلص امۃ الفاطمہ بیگم عرف صاحبجی ساکنہ لکھنؤ دہلی کی سیر بھی کی تھی
مومن خان دہلوی نے مثنوی قول غمین اسکی تعریف مین کہی ہے

رقیبوں کا جلنا کہان دیکھتا تو
سماں یہ مرے گھر مین آیا تو دیکھا

گنہ کیا صنم کے نظارے مین زاہد
یہ جلوہ خدا نے دکھایا تو دیکھا

کھولے ہین اوسنے پیرہن یوسفی کے بند
تکرار کھے نسیم سے کہدو قبائے گل

نظر ہے جانب اغیار دیکھیے کیا ہو
پھری ہے کچھ نگہ یار دیکھیے کیا ہو

صنم تخلص درگا شاہد بازاری اکبرآباد قوم ہنود سے ہے

چھپا یا گر ارخ پر نور اپنا
جیئے گا طالب دیدار کیونکر

ظرافت تخلص دہلی کے ایک زن پردہ نشین کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

اوسکے لب ہین شراب سے بہتر
حسن ہے آفتاب سے بہتر

عالم تخلص خاص محل زوجۂ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ متخلص بہ اختر اندنون شیا برج
متعلق کلکتہ مین رہتی ہین شعر اچھا کہتی ہین ستار اچھا بجاتی ہین مثنوی اور

دیوان اسکے نظر سے گزرے

کیسوے خمدار اوسکے رخ پہ بل کھانے لگا — سینۂ عشاق پر بس سانپ لہرانے لگا
بیقراری کیا بیان ہو اسس دل بیتاب کی — شور و افغان سے ہمارے عرش تھرانے لگا
اوجاڑے دیکھیے کس کسکے آشیانے کو — یہی چمن مین ہے اب چار سو فغان صیاد
اسے باغبان چمن مین یہ کہدے پکار کے — لو بلبلو چلو کہ دن آگئے بہار کے
وحشی وہ ہون کہ قیس نے بھی بس تبرکاً — گنڈے بنا کے پہنے گریبان کو تار کے
عالم وہ طلبگار ترے ہونگے اوسیدن — جب تازہ ستم کوئی بھی ایجاد کرینگے

عزیز تخلص عزیز طوایف ساکنۂ دہلی شاگرد سعادت یارخان رنگین

جبکہ باغ و بہار دیکھین گے — ایک گل کیا ہزار دیکھین گے
تم نہ دیکھوگے گو ہمیں یکبار — ہم تمھین لاکھ بار دیکھین گے

عفت تخلص نجم النسا بیگم ساکنۂ لکھنؤ شاگرد مقصود عالم مقصود تخلص

ہم جو اے جانجہان تمسے بچھڑ جاتے ہین — صدمے ہوتے ہین قلق ہوتی ہین گھبراتے ہین

فرخ تخلص فرخ بخش ساکنہ کانٹھ شاہ بازاری سرگرم دلداری تھی

ہمارے قتل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہے — نگاہ پاک کی شاہد بھی تاثیر ہوتی ہے

قمر تخلص حیدری بیگم عرف ماہ طلعت بیگم بنت مرزا ہمایون بخت ہمشیرہ مرزا محبوب علی

قوس تخلص زوجۂ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ بڑی ذہینہ و طبیعت دار و خوش مزاج و ظریفہ تھین موسیقی مین بھی دخل رکھتی تھین ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتی تھین ۱۲۸۱ھ بارہ سو اکاسی ہجری مین کلکتہ مین انتقال کیا یہ شعر اس تذکرے کے لیے دیے تھے

دل ناشاد کو تمنے نہ کبھی شاد کیا — بھول کر بیٹھے ہین پھر نہ کبھی یاد کیا
مرکے بھی خون گئی بادہ کشی کی زاہد — حشر مین ساقی کوثر کا نہ دامان چھوٹا
روز و شب کرتی ہے بلبل یہ قفس مین فریاد — لوٹے گیا فصل بہاری مین گلستان چھوٹا
لیگیا قیس یہ بھی فوق تمہارا وحشی — مرکے بھی دست جنون سے نہ گریبان چھوٹا

دعوی تھا عبث یا مسیحائی کا تم کو — اچھا نہ ہوا ایک بھی بیمار تمہارا
داغ سودا سر پہ ہے پاؤں مین زنجیر شعاع — ہے یہ پیروی تیری الفت مین یہ حال آفتاب
گر مقابل ہو تمھارے روی آتش رنگ کے — بدر کی صورت گھٹے ہر دم کمال آفتاب
سوزش داغ دل بیتاب سے پایا فروغ — اے قمر کب تھا بھلا ایسا جلال آفتاب
عشق خط صنم کا تھا اللہ یہ گناہ — پھر عذاب آئے ہین مرقد مین مار سبز
گر آب زندگی کبھی تو برسا ے ای فلک — کشت امید وصل ہنوز ہو نمار سبز
اے میکشو شگفتہ ساقی تو دیکھنا — شیشے مین سرخ جام مے خوشگوار سبز
شیدا ہین چشم پرفن آہو شکار کے — گلشن مین کب ہے نرگس بیمار کی غرض
ہون وہ سرگشتہ کہ بعد مرگ ای جوش جنون — لوح مرقد کے لیے سنگ فلاخن چاہیے
تیرے جانبازون کو بس کافی ہی شمشیر نگاہ — قتل عاشق کے لیے کیا تیغ آہن چاہیے
گل سودا شگفتہ ہین یہ فیض اشکباری ہے — نسیم آہ کا جھونکا یہان باد بہاری ہے
نہ پوچھو ہمنشین ہمسے شب فرقت کی بیتابی — الم ہے درد و حسرت ہے فغان ہے آہ و زاری ہے
گرے اتنے ستارے کفش سے تیری مہ تابان — روش گلزار کی ہر ایک فرش زرنگاری ہے

ماہ تخلص منجھلی بیگم ساکنہ لکھنؤ

گر مقابل عارض جانان کے یکدم آئی گل — شرم سے بلبل کو پھر ہرگز نہ منہ دکھلائی گل
کاکل مین میرے دل کو گرفتار کر چلے — کالی بلا سے ہاے مجھے مار کر چلے

محجوب تخلص محجوب محل ممتوعہ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ متخلص بہ اختر اندنون
ٹمیابرج متعلق کلکتہ مین رہتی ہین

اوٹھا سکے نہ مصیبت فراق یار مین روح — نکل گئی تن لاغر سے انتظار مین روح
جو آ ہو تجھے مد نظر تو آ ظالم — نکل نہ جاے کہین تیرے انتظار مین روح
نہ نکلی حسرت دل ایک بھی کہ موت آئی — ہمیشہ تڑپے گی تیرے لیے مزار مین روح
ہے آرزو تیرے ہاتھون سے قتل ہون میں بھی — لگی ہوی ہے تری تیغ آبدار مین روح

مستور تخلص مستور بیگم ساکنہ لکھنؤ

خزان مین بھی نہ کسی سال کم ہوئی وحشت | رہا ہے اپنا گریبان بے رفو برسون

مشتری تخلص قمر النسا عرف محبوب النسا ساکنہ لکھنو شاگرد آغا علی شمس خوش طبع و خوشنویس و خوشگو ہے۔ راقم الحروف سے اس شوخی مجسم سے لکھنو مین ملاقات ہوئی تھی

ناحق ہے ناصحون سے یہ سب بانیان	بندہ نواز آپ کسی کے خدا نہین
اوسوقت آپ میری عیادت کو آئے ہین	جب سانس ہچکی لگے سے اوترتی نہین
ناکسون سے ربط بہ خوشی صحبت اوہ واہ	دیکھی حضرت سلامت سیر زمانی آپ کی
شیخی کی لیا کرین نہ شیخے	جانے کی وہان مجال بھی ہے
غفلت مین ہم اونکو دیکھتے ہین	ہے خواب بھی کچھ خیال بھی ہے
باتین تو وہ کرنے مین تہتی کی	جیسے سے حیا ن ملال بھی ہے
ہین آپس مین ہم گمان کیسے کیسے	بیان کیسے کیسے وہان کیسے کیسے
سے بنے جو بتان کیسے کیسے	اوٹھائے ہین کوہ گران کیسے کیسے
ملے خاک مین جو گردون نہ اوہے	کہین کیسے کیسے مکان کیسے کیسے
ولیمن سبھا چشم کا بہا سبب	جسنے میری ناتوانی دیکھ لی
تیری نظرون مین یکسان نیک و بد	اے مبصر قدردانی دیکھ لی
ہم قسمت کردیا اوس ماہ کو	آسمان کی مہربانی دیکھ لی
جیتے رہتے بھی تو مشکل تھی رہائی	سہتے ہوئے ... کر جیونے
اس سے تو بہتر ہے ...	یا آدمی نہ کسی سے کوئی ...
بار گرا اٹھتے اسے شتے ... نیت	یا بغیر ... مین کہ مرے واسطے ...

ملکہ تخلص انی جنت ... کلکتہ ... مین نہ کمان ابرو خوش کلام خوش خرام ... نازکبدن قوم انگریز سے ہین موسیقی مین اچھا دخل رکھتی ہین ستار خوب بجاتی ہین کلکتہ مین رہتی ہین کبھی کبھی شعر کہتی ہین کلام اپنا۔ راقم الحروف کو کملانی مین تھوڑے روز ہوئے کہ شرف باسلام ہو گئین

ہو نہی نیند بھی ہمسایہ کی تا صبح حرام	بینے نالہ جو کسی رات سر شام کیا
آہ وزاری نہین سنتے بخدا ارا نون کو	اوس صنم کو ملکہ نے ہی تگر رام کیا
ہجر مین دل کو بیقراری ہے	جوشش فریاد آہ وزاری ہے
آنکھین بیقرار اسکے ہو گئین ہین سفید	کسی بت کی جو انتظاری ہے

منتظر تخلص کنا بیگم بنت علی قلی خان شش انگشتی زوجۂ نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر وزیر عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی متخلص بہ نظام شاگرد میر سوز بعض صاحب تذکرہ نے انکا تخلص اور انکے اوستاد کا نام قمر الدین منت لکھا ہے

ترے منہ کی تجلی دیکھکر کل رات حسرت سے	زمین پر لوٹتی تھی چاندنی اور شمع جلتی تھی
اب خواب مین گر وصل ترا ہووے تو ہووے	ظاہر مین تو ملنے کی ہمین آس نہین ہے

مہتاب تخلص اور نام بھی یہی ایک شاہد بازاری کا ہے

دل اوٹھاتا ہے مرا جور و جفا کیا کیا کچھ	آہ کرتا ہے وہ عیار دغا کیا کیا کچھ

ناز تخلص بجان شاہد بازاری فرخ آباد

زہرہ بلائین لینے لگے آسمان پر	توڑا لیا جو ناچ مین اوسنے اوٹھا کے ہاتھ

نزاکت تخلص رجو طوائف ساکنہ نارنول دہلی مین رہتی تھی شعر اچھا کہتی تھی نواب مصطفی خان شیفتہ او سیر شیفتہ و فریفتہ تھے

بسکہ رہتا ہے یار آنکھون مین	ہے نظر بیقرار آنکھون مین
محفل گلعذار مین وہ عیار	لیگیا دل ہزار آنکھون مین
سرمہ خاک پا عنایت ہو	آگیا ہے غبار آنکھون مین
ہون نزاکت وسلے کوئی کیا ذکر	دم رخصت تری سنبھال سکے
نامنصفی ہو اے بت بیداد گر ایسی	چاہت تری غیر دنکو بھی ہوگی مگر ایسی
ہمنبز ہی دشمن کو چھپا ناہی تھا قاصد	کہتا ہے کسی سے کوئی نادان خبر ایسی

نوران تخلص و نام نوران میر احسن ساکنہ فرخ آباد کا ہے

مارا تھا تیری زلف نے کل جسکو گلستان	باغ جہان سے آج وہ بیمار اوٹھ گیا

گلزار ہے صہبا ہے دلدار ہے اور میں ہوں ۔ ایام جدائی کی تکرار ہے اور میں ہوں

قطعهٔ تاریخ ترتیب این تذکرهٔ سخن شعرا چکیدهٔ قلم جواهر رقم حاجی ناظر عبد الله متخلص به آشفته شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم

طبع موّاج حضرت نسّاخ ۔ هست دریای علم و کان سخن
نوک کلکش بجوش فکر رسا ۔ رگ ابر گهرفشان سخن
می تراود ز رشحهٔ قلمش ۔ شیرهٔ جان بکام جان سخن
کرد املای تازه تذکره ۔ بهر ارباب نکته‌دان سخن
یک بیک حرف نکته‌سنجان را ۔ راست سنجیده در بیان سخن
زان جگرگوشگان پاک نژاد ۔ هر یکی مفخر خاندان سخن
آمد از لعل و گوهر مضمون ۔ نامه اش گنج شایگان سخن
از پی قوت روح اهل مذاق ۔ داد ترتیب طرفه خوان سخن
دل بذکر جمیلش از سر شوق ۔ هست ناخوانده میهمان سخن
سال تاریخش از سر فضلی ۔ گفت آشفته گلستان سخن

افضلے ۱۲ ۱

وله

باملای نسّاخ معجز رقم ۔ چه روشن سواد آمد این تذکره
ز آشفته ای دل بتاریخ آن ۔ بگو در نگه سرمهٔ تبصره

۱۲ ہجری ۱

قطعهٔ تاریخ نگاشتهٔ حکیم منور حسین متخلص به فیض و حکیم صاحب مثنوی سلسبیل و عمدة الاعجاز کو صاعقه و جواهر الحکمت و کنایات منوری و صحیفة الاسرار وکیل عدالت دیوانی ضلع مونگیر باشندهٔ امروهه شاگرد مهدی علی زکی

صد شکر که این کتاب نسّاخ ۔ معمور ز نظم دلستان شد
بنوشت حکیم مصرعهٔ سال ۔ این بار کلام شاعران شد

۱۲ ہجری ۱

بی سعید بخت مجموعہ دار متخلص بہ سعید باشندۂ سلہٹ شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم

جناب حضرتِ نسّاخ ہین جو جانِ سخن
جہان مین کہتے ہین سب جنکو رازدانِ سخن

کیا ہے جمع اونھون نے یہ تذکرہ کیا خوب
عجیب ڈھب سے [illegible] ہے [illegible]ستانِ سخن

سعید مجھکو تھی تاریخ کی جو اوسکے فکر
کہا سروش نے آرایشِ جہانِ سخن

۱۲۸۱ ہجری

خاتمۃ الطبع

المنۃ للہ کہ این طلسم جادو نگار گلدستہ گلہای ہمیشہ بہار تذکرۂ سخن شعرا شعر و سخن بہمیں یادگار
تالیف منیف استاد نازک خیال شاعر عدیم المثال جناب معلی القاب مولوی عبد الغفور خان صاحب
بہادر نسّاخ کہ گلبن سخن بنام نامیش از ثمرہای تازہ و نو شاخ شاخ در مطبع نامے
گرامی منشی نول کشور لکھنؤ در شہر مبارک رمضان شریف ۱۲۹۱ ہجری
مطابق ماہ اکتوبر ۱۸۷۴ عیسوی بہزار زیب
و تزئین منطبع گردید +
+ + + +

